

مآذونہ محمدیہ کی ایک تاریخی دستاویز

روضۃ البقیعین

احوال و مقامات

حضرت شیخ احمد محمد الفشانی رضی اللہ عنہ

مؤلف

حسنت نقویہ محمد احسان محمدی شریعی

مکتبہ سبوتیہ

بسم الله الرحمن الرحيم

خانواده مجتهدین اکتسابی و ستاره

روضة البقیة فی

احوال و مقامات

حضرت شیخ احمد محمد الفیاضی مندی

حضرت خواجہ محمد احسان مجتهدی مندی

ترتیب

پیشرو اقبال محمد فاروقی

بسم الله الرحمن الرحيم

کتابت مندی

بسم الله الرحمن الرحيم

موسوعات و عنوانات روحانیہ قیمتیہ جلد اول

صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع
۵۱	حضرت محمدؐ نسبت حسن و	۵۱	نسب
۵۲	حسینؑ رضی اللہ تعالیٰ عنہم	۵۲	نسب کتاب
۵۳	حضرت عبداللہؑ بنی کعبہ نامور اسلاف	۵۳	نسب امیہ
۵۴	دارالشاہدین حضرت علیؑ بن ابی طالب	۵۴	نسب عباسیہ
۵۵	ہراس میں انبیاء کرام کی قبریں	۵۵	نسب عباسیہ
۵۶	باقی سرینہ خواجہ فتح اللہ رحمہ اللہ	۵۶	نسب عباسیہ
۵۷	سورہ مدثر کے پار قیام	۵۷	نسب عباسیہ
۵۸	سورہ مدثر کے پار قیام	۵۸	نسب عباسیہ
۵۹	سورہ مدثر کے پار قیام	۵۹	نسب عباسیہ
۶۰	سورہ مدثر کے پار قیام	۶۰	نسب عباسیہ
۶۱	سورہ مدثر کے پار قیام	۶۱	نسب عباسیہ
۶۲	سورہ مدثر کے پار قیام	۶۲	نسب عباسیہ
۶۳	سورہ مدثر کے پار قیام	۶۳	نسب عباسیہ
۶۴	سورہ مدثر کے پار قیام	۶۴	نسب عباسیہ
۶۵	سورہ مدثر کے پار قیام	۶۵	نسب عباسیہ
۶۶	سورہ مدثر کے پار قیام	۶۶	نسب عباسیہ
۶۷	سورہ مدثر کے پار قیام	۶۷	نسب عباسیہ
۶۸	سورہ مدثر کے پار قیام	۶۸	نسب عباسیہ
۶۹	سورہ مدثر کے پار قیام	۶۹	نسب عباسیہ
۷۰	سورہ مدثر کے پار قیام	۷۰	نسب عباسیہ
۷۱	سورہ مدثر کے پار قیام	۷۱	نسب عباسیہ
۷۲	سورہ مدثر کے پار قیام	۷۲	نسب عباسیہ
۷۳	سورہ مدثر کے پار قیام	۷۳	نسب عباسیہ
۷۴	سورہ مدثر کے پار قیام	۷۴	نسب عباسیہ
۷۵	سورہ مدثر کے پار قیام	۷۵	نسب عباسیہ
۷۶	سورہ مدثر کے پار قیام	۷۶	نسب عباسیہ
۷۷	سورہ مدثر کے پار قیام	۷۷	نسب عباسیہ
۷۸	سورہ مدثر کے پار قیام	۷۸	نسب عباسیہ
۷۹	سورہ مدثر کے پار قیام	۷۹	نسب عباسیہ
۸۰	سورہ مدثر کے پار قیام	۸۰	نسب عباسیہ
۸۱	سورہ مدثر کے پار قیام	۸۱	نسب عباسیہ
۸۲	سورہ مدثر کے پار قیام	۸۲	نسب عباسیہ
۸۳	سورہ مدثر کے پار قیام	۸۳	نسب عباسیہ
۸۴	سورہ مدثر کے پار قیام	۸۴	نسب عباسیہ
۸۵	سورہ مدثر کے پار قیام	۸۵	نسب عباسیہ
۸۶	سورہ مدثر کے پار قیام	۸۶	نسب عباسیہ
۸۷	سورہ مدثر کے پار قیام	۸۷	نسب عباسیہ
۸۸	سورہ مدثر کے پار قیام	۸۸	نسب عباسیہ
۸۹	سورہ مدثر کے پار قیام	۸۹	نسب عباسیہ
۹۰	سورہ مدثر کے پار قیام	۹۰	نسب عباسیہ
۹۱	سورہ مدثر کے پار قیام	۹۱	نسب عباسیہ
۹۲	سورہ مدثر کے پار قیام	۹۲	نسب عباسیہ
۹۳	سورہ مدثر کے پار قیام	۹۳	نسب عباسیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب	روحانیہ قیمتیہ
مؤلف	خواجہ محمد احسان مجددی سرمدی
موضوع	مقامات قیامان مہدیہ
ترتیب و تصانیف	پیر زادہ اقبال علیہ السلام
سال طباعت	۱۹۹۱ء
ناشر	بکستہ مہدیہ، کالج پٹن روڈ، لاہور
مطبع	
صفحات	۵۸۲
قیمت	۱۰/- روپے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع
۱۷۶	حضرت مجدد کو خلعت پہن دینے سے	۱۷۶	غیر سے بنایا ہے۔
۱۷۸	فرزاد اٹھیا۔	۱۷۷	مقام ادا مستند۔
۱۷۹	ولا بیتہ و بیوت کا مقام	۱۷۷	اچلی طبیعت محمدی کا مقام۔
۱۸۰	وحدت الوجود علامہ مہناذیاد سے بنیں۔	۱۷۸	مقام فضیلت
۱۸۱	ولایت صغریٰ سے ولایت کبریٰ تک	۱۷۹	حضرت مجدد فریم اہل کو تاج
۱۸۲	اشباح شریعت محمدی کا احاطہ۔	۱۸۰	قیومیت ملا۔
۱۸۳	مجدد صدی	۱۸۱	خویشہ الزحمت کا خطاب
۱۸۴	اللہ تعالیٰ نے مجدد العثمانی کو	۱۸۲	حضرت مجدد العثمانی کے
۱۸۵	خلعت قبول فرماتے۔	۱۸۳	اجتہادی کارنامے۔
۱۸۶	سیدنا غیاث کے ہاتھ سے	۱۸۴	حضرت امام الرضیہ کا تقلید
۱۸۷	دستا قبول فرماتے۔	۱۸۵	حضرت مجدد کا اجتہاد۔
۱۸۸	قیم اول کا مقام	۱۸۶	حضرت مجدد کے اجتہادی کارنامے
۱۸۹	قریم کائنات کے انتظامی امور کا	۱۸۷	حضرت مجدد کا حضرت باقی باللہ کی
۱۹۰	بھگوان ہوتا ہے۔	۱۸۸	نظا میں مقام۔
۱۹۱	نعلی نایاب	۱۸۹	حضرت خواجہ باقی باللہ کا ایک مکتوب
۱۹۲	حضرت مجدد العثمانی کا حسب نسب	۱۹۰	حضرت خواجہ باقی باللہ اور مجدد
۱۹۳	قیومیت کی طبیعت	۱۹۱	البت تانی رحمہ اللہ۔
۱۹۴	طہنت و اصالہ اللہ کی ضایت	۱۹۲	حضرت خواجہ باقی باللہ پر گنگ کا
۱۹۵	حضرت مجدد کا بدن حضور کے بقیہ	۱۹۳	ایک، ہم انعام۔

صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع
۲۱۱	شاہ مکہ کی قتل جانب غوث اعظم کا	۱۹۱	حضرت مجدد العثمانی فرزند خواجہ
۲۱۲	فرزاد مکہ کی پیش کرتے ہیں۔	۱۹۲	باقی باللہ پر۔
۲۱۳	شہید غامہ	۱۹۳	شیخ تاج کی کیفیت
۲۱۴	صدر بہان اور خان اعظم عہدہ	۱۹۴	شیخ تاج حضرت مجدد کے
۲۱۵	مریدین میں۔	۱۹۵	غلاموں میں۔
۲۱۶	حضرت باقی باللہ کا ایک خصوصی	۱۹۶	مکتوب۔
۲۱۷	حضرت مجدد العثمانی حضرت باقی باللہ	۱۹۷	خواجہ حاتم الدین کا خواب
۲۱۸	کی خدمت میں۔	۱۹۸	شیخ تاج کا حضرت مجدد کی
۲۱۹	ولایت اور ولایت	۱۹۹	خدمت میں عریضہ۔
۲۲۰	اپنے مرشد پر توجہ	۲۰۰	ولی کے مشکوک لوگوں کو معافی۔
۲۲۱	عزیزت شہ قف	۲۰۱	اکبر بادشاہ کے دعوئی عثمانی پر
۲۲۲	مراۃ العالم اور مرآۃ جہان	۲۰۲	اضطراب۔
۲۲۳	حضرت باقی باللہ کی خبر رحلت	۲۰۳	حضرت مجدد العثمانی کا پہلا اقدام
۲۲۴	مولانا جمال تلوی رحمہ اللہ	۲۰۴	پہلی کامیابی
۲۲۵	وحدت الوجود کا راز	۲۰۵	دویم البی اور دوسری مصیبت
۲۲۶	خواجہ فرخ حسین رحمہ اللہ	۲۰۶	عالمی مصلحت حضرت مجدد کے
۲۲۷	میر نصیر احمد مدنی رحمہ اللہ	۲۰۷	مرید بن گئے۔
۲۲۸	حضرت خواجہ باقی باللہ کی وفات	۲۰۸	حضرت مجدد کی قیومیت کا مشائخ
۲۲۹		۲۰۹	وقت نے عزائم کر لیا۔

صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع
۲۲۸	علماء کرام کا ایک فوری کانفرنس	۲۲۸	حضرت مجدد الف ثانی کی تصانیف
۲۲۹	نواسان اور پشیمان کے لوگ حلقہ	۲۲۹	کامیاب
۲۳۰	بہادری میں	۲۳۰	مہر کی حاضری
۲۳۱	سلسلہ حمید کی اہمیت میں اشاعت	۲۳۱	نئی گیم کے درود و سلام سے
۲۳۲	اور مقبولیت	۲۳۲	حضرت حمید کا حجتہ
۲۳۳	شاہ قومان عبداللہ اور ایک کا	۲۳۳	تجربہ کے ساتھ درجہ
۲۳۴	ایک حراسہ	۲۳۴	ایک مشاہدہ
۲۳۵	فرار سے پہلے ایک پیغام	۲۳۵	خواب و حیرت کا بل کے خلوک
۲۳۶	عبداللہ خان امام رضا کے مزار پر	۲۳۶	کا ازالہ
۲۳۷	دفعہ دفعہ پر حضرت حمید کا ایک	۲۳۷	سرور کا ثبات کی زبانت کا ایک
۲۳۸	رسالہ	۲۳۸	ذریعہ
۲۳۹	رسالہ دفعہ دفعہ کی شہرت	۲۳۹	میر کا شیخ کا مریہ ہونا
۲۴۰	حضرت حمید کی شہرت پر شیخ	۲۴۰	شیخ شلیل و جعفری کا ایک
۲۴۱	فضل امیر باغی کی تصدیق	۲۴۱	خاص مکتوب
۲۴۲	ایک عالم دین کی شہادت	۲۴۲	شیخ طبری کا بیعت ہونا
۲۴۳	سجدہ کرنے سے انکار پر گرفتاری	۲۴۳	حضرت شیخ کا واقعہ
۲۴۴	شیخ حسن خونی کی عقیدت	۲۴۴	شیخ سلاسی کا ایک جابلہ
۲۴۵	حضرت حمید الف ثانی اور سابقہ	۲۴۵	جان محمد جالندھری کا مشاہدہ
۲۴۶	اولیاء اللہ	۲۴۶	دقیقہ ثانی میں حضرت حمید کا عظمیٰ

صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع
۲۴۷	حضرت حمید	۲۴۷	سارے عظمیٰ کی تشریف آوری
۲۴۸	خواجہ معین الدین کا ایک قول	۲۴۸	سارے عظمیٰ کے شکر و تحسین
۲۴۹	حضرت حمید الف ثانی کی خدمت	۲۴۹	اس وقت
۲۵۰	میں اکابر اور اہل	۲۵۰	حضرت حمید کے عظمیٰ کی عظمت
۲۵۱	سرمد میں طاعون سے تباہی	۲۵۱	اور شہری
۲۵۲	جنت کا شکر	۲۵۲	نوا اہل عظمیٰ کی حاضری
۲۵۳	سرمد کی سرمد میں	۲۵۳	نوا اہل عظمیٰ کی حاضری
۲۵۴	حضرت حمید کا مزار	۲۵۴	نوا اہل عظمیٰ کی حاضری
۲۵۵	قبر پر ادب سمٹ گئیں	۲۵۵	نوا اہل عظمیٰ کی حاضری
۲۵۶	حضرت حمید الف ثانی کی عمر	۲۵۶	نوا اہل عظمیٰ کی حاضری
۲۵۷	انبار کے مزار سرمد کے شہر	۲۵۷	نوا اہل عظمیٰ کی حاضری
۲۵۸	مشافعات سرمد میں پانچویں	۲۵۸	نوا اہل عظمیٰ کی حاضری
۲۵۹	حضرت حمید کے مکتوبات کی جلد	۲۵۹	نوا اہل عظمیٰ کی حاضری
۲۶۰	اولیٰ کی اشاعت	۲۶۰	نوا اہل عظمیٰ کی حاضری
۲۶۱	حضرت حمید کی جگہ میں حروف	۲۶۱	نوا اہل عظمیٰ کی حاضری
۲۶۲	مقتعات	۲۶۲	نوا اہل عظمیٰ کی حاضری
۲۶۳	اسرار مقلعات	۲۶۳	نوا اہل عظمیٰ کی حاضری
۲۶۴	حضرت حمید و دولت الیٰ کے	۲۶۴	نوا اہل عظمیٰ کی حاضری
۲۶۵	نوا اہل عظمیٰ کے اسلام میں	۲۶۵	نوا اہل عظمیٰ کی حاضری

صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع
۳۸۱	مستحب بیدار گیا	۳۹۲	دعا: چھانچیری سے سرخوردگ
۳۸۲	ایک شخص نے شرع کی فکر کی داستان	۳۹۳	مشرک علی ٹکس رسالت
۳۸۳	جڑی کی شفا	۳۹۴	خواجہ باشم لکھی دکن میں
۳۸۴	مکرم بدل گیا	۳۹۵	زندگی کی آخری راتیں
۳۸۵	حضرت مسابہ سے دشمن کو سزا	۳۸۶	درد و برا بھائی کی اہمیت
۳۸۶	حضرت محمد اللف ثانی کا ایک عرض	۳۸۷	گناہ گار کا توبہ کا ثبوت
۳۸۷	ایک عالم دین کا مشاہدہ	۳۸۸	عابد و مدد رسید کو خاص خوشخبری
۳۸۸	فرشتوں کا ادب	۳۸۹	حضرت محمد کی چند کرامات
۳۸۹	ایک نوکر دعا	۳۹۰	سجدہ میں کاشت کے حوالے
۳۹۰	دکن کا ایک فقیر	۳۹۱	گرا مت یا استقامت
۳۹۱	شان نماں کا نسب	۳۹۲	ادبیا سبب: حضرت محمد اللف ثانی
۳۹۲	ایک سجادہ نشین کا حشر	۳۹۳	حضور کا معجزہ قرآن ہے
۳۹۳	ایک ماذن سمیت: با اولیاد	۳۹۴	حضرت ابراہیم اور حضرت عیسیٰ کے
۳۹۴	ایک بچہ چلی بیڑ کے غور کا علاج	۳۹۵	میں و است
۳۹۵	حضرت محمد نے اپنے بھائی کی موت	۳۹۶	حضرت محمد اللف ثانی کے خدا کا سائق
۳۹۶	کی نسب سوری	۳۹۷	قلبی شاعر ہیں حضرت خوش لاغظ کا
۳۹۷	پیش روک دی گئی	۳۹۸	توفیق
۳۹۸	گری ویا و روک گئی	۳۹۹	ایک کیمیا گر حضرت محمد کی خدمت میں
۳۹۹	سور کا ایک مکان	۴۰۰	بت خدا کی پر بادی

صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع
۴۰۱	حضرت محمد اللف ثانی کے مکتوبات	۴۰۲	فصل: شہر اور خواص لاکھ
۴۰۲	حضرت محمد اللف ثانی کے شب سرور	۴۰۳	شیخ ابو موسیٰ اللیثی بن عمری کا ادب
۴۰۳	حضرت محمد اللف ثانی کے شب سرور	۴۰۴	ابن ماری غلطی اور غلط تفسیر
۴۰۴	حضرت محمد اللف ثانی کا اختتام	۴۰۵	حضرت محمد کا لباس اور کیمیا
۴۰۵	حضرت محمد اللف ثانی کے فصاحت	۴۰۶	حضرت محمد اللف ثانی کے خصائص
۴۰۶	حضرت محمد اللف ثانی کا ادب	۴۰۷	حضرت محمد اللف ثانی کی یادگار
۴۰۷	حضرت محمد کے چھوٹا عظیم	۴۰۸	وینیتیں
۴۰۸	سنت کے معمولات	۴۰۹	حضرت محمد کے اپنے وصالی کا
۴۰۹	عزیز کی برکات	۴۱۰	اعلان مستر پایا
۴۱۰	عزیز کی ترغیب	۴۱۱	حضرت محمد اللف ثانی کی مریدوں
۴۱۱	حضرت محمد کے معمولات	۴۱۲	کے لئے آخری دعا
۴۱۲	ای ناز کے بعد کے معمولات	۴۱۳	شریعت کے بغیر باطنی ترقی نہیں
۴۱۳	حاجم اور عشاء کی نمازیں	۴۱۴	پوسکتی
۴۱۴	سنت نبوی کی پیروی	۴۱۵	نہایت یکساں مہدی کے مریدوں
۴۱۵	ایک پیادہ نبوی کا پروردگار ہے	۴۱۶	کی شہر
۴۱۶	ایک پیادہ نبوی کا پروردگار ہے	۴۱۷	حضرت محمد کے معجزہ کو خطیب
۴۱۷	ایک پیادہ نبوی کا پروردگار ہے	۴۱۸	گالیت: مجذوبہ چارلسوننگ
۴۱۸	ایک پیادہ نبوی کا پروردگار ہے	۴۱۹	تیرہویں صدی ہجری کے نقشے
۴۱۹	ایک پیادہ نبوی کا پروردگار ہے	۴۲۰	حضرت امام مہدی کا وزیر عظیم محمدی بزرگ

صفحہ	موضوع	صفحہ
۴۵۶	حضرت حمزہ کا اوصافِ اسلام	۴۵۶
۴۵۷	حضرت جناب غوث الاعظم کا ایک شعر	۴۵۷
۴۵۸	بزرگانِ سرسبز کے مزارات کی	۴۵۸
۴۵۹	آخری زیارت	۴۵۹
۴۶۰	حضرت حمزہ کا مرضِ الموت اور وصال	۴۶۰
۴۶۱	حضرت حمزہ کی زندگی کا آخری عہد	۴۶۱
۴۶۲	اہل بیت کا اہتمامِ ختم	۴۶۲
۴۶۳	سایہ دار عالمِ درختِ گریبا	۴۶۳
۴۶۴	قیام کے لئے وصیت	۴۶۴
۴۶۵	وصال سے ایک دن قبل	۴۶۵
۴۶۶	طووع آفتاب کے بعد قیامت کا	۴۶۶
۴۶۷	آفتابِ طرب ہو گیا	۴۶۷
۴۶۸	نہاں از شب و بظاہر بر آمد	۴۶۸
۴۶۹	اہل علم سے پانچ سو تالیخ وفات	۴۶۹
۴۷۰	کہیں	۴۷۰
۴۷۱	حضرت حمزہ کی تجویز و تکفین	۴۷۱
۴۷۲	خاندانِ ارحمتِ خدایتانہ پر شہادت	۴۷۲
۴۷۳	مزار پر دو کسوں کو اور داغ	۴۷۳
۴۷۴	جہاں بچہ سرسبز ہیں	۴۷۴

صفحہ	موضوع	صفحہ
۴۷۵	خاندانِ ارحمت کی وفات	۴۷۵
۴۷۶	عہدِ سعید کی نفسی	۴۷۶
۴۷۷	کی جگہ	۴۷۷
۴۷۸	شاہِ عبداللہ شاہِ سعیدی	۴۷۸
۴۷۹	صحتِ حمزہ العتہ ثانی کے فلسفہ	۴۷۹
۴۸۰	ارام	۴۸۰
۴۸۱	صحتِ خواجہ کا حکم کشی و علاج	۴۸۱
۴۸۲	سیرِ شیعہ طائریہ و سیرِ قدس سرہ	۴۸۲
۴۸۳	حج و عمر الدین شہباز پوری	۴۸۳
۴۸۴	شیخِ فہمید رحمان	۴۸۴
۴۸۵	شیخِ حاتم رحمان	۴۸۵
۴۸۶	شیخِ طاهر نجفی رحمان	۴۸۶
۴۸۷	حضرت مولانا یوسف سمرقندی	۴۸۷
۴۸۸	صحتِ مولانا احمد برکی رحمان	۴۸۸
۴۸۹	صحتِ مولانا حسن برکی رحمان	۴۸۹
۴۹۰	حضرت مولانا صالح رحمان	۴۹۰
۴۹۱	حضرت خواجہ محمد صدیق بدیشی رحمان	۴۹۱
۴۹۲	حضرت شیخ عبدالحی رحمان	۴۹۲

صفحہ	موضوع	صفحہ
۵۷۶	فیضانِ محمدیہ کی حضرت آدمؑ بنوری	۵۷۶
۵۷۷	کی قبر پر نظر التفات	۵۷۷
۵۷۸	حضرت شیخ آدم بنوری کے غصہ کے کام	۵۷۸
۵۷۹	حضرت محمد الفنا ثانی کے صحابہ اشعار	۵۷۹
۵۸۰	و مکتوبات	۵۸۰
۵۸۱	حضرت شاہ سکندر کاوری رحمانہ	۵۸۱
۵۸۲	حضرت شاہ فضل اللہ برہانپوریؒ	۵۸۲
۵۸۳	حضرت شاہ عینی برہانپوریؒ	۵۸۳
۵۸۴	شیخ نظام الدین بنوری رحمانہ	۵۸۴
۵۸۵	حضرت شاہ قاسم سیدجانیؒ	۵۸۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دُوسْرَے اَقِیْمِیْنَ

اور

مُؤَلَّفِ عِلَام

دُوسْرَے اَقِیْمِیْنَ اِن مَحْرُوفِ اَدِیْمِیْنَ کِتَابُوں مِیں سَے اِکِکِ شَیْءِ اَقِیْمِیْنَ کِتَابِ ہِے
 حضرت عزیز اللہ تاقی شطیج احمد سرہندی قدس سرہ قادیان کے احوال و مناقب پر لکھی
 تھیں ہیں، فاضل مؤلف نے اس سے چار جلدیں (چار اکٹین) میں تکریم کیا۔ اور یہ دین
 میں فائز و مجدد ہے کہ ایک ایک قیوم کے احوال و مناقب کو نہایت تفصیل سے بیان
 کیا۔ دوسرے الفاظ میں اس کتاب کا دائرہ تحریر حضرت محمد العباس تاقی قدس سرہ کے
 ہر والدت، ہر سوال الحکم ملکہ سے اختتام تک ہے، ذی الحجہ سنہ ۱۲۸۵ھ تک پہنچا
 ہوا ہے۔ چنانچہ ناظرین کے سامنے ساڑھے تین سو سال تاریخ کا وہ قدر ہے جو حضرت
 محمد و اہل بیتؑ کی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، ان کے مشائخ، ان کے اساتذہ
 مناسب، ان کے خلفاء، ان کی اولاد، ان کے محدثین، ان کے معاندین، ان
 کے مخالفین، ان کے منافقین کے حالات و کوائف پر محیط ہے۔

مولف غلام شہ اس کتاب کو فارسی زبان میں تحریر کیا۔ اور کئی برسوں کی مشہور روز
تحقیق و محنت سے مستند بین ممکن کیا، اس فارسی کتاب کو ایک طویل عرصہ کے بعد اردو میں
منتقل کیا گیا۔ اور یہ تصحیف میں اس کے دو تراجم جدید سے آراستہ ہوئے۔ اور خاوند کو مجتہد
کے حالات پر ایک مستند اور قابل معین ناقد کی طبیعت سے درج کیا گیا۔ حضرت مخدوم پر کلمی
جائے والی کٹر کلامیں، اسی کتاب و مکتبہ اقدیہ کے گلاب سے رنگا رنگ کی رنگ و بو سے
موز و معطر ہیں۔

کتاب سکھیا چم میں فاضل مولف نے کتاب کا تعارف لکھتے ہوئے بیان کیا ہے کہ یہ
کتاب قدیم اہل حضرت خلیفۃ المسیح مجدد الف ثانی کی سرسندی، قدیم ثانی حضرت امام محمد مصطفیٰ
سرسندی و فرزند سوری حضرت مجدد الف ثانی، قدیم ثالث حضرت امام حبیب اللہ خواجہ محمد شفیع
حضرت مجدد الف ثانی کے پرستار اور قدیم رابع حضرت خلیفۃ المسیح خواجہ محمد زبیر و فرزند شیخ
ابوالاعلیٰ مجددی، رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے احوال و مقامات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کو چار
جلدوں (جلدوں) میں تقسیم کرنے کی بڑی سعادت و محنت بیان کی گئی ہیں۔ اور ہر جلد کے مضامین
عزیزانہ اور مندرجات پر روشنی کرائی گئی ہے۔ اگر کان اسلام کی انہیت سے کتاب کو چار
اگر کان جلدوں پر تقسیم کرنے کوئے لکھتے ہیں، کہ
ترکین قول : قدیم اہل حضرت مجدد الف ثانی۔ آپ کے پیش اور خلفہ کے احوال و مقامات
پر مشتمل ہے۔

ترکین دوم : قدیم ثانی حضرت خواجہ محمد مصطفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد و خلفانہ
کے حالات پر مشتمل ہے۔

ترکین سوم : قدیم ثالث حضرت خجہ الاسلام خواجہ محمد شفیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ان کے بچوں اور
خلفاء کے حالات پر مشتمل ہے۔

ترکین چہارم : قدیم رابع حضرت خواجہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احوال، ان کے پیش اور

خلافہ کے حالات پر مشتمل ہے۔

کتاب کے باخیز، جو اصرار اور شایع کا ذکر کرتے ہوئے فاضل مولف نے خلافت احرار
حلال اور تاریخی کتابوں کی نشاندہی کی ہے۔ چونکہ مولف خلافت احرار کو مجتہد کے ایک صاحب
نظر لب ہیں، اس لئے وہ ابن حالات کی خواہ حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت خواجہ محمد مصطفیٰ
کی سرسندی کے قابل اعتماد و اعتبار فرزندوں کی خاندانی روایات پر لکھتے ہیں حضرت
مجدد الف ثانی کے حالات و وسیلوں سے آگے تھے۔ حضرت خواجہ محمد مصطفیٰ اور خواجہ محمد شفیع
ابن ابی و سید سے اور حضرت خواجہ محمد زبیر سے اس سرفہ کے لئے حالت حقیقہ و بد شاہ ہیں۔
ہاں امین حالات حضرت خواجہ محمد زبیر سرسندی کے نواسوں کی زبانی حاصل کئے۔ جو
حالت قدیم کے ذمہ تو بہت بڑے تھے۔ پھر اس سے حالات قدیم رابع حضرت خواجہ
محمد زبیر اور مولف کے والد حضرت شیخ حسن محمد بن حضرت شیخ محمد باقی قدس سرہا، کی
ملانی اور انہیں فلم بند کیا، ان چہرہ دیدہ حالات کے خاندانی راویوں کے علاوہ کتاب کی
اصول کے وقت مندرجہ ذیل کتابیں بھی مولف کے سامنے رہیں۔

حضرات القادسیں : علامہ دارالقرآن سرسندی خلیفہ حضرت مجدد الف ثانی
ہذا مقامات : خواجہ باقر محمد خلیفہ حضرت مجدد الف ثانی
و کتاب الدرر : شیخ مزاراوی (مولف کے دادا)۔

حکمت الامامیہ : شیخ محمد باقی مجددی۔

تاریخ حضرت محمد شادی الحال : حضرت قدیم ثانی خواجہ محمد مصطفیٰ سرسندی کے پرستار

و حالات الشیوخہ صفحہ : مطبوعہ مکتبہ افضل بیرون، مکتبہ بن دین، لاہور۔

حضرت القادسی فاضل کے ان بیڑوں جیسے ابوالکلام و دو ذریعہ جیسے ابوالکلام۔

نقد و مقامات کے نگارشی : ابوالکلام، ہندو، علی جیسے اور ترکہ کی جیسے علی جیسے علی جیسے۔

اور دو صاحب بھی چھپ چکا ہے۔

تاریخ سمرقند: آپ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے فرات تھے۔

تجدید یہ: شیخ محمد باقر، مکتبہ سرمدی۔

نجم الہندی: شیخ محمد باقر، مکتبہ سرمدی۔

ترجمہ حبشیہ: شیخ محمد باقر، مکتبہ سرمدی۔

القصص: طبقات مصطفیٰ، مقامات مصطفیٰ۔

حسانہ حرمین: راقوت احمد، مروج الزمزمیہ۔

مطالعہ ہدایت: شیخ عبدالعزیز، مکتبہ سرمدی۔

مقامات نقشبندی: حضرت ابو العباس خبزی۔

منہ قبہ الحضرة: خواجہ غلامی، مکتبہ شیخ آدم بنوری۔

ان کتابوں کے علاوہ مرآۃ العالم مؤلفہ محمد رضا، مرآۃ جہان پتہ سمرقند، کرامت اولیاء

مفتیہ الاولیاء، اور سبکدہ الاولیاء، مؤلفہ شہزادہ دارا شکوہ بھی فاضل جوگت کے

ساتھ ہیں۔ ان کتابوں سے فاضل جوگت نے کلی حالات، اقتدار کی جنگ کے شبہ روز

مغل سلطنت کی تعالیٰ اقتدار، دشمنان سلطنت منلیہ کے حملے اور اعلیٰ سلطنت کے

لیبل و نرسا بیان کر کے میں استفادہ کیا۔

روضۃ الغیر کے فاضل جوگت نے اپنے معاصرین کی روایات سے بہت کرعین

ایسی اصطلاحات اور مقامات بیان کیے ہیں جو ہمیں دوسری کتابوں یا تاریخی حوالوں سے

سے نہیں ملتے۔ پھر خانوادہ عبدیہ کے فضائل اور حالات کو اس انداز سے پیش کیا

گیا ہے کہ قارئین ان حالات کو سہلانہ انداز میں، تعلق اور محسوساتی پر معمول کرتے گئے ہیں

اگرچہ ہم قارئین کے کچھ نظر سے متفق نہیں۔ چونکہ اصطلاحات، خطابت اور دعائے

کو جو تفسیر عوام کی پر محسوساتی پر معمول کرتے ہیں۔ مگر اس حقیقت سے غلام نہیں

لہا ہا کے تاکہ صاحب روضۃ الغیر نے عام روایات سے بہت کرعین اصطلاحات کو

حال کیا ہے۔ وہ قارئین کے لئے غیر راسخ ہیں اور انہیں مشکلات میں ڈال رہی ہیں۔ ان

حالات کے معانی اور مطالب بیان کرتے وقت میں فاضل جوگت نے عام اصطلاحات

صورت سے بہت کر بات کی ہے۔ غیریت ایک ایسی اصطلاح ہے جسے ہم روضۃ الغیر

میں پہلی بار دیکھتے ہیں۔ پھر قریم کے مقام اور منصب کو جس انداز سے بیان کیا گیا ہے۔

اس سے خوش، اقطاب اور افراد کے بلند مقامات پرست دکھائی دیتے ہیں۔ غیریت

ہے مقام کے ماترینیت، اصالت، غنث، جمہوریت، ولایت ایسے مقامات ہیں جو ان

اصطلاحات کو غیر کے ششما اور باور مولک کے راہرو بھی چند لحاظ ترک جاتے ہیں۔

اسباب حقیقت اور حوالہ شریف کے اختلافات تو علمی دنیا میں روایت کے طور پر سامنے

آتے ہیں۔ مگر صاحب روضۃ الغیر نے خاصہ اور مکاشفہ خصوصیات اور مکاشفات

باز، اعلیٰ فہم کے دل بھی گراں بار ہے، حضرت محمد اور قریم اور قریم کے مناصب

کا موازنہ اور مقابلہ بھی صاحب روضۃ الغیر نے کمال کا خاصہ ہے جس پر ناقدین

کی تہنیکاریوں کوست جاتی ہیں۔

ان اختلافات اور متضامات کے باوجود زیر نظر اقطاب روضۃ الغیر حیرت آمیز

کے احوال و مقامات کی تعبیل و تفسیر کا ایک بے مثال جذبہ ہے جسے خانوادہ عبدیہ

عرب سے بڑا مذکرہ نگار نظر انداز نہیں کر سکتا۔ اور اسے اصلاً یا کلاً ناگزیر

الغیر ہو کر آخذا مانا پڑتا ہے۔ سرمدی تہذیب کے بعد خانوادہ عبدیہ کا علمی مرکز ہے

ہرم کو گیا۔ مگر اس خانوادہ عابدیہ جو حضرت کفایت کی کی ناصت و ناراج سے بچ کر

انسان عالم میں پہلے تو اس مرکز کے تمام علمی خزانوں سے غرور ہو چکے تھے۔ جو کتابیں

تھیں ان میں سے روضۃ الغیر ایک روکشی کا میدان بن کر ابھر آیا اور ایک نکتہ زندہ

ہے۔ اس نپائی کے بعد حضرت اجدادیہ پر جس قدر کام ہوا، جتنی کتابیں لکھی گئیں، جتنے تذکرے سامنے آئے، وہ اسی کتاب کی روایتوں کی روکشوں سے مختصر نظر آتے ہیں۔ وہ قادیان کے قادیان کا قلم جس کی حضرت اجدادیہ پر جو کچھ لکھنے کے لئے آگے بڑھا ہے تو اسے مکمل کتاب امام زبانی حضرت اقدس اور زبدۃ المفاتیح کے بعد انہیں روایات کا سپہرا لینا پڑے۔ جو روایتیں قادیان کے رہنے والوں نے لکھی ہیں۔

حضرت عبید العتب ثانی اپنی زندگی میں بھی اور بعد از حیات بھی اہل بدعت، طغیان، اہل تشیع، جبر، مسلم، عیسائی، کفار کی مخالفت کا نشانہ بنے رہے ہیں، پھر آپ کا سلسلہ
بہرہ جودہ، اور خاندانہ جودہ یہ ہے کہ اگر حضرت ابی ایوبؓ کی تنقیدی تحریروں کی ذمہ داری
سب سے پہلی اسی پر محکم ہیں۔ ان اعتراضات، تنقیدات اور تنقیحات کے جواب میں حضرت
عبید بن جراحؓ نے بارہی سے مقابلہ کیا۔ جوابات دیئے۔ وضاحتیں کیں۔ علمی اور سیاسی مباحث
کو نہایت علاحدہ انداز میں پیش کیا۔ جودہ کی اہل قلم نے اپنے دفاع میں قابلِ حصار افتخار
تحریریں باوجود زمانہ جاہلیہ اور دفاعی تحریروں میں روشنائیِ حقیر کی یادوں جلیں اپنی
مثال کہہ ہیں۔ فاضل عارف نے اپنے مخالفین کے تمام اعتراضات کا مثبت جواب دیا
اور ان تمام اشخاص نے جسے شہادت کو نقد و نظر کی کوئی پیر کا اور اہل علم کو دعوتِ مطالعہ
دی۔ روشنائیِ حقیر کے اس جہاد میں حضرت جودہؓ کے صاحبِ اثر کے ذکر علماء ربیع علی حضرت
جودہؓ کی تحریکِ عینیت کا بہرہ جودہ کیا۔ صاحبِ روشنائیِ حقیر نے لکھا ہے کہ دوسری
کمان کوں کہ چھوڑ کر لڑتے ہیں اس خاندان کے تعظیم میں حضرت جودہؓ کے دفاع میں جو
رمالی تعظیم کے۔ ان کی تعداد تین سو ساٹھ ۳۰۶ ایک پہنچ گئی تھی۔ ان میں سے ۵۰ رسائل
نصرتِ جودہؓ کی اولاد سے ہی رکھے تھے۔ جن میں سے حضرت قیوم ثالث جو اب فرشتہ غدیر
خوار اور حضرت جودہؓ، حضرت علیؓ، حضرت قیوم ثالث اور حضرت فرشتہ غدیرؓ

ہر کتاب کی لکھنے کے ساتھ سر بند کیا، اور دیکھ کر عرصہ انکسار کے مزار پر فاضلؒ کو لہار دیا۔ پھر مشرقی طاقے میں چلا گیا۔ وہ سال بعد خیمہ میں شفقت ہوئی تو اس کتاب (روضۃ القیومیہ) کی تائید و بابت مشروط کی یہ حد۔

مشرق ہندوستان سے مراد فاضل مولف کی وہ خدمات ہیں، جو آپ نے فاضل علی محمد خان، سپہ سالار برہمن کے ہاں سرانجام دیں۔ فاضل علی محمد خان بہل ایک مروجہ جادو اور جتنی عالم دین تھے، جو فاضل خانہ رحمت علی آف مدہیل کھنڈ کی دہستان میں منظم اعلیٰ اور کاڈر افواج مدہیل کھنڈ تھے۔ فاضل مولف خواجہ محمد احسان مجددی اس لشکر میں موجود تھے، جو سالہا بارہ کی سرکوبی کے سنے برسر پیکار و دم۔ روضۃ القیومیہ کی آخری جلد سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ فاضل مولف دہلی میں ان خیر نکاحی واقعات کے عین شاہد ہیں جو نادیدہ کی افواج کے تہن نام کے دفن میں رونما ہوئے۔

فاضل مولف نے ابتدائی تعلیم اپنے والد مکرم اور سر بند کے علماء اور مجددی مشائخ سے حاصل کی تھی، علوم مذاہلہ و دینیہ اور اسرار سلوک مجددیہ پر دسترس حاصل کرنے کے بعد مختلف اہل علم و اہل طریقت سے استفادہ کیا تھا، آپ نے اپنے والد مکرم شیخ حسن احمد سر بندی مجددی (رحمۃ اللہ علیہ) بن شیخ محمد (رحمۃ اللہ علیہ) بن حضرت محمد بن عبد اللہ مروج الشریعت (رحمۃ اللہ علیہ) بن قوم ثانی عروۃ الوثقیٰ خارجہ محمد معصوم سر بندی (رحمۃ اللہ علیہ) بن قیوم اقل حضرت مجدد العبد ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

حدہ روضۃ القیومیہ، مطبوعہ کتب خانہ دارالعلوم دیوبند، ۱۳۱۲ھ، ۲۱۲ رکن سوئم

اہل تربیت حاصل کی۔ پھر اپنے سپرد و مرشد حضرت خواجہ محمد میر سر بندی (رحمۃ اللہ علیہ) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیر نگاہ رہے۔ آپ نے ہی آپ کو اپنے خصوصی دامن خلافت سے فرازا کیا، جس کی ایک نقل و وحشت القیومیہ کی چاند چاند میں دم رہے۔ آپ نے اسی دو مانی تربیت کے دوران ایک کتاب کشف الخفا بھی جو تعلیمات مجددیہ کے ساتھ ساتھ اسرار و حروف و مقامات قرآنی پر بڑی بہ مثال کتاب تھی۔ حضرت خواجہ محمد میر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے بے حد پسند فرمایا تھا۔

زیر نظر کتاب روضۃ القیومیہ کی تائید کا کام ایک طویل عرصہ تک جاری رہا، اور بعض مقامات پر حضرت خواجہ محمد میر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اصلاح فرمائی، مبالغہ آمیزی سے پاک دیکھنے کی ہدایت فرمائی، اور مولف عالم کی کوششوں کو سراہا، یہ کتاب سستہ میں مشروط کی گئی اور سستہ کو مکمل کی گئی۔

فاضل مولف کی زندگی کا آخری زمانہ اور کتاب کی ترقیب و تائید کا زمانہ پنجاب کی تباہی کا دور ہے، خصوصاً سر زمین سر بند پر اس زمانہ میں جو قیامتیں گذریں، جانوں، مرنیوں اور سکونوں کی فوٹ مارنے سر بند کی اینٹ سے اینٹیں جا دی تھیں، وہی اور پنجاب کو نادو شاہی حملے جس قدر متبرہ و بالاکیا وہ دنیا کی تاریخ کا ایک عجیب گمان باب ہے۔ چارے نزدیک بدامنی کا یہ زمانہ مولف اور ان کے مہاجرین کے سوانحی حالات کی تقبیلات موقوفہ نہ دیکھ سکتا، اپنی جہڑی تذکرہ نگار مولف کے حالات و مقامات سے خاموش نظر آتے ہیں۔

روضة القیومہ فارسی میں لکھی گئی تھی۔ اس اہم اور مفید کتاب کے مؤلف نامہ پر کتاب کے دیباچہ میں فاضل مولف نے تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ جامی کا نام میں فارسی زبان میں طبع شدہ نسخہ کہیں بھی نہیں گھڑا۔ قدسی کے قلمی نسخے بنیاد پر ایک ہاتھیری لاہور، ایضاً ایک سرسائی بنگال، آبادہ میٹریم علی گڑھ، برٹش انڈیا ہاتھیری لندن میں اس کے قلمی نسخے ملتے ہیں۔ اس کتاب کا سب سے پہلا اردو ترجمہ مشعلہ مطبع لیر فرہ کوٹ چھاپا۔ جسے ولی اللہ مدنی نے مدینہ محمودیہ کے نام سے ترجمہ کیا۔ اس ترجمہ کے سترہ سال بعد لاہور کے ملک فضل الدین نے مشعلہ میں ہر غفار شاہ کا تھیری فارسی نسخہ کے قلمی نسخہ سے ترجمہ کر دیا۔ مگر جمع سے آرا سنہ کیا۔ اگرچہ یہ ترجمہ ولی اللہ مدینی کے ترجمہ سے زیادہ رتیغ نہیں ملتا لیکن یہاں سے موجود انگریزوں کی بنیاد اسی ترجمہ پر استوار ہوئی ہے۔ ہم نے کئی مقامات پر حواشی و تعلیقات کا اضافہ کر کے اس ترجمہ کو "قبول خاطر احباب" بنا دیا ہے۔ اور اسے چاندی جلدیہ جلدوں میں زبرد طبع سے آرا سنہ کیا ہے۔

کتاب کی جامعیت و اہمیت میں جن بزرگانِ ہندو نے اپنے تعاون کو پیش کیا ان میں مولانا کرامت حسین جندوی، خطیب لاہور، سید عاشق حسین جندوی، آفت مرزا شریف، پروفیسر نور علی جندوی، جناب علی ایشرفا، صاحبزادہ محمد سلیم شاہی، سید نعیم حسین عبدالغنی شاہی، صاحبزادہ قطب نثار، مفتی سید زکی علی پوری اور محبتِ خواجہ کا چاک و چوبند محمد چارے شکر و مسپاس کا سستی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ مرقعِ جہد و کوشش "من الرزق، لعلیو بنہ" اتحادیہ ان حضرات کی سنبھالہ روزِ مباحی جہاد کا نتیجہ ہے۔

تَحْمِیْدُہٗ وَتُحْمِلُ عَلٰی رُفْعِہٖ اِلَکَ فِیْہِ

اقتباس

ارشاداتِ علم، مہدی حضرت صاحبزادہ، ڈاکٹر محمد سعید احمد جندوی، ہندو قلمی تحریک اسلامی

۱. شیخ احمد سرسہی حضرت عبدالغنی شاہی (د م ۱۳۸۵ھ / ۱۹۶۵ء)
۲. حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (د م ۱۳۸۵ھ / ۱۹۶۵ء)
۳. حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی (د م ۱۳۸۵ھ / ۱۹۶۵ء)
۴. ڈاکٹر محمد اقبال سیالکوٹی (د م ۱۳۸۵ھ / ۱۹۶۵ء)

ایضاً یہ دیکھیں کہ جن حضرات سے حضرت عبدالغنی شاہی علیہ الرحمہ نے تعاون کیا ہے ان کے نام یہ ہیں:

حضرت مفتی محمد علی احمد کے اس ایڈیٹر کو حوالہ دیا گیا ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر شیخ محمد کلامی نے لکھا ہے۔

شیخ احمد ————— جو شاہ ولی اللہ اقبال سے پہلے اسلامی جہاد کے تہذیبی مفہوم کو گزرتے ہیں ————— و مرتبہ شیخ ایک دینی و مذہبی عالم اسلام کے علمبردار ہیں۔ اعلیٰ ترین مقام کے ایک عالم دینی و فاضل علم ہیں۔

ان کے نام: محمد سرشار، ان کے ایڈیٹر: ڈاکٹر محمد سعید احمد، ۱۳۸۵ھ / ۱۹۶۵ء۔

حضرت عبدالمطلبؑ کی پوری اور روحانی تعلیمات کے چوک پہنچ کر ان کے گھر کے اندر داخل ہو کر اپنے سر پر
 سب اور اپنی تمام نعمتیں پر ایمان لایا کہ آپ کی کتابوں سے لوگ سیکھیں گے جو وہیں ہدی کے جلیل القدر
 عالم و فقیہ حضرت امام احمد رضا خاں دہلوی علیہ الرحمۃ نے اپنی تصانیف میں آپ کے اقوال و
 اشادات سے استدلال فرمایا ہے۔ اسی طرح ان کے سب سے بڑے ترجمہ الاسلام پر لکھا جانے والا
 جامع الرواۃ (مجلد ۱/ ص ۱۶۸) نے بھی اس مسئلہ کی تائید اور دوسرے صاحبزادے یعنی معظم مولانا
 مسطفی رضا خاں مظاہر العالی نے مولانا محمد امجد علی خاں رام پوری کی کتاب آثار العبدین کے باب میں اللہ تعالیٰ
 کا خائب کرنے پر حضرت عبدالمطلبؑ کا ذکر کیا ہے۔

حضرت عبدالمطلبؑ کے بارے میں بعض حضرات نے یہ بھی کہا ہے کہ آپ نے علم عربی کی تہذیب
 فرمایا جو عربوں، امام احمد رضا خاں دہلوی کی تصنیف میں عربیوں کی طرف سے اسی قسم کا اعتبار فرمایا گیا ہے
 چونکہ عربوں نے حضرت عبدالمطلبؑ کے مہربان کی ساری کتب کے ایک جلیل القدر عالم و فاضل عالم

لکھ دی، احمد رضا خاں دہلوی نے مولانا امجد علی خاں دہلوی کی تصنیف میں ص ۳۸

۱۶۸۱ء احمد رضا خاں دہلوی نے مولانا امجد علی خاں دہلوی کی تصنیف میں ص ۱۶۸۱

۱۶۸۱ء احمد رضا خاں دہلوی نے مولانا امجد علی خاں دہلوی کی تصنیف میں ص ۱۶۸۱

۱۶۸۱ء احمد رضا خاں دہلوی نے مولانا امجد علی خاں دہلوی کی تصنیف میں ص ۱۶۸۱

۱۶۸۱ء احمد رضا خاں دہلوی نے مولانا امجد علی خاں دہلوی کی تصنیف میں ص ۱۶۸۱

۱۶۸۱ء احمد رضا خاں دہلوی نے مولانا امجد علی خاں دہلوی کی تصنیف میں ص ۱۶۸۱

۱۶۸۱ء احمد رضا خاں دہلوی نے مولانا امجد علی خاں دہلوی کی تصنیف میں ص ۱۶۸۱

۱۶۸۱ء احمد رضا خاں دہلوی نے مولانا امجد علی خاں دہلوی کی تصنیف میں ص ۱۶۸۱

۱۶۸۱ء احمد رضا خاں دہلوی نے مولانا امجد علی خاں دہلوی کی تصنیف میں ص ۱۶۸۱

۱۶۸۱ء احمد رضا خاں دہلوی نے مولانا امجد علی خاں دہلوی کی تصنیف میں ص ۱۶۸۱

۱۶۸۱ء احمد رضا خاں دہلوی نے مولانا امجد علی خاں دہلوی کی تصنیف میں ص ۱۶۸۱

۱۶۸۱ء احمد رضا خاں دہلوی نے مولانا امجد علی خاں دہلوی کی تصنیف میں ص ۱۶۸۱

۱۶۸۱ء احمد رضا خاں دہلوی نے مولانا امجد علی خاں دہلوی کی تصنیف میں ص ۱۶۸۱

۱۶۸۱ء احمد رضا خاں دہلوی نے مولانا امجد علی خاں دہلوی کی تصنیف میں ص ۱۶۸۱

سابقہ کی (مجلد ۱/ ص ۱۶۸) نے بھی اس مسئلہ کی تائید اور دوسرے صاحبزادے یعنی معظم مولانا
 مسطفی رضا خاں مظاہر العالی نے مولانا محمد امجد علی خاں رام پوری کی کتاب آثار العبدین کے باب میں اللہ تعالیٰ
 کا خائب کرنے پر حضرت عبدالمطلبؑ کا ذکر کیا ہے۔

حضرت عبدالمطلبؑ کے بارے میں بعض حضرات نے یہ بھی کہا ہے کہ آپ نے علم عربی کی تہذیب

فرمایا جو عربوں، امام احمد رضا خاں دہلوی کی تصنیف میں عربیوں کی طرف سے اسی قسم کا اعتبار فرمایا گیا ہے

چونکہ عربوں نے حضرت عبدالمطلبؑ کے مہربان کی ساری کتب کے ایک جلیل القدر عالم و فاضل عالم

لکھ دی، احمد رضا خاں دہلوی نے مولانا امجد علی خاں دہلوی کی تصنیف میں ص ۳۸

۱۶۸۱ء احمد رضا خاں دہلوی نے مولانا امجد علی خاں دہلوی کی تصنیف میں ص ۱۶۸۱

۱۶۸۱ء احمد رضا خاں دہلوی نے مولانا امجد علی خاں دہلوی کی تصنیف میں ص ۱۶۸۱

۱۶۸۱ء احمد رضا خاں دہلوی نے مولانا امجد علی خاں دہلوی کی تصنیف میں ص ۱۶۸۱

۱۶۸۱ء احمد رضا خاں دہلوی نے مولانا امجد علی خاں دہلوی کی تصنیف میں ص ۱۶۸۱

۱۶۸۱ء احمد رضا خاں دہلوی نے مولانا امجد علی خاں دہلوی کی تصنیف میں ص ۱۶۸۱

۱۶۸۱ء احمد رضا خاں دہلوی نے مولانا امجد علی خاں دہلوی کی تصنیف میں ص ۱۶۸۱

۱۶۸۱ء احمد رضا خاں دہلوی نے مولانا امجد علی خاں دہلوی کی تصنیف میں ص ۱۶۸۱

۱۶۸۱ء احمد رضا خاں دہلوی نے مولانا امجد علی خاں دہلوی کی تصنیف میں ص ۱۶۸۱

۱۶۸۱ء احمد رضا خاں دہلوی نے مولانا امجد علی خاں دہلوی کی تصنیف میں ص ۱۶۸۱

۱۶۸۱ء احمد رضا خاں دہلوی نے مولانا امجد علی خاں دہلوی کی تصنیف میں ص ۱۶۸۱

۱۶۸۱ء احمد رضا خاں دہلوی نے مولانا امجد علی خاں دہلوی کی تصنیف میں ص ۱۶۸۱

۱۶۸۱ء احمد رضا خاں دہلوی نے مولانا امجد علی خاں دہلوی کی تصنیف میں ص ۱۶۸۱

۱۶۸۱ء احمد رضا خاں دہلوی نے مولانا امجد علی خاں دہلوی کی تصنیف میں ص ۱۶۸۱

۱۶۸۱ء احمد رضا خاں دہلوی نے مولانا امجد علی خاں دہلوی کی تصنیف میں ص ۱۶۸۱

۱۶۸۱ء احمد رضا خاں دہلوی نے مولانا امجد علی خاں دہلوی کی تصنیف میں ص ۱۶۸۱

۱۶۸۱ء احمد رضا خاں دہلوی نے مولانا امجد علی خاں دہلوی کی تصنیف میں ص ۱۶۸۱

۱۶۸۱ء احمد رضا خاں دہلوی نے مولانا امجد علی خاں دہلوی کی تصنیف میں ص ۱۶۸۱

۱۶۸۱ء احمد رضا خاں دہلوی نے مولانا امجد علی خاں دہلوی کی تصنیف میں ص ۱۶۸۱

۱۶۸۱ء احمد رضا خاں دہلوی نے مولانا امجد علی خاں دہلوی کی تصنیف میں ص ۱۶۸۱

۱۶۸۱ء احمد رضا خاں دہلوی نے مولانا امجد علی خاں دہلوی کی تصنیف میں ص ۱۶۸۱

سے ہرگز یکے بچتا تو واقعی اس تجربے میں گیس آگے تمام نکلان ساق اور ہمارے لوٹ گئے۔ فیکوڈ
کو کہہ کر کہاں نکالیں اور ان کو کہاں رکھا کر دیا ہے

پروفیسر جی بی بیٹ اور پروفیسر جی بیٹ نے اپنی تصانیف میں جس بات کی بہت سی دعوت
اور گزشتہ سال کا ذکر کیا ہے جس کی کوستر میں معاشرہ کی تہذیبوں وہ ان کتابوں کا مطالعہ فرمائیں
جس مقاصد کے حصول کے لئے وہ کہتے ہیں وہ یہ ہیں کہ ۱۰۔ ہم پانچ گروہ ہیں اہم مقاصد تھے۔

۱) قومی حکومت کا قیام

۲) ہندوؤں سے مصافحت

۳) متحدہ ہندوستان

چوتھی مقاصد حضرت محمد اعلیٰ علی الرحمہ کے مقاصد میں ایک خاصہ تھی۔ حضرت محمد نے
مقاصد میں اپنی تمام کے حصول کے لئے ہر چیز کی۔

۱) اسلامی حکومت کا قیام

۲) ہندوؤں سے مصافحت

۳) اسلامی دنیا کی وحدت

پانچویں مقاصد کے حصول کے لئے چوتھی صدی ہجری میں امام محمد باقر علیہ السلام نے ہر چیز کی۔
۱۔ حکومت میں ایک خاصہ تھی۔ حضرت محمد نے ہر چیز کی۔

۱) عربیہ اور قریبی ملک و مدبرہ اور ان کے

۲) قریبی ملک و مدبرہ اور ان کے

۳) قریبی ملک و مدبرہ اور ان کے

۴) قریبی ملک و مدبرہ اور ان کے

۵) قریبی ملک و مدبرہ اور ان کے

۶) قریبی ملک و مدبرہ اور ان کے

حضرت محمد اعلیٰ علیہ السلام نے ان مقاصد کے حصول کے لئے ہر چیز کی۔
۱۔ ہر چیز کی۔

۱) شریعت و طہارت

۲) سیاست و حکومت

۳) معاشرت و عیادت

۱۔ ہر چیز کی۔

۲۔ ہر چیز کی۔

۳۔ ہر چیز کی۔

۴۔ ہر چیز کی۔

۵۔ ہر چیز کی۔

۶۔ ہر چیز کی۔

۷۔ ہر چیز کی۔

۸۔ ہر چیز کی۔

نوع نہایت ہی قدر سناج کا حامل ہوا۔۔۔۔۔ ان کی تعلیمات نے سنا
 کو مسلم کو جنابوی طور پر متاثر کیا اور ہندوستان میں مسلم حکومت کو لاگو کرنے کی
 غلامت کی راہ

ہندوستانی مسلم سامراج اور عیسیت کی اصلاح کے لئے ہی حضرت مجدد نے جو کوشش کی
 آپ کے کمزور شریف اور دور رس تعلیمات کے مطالعہ سے برہم آبادی آزاد ہو سکتا ہے نہ
 حضرت مجدد الوہانی علیہ السلام نے مذہب و سیاست اور معاشرہ کی اصلاح کے لئے
 جو جدوجہد فرمائی ان کو ختم ہوا اور غرض نہیں کہا جاسکتا ہے۔ جفا

اب اور جہاں گری ۱۱۱۱ء تا ۱۱۱۱ء / ۱۱۱۱ء

اب اور جہاں گری ۱۱۱۱ء تا ۱۱۱۱ء / ۱۱۱۱ء

۱۱۱۱ء تا ۱۱۱۱ء / ۱۱۱۱ء

۱۱۱۱ء تا ۱۱۱۱ء / ۱۱۱۱ء

۱۱۱۱ء تا ۱۱۱۱ء / ۱۱۱۱ء

۱۱۱۱ء تا ۱۱۱۱ء / ۱۱۱۱ء

اب اور جہاں گری ۱۱۱۱ء تا ۱۱۱۱ء / ۱۱۱۱ء

اب اور جہاں گری ۱۱۱۱ء تا ۱۱۱۱ء / ۱۱۱۱ء

اب اور جہاں گری ۱۱۱۱ء تا ۱۱۱۱ء / ۱۱۱۱ء

اب اور جہاں گری ۱۱۱۱ء تا ۱۱۱۱ء / ۱۱۱۱ء

اب اور جہاں گری ۱۱۱۱ء تا ۱۱۱۱ء / ۱۱۱۱ء

اب اور جہاں گری ۱۱۱۱ء تا ۱۱۱۱ء / ۱۱۱۱ء

اب اور جہاں گری ۱۱۱۱ء تا ۱۱۱۱ء / ۱۱۱۱ء

اب اور جہاں گری ۱۱۱۱ء تا ۱۱۱۱ء / ۱۱۱۱ء

اب اور جہاں گری ۱۱۱۱ء تا ۱۱۱۱ء / ۱۱۱۱ء

حضرت مجددی نے اسارت کے بغیر اور ارمی منزل مقصود کی تہا سب ملان دلا نظر آتے
 رہا کہ یہی نظر ہندی و مسلمانوں کے لئے ہے۔ یہی کہ آپ ایک سال قلعہ گوالیار میں قید تھے۔۔۔۔۔
 ہندی و مسلمانوں کے لئے ہے۔ یہی کہ آپ قلعہ گوالیار میں قید تھے۔۔۔۔۔
 ہندی و مسلمانوں کے لئے ہے۔ یہی کہ آپ قلعہ گوالیار میں قید تھے۔۔۔۔۔
 ہندی و مسلمانوں کے لئے ہے۔ یہی کہ آپ قلعہ گوالیار میں قید تھے۔۔۔۔۔

حضرت مجددی نے اسلام کے لئے انسانی جن میں سب کچھ دیا ایک عرصہ تک پوری کی پوری
 شہرہ شائیں کہشیں کریں۔ یہی کہ آپ قلعہ گوالیار میں قید تھے۔۔۔۔۔
 ہندی و مسلمانوں کے لئے ہے۔ یہی کہ آپ قلعہ گوالیار میں قید تھے۔۔۔۔۔
 ہندی و مسلمانوں کے لئے ہے۔ یہی کہ آپ قلعہ گوالیار میں قید تھے۔۔۔۔۔

اب اور جہاں گری ۱۱۱۱ء تا ۱۱۱۱ء / ۱۱۱۱ء

اب اور جہاں گری ۱۱۱۱ء تا ۱۱۱۱ء / ۱۱۱۱ء

اب اور جہاں گری ۱۱۱۱ء تا ۱۱۱۱ء / ۱۱۱۱ء

اب اور جہاں گری ۱۱۱۱ء تا ۱۱۱۱ء / ۱۱۱۱ء

اب اور جہاں گری ۱۱۱۱ء تا ۱۱۱۱ء / ۱۱۱۱ء

اب اور جہاں گری ۱۱۱۱ء تا ۱۱۱۱ء / ۱۱۱۱ء

اب اور جہاں گری ۱۱۱۱ء تا ۱۱۱۱ء / ۱۱۱۱ء

اب اور جہاں گری ۱۱۱۱ء تا ۱۱۱۱ء / ۱۱۱۱ء

اب اور جہاں گری ۱۱۱۱ء تا ۱۱۱۱ء / ۱۱۱۱ء

اب اور جہاں گری ۱۱۱۱ء تا ۱۱۱۱ء / ۱۱۱۱ء

اب اور جہاں گری ۱۱۱۱ء تا ۱۱۱۱ء / ۱۱۱۱ء

اب اور جہاں گری ۱۱۱۱ء تا ۱۱۱۱ء / ۱۱۱۱ء

اس میں کوئی شک نہ ہو کہ آپ کی شانِ شہادت اور آپ کے اثرات نے ہندوستان میں اسلام کے انتشار اور الحاکم کو رکھا۔ آپ نے مذہب کی مرکزیت اور معروفہ کی باطنی قوت کو دوبارہ متبع کیا۔ اسلامی ہند میں مذہبی تعصبات، فخرِ اسلامی کے سلسلہ میں آپ کی خدمات جہالت ہی بنا اور امتداد ہیں۔ (انگریزی ترجمہ)

(۶) مہمل احمد حضرت مجدد کے بارے میں شہادہ دلی اللہ تعالیٰ رحمہ علیہ رحمۃ کے خلاف حقیقت کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

اسراہیل و شاد دلی اللہ تعالیٰ نے اپنی نصیحت کا جب جہالت میں آپ کو بہت دیر سے خراجِ حقیقت پیش کرتے ہوئے کھاسے کہ آپ نے اسلامی غرض میں بہت سی کامیابیوں کو درست فرمایا، آپ باطنی رہنمائی کے لئے شافی نور تھے اور آپ نے بہت سے حقانی عنصر کو اس کثافت فرمایا۔ (ترجمہ انگریزی)

(۷) ڈاکٹر عید محمد مہمل نے لکھا۔

شیخ احمد رندی کو ایک اور طریقہ پر مجدد الف ثانی کہا جاتا ہے کہ اگر آپ نے دوسرے بزرگ کے ساتھ قرآن کی کسی اور جگہ اور نہایت کامیابی کے ساتھ کچھ لکھا، مگر اس کی مثال کا مقابلہ کیا۔ (ترجمہ انگریزی)

حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی ہندو

دیباچہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ اٰلِهِ وَصَلِّ وَسَلِّمْ
وَاغْنِنَا بِمَدِينَةِ الطَّاهِرِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ اور حضرت قیوم الطہرہ کی امداد و تفسیر
پر اللہ تعالیٰ کی جہہ انشاء رحمتیں نازل فرما۔ ان میں سے

حضرت قیوم اول امام اولیاء امت امامنا محمد ولیہ امت خیر نبیہ الرحمۃ
محبوبہ دانی، مجدد التثانی شیخ احمد میرندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں سے
مسلک اولیاء چوں او نزادہ محمد شہداء چوں او نزادہ
و تہدیکش مدینہ کبیرہ نوشہ کسے دانہ کہ در حقیقت گروشد
ہزار اندر چمن دستان گذار است کہ این گل زلف باغ ہزار بہت
شہد پیران نیز خوش طبع راہ اند چون لب تشہ شمع رنگا دانہ
قیوم دوم حضرت امام محمد مصطفیٰ قطب الدلی عروۃ الوثقی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ ہیں۔ (فرزند ارجمند حضرت مجدد التثانی)
ز سپہ عزمت کہ رب العزت قش و لو کہ بر سر تاج قیوم ہمیشہ نہاد

جہاں خانہ باو با حسداوند
ذخود گجستہ با حق مکر و پیوند
گرم شد و منصب قیومی اورا
علم شد نام و در معصومی اورا
قدیم سوم = امام حزب اللہ حجتہ اللہ خواجہ محمد نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن
خلعتہ اصمدی حضرت خواجہ محمد معصوم

امام اولیاء شام و لایط
رئیس اصفیاء ماہ اناست
پہاں روشن ز فرستہ انور او
سر خود شمشید یک شمشد در او
فیض این درش شاہان و درویش
شکوہ مملکت را ز اندہ از پیش
قیوم چہارم = حضرت پیر سنگیر قوم نان خلیفہ اللہ سلطان اولیاء خواجہ
محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن۔ و فرزند اکبر شیخ ابوالحسن و تلمیذہ حضرت خواجہ محمد زبیر

آن مشہور باریع سلو است
خود شہید شہادت و لایط
آن شاہ طس بقیۃ معظم
آن ماہ مشہور بلیت کرم
آن حاتم معظم مسجد محمد
اتمام کمال دین احمد
آن پدر حسن خلافت جلال
کوی صدر دلاست و لایط
بر تخت غلیظہ بن خلیفہ

ان حضرت کی اولاد کو امام اور خلفائے عظام پر سمجھتی جی صلہ اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی
بے پناہ رحمتیں نازل ہوں ۱

اس مختصر حمد و نعمت کے بعد مسکین و اہل البیض کمال اللہ بن محمد احسان بن حضرت
شیخ حسن احمد بن حضرت شیخ محمد ہادی بن امام الطریقہ مروج الشریعت حضرت
شیخ محمد عبد اللہ بن حضرت خروۃ الوثقیٰ امام محمد معصوم بن حضرت خیر بنیہ القریۃ
محمد واعظ ثانی مشیخ احمد سرسندی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم و آلہم و انظر بن کی خدمت میں
عرض گزار رہے کہ اسلام کے یہ چار مروج اور دین کے یہ چار رکن اپنے کمالات کی

حق کی وجہ سے احاطہ تحریر سے باہر ہیں، مذہب ان کا کیا جمال کہ ان کے جمال کے اوصاف
میان کر سکے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسم ذاتی کے چاروں حرف ان کے کمالات
کی نشان دہی کرتے ہیں۔ اللہ اور رحل اللہ تعالیٰ کے اسم ذاتی ہیں۔ ان میں چار چار
حرف ہیں۔ محمد اور احمد حبیب خدا صلہ اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے مخصوص اسم ہیں۔
ان میں بھی چار چار حرف ہیں۔ اسی طرح اسمائے الہی کے اثبات یعنی اول و آخر
و ظاہر و باطن چار ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کی کتب سماوی یعنی توحید و زبور۔ انجیل
اور فرقان چار ہیں۔ اور ملائک معرب بھی چار ہیں۔ نبی کریم صلہ اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ
وسلم کے خلفائے راشدین چار ہیں۔ اصحاب مذاہب مجتہد امام چار ہیں۔ امکان اسلام
یعنی کتاب، سنت، اجتماع اور قیاس چار ہیں۔ قسب الہی کے مقام یعنی شریعت، طہارت
حقیقت اور معرفت چار ہیں۔ بیت اللہ شریف کی دیواریں چار ہیں۔ بہشت کی نہریں
چار ہیں۔ عناصر تخلیق ہوا، پانی، آگ اور خاک جن سے مخلوق بنائی گئی چار ہیں۔

پروردگار کے اسماء و صفات میں طریقہ چار ہونے کا کمزرت ہے۔ بیان کرنا بڑا طویل
موضوع ہر موضوع ہے۔ اس اصول کے مطابق بخوبی زمانے میں بھی چار ہی شخص پیدا ہوئے
چاہیں، جو خدا و رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم) کے اسماء و صفات کے پورے
پردے کمالات کا مظہر بنیں، چنانچہ جاری نگاہ میں وہ چاروں شخص قیوم اربعہ ہیں۔
جن کے کمالات کا ہم گرا ہی ادب رکھتے تھے۔ اسی مناسب سے لفظ قیوم میں حلیفظ
ہیں۔ اور ان قیوم اربعہ کے اسمائے گرامی میں بھی چار حرف ہیں جو کمالات مذکورہ
کی ادبیت کے مظہر تین پر دلالت کرتے ہیں۔

قیوم اذل حضرت محمد العنب ثانی کا ہم گرا ہی احمد ہے۔ جن میں جناب علم المرسلین
صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے تمام کمالات بطریق پیروی اور دلالت پائے جاتے ہیں
اشخاص کا مبادا یعنی اسم چلن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم

سے اپنی تمام رحمت و نعمت بخش کو عطا فرمائی، اور خود نیزہ از حرم کا خطاب عطا فرمایا۔ رحمت و رحل اور رحیم میں سے ہر ایک کے چار حروف ہیں، اسی مناسبت سے حضور کے منصب یعنی محمد میں چار حروف نظر آتے ہیں، اسی طرح سے حضرات قدیم دوم، خیرم سوم اور فہم چہارم کے اسماء میں بھی چار چار حروف ہیں، چار سے قدیم کے اسم مبارک میں جو محمد زید رہے، چار حروف ہیں، چاروں قدیم کے اسماء گرامی میں چار چار حروف کا ہونا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے گمان کی نظر تشریف آگئی، اکیسیت، اکیسیت اور خاتمیت پر دلالت کرتا ہے، اسی واسطے حق تعالیٰ نے دین و دنیا کا تمام کارخانہ انہیں رحمت فرمایا، شریعت، طہریت، حقیقت اور معرفت کو ان سے ذیہ و زینت حاصل ہوئی، اور مجتہدین کے مذہب نے تقویت پائی، اور چاروں خلفاء کے کمالات کا درجہ ہوا۔

ان کے زمانہ سے پہلے اولیاء نے نفاذ شریعت کی طرف پوری توجہ نہیں دی تھی چنانچہ بعض حضرات تو قیص اور کارنگ کرتے رہے اور اکثر وحدت الوجود کے قائل تھے۔ ان چاروں قیوم پر حضرت المرسلین علیہ السلام کے خاص کمالات مشکف ہوئے کی اصل وجہ شریعت محمدی کی پابندی تھی، اس واسطے انہوں نے شریعت کو تقویت دی اور جو کام شریعت کے خلاف تھے انہیں بند کیا۔

گدیش شدہ اولیاء امت کے کمالات، حروف و ولایت کے متعلق تھے لیکن قیوم اربعہ کو کمالات نبوی بھی بدرجہ استقامت نصیب ہوئے جو ہر زمانہ کے بعد ظاہر ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اکثر اولیاء نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وجہ کی ہیبت قریب کی ہے کیونکہ ان کو اپنے خاص حضرت علی کریم اللہ تعالیٰ وجہ کے مقام تک ترقی کی۔

بدھک و شہر حضرت علی کریم اللہ تعالیٰ وجہ ولایت کے امام ہیں مگر باقی تین خلفاء کے مقام کمالات نبوت میں ہیں، مگر ان اولیاء کو نبوت کے کمالات حاصل ہونے تو یہی

آی ملانے کے مقام کی بیکر کرتے۔ اور حضرت علی کریم اللہ تعالیٰ وجہ کی طرح ان کی تعریف ہو، بلکہ ان کو یہ ہے کہ کمالات نبوت کو پہنچا تو درکنار یہ حضرات حضرت علی کریم اللہ وجہ کے انتہائی مقام تک پہنچائی حاصل کر پاسے ہیں، کیونکہ حضرت علی کریم اللہ تعالیٰ وجہ کو کمالات نبوت بھی چاروں کے طور پر حاصل تھے، لیکن ولایت میں سب کے مردار ہیں، اور یہی وجہ ہے کہ اولیاء کے کوام کے تمام مسئلے حضرت علی کریم اللہ تعالیٰ وجہ سے مشرب ہوئے۔

جب کمالات نبوت کا طہر قیوم اربعہ پر ہوا تو باقی تین خلیفوں کے مقام تک انہوں نے سہر سائی حاصل کی، اس طرح انہیں چاروں خلفاء کے مقامات معلوم ہوئے۔ اس لئے انہوں نے چاروں خلفاء کی تعریف بڑی شرح و بسط کے ساتھ کی، اور جہاں سے چاروں خلفاء کے جان نثار رہے، جو کچھ چاروں خلیفوں کا سلسلہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے اس واسطے ان پر کمالات نبوت ظاہر ہوئے۔

چوتھین اربعہ کے چاروں مذہب کو انہیں سے حقیت ہوئی، یہ قوت شریعت کی قوت سے وابستہ تھی، اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ قیوم اربعہ سے ملت رسول کے کمالات کس قدر اچھا ہوئے، کسی کی کیا گمان کی کہ ان کے کمالات کو بیان کر سکے، اور اگر بیان کرے بھی، تو کون ہے جو ان کمالات کو سمجھ سکے، جس دن وہ اپنے کمالات سے آپ ہی واقف ہیں۔

میری دلی خواہش ہے کہ ان بزرگوں ان کے فرزندوں اور ان کے خلیفوں کے حالات قیوم قول حضرت، حمید الفاضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لے کر خافادہ محمدیہ کے خوش فہمک بیان کروں، تاکہ رنگ ان کی اعمال کے کمالات سے واقف ہوں، اور مجھے دماغے خیر سے یاد ہو کہ میں۔

تالیف کتاب کی اجازت میں نے اس کتاب کی تالیف کا ارادہ قیوم

چہارم خلیفہ اللہ کے حضور پیش کیا جب آپ سے اس بارے میں گزارش کی کہ اجازت ہو تو اس موضوع پر کتاب تالیف کی جائے تو حضور نے میری اقتباس و عرض منقول فرماتے ہوئے خوشی کا اظہار فرمایا۔ اور اس کی تالیف کا حکم دیا۔ چنانچہ چند ایک مہینے آپ کے سامنے ہی تیار ہوئے۔ جو آئینہ مبارک کی نظر کیسیا اثر سے گذرے۔ بعد ازاں قبل از عین و زبان اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ اور ہم محمودوں کے سینوں میں داغِ حیرت دے گئے۔ آپ کے وصال کے بعد دو سال تک بس اس دھڑلے و غم و الم میں مبتلا رہا کہ قلم پر کچھ لکھنے کی طاقت نہ رہی۔ قدرے بولنے کی طبیعت اس تالیف کی طرف مائل ہوئی۔

عذیہ اللنگاروں و المایعات۔

ترتیب کتاب میں اسلام کے چار ارکان کی مطابقت

دیکھ اقل۔ قیوم اقل حضرت مجدد العالی ثانی، آپ کی اولاد اور خلفاء کے احوال پر مشتمل ہے۔

دوم، حضرت قیوم ثانی معصوم زانی عروۃ الوثقی، آپ کی اولاد اور خلفاء کے حالات پر مبنی ہے۔

وکن سوم، قیوم ثالث حضرت حمزہ اندر خواجہ مولیٰ شہزاد، آپ کی اولاد اور خلفاء کے سوانح پر مبنی ہے۔

وکن چہارم، احوال قیوم رابع حضرت خواجہ محمد بیبر قدس سرہ، آپ کے فرزندان اور خلفائے کرام کے تذکرہ پر حاوی ہے۔ علماء و ادیبین برصغیر کی سلطنت کے کئی حادثات اور واقعات کا ذکر بھی ہے۔ جو ان سے بطور کرمات ظہور میں آئے۔ ان کو اس واسطے منقول بیان کیا ہے تاکہ اہل زمانہ کو تاریخی سیاست پر صحیح معلومات مل سکیں۔

آئینہ مبارک کے زمانے میں جس قدر تاریخ، علماء اور شاعرین نے، اویس کے حالات بھی

مجلد بیان کئے ہیں۔

چونکہ اس کتاب میں قیوم اربع، ان کے فرزندان اور خلفاء، کا بیان ہے اس واسطے اس کتاب کا نام **روضة القیوم** رکھا گیا ہے۔

اس کتاب میں جس قدر احوال اور افکار یکے گئے ہیں وہ حضرت مجدد العالی ثانی اور حضرت عروۃ الوثقی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے معتمد فرزندان سے براہ راست نقل کئے گئے ہیں۔ حضرت مجدد العالی قیوم اقل کے حالات و وسوسوں سے ہم تک پہنچے اور قیوم زانی و ثالث کے ایک بحال ہے۔ جو کچھ قیوم کے حالات پر مبنی ہیں۔

کتاب کے اکثر حالات حضرت عروۃ الوثقی کے ان نواسوں سے منقول ہیں جنہوں نے آپ کے تربیت پائی نیز قیوم رابع اور مولف کتاب کے والد بزرگوار شیخ حسن احمد کی زبانی معصوم ہوئے۔ نیز ان تاریخ بھی کتابوں سے لئے گئے جو حضرت مجدد العالی ثانی اور حضرت عروۃ الوثقی اقل کے فرزندان کے احوال میں لکھی گئی تھیں۔ چنانچہ اس کتاب کے مستدامند جو ہمارے زیر نظر رہے یا ہمارے مراد معاون ثابت ہوئے سب اہل ہیں۔

۱۔ تاریخ حضرت المقدس جو حضرت مجدد العالی کے خلیفہ ملا بدال دین کی کتاب ہے۔

۲۔ تاریخ نیرۃ المہمانت برکات احمدیہ جو حضرت مجدد العالی کے دوسرے خلیفہ خواجہ بانو کشنی کی تصنیف ہے۔

۳۔ تاریخ کوکب قرطبہ جو میرے جد بزرگوار حضرت امام الحقین شیخ عبدواہی کی تصنیف ہے اور جس میں پانچ دفتر ہیں۔

۴۔ حجت الاحدسہ جو میرے جد بزرگوار کی تصنیف ہے لیکن اس میں محل حال مستند ہیں۔

۵۔ تاریخ شیخ محمد ثانی احوال پر حضرت قیوم ثانی کے پوتے تھے۔

۶۔ تاریخ سفر احمد پر حضرت قیوم ثانی کے نواسے تھے۔

۷۔ تہذیب پر بھی میرے جد بزرگوار کی تالیف ہے اس میں آنحضرت کی تہذیب الدن
لکھائی خصوصیت سے درج ہے۔

۸۔ نجم و شہدائے یہ بھی میرے جد بزرگوار کی تالیف ہے۔

۹۔ ترجمہ تہذیب یہ بھی میرے جد بزرگوار حضرت شیخ محمد ہادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تالیف
ہے لیکن اس میں مروجہ الشریعت کے احوال غفلت اور دوسرے مشائخ کے خیال

حالات مندرج ہیں۔ علاوہ ان میں

۱۰۔ معصومینہ

۱۱۔ طبقات معصومی

۱۲۔ مقامات معصومی

۱۳۔ باقوت و جہر حسنات حمیرن تصنیف حضرت مروجہ الشریعت

۱۴۔ لطائف مدینہ تالیف شیخ عبدالاحد

۱۵۔ مقامات نقشبندی پر حضرت قیوم ثالث کے فوئد و راجد حضرت ابوعلی کی

تالیف ہے اور اس میں قیوم ثالث کے احوال مندرج ہیں۔

۱۶۔ مناقب المحضرات جو شیخ آدم بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے غیلانہ خواجہ محمد امین

کی تالیف ہیں۔

ان کے علاوہ حسب ذیل تالیفوں میں ان کے حالات پائے جاتے ہیں۔

۱۔ مرآۃ العالم جو سلطان عالمگیر کے حکم سے محمد رضا نے تالیف کی اور اس میں اس

سلطنت کے حالات نقل ہوئے ہیں۔

۲۔ مرآۃ جهان نما جو محمد قاسم نے سلطان عالمگیر کے حکم سے لکھی۔

۱۔ کرامات اولیاء

۲۔ سفینۃ الاولیاء

۳۔ سفینۃ الاولیاء

جو شہزادہ داراشکوہ کی تالیفات سے ہیں۔

اسی نام کے کتب خانہ اولیاء اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلوک کی
اصطلاحات کو بیان کرتے ہیں تاکہ ان جناب اور ان کا باہمی فرق معلوم ہو جائے۔

اصطلاحات سلوک نقشبندیہ مجددیہ

پچھلے ہم گذشتہ اولیاء نقشبندیہ کی اصطلاحات کا ذکر کریں گے اور بعد میں حضرت
مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اصطلاحات مرتبہ یہ کو بیان کریں گے تاکہ دونوں کا
فرق معلوم ہو جائے۔

گذشتہ اولیاء نے تین سیریں متفرق کی ہیں یعنی سیر الی اللہ، سیر فی اللہ اور
سیر عن اللہ باللہ۔

سیر الی اللہ سے مراد یہ ہے کہ عالم خلق سے عالم امر کی طرف جانا، واعدت
اور وحدت سیر الی اللہ میں داخل ہیں۔

سیر فی اللہ واعدت میں سیر کرنا ہے۔

سیر عن اللہ سے مراد واعدت حق سے کثرت خلق کی طرف آنا ہے۔

اعدت سے مراد واعدت باری تعالیٰ کی تفصیل ہے جو حقائق ممکنات کے لئے

بجز اولیاء ثانیہ ہے۔

وحدت سے مراد صفات کا محض بیان جو وحدت توحیدی ہے۔

اعدت باریت ذات محبت ہے اور نسبت و اعتبار سے معرا۔

سیر فی اللہ کو سیر بنظری قرار دیا گیا ہے نہ کہ سیر قدسی محبت اور اعدت

عالم مثال اور عالم شہادت ہیں۔ اسرارہدیت، وحدتیت، و واحدیت، عالم مثال اور عالم شہادت کو حضرات انجس کہتے ہیں۔

حضرات انجس کا باہمی فرق محض اعتباری ہے۔ ورنہ درحقیقت احدیت کے لئے کہ کثرت ممکن ایک ہی ذات اور ایک ہی وجود ہے۔

ان اولیاء کے منصب یہ ہیں، اقل قطب الاقطاب، اس سے دوسرے درجہ پر فرد پھر خلقت اور پھر قطب مدار، لیکن وہ خورشید اور قطب مدار کو ایک ہی جگہ پر نہیں چار اقدار ہیں۔ اور چالیس ابدان، ان کے بعد سبکہ نقیاً، شرفاً اور رجال الغیب کا درجہ ہے۔

جس پر کوا اولیاء سے سلف نے سبیر الی اللہ،

اصطلاحات مجددیہ

وحدت، دو واحدیت مقرر کیا ہے۔ حضرت مجدد ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے ولایت صغریٰ اور اسما و صفات کا سایہ مقرر فرمایا ہے۔ احدیت کا نام ولایت کبریٰ اور دائرہ اسما و صفات پر خلقت کی طرف متوجہ ہے۔ رکھا ہے۔ اور سبیر فی اللہ کو سبیر الی اللہ میں داخل فرمایا ہے۔

جس شام کا نام گلشن اولیاء نے احدیت رکھا ہے۔ حضرت مجدد ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے اوپر اور سولہ مقامات بیان فرمائے ہیں، اور ذات احدیت کو ان مقامات سے بھی پرے سے پرے یعنی عاراء الوراو فرمایا ہے۔

اور وہ مقامات یہ ہیں، کہ ولایت کبریٰ کے اور ولایت صغریٰ ہے۔ اس ولایت صغریٰ کا تعلق علیہ السلام سے ہے اور ولایت کبریٰ کا توہم سے یعنی وہ ام صفت تھا اور یہ اسم ذات، گہر کہ ذات ہمیں دو علم ہیں، علم الہک ہے اور عظیم مہد، ولایت صغریٰ کے بعد کمالات نبوت ہیں، کمالات نبوت یعنی علم و قدرت و غیرہ صفات ہیں۔

کمالات نبوت، بلحاظ مرتبہ نبوتیں قسم کی ولایت اشغری، کبریٰ، علم سے فاضل

ہے امدان کے مقابلے میں نبوتیں دو ستر جزوہ طہرہ کے ہیں بلکہ کمالات نبوت کا ایک نظیر مندرجہ بدرجہا بہتر ہے۔

کمالات نبوت کا انتہائی مقام قیومیت، حقیقت کعبہ حقیقت قرآن اور حقیقت غار ہے۔ ان کے سلوک کا انتہائی مقام حقیقت غار ہے، حتیٰ کہ ختم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا انتہائی مقام بھی حقیقت غار ہے۔ اس کے بعد محمودیت و عارف ہے۔ کمالات نبوت کے مقامات بہت ہیں، جن کا بیان کرنا کہ با محض طوالت ہے۔

ولایت صغریٰ اولیاء کی ولایت ہے۔ ولایت کبریٰ انبیاء کی ولایت ہے۔ اور ولایت علیا، خورشید کی ولایت ہے۔

حضرت مجدد ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے سکنز باہت میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس جزوہ سال کے بعد میں جس قدر اولیاء گذرے ہیں، سب کے سب ولایت صغریٰ میں تھے۔ اور اولیاء کے مختلف منصب مثلاً قطبہ، غوث، وغیرہ بھی ولایت صغریٰ

میں ہیں۔ ولایت کبریٰ، ولایت علیا اور کمالات نبوت تک ان میں سے کوئی بھی نہیں پہنچا، اخیر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو یہ دوسرے مقامات ہوئے۔ ان کے ہزار سال گذرے پر حضرت مجدد ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ہزار مقامات کا نظور ہوا، جن اولیاء و خاندان و صحابہ نے غریب کی مخالفت کی ہے، اسی وہ سے کی ہے کہ وہ کمالات نبوت کو نہیں پہنچے اور مقامات نبوت سے نا آشنا رہے۔

مقام حضرت مجدد الثانی

حضرت مجدد ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے نبوت اور فیض کا طریقہ بعینہ حضرت

ختم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ان کے طریقہ سے حضرت مجدد ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اولیاء سے سابقہ کے مقرر کردہ منصب کو تسلیم کرتے ہیں لیکن غوث اور قطب میں امتیاز کرتے ہیں، ان کے بالفاظ آپا

نے مختلف منصب خود کج پر فرمائے مثلاً خلاف امامت، امامیت، خالصیت، خالصیت، اہل بیت اور غیر بیت وغیرہ۔

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل سوانح حضرت محمد الفاضل
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اور کوئی فیوم نہیں پڑا کہ یہ کونجیست کی خدمت کے لئے
طہارت محمدیہ سے صاحب الصلوٰۃ والسلام کا ہونا ضروری ہے۔ انجمن کے بدران
ساک کا خیر طہارت محمدیہ سے ہی میرے ہوا تھا۔

تمام ادسیاد، قطب، غوث و دیگر قدم کے ماتحت جوتے ہیں چنانچہ
 قیومنہ کی تحریک اپنے موقع پر ہر کارہائے گئی۔
 ان تمام مقامات کا ذکر کشف الحقائق مقامات قیومنہ میں مفسر
 بیان کیا گیا ہے۔

احول قیوم، اول
حضرت مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد رستمدی

یشارت

[illegible]

جب یہ نیت الیومہ اُکملت لکھو دیکھو اور اُکملت مسکت علیہ کہہ
 یغفرہ فی و فیضیت لکھو اکیس سالہ دیندار آج کس دن میں نے کھاتہ
 لے تمہارا دین نکل کر دیا اور تم پر اپنی نعمتیں پوری کر دیں اور ان روزے میں
 تمہارے لئے اسلام پر راضی ہوئی تو عن غافلہ ہوئی نے جناب پیغمبر خدا سے
 اللہ تعالیٰ عید و آثار و عظم کو اس بات کا اختیار دیا کہ چاہیں تو دنیا میں رہیں چاہیں تو
 انصاف پر ہو رگزار حاصل کر دیں حضور سے اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و سلم پھر اپنی امت کے
 حق میں بہت کریم نکلتے ہیں آئیہ کریم کے نازل ہوئے ہر ایک مومن کو ملے کہ کہیں
 یہ امت میرے بعد نہ رہے جاوے جیسا کہ پہلے انبیاء کی امتیں ہوئی تھیں حالانکہ
 انبیاء ان میں موجود رہے پھر مری و دین سے بھر گئیں جب کہ سامری کا قصہ
 مشہور و معروف ہے

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل کی کہ یہ امت باقی استوں سے افضل اور صالح ہے۔ اس امت کی محافظت کرنے والے میں خود ہوں۔ اس امت کے مناکہ بہ سبب مرتبہ کی ملنے کی ہے جو انہیں میری بارگاہ میں حاصل ہے۔ گذشتہ امتوں کے انبیاء کی حرمت میں چنانچہ یہ بات قرآنی آیات اور نبوی احادیث سے ثابت ہے۔

قوله تعالیٰ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلْعَالَمِينَ دینی امتیں آج تک گذری ہیں میں سے تم سب سے اچھے ہو۔ (دیت ۲۴)

إِنَّا نَحْنُ كَرِّمْنَا إِلَيْكَ خَيْرَ دَرَجَاتٍ لِّتَحْفَضُونَ دیکھ سہی سے تم کو انما رہے اور دیکھ سہی اس کے لئے کہ یہاں تک ہے۔

نیز یہ روایت گذشتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیتان قلبی کے لئے امت کے تمام حالات سے حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو واقف کیا، کہ اس قدر اولیا اور صالح مرد آپ کی امت سے ہوں گے۔

جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اپنی امت کے آخری زمانہ پر بارگاہ کی تشریف کیا کہ اس زمانہ کے لوگ فتنہ و فحشاء اور فحشاء و فحشاء میں غرق ہیں اور عبد نبوت سے دور ہونے کی وجہ سے تمام جہان میں ظلم و ستم پھیل جائے گا۔

الثانی نسبت خاصہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے تہذیب کو ختم تھا کہ ایسے وقت میں کوئی نبی

مبعوث ہو کہ نئی شریعت لانا اور جو کہ انھوں نے تمام المرسلین والنبیین صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی بھی نہیں آئے گا تھا۔ اس سے انھوں نے حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی نسبت خاصہ اس کو جو انھوں نے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کمالات کا مستحق تھی۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلکہ اللہ کی اور انبیاء

اس نسبت کا منظر بنا کر انبیاء کو چھوڑ باقی تمام نبی فروع انسان سے افضل قرار دیا۔ اور ساتھ ہی یہ وضاحت کی کہ یہ نسبت اہل امامت کے سر پر کرنا اور ان سے عہد پیمان کے لینا کہ وہ اس کی پوری پوری محافظت کریں۔ اور جو شخص یہ نسبت کسی اور کے پر کرے اس سے بھی میری عہد و پیمان ہے۔ جب ہزار سال کے بعد لوگ فتنہ و فحشاء میں غرق ہوں گے اور ظلم و ستم پھیل جائے گا، اور لوگ گمراہی میں مبتلا ہو جائیں گے، ایسے وقت میں جو پہلے زمانے میں کوئی پیغمبر اولیاء العزم صاحب شریعت پیدا نہ کر سکا، اور نہ دین و عقیدت میں پھیلا تھا لیکن اس امت میں ایک ایسا شخص مبعوث ہوگا جو من علوم و ادب و نسبت کا دارض کامل ہوگا، اور پیغمبر اولیاء العزم کا مقام ہوگا جو دین و وقت کو از سر نو کارہ کرے گا، کتاب و سنت کو تقویت دے گا، اور تمام جہان مشرق سے مغرب تک اس کے جلوہ کے نور سے منور ہو جائے گا اور مرد و بد و عفت و کفر اس مطلوب اور مطلوب ہو جائیں گی، جہان میں فرحت کے آثار نمایاں ہوں گے، لوگوں کو دین اسلام کی لذت اپنے کی تشریف احکام جو بدعت سے باعزت ملیا میٹھ جائے گی ہوں گے اور سرور و تہذیب حاصل کریں گے اور شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت ایک ہو جائیں گی، اس عزیز کی ہدایت و ایقان کا نور اس کے فرائض اور عبادت کے ذریعہ کیا امت و ملک فانی ہوگا اور اس پر ہر کا طریقہ اور سلسلہ تمام جہان میں پھیل جائے گا، اسی واسطے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس زمانہ کی نسبت کچھ فرمائی کہ اور اس عزیز کے ہاں سے میں جو اس زمانہ میں اس نسبت عیاں کا وارث ہوگا بہت کچھ فرمایا، انشاء اللہ عز و جل ہم سب کو یہاں کو پہنچے گے۔

دو لیت خاصہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

”اگر نسبت ہو کہ اور رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یا فتنہ بود و بھلائی“

رضی اللہ تعالیٰ عنہ وکسیدین اُن پرستید کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ ۔

جو نسبت حضرت عیسیٰ کبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ثناب رسول خدا صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل ہوئی وہ آپ سے ان خاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملا کر
انہیں سونپیں اور ان سے عہد و پیمان لیا کہ وہ اس نسبت کی محافظت کریں گے اور
جس کے پر و کریں گے اس سے بھی محافظت کا عہد و پیمان لے لیں گے اور یہی سلسلہ
چارویں درجہ کا حتمی ہے اس نسبت کا وارث پیدا ہوگا ۔

سلطان خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ نسبت حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کی انہوں نے اپنے نواسے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ
عندہ کے سپرد کی اسی واسطے امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مجھے حضرت
ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دو دفعہ جانا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک
اس نسبت کا ظہور ہوا بعد ازاں پرستید ہو گئی ۔

یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سَلَامٌ عَلَیْکُمْ اَنْتُمْ
قَدْ بَدِیْتُمْ لَکُمْ اَلَدِّیْنِ یَکُونُ لَکُمْ حُرٌّ مُّکْرَ اَلَدِّیْنِ یَکُونُ لَکُمْ سَبَّحٌ سَبَّحٌ
مَرَّجٌ بَعْدَہُ دُکٌ ہوں گے جو انصاف سے کام لیں گے اور اسی طرح بتدریج انصاف
کہنے جا رہے گے بڑا سال بعد پھر اس نسبت کا ظہور ہوا اسی واسطے جناب امیر حمزہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ۔ اِصْحٰی رَاہِ خَیْرِ وَاخْرَاجِ خَیْرِ
رَسُوْلَہِ اَکْثَرِ رِیْرِ اَمْتِ کَا مَرْوَعٍ اَدَا فِرْدَوْسِ پانچویں اور دہویاں حضرت محمد
صاحب امام جعفر صادق کا نور

جو کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ
عندہ کو اپنے آباؤ اجداد سے ہی نور حاصل تھا
اس نے وہ نور بھی اپنے اس نسبت میں ملا دیا اور آپ نے یہ نسبت اویسہوی کے

طریق کے مطابق سلطان اعدائین بائزید بطحاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سپینا لی گئی یہ نسبت
سلطان الملتاح کی پیشہ پر رکھی گئی ہے اور سلطان الملتاح کا برج دوسری طوط ہے ۔
سلطان الملتاح سے یہ نسبت شیخ ابو الحسن خرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حاصل
ہوئی ان کے شیخ علی خاں مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ان سے خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ
اللہ تعالیٰ علیہ کو ان سے خواجہ عبدالقاسم خجندیہ رضی اللہ تعالیٰ علیہ کو جو خواجگان کے
حلقہ کے سردار ہیں اس وقت اس نور کا ظہور جو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ
عندہ نے اس نسبت میں ملا دیا تھا جو خواجہ صاحب پر ہوا ۔

لیکن حضرت ابوبکر صدیق کبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت اسی طرح چھٹی رہی کیونکہ
اس نسبت کا وارث اور شخص تھا ۔

خواجہ عبداللہ بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ علیہ سے یہ نسبت خواجہ عارف کی گئی تھی
اللہ تعالیٰ علیہ کو حاصل ہوئی ان سے خواجہ محمود الغفر فخری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ان سے
شیخ علی زینتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بطبرہ دلیعت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو
حضرت علی دیوان بھی کہا کرتے تھے ان سے یہ نسبت مولانا محمد باہا اسماعیلی رحمۃ اللہ
تعالیٰ علیہ کو ملی ان سے امیر کلال علیہ الرحمۃ کو ان سے خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ
اللہ تعالیٰ علیہ کو ۔

خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ پر اس نور کا ظہور جو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے پہنچا تھا پھر آتا ہوا ۔

لیکن حضرت صاحب کبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت پرستید ہو گئی کیونکہ
اس کے ظہور کا ابھی وقت نہیں آیا تھا ۔

حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ
علیہ سے یہ نسبت خواجہ علاؤ الدین عطار

حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند

علیہ السلام کو ان سے خواجہ یعقوب پر خلی رجسٹر اللہ تعالیٰ علیہ کو پہنچی۔ یہ وحی قدرت خواب
فحش بند رجسٹر اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیج سے تھے۔ لیکن انہیں یہ نسبت خواجہ علاؤ الدین علاء
رجسٹر اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل ہوئی تھی۔ ان سے خواجہ اسرار رجسٹر اللہ تعالیٰ علیہ کو ان
سے خواجہ محمد زبیر رجسٹر اللہ تعالیٰ علیہ کو ان سے مولانا درویش محمد رجسٹر اللہ تعالیٰ علیہ
کو ان سے خواجہ اٹکلی رجسٹر اللہ تعالیٰ علیہ کو اور خواجہ جی کے بعد وہ نسبت حضرت
خواجہ جبرئیل خواجہ باقی باللہ علیہ السلام کو بطریق امانت پہنچی۔

خواجہ باقی باللہ رجسٹر اللہ تعالیٰ علیہ نے پورے طور پر وہ نسبت امانت پوری میں
اس نسبت کے دائرہ یعنی قیوم ازل حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرمدی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچائی۔

نسبت انھیں خاص نبوت اور حضرت مجدد الف ثانی اس وقت وہ

خدا علیہ السلام علیہ وآلہ وسلم کے کلمات نبوت کا انھیں خاصہ تھی حضرت مجدد الف
ثانی پر الام ہوئی۔ اور اس نسبت کے وہ علم واسرار حضرت مجدد الف ثانی پر ظاہر
ہوئے ہیں گا کسی اہل اللہ کو الہک پر نہ تک نہیں پرا تھا۔ کہ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے بدعت و گمراہی کو اس وقت سارے جہان میں پوری تھی نیست و نابود
کیا: شریعت اور طریقت کا جو دور دورہ جناب رسول خدا علیہ السلام علیہ وآلہ وسلم
کے بعد جاگے ہیں تھا وہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں از سر نو
نماز تھا۔ گداز شدہ زمانوں میں ایسے وقت میں کوئی ایسا علوم نبی نہ کرنا تھا جو وہیں نہ
کوشش اور نہ تھے جن کو فروغ کرتا تھا۔ چونکہ اس وقت میں مشرخی اور جہلی تہذیبیں
اس واسطے وہ سالہ نسبت جو جناب رسول خدا علیہ السلام علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ
میں آئے وہ اس زمانہ میں از سر نو تازہ ہوئی اور صحابہ کرام اور مہندوں کے بعد

ذہب میں جو ناجواری داخل ہو گئی تھی اور شرعی امور میں جو علی الاعلان مخالفت مانجھ جو
تھی تھی ان سب کو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جڑ سے اکھڑا دیا۔
اور ان جناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توجہ اور کوشش سے تمام جہان مشرقی سے مغرب
تک روشن ہو گیا۔ اور امانت اللہ امانت تک اس طرح مستور رہی کہ حضور نے اس وقت
لیکہ سماج سے چوری چوری مشابہت پیدا کی۔ اس واسطے جناب رسول خدا علیہ السلام
علیہ وآلہ وسلم نے اس واسطے مثل امتی کمثل الامت لا تدرك اولہا
تخلیک کا اور ہوا خیر و میری امت دانش کی شرح سے انہیں معلوم اس کا تعلق
اچھا ہے یا خیر۔

بعد ازاں سر محمد علی شاہ علیہ السلام شیخ احمد کا علی
خواجہ باقی باللہ رجسٹر اللہ تعالیٰ علیہ سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کو نسبت علیہ حاصل ہوئے اور ان اداویٹ کا ذکر و ان جناب کے حق میں واقع
ہوئے معتریب کیا جائے گا۔

حضرت مجدد الف ثانی کے آباؤ اجداد کے حالات

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نسبت میں شریف تھے اور شریف اس
شخص کو کہتے ہیں جسے حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد مانوئے ہے شرف
ملا ہو۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چوبیسویں پشت میں امیر المومنین حضرت
عمر فاروق اور حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ملتے ہیں چنانچہ یعقوب
بنی مفضل بیان کیا جاتا ہے۔

یہی کہہ نے ایسی دعائیں حضرت علیہ السلام کا لکھا
لیکھ دو جناب رسول
کا نامت سے اللہ تعالیٰ علیہ

والہ وسلم قبیلہ قریش کے ایک مجمع کے پاس سے گذرے جس میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے آپ کی پیشانی میں ایسا نور شاہ کیا جو زمین کی عزت و نصرت کا موجب ہو سکتا تھا۔ اس واسطے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے بارگاہِ الہی میں التبا کی الہم اعز الدین من اعداءہم عمر بن الخطاب اسے معبود! اس دین میں تین کو عمر بن الخطاب کے دین اسلام قبول کرنے سے غالب کر۔

یہی وجہ تھی کہ کس آفری زمانہ میں جب کہ دین بہت کمزور ہو چکا تھا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند کے ہاتھ سے اس دین کو عزت حاصل ہوئی۔

بعض حضرات کا خیال ہے کہ یہ حدیث حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وقت کے لئے مخصوص تھی کیونکہ ان کے دین مبین کو رواج تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں تو کچھ نہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے دین کو چودسے طور پر رواج دیا۔ لیکن اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہو سکتا ہے اور نتیجہ منکلیں کہ چونکہ اس وقت خود جواب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم موجود تھے اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ہزار ہا اصحاب بھی تھے۔ جن میں سے ہر ایک دین کو رائج کر سکتا تھا لیکن اس آفری زمانہ میں جو فتنہ و فیر سے پُر اور ظلمت و غیاب سے لبریز تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے زمانہ سے ہزار سال دور ہو جانے کے موجب تمام جہان میں بدعت کا زہر پھیلنا اسلامی شاہ کا کوئی پرسان حال نہ تھا اس لئے ضروری تھا کہ کوئی ایسا شخص پیدا ہو جو بدعت کو دور کر کے سنت نبوی علیہ الصلوٰۃ و السلام کو از سر نو تازہ کر دے اور اس کے وجود سے دین مبین متور ہو جائے۔ پس اس حدیث کے معنی ایسے شخص کے حق میں زیادہ واضح اور صادق ہیں۔

چونکہ جناب مرومکانات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تمام گذشتہ اور آگے سے

واقف تھے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فوراً بدعت سے مطلع کر دیا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے آفری زمانہ میں ایک ایسا شخص پیدا ہو گا جس میں مذکورہ بالا اوصاف ہوں گے۔ اور اس کے وجود سے سارا جہان متور ہو جائے گا اور بدعت مٹ جائے گی۔ اسی واسطے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دونوں باب میں اس کے حق میں یہ حدیث سنائی۔

نیز جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں فرمایا ہے: **لَا تَكُونُ بَعْدِي قَبِيْلًا كَانَتْ تَحْسُ اَكْرَمَ سَبَدِكُنِي** نبی ہوتا بھی تو عمر نہ آتا۔

یہ حدیث بھی معنی ظہر پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر صادق آتی ہے کیونکہ حضرت ام سلمہ و انس بن مالک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے زمانہ سے پہلے ہر ہزار سال بعد ایک صاحبِ شرف نبی ہوئے تو اگر کتا تھا تو جسے دین اور شریعت کو تاراج کیا کرتا تھا اس وقت میں بھی ایک شخص کا ہزار سال بعد پیدا ہونا ضروری تھا جو کہ ورثہ دین کو مضبوط کرنا اور حرام کام کو کراہی کرے۔ اس سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پیر و مشرف ہوتے۔

چونکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو یہ بات فوراً بدعت کے ذریعہ معلوم تھی پس بدعت پر حدیث نے دونوں کے حق میں مشہر ہوئی۔

اللہ تعالیٰ کا یہ قول **يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفْرَ وَالَّذِينَ اشْرَكُوا** اسے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم انیر سے اللہ تعالیٰ اور مومنان میں سے تیرا پیر کو کہی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں وارو ہے۔ نیز اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں فرمایا ہے تو صرف اس واسطے کہ آنحضرت

علیہ السلام نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وحی اور کتاب کے موافق دیکھا۔
حضرت محمد العبد الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل زندگی اور بیان و تحریر عین قرآن
اور حدیث کے مطابق رہی۔ ان میں بال بھر کافرق نہیں۔ یہ خلافت اس کے بعض
دوسرے منجھ کا طریقہ احکام شریعت کے خلاف نظر آتا ہے۔ چنانچہ بعض وحدت
وجود کے قابل ہیں، بعض صانع و منفرد تھے ہیں۔ یہ اعمال سرا سر اس کتاب و سنت کے برخلاف
ہیں، طریقہ جدید میں پیشہ کی ترک کو حرام سمجھتے ہیں۔ یہ حدیث بھی حضرت محمد و اہل
ثنائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں صادق آتی ہے۔

میں فرزند فاروق است چوں کہ کمون لفظ از زبان او کسر آب
سرا پا نمود استلاق فاروق ہر زہر منقذت تریاک فاروق

حضرت عمر اور نسبت حسن و حسین علیہ السلام رضی اللہ عنہما
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

خطبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پڑھنے اور خلف الرشید ہیں، آپ کی عمر چاب سرور
کائنات صلوات اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے جہاں کے وقت بیس سال کی تھی۔ عاجل کے
بیمیں تھے۔ آنحضرت صلوات اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے آپ کے حق میں بہت سی حدیثیں
فرمائی ہیں چنانچہ صحاح ستہ سے معلوم ہو سکتا ہے۔ آپ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی فرزند نیک النور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نام سے منسوب تھے۔

خبر از اب کتاب میں جس میں مادیات کے حالات دیئے ہیں اس وصیت کا
ذکر بھی ہے جو رسول خدا صلوات اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے اپنی اولاد کو سنائی۔

اس وصیت کے بعد نبی محمد ابو جعفر سے منقول ہے کہ اس نے وصیت
دولت اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے نقل کنندہ ابوعبید بن جراح خاتما الجریۃ
فہل یبخلون فی ہذہ فی الوصیۃ کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد

بھی اس وصیت میں داخل و شامل ہے تو ابویہ بھی لے لیا۔ بنظر کس منسوب
الی الحسن والحسین ویتصل بہما یدخلون فی ہذہ الوصیۃ
لانہ کان الحسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما ابنتہ زوجت
اولاد عمر رضی اللہ عنہما جس شخص کا نسب اس میں ہے اور حسین رضی اللہ
تعالیٰ عنہما سے متا ہے۔ وہ اس وصیت میں داخل و شامل ہے۔ چونکہ حسن رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کی دختر یکا عمر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند ابیہ سے منسوب تھی
اس لئے وصیت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد اس وصیت میں داخل ہے۔

خواجہ تاج صریح عبداللہ رضی
حضرت محمد و اہل ثنائی کے نامور اسلاف
اللہ تعالیٰ عنہ نے تابعین
سے تھے۔ خواجہ ابوالہجیم بن ناصر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ بھی تابعین میں سے تھے۔ خواجہ
اسحاق بن ابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ تابعین میں سے سب سے بڑے تھے
بہتوں میں بھی آپ کی شان نہایت اعلیٰ تھی۔

خواجہ ابوالفتح بن اسحاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تابعین میں سے تھے۔
خواجہ عبداللہ و اعطاء اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ خواجہ ابوالفتح رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے پڑے فرزند ہیں۔ آپ اپنے زمانے کے محدثین اور محدثین کے سرور تھے۔ و اعطاء
بکثرت کیا کرتے تھے۔ اسی واسطے آپ کا لقب واعطاء اکبر ہو گیا۔

خواجہ عبداللہ و اعطاء الصغیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ واعطاء اکبر یعنی خواجہ عبداللہ
کے فرزند ہیں۔ واعطاء ہری میں آپ کو بھی کمال تھا۔ اسی زمانے کے کرام علماء آپ سے استفادہ
کیا کرتے۔ آپ کا مراح آپ بھی واعطاء کرتے تھے۔

خواجہ محمود بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کو خلفائے نبی عباس نے بڑی
منت صاحبہ سے منکر سے ہلاک کیا اور آپ کے بڑے عقیدہ تھے۔ آپ

نے باطنی استفادہ بارہ احوال اور اپنے والد بزرگوار سے بھی کیا کرتے تھے۔ کچھ نگرانی
ناسے تک رحم علی کہ باطنی استفادہ اپنے والد سے کیا کرتے تھے۔

خواجہ غوث بن مصطفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صاحبیت عزمین الوجود تھے۔ آپ نے اپنے
والد بزرگوار سے باطنی استفادہ کیا۔ خفیہ وقت سے آپ کو لنگر کا سرواڑہ مقرر کیا کہ لوگ ان
کی مٹی کی میں بیچ دیا۔ جہاں سے آپ فلاح اندکامیاب ہو کر آئے اور پھر غزنی کا قلعہ جا
کر فتح کیا۔ خلیفہ نے اس قلعہ کی حکیمت آپ کے سپرد کر دی۔

خواجہ نصیر الدین بن محمود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد بزرگوار کے بعد آپ قلعہ
غزنی کے نگہبوس تھے۔ آپ ہمیشہ کابل پر چڑھائی کرتے اور قلعیاب ہو کر آتے۔ حتیٰ کہ
آپ نے کابل کو فتح کر کے اسے اپنا دار الخلافہ مقرر کیا اور وہیں رہنے بیٹھ گئے۔
آج تک ان کی اولاد کابلی کہتے ہیں۔

سلطان شہاب الدین علی معروف بہ فرخ شاہ کابلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ولی عہد بنو
نصیر الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برے بیٹے تھے۔ باپ کے بعد تخت سلطنت پر چلے آیا
آپ اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ سے معروف تھے۔ آپ ہی پہلے شخص ہیں جن
نے ہندوستان میں مذہب اسلام کو رائج کیا۔ اور ہندوؤں کے بتوں کی توہین کی۔ آپ
پہلے ملتان بادشاہ بن ہوئے ہندوستان میں آئے۔ آپ نے بت خالوں اور مندروں کو
رگڑا کر مسجدیں تعمیر کرائیں۔ اور ہندوستان کے تمام راجاؤں۔ بزمیوں اور سرکشیوں کو
تسلیم کیا۔ اور تمام ہندوستان پر تالین ہو گئے۔ اور پھر کابل گئے۔ جہانناں یراق۔
خوستان۔ بدشتان اور توران پر حملہ کیا۔ اور ہمکن پناہیں ہو گئے۔ وہاں کا انتقام
کر کے آپ کابل لوٹ آئے۔

بعد ازاں آپ مغلوں اور چنگیزوں کے مختلف قبیلوں میں زمین کو تقسیم کر کے ان
کی زمین مقرر کر دیں۔ اور ان سے قسم لی کہ اس حد سے آگے نہیں بڑھیں گے۔ آج تک

مغل اور چنگیز فرخ شاہ کی مقرر کردہ حدود پر قائم ہیں۔

آپ نے آخری عمر میں سلطنت کو ترک کر کے اپنے بڑے بیٹے کو ولی عہد بنایا اور
نور محمد نشینی اختیار کی۔

آپ کا وارث کابل سے چند ایک فرسخ ذیقین میل کا ایک سرخ اسکے فاصلہ پر ورتہ
میں ہے۔ جو ورتہ فرخ شاہ کے نام سے مشہور ہے۔

آپ اس کے صاحب باطن تھے کہ میں سلطنت میں لوگ آپ سے باطنی استفادہ
کیا کرتے تھے۔

خواجہ یوسف بن فرخ شاہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ والد بزرگوار کے سلطنت کو ترک کر
دیئے کے بعد آپ ضعیف بنے۔ آپ نہایت عادل اور صانع تھے۔ آپ بھی باپ کی طرح
آخری عمر میں کا۔ و بار سلطنت سے سبکدوش ہو گئے۔ اور بیٹے کو اپنا جانشین مقرر کیا
آپ سنہ باطنی استفادہ اپنے والد سے حاصل کیا۔

خواجہ احمد بن یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ آپ نہایت متقی اور صاحب حال بادشاہ
تھے۔ باپ کی طرح آپ نے بھی سلطنت چھوڑ دی۔ اور بیٹوں کو بھی اس کے چھوڑنے کا
حکم دیا۔ و خود اس اثنا اپنے باپ کی حق کے لئے دیکھ کر باقی تمام مال و اسباب فقیروں میں
بانٹ دیا۔ آپ سنہ باطنی استفادہ اپنے والد بزرگوار اور شیخ شہاب الدین مہروردی سے
دونوں سے کیا۔

خواجہ شعیب بن احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ باپ کے بعد خانقاہ کی خلافت آپ
کو ملی۔ آپ نہایت صاحب کفایت و تصرف تھے۔

خواجہ عبداللہ بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ آپ اپنے والد کے مرید تھے۔ نیز
حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا عتقا اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت سے استفادہ کر کے
خلافت حاصل کی۔

خواجہ اسماعیل بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ مروا صاحب حال تھے۔ اور اپنے والد پر گوارہ کے مریض تھے۔

خواجہ عبداللہ بن اسماعیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ اپنے زمانہ کے متقی تھے۔

خواجہ اسماعیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ اپنے زمانہ کے بڑے شایخ میں سے تھے۔ باطنی جہت آپ نے اپنے والد کے حاصل کیا تھا۔

خواجہ یوسف بن اسماعیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ علوم ظاہری اور باطنی دونوں کے جامع تھے اور لوگوں کو دینی علوم کا فائدہ پہنچایا کرتے تھے۔

خواجہ سلمان بن یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ باپ کے بعد آپ کو خلافت ملی۔ بہت سی تعلقات آپ سے مستفید ہوئی۔ آپ علم حکم، دہرہ اور تقوٰی سے آرا و موصوف تھے۔

خواجہ نصیر الدین بن سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ اپنے زمانہ کے جلیل عالم تھے۔ آپ نے باطنی استفادہ اپنے والد اور مشائخ چشتیہ سے کیا۔

ہام ربیع الدین بن نصیر الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ اپنے زمانہ کے اعلیٰ شایخ سے تھے۔ باپ کے بعد خلافت انہیں ملی۔

کہتے ہیں کہ آپ کو چار سو تالیفات تھیں۔ سب سے اخیر آپ سراج الدین بخاری المعروف قدوم تہا نیان کے تالیف تھے۔ آپ بہت مدت سید بلال الدین بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں رہے۔ آپ ایسے تالیف ہیں جنہوں نے ہندوستان میں سکونت اختیار کی۔ دارالارشاد سرہند کی بانی بھی آپ ہی سے ہوئی۔

دارالارشاد سرہند زاد اللہ شرف و گرام کی بنیاد

جو مقام پر آج کل شہر سرہند واقع ہے وہاں قدیم زمانہ میں ایک وٹنا کو

مکمل غائب میں پیشہ ور ہندو رہتے۔ ہمارے تھے۔ اس جگہ کا نام ہندی زبان میں سرہند میں جیہہ شہر ہے۔ یہ ہندی میں شہر کہتے ہیں۔ اور وہ جگہ کو کسی واسطے بخوبی میں سمجھ رہی تھیں۔ واقعی یہ سرہند ہے۔ کیونکہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور انجناب کے فرزندوں جیسے شہرہاں اسطرح میں سے ہر ایک شہر خدا تعالیٰ میں شہر میں پیدا ہوئے۔

اس جگہ کے کوئی تین کوس کے فاصلہ پر اس میں انبیائے کرام کی قبریں ہیں | پر مہاس نام ایک شہر تھا جہاں پر حضرت

مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بنیا کہ مقبرہ کے مکتوف ہوئے۔ یہ بھی اسی شہر کی بانی غرارت و قدوس ہے اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی شہر میں پیدا ہوئے کیونکہ اس کے قریب دو چار میں انبیاء کے مقبرے تھے۔ سلطان لڑو شاہ رحمۃ اللہ

تعالیٰ علیہ کے عہد سلطنت میں ایک دفعہ شایخ مولانا پنجاب سے دہلی جا رہا تھا۔ جب شاہی آدمی خواجہ کے کمرے میں پہنچے۔ انہیں آدمیوں میں سے ایک دفعہ صاحب

حال تھا۔ اس نے کوفت سے معلوم کیا کہ اس جگہ میں جناب شہرہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر تھی۔ کہ جہاں صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہو گا جو سر پر اور دعا منت ہو گا۔

بلوگک خواجہ سے جا رہے تھے وہ سب اس مرد خدا کے معتقد تھے۔ ان پر اس وقت تک کا حال ظاہر کیا اور کہہ کر اگر کیاں شہر بنایا جاتے تو بہت اچھا ہو گا ان آدمیوں کو یہی دیا کہ آپ جو آدمیوں کی کثرت، ترمذی تالیف اور انکار سے تھا دلچسپ معلوم و محسوس ہوئے اس لئے سب کو یہ بات پسند آئی۔

لہذا وہ جس اس گرد و نواح میں نزدیک کوئی شہر نہ تھا صرف ایک زمانہ شہر تھا جو سرہند سے چوبیس میل کے فاصلہ پر تھا۔ لوگ مدہم داخل کرنے کے لئے سامانہ پایا کرتے تھے۔ جو لوگ خواجہ کو پہنچانے جا رہے تھے۔ سب کے سب خود دم

مردار سے دینی و دنیوی فوائد حاصل کرتے ہیں، ہر شخص مطلب براری کے لئے بدھنہ مہدک کی ایک پینٹ سے جا کر گھر میں پہنچتا تھا، جب مطلب حاصل ہو جاتا ہے تو اس پینٹ کا وزن کر کے نئی مصفائی بطور نذر دیتا ہے۔

ایک روز حضرت امام ربانی مجدد العالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امام کی زیارت کو گئے۔ فاتحہ کے بعد قبرستان کی بخشش کے واسطے باگاہ الہی میں اس کی کمراس قبرستان سے خطاب و فوج ہو جاتے۔ الہام ہوا کہ ایک ہفتہ کے لئے اس قبرستان پر سے خطاب اٹھایا گیا ہے۔ آپ نے دوبارہ عرض کی کہ ہمارے خدا با تیری رحمت کی کوئی انتہا نہیں اور نہ یہ کہ پھر الہام ہوا کہ ایک فیض کے لئے اس قبرستان سے خطاب اٹھایا گیا ہے پھر انہی کی تکمیل ہوا کہ ایک سال کے لئے خطاب دور کر دیا ہے۔ پھر عاجزی کی تو حکم ہوا کہ مادی خاطر قیامت تک اس قبرستان سے خطاب دور کر دیا ہے۔

ایک دفعہ جب حضرت مجدد العالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد بزرگوار قدوم علیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار کی زیارت کے لئے گئے تو اس شہر حدیث کے حضرت کا خیال آیا کہ جب کوئی عالم کسی قبر کے پاس سے گزرتا ہے تو چالیس روز تک اس قبر سے خطاب دور رہتا ہے۔ یہ خیال آئے ہی الہام ہوا کہ آپ کے لئے کی خاطر اس قبرستان سے قیامت تک خطاب دور رہے گا۔

ہدیہ تحفہ کے درمیان فوائد ہر روز کے با نائی
لئے ہانڈہ کا اور گتہ بوندے خلق پر کشتائی

مرتبہ کے چار قبیلے اگر کسی شہر میں آباد ہوئے، اس وقت اس شہر میں جو چار قبیلے رہتے ہیں شہر گئے جاتے ہیں وہ ان چار قبیلوں کی ذمہ داری ہے۔ ایک حضرت امام الدینی تھے، حضرت امام حسن انصاری علیہ السلام دعا کی کہ اس مشورہ ہے۔ دوسرے کی

مذہب میں، یہ حضرت امام کی سنیوں کی اولاد سے ہیں۔ اور باہر کی طرف سے مدینہ یحییٰ میر سے کرچہ کی، یہ بھی مذہبی ہیں۔ فونداری اور کردی خراسان میں شہر ہیں۔ پورے نام و مال۔ یہ بھی صیغہ السبک شیخ ہیں، بخاری، آقا علیخانہ، بنی اسرائیل بعد میں اگر اس شہر میں سکونت پذیر ہوئے، لیکن دوسرے شرفا سے جو بھی سوان ہیں، آج کل مسجد میں خونی کے قریب تباہیں صیغہ السبک قبیلے آباد ہیں، علاوہ ان کے ہزار گھر کھڑے ہیں اور غلوں کے آباد ہیں۔

شہر مرتضیٰ شیری ولایت میں مرکز خٹا ہے اور
مرتبہ مرکز جہاں ہے | حرمین الشریفین بھی شیری ولایت میں ہے۔
مرتبہ کے مرکز عالم ہوئی کی پیدل ہے کہ تمام زبان کے دیا جو سرحد سے مشرق کی طرف واقع ہیں ان کا سرع مشرق کی طرف ہے، اور جو مغرب کی طرف واقع ہیں ان کا پانی مغرب کی جانب بہتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت محمد العالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مزارات پر اپنے چلنے پر کمر بستہ ہیں مہرستان میں بخارا اور تفرقہ سے بیچ لا کر اہل شیب و طنج کی خاک سے سرایا حاصل کر کے پو گیا۔ پھر ایسا سال تک فضل سے اس کی تربیت کی گئی، جب وہ عیسوی پھولا تو ان علوم و معارف کے پھل اس میں مل گئے، ایسی حضرت مجدد اور آپ کے ذمہ جو زمین بہت استہین اس میں زمین میں بہید ہوئے۔

ایک اور جگہ آٹھاب بنی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں:-
بیت اللہ کا نور | عبادت الہی، وہ اس کے حبیب علیہ السلام تعالیٰ علیہ السلام کے لئے شہر مرتضیٰ میری پاس ہے وہ، ہے میری خاطر کہ ہے انھار سے کوئی کم چار کر کے طرہ سفر جایا گیا اور بہت شہر و اور مقاموں سے مل کر گیا، اور اس مرتضیٰ میں ایک اور نور پھرا گیا جو نور شفیق و بیکہ یعنی سے لیا ہوا ہے اس نور کی شعاعیں بہت

اللہ کی سزا میں پاک سے چکنی ہیں۔ دراصل وہ غیر سے ہی تھی اور کسی چند ایک شعاع میں بھی
جو اس میں نہیں ہے۔ نہ یہی ہیں۔ نہ کسی اس طرح ہیں جیسے بعض سے چراغ و نور میں کیا جانا
ہے۔ قرآن مجید میں عن عبد اللہ بن مسعودؓ کہہ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ علیہ السلام کو کبھی سے
نہیں سب کے اختلاف کے بارے سے ہے۔ اَللّٰهُمَّ تَوَلَّ النُّسْرَةَ وَتَوَلَّ الْفُرْقَانَ اور
اللہ تعالیٰ ہی نہیں فاسقان کا نور ہے۔

۸۰ میں ہمس شہر کی غرائض بیان کر لے ہر شے پر خصوصاً فرماتے ہیں کہ

بندوستان اور غیر بندوستان بنا چکا ہے۔ یہ نہ سمجھو کہ وہ چند میں ہے بلکہ
ہندوستان کی ہر جگہ اس خاک ریزی کے پانی سے گوبھی ہو چکی ہے۔ اور اس کی مٹی میں
جہنم کی شراب سے ملی ہوئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مٹی کا جو فرش اس کے طاپیوں کے گوش
میں کھینچا ہوا ہے وہ دیوار کے نقاروں سے گروہ مستند راہچیں لئے ہیں، کسی نے
کبھی اس کا کہا ہے :-

انہاں افیوں کے ساتھی درمے افگند

حرفیناں را نہ صرفاً غرو نہ ہیستگار

ولایت کے اہل جمع کے شربت سے بھی مرید ہے اور مجاہد صوفی و غوث
توفیق دہ ہے۔ یہ سب ملتا ہیں اور ان کا اثر ہے۔ اور یہ وہی وہ لوگوں کا ہے کہ ہر جگہ
اس تنگ کٹھاٹ میں ایک کھڑے ہیں اور سب کے فوجی اسرار و شمشیر اور ان کے گھڑا
کروں، محفوظ و بیوں سے مشغول اور ان کا پیش منہوں سے یہ شہر نہیں کہہ سکتا ہے کہ
کا ایک گھڑا لایا گیا ہے جو دوسروں کے گھروں میں چسکا رہا ہے اور غلاموں سے متعلق کے
حق میں وہ شربٹ اٹھتی جاتی ہے، ہوا نہیں جہاں اور اپنے آپ سے بے فکر کر دیتا ہے۔

بس کہنم خود ز بیکان را ایں بس است
پانگ دو کردم اگر چه وہ کس است

نقطة

کسوں چل ذکر بند و تکی یافتاد
 کسوں تکیه شیرازی تر زبان است
 یکنی یکنی مشک کمره کی نیک
 الا سودا بیاں شهر صیبت نویند
 سوادش زلف زدا و قوح است
 ازل شیر کجی با من مفسد آمد
 چه معدن معدن با تندی معانی
 مسئله است تو ابل اشرار است
 بود بر حرف نامش بهر بغایت
 بود قلا بهادر بهر نیش نامش
 وین شد مہم تابا شد سخن گو
 چه دم حرف کمال جاد است دلال است
 پر دست پلایت چشمه افروخت
 ز نیش افول و آخسر شرم دم
 که شعله نام بر او دل و آخر است
 ہمیں زما با حسد او صبح نیست
 هزار اندر زمین ستران گلزار است

مرا عجب جگر و غمناختاد
 کسوں در خطا ہمیں دوستان است
 میر تاجم هر کس گلیب آید و دم تنگ
 که اماند پادشاه و بناد سربند
 غمناخت تو تیناں چشمه لوح است
 بعبد با عجب کلمے بر آید
 یہ مشک کوست یہ مشک کو فانی
 باجم کر میا شد بشارت
 الفت از او دستی بگرفت باریت
 کہ او صاف شکار آمد بکاشش
 ز در دگر حکمت پر مشادو
 کہ در او راجعت فی غلال است
 پس از خیم نبوت نور بر داشت
 از آغا سوتے سزے لاه بر دم
 ز رحمتا است میا باین رحمتا
 چه گویم کہ کس جسے نیست
 کسوں گل بلبل باغ هزار است

دے کہوں بڑی دست دزد کام است
چاندنا فاش گرد مژا است
بہ بندگی کش شے برورد حساس
قدح کج زشتا انت مدح
اگر ظاہر کند زاسرار موری
در اندازد بہشت افلاک ضعیف
نہ خان گھر صد مویا دوان کرد
یکہ گفت و صد سے دیگر نہاں کرد
ہم پہاں بزدل غفل ماہ اند
چون بل تشہد شہ نگاہ اند
بکب اولیا چون او نژادہ !
محمد شہ چون او نژادہ
بہ محل سے سندا بیگشت آن شاہ
کہ ما نذر شاد و صاحب ذی دلہ
جہاں دساتہ احسان او باد
فلک نامہ فرشتہ نین او باد
بزرگے خود ایں پاکیزہ ریاں !
بہ دعوت گاہ عصمت پارسیاں
نکد اگر چہ دعوت مانی است
ازیشان کردہ کسب پارسیاں است
بہم پہاں بہر مشہور گرسند
زین مقدس گرویدہ شہر بہشت
خود تر طیفان آن گند گاہ !
قدم بہر مسلک پیران آگاہ !
چہ گویم بہر دست پیران آن درہ
کہ آمد غفلت آن در پیر بہر
بزرگے بزرگانش ازیں ہاں
کہ باخوداں بزرگی داد یزدان
چرا گویش فلک باگشت پیش
کہ بر گرد سرکش گرد و ہدیش
جہاں روشن زراہ انور او
نہ خورشید یکہ نہشت فراو

وایت کار اہل این دکان را !
بود کار نہایت و دیگران را !

شیخ حبیب اللہ قدس سرہ
آپ امام رفیع الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے
فرزندوں میں سے تھے اور باپ کے بعد امام
صاحب کی خانقاہ کی خلافت آپ کو ملی۔ آپ اپنے زمانے کے ولی کامل اور

مشہور شخص تھے۔

آپ حبیب اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فعلت الرشید تھے۔ آپ
شیخ محمد نے سوک باطنی اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں پورا کیا اور خلافت
کے لئے تیار ہوئے۔ بہر مذہب ظاہری اور باطنی نہ باست آپ ہی کے سپرد ہوئی ۔
آپ شیخ محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرزند اور بہرہ نشین تھے باپ
شیخ عبدالحی کی طرح لوگوں کو بہنیک کی راہ پر لائے رہے۔ علم ظاہری میں بھی جیتہ عالم
تھے۔

آپ شیخ عبدالحی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بڑے بیٹے اور
شیخ نیرین العابدین نے غلیظہ مطلق تھے اور اپنے زمانے کے شیخ اور ظاہری اور
باطنی علوم کے جامع تھے۔ لوگ آپ سے دونوں علوم کا فائدہ حاصل کر سکتے تھے۔
آپ شیخ نیرین العابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
مخدوم شیخ عبدالحق قدس سرہ کے بڑے بیٹے تھے۔ بہر سر مذہب ظاہری و
باطنی نہ باست آپ کے سپرد تھی حضرت مخدوم بہرہ مندستان کے مشہور مشائخ
میں سے تھے۔

حضرت عبدالحق بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
اقتدر محمد تہیک کے بڑے اولیاء
سے تھے کہ مخدوم عبدالحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
نیک تمام عسیرہ اقتدر تہیک کے بڑے اولیاء سے تھے۔

حضرت مخدوم عبدالحق نے جوالی بن ظاہری علوم حاصل کئے پھر شیخ غلام اللہ
لنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں جو کہ بڑے مشائخ پشیمین سے تھے پہنچ
کہ باطنی سوک کی تحصیل کی۔ گو آپ کو وہاں اجازت سے خلافت بہرہ پر حاصل تھی۔ پھر بھی
سوک حبش تہیک شیخ کی خدمت سے حاصل کیا۔ ظاہری علوم میں چند ایک کتابیں باقی

وہ لگی تھیں کہ شیخ صاحب نے آپ کو حکم دیا کہ وہ بھی قسم کر کے آؤ۔ حضرت
خدمتِ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کیا کہ اگر اس وقت تک آپ کی زندگی نہ وفات
کی تو میں کہاں جاؤں گا؟

شیخ صاحب نے اپنے غلیظ اور ظالم مقام بکراہتے وقت کے قطب شیخ
مکن الدین کی طرف اشارہ کیا کہ حضرت خدمتِ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کتابوں کو ختم کر کے شیخ
دکن الدین کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور سلوک باطنی میں سے جو کچھ باقی رہ گیا تھا وہ
شیخ دکن الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پورا کیا۔

حضرت خدمتِ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شاہ کمال کی تصفیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے باطنی
جنت بہت کچھ حاصل کیا۔

شیخ کمال کی تصفیٰ علیٰ بابہ کے فادری شیخ تھے جہاں حضرت مجدد العتباتی
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کی شان میں فرماتے ہیں کہ جب طریقہ قادریہ کے حالات کا کشف
ہوتا ہے تو غرض انقلابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحب
کوئی شخص نظر نہیں آتا۔ حضرت خدمتِ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خدمت میں دکر کافری
سلوک کو پورا کیا۔

حضرت محمد بن عبد الواحد اور شاہ کمال کی ملاقات
خدمتِ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کثیف طوائف میں سے کہ ایک روز حضرت خدمتِ شیخ عبدالقدوس رحمۃ
اللہ تعالیٰ علیہ کے غلیظ شیخ برہنہاں تھا میری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس بیٹھنے کو آیا۔
شخص سیاہ باسو پہنے ہوئے خانقاہ میں گیا شیخ برہنہاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ یہ
سہی آدمی ہے اس سے اوشان نور کے حالات پوچھنے شروع کیے۔ شاہ کمال رحمۃ اللہ
تعالیٰ علیہ شیخ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حلال سے ناراض ہوئے اور فرماتے گئے

شیخ صاحب ہیں تو آپ کو رویش کچھ کہ آپ کے پاس آیا تھا۔ لیکن آپ تو خود ہوش
و قدی تھے شیخ حلال جو خدمتِ سلیم خلیق تھے شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
سے ملنے مانگتے گئے حضرت خدمتِ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
میں جذبہ ادبہ تعلقی کے آثار دیکھے تو بے اختیار ان کی ہمنشین کی طرف مائل ہوئے۔
مسلطہ وقت حضرت خدمتِ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شاہ کمال سے ان کا نام اور مقام پوچھا
لو شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں اور میں
کشمکش پاک میں رہتا ہوں جو سرسبز بارہیل کے فاضل ہے پر اگر ہماری مجلس
کا شوق نہ ہو تو پاؤں لڑھکھک لائیں۔

حضرت خدمتِ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پائل میں شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت
میں حاضر ہوئے حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت سے خدمتِ رحمۃ اللہ
تعالیٰ علیہ نے بہت کچھ فوائد حاصل کئے۔ شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور خدمتِ رحمۃ اللہ
تعالیٰ علیہ میں محبت ہو گئی۔ پنا کچھ کثرتِ وفات شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحب
میں رہتے تھے حضرت خدمتِ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گھر میں کئی روز رہتے۔

حضرت مجدد العتباتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحب معاویہ میں فرماتے ہیں کہ نسبت
فرویت مجھے اپنے والد بزرگ سے حاصل ہوئی اور انہیں ایک سرور خدا صاحب
سے حاصل ہوئی جو توارق عظیم کے سبب مشہور تھے اس سرور خدا کے ملاقات
اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔

حضرت قیوم رباع علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ اوہ نہ متاخرین میں سے اس قدر
توارق بہت کم کہیں ولی سے ظاہر ہوئے۔ جسے شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے غیور میں
آئے۔

شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کثرتِ وفات جنگی ادبیان میں ہے۔ جب کہنے

پیش کی ضرورت ہوئی تو اس سرداری میں اچھا نمک شہر نمودار ہو جاتا۔ وہاں کچھ پانڈروں سے آپ کو بڑی عزت کے ساتھ اپنے کھوکھو کر لکھانا کھدواتے۔ آپ کھانا کھا کر اسی شہر میں رات رہتے، جب صبح ہوتا تو شہر کا نام و نشان ہوتا نہ لوگوں کا۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حالات لکھنے والوں مثلاً امام کشمیری صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے چند مقامات پر رکات، الاحمدیہ اور نقشبندیہ الدین صاحبہ حضرات اقدس علیہ السلام نے حضرت مخدوم اور شام کمال کسین علی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی ملاقات اور شیخ عبد القدوس، ومان کے غرضوں اور مذاق، کئے حالات اپنی تاریخ کی کتابوں میں مفصل لکھ دیے ہیں۔ اس واسطے میں نے اس کتاب میں ان کے حالات نہیں لکھے۔

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیروہا صحت بہت کی ہے۔ کابل سے لے کر جگال تک کی سیر کی ہے۔

شہر تہاس میں ایک نہایت مخرب و مہر و خوار ہا کرتے تھے جنہوں نے اپنے زمانے کے بہت سے مشائخ کی نراست و ملاقات کی تھی۔ حضرت مخدوم پر ہوتے ان کے پاس رہتے اور بہت سے فوائد حاصل کئے۔

ایک دفعہ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو پورہ گئے۔ وہاں پر ایک مہر و خوار میر علی قوام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نام رہتے تھے۔ جو نہایت صاحب حال، صاحب فکر و صاحب دہد اور صاحب حال سے تھے۔ آپ شہر سید سے وابستہ تھے اور تین واسطوں سے شیخ فیصل الدین مخدوم صاحب دہوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ان کا مصلہ ملتا تھا۔ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کی خدمت سے بہت کچھ حاصل کیا۔

یہ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جگال میں شیخ بڑا بڑا بڑا بڑا بڑا بڑا بڑا بڑا ملاقات کی۔ جو عموماً رات جاگا کرتے۔ اور رات کے وقت بیسیب بے قرار کی گورو

لاری میں مشغول رہتے۔ ساری ساری رات آدھ بجائیں گزار دیتے۔ آپ نے سفرات مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بہت محنت طلب کی۔ چونکہ ان کے بعض افغان خلاب شرع تھے اس لئے حضرت مخدوم ان سے پرہیز کرتے۔

یہ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شیخ عبدالغنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے جو معتبر شخص سے تھے ملاقات کی۔ اس ملاقات کا اتفاق یوں ہوا کہ ایک روز حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سنا کہ شیخ عبدالغنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک پیش کی سرفروش کی کوئی بات بتائی جس کی تاب نہ لے کر وہ مرگیا۔ حضرت مخدوم ان کی ملاقات کی مشتہر سے کہ ان سے مل کر پوچھیں کہ وہ یاد کروں گا تھا جس سے رویش کا کام تمام ہو گیا۔ آخر مدت بعد شیخ عبدالغنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان سے کسی موقع پر سرفروش آئے۔ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو شیخ صاحب کے آئینہ کی اطلاع ہوئی۔ تو انہیں لاکر اپنے گھر میں لے آیا۔ اور ان سے پوچھا کہ وہ کیا تھا جس نے رویش کا کام تمام کیا۔ شیخ صاحب نے فرمایا کہ میں نے تو عرف کیا تھا کہ یہ تمام دنیا جو دکھاتی تھی ہے، حقیق پر وہ دکھ کی حالت واحد ہے۔ جو وحدت سے کثرت میں آتی ہے۔ چونکہ وہ سادہ لوح تھا اس لئے اس بات کی تاب نہ لے کر مر گیا۔

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ظاہری علم میں وقت کے امام اعظم
یہ بیضا حاصل تھا۔ گویا اپنے زمانہ کے امام اعظم تھے۔ اس زمانہ کے امام علمانی آپ کو اپنا استاد مانا۔ جب علم تصوف میں امام کے امام تھے چنانچہ عرفان العارف اور فیض عالم و غیرہ کن ہیں اپنے شاگردوں کو کتابت شرح و مبطل سے پڑھایا کرتے تھے۔

عالموں اور فقیہوں کے پیشوا شیخ میر کہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو شہزادہ داراشکوہ کے استاد اور خطیب اور غفرانہ انوار کے توفیق تھے عظیم الشان

اور باطنی میں حضرت مخدوم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نماز کرتے۔

سب سے تعجب کی بات تو یہ ہے کہ حضرت محمد بن محمد رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا پناہ فرمایا وصیت الوجود تھا اور اس مقام پر حضرت محمد بن محمد رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب وصیت نبویہ و عبد المتقین و التلمیذ اسے بال بزرگوار نہیں کر سکتے تھے اور جس کی بابت میں پائے کہ وہ فوجی خلاف فروع ہے اس کے وکیل ہونے کا اعتبار نہ کر سکتے۔

حضرت مخدوم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بکثرت وکل کو امائد کیا چنانچہ ہزار ہا آدمی آپ کی خدمت سے مستفید ہوئے۔ تقریباً ہر وقت آپ کی خانقاہ میں سینکڑوں آدمیوں کا جمع رہتا۔

آنجناب رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے خوانی عادت حضرت مخدوم کی کہ بات | اور کہامات اس قدر طور میں آئے کہ بیٹلا تحریر سے باہر رہے چنانچہ حضرت محمد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے کمزور آپ کی پہلی ولد میں فرمائے ہیں۔

”ہمارے والد صاحب کی خدمت میں بہت سے لوگ آیا کرتے تھے اور کوہکنے لگے کہ تم نے آپ کو مکر مکر میں دیکھا ہے۔ کوئی گتہ نہیں لے لیتا اور میں دیکھا ہے۔ اور اپنی آشت ثانی جملات تھے لیکن والد صاحب فرمایا کرتے کہ یاد نہیں دیکھی اپنے گھر سے باہر نہیں نکلا اور تم کہتے ہو کہ تم فلاں شہر میں دیکھا ہے۔ اور آشت ثانی تھے۔ یہ کس قسم کی تہمت ہے مجھے لگتا ہے کہ یہ بعض افتراء پر مبنی ہے۔“

تو چنانچہ شہر ری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ جنہوں نے ذیۃ مقامات برکات اہدیہ جمع کی ہے حضرت مخدوم کو انی مصنف بنام امام احمد سے عروۃ الباقی و تراجم کی کتابی نقل کرنے میں کہ آپ نے فرمایا کہ اگر وہ حضرت مخدوم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کی بھیجی مخلص جب آپ کے گھر میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہے کہ حضرت مخدوم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ تمام اعضا، انگلی، انگلی پرستہ میں۔

اس نے خیالی کیا کہ شاید کسی دشمن یا چور نے آپ کو زخم کر دیا ہے۔ دنا پشیا باہر آیا۔ دوسرے کو نیر کی جسد و فوسل کر پھر پھر سے میں گئے تو دیکھا کہ حضرت مخدوم صلیح و سادہ و سادہ اپنی منہ پر مراقبہ کئے بیٹھے ہیں۔ وہ دونوں بے اختیار مدت ہوتے آپ کے تھکول میں گر پڑے۔ حضرت مخدوم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہمیں فرمایا کہ جب تک ہم زندہ ہیں یہ راز ظاہر نہ کرنا۔

حضرت مخدوم علیہ الرحمۃ اکثر طریقہ نقشبندیہ کی تعلیم کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ کشتی نجات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ طریقہ مرکز اور شاہراہ بر واقع ہے لیکن جاری نگاہ میں کوئی بسس طریقے کا صاحب فکر نہیں جس کی ہم نشینی سے اس طریقہ کی برکتیں حاصل کی جائیں۔

حضرت قدیم اول مؤید العتباتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت مخدوم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ آمد حضرت خواجہ باقی باشت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ظاہر کی۔ تو خواجہ صاحب نے فرمایا کہ میں بھی ان کی لسان کا شوقی تھا لیکن جب ہم نے سترہ بیچ کر وہ باشتی تو معلوم ہوا کہ آپ اس وقت وہاں نہ تھے۔

حضرت مخدوم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے علم شریعت اور حقیقت میں نہایت متبحر تھے ان کی تالیف و تصنیف کی ہیں ان میں سے کئی مقامات اور اسرار و اشہاد ہیں۔ ان میں سے پناہ علوم و معارف بیان فرماتے ہیں۔

حضرت مخدوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دینی، دینی، دینی اور غریبوں کو شہرہ میں ہوا۔ اس وقت جناب کا حق شریف اتنی سال تھا۔ جناب کے گھر پر ایک بخت مختار محفوظ العتباتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر فرماتے تھے۔

حضرت مخدوم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے سترہ بیچ فرمایا اور ہر دین کی نسبت جو آنجناب کو حاصل تھی حضرت مخدوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ

کی اور اپنی عادتوں کی خلاف ورزی میں اپنی رعایت فرمائی۔

حضرت نیرم اول مجدد الملت ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت خدوم علیہ الرحمۃ کے مجدد فرماتے تھے۔ تین آپ سے عیش برے تھے اور تین جھوٹے۔ حضرت خدوم کے حضرت مجدد الملت ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ دوسرے تمام فراموش تعداد میں چھوٹے تھے۔ جو سب کے سب عالم اور کامل دلی تھے۔ لیکن ان کے وارثے کا سر کو حضرت قیوم اول ہیں جس طرح آفتاب کو تھے آسمان کا ستارہ ہے جو تمام آسمانی ستاروں کا بادشاہ ہے اور آفتاب بھی چرخہ سے چرخہ پر محراب ایک ہزار ہوا بنا ہے۔ اس واسطے آفتاب امت کی تجدید حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عایت ہوئی۔ جو کہ سفتہ اور آئینہ تمام اولیاء پر بادشاہ ہونا ہے۔ حضرت خدوم مجدداً اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار شہر کے شمالی کنارہ پر واقع ہے۔

ایک روز حضرت قیوم اول مجدداً اللہ تعالیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد بزرگوار کے مزار کی زیارت کے لئے قزاقین کے لئے غریبہ سے فارغ ہو کر مزار کے ایک کونے کی قبر میں پھر لوگ وہاں میں برکت کے لئے رہے اور کہہ دین کہتے ہیں تاکہ وہاں اسی میں داخل ہوں۔ فاتحہ پڑھ رہے تھے کہ عین فاتحہ کے وقت آپ کے دل میں خیال آیا کہ جب کوئی عام شخص قبرستان سے گزرتا ہے تو اس کے قدموں کی برکت سے چالیس روز کے لئے اس قبرستان سے غلاب اللہ جاتا ہے۔ لیکن چہ میں اس قدر غایت نہیں کہ میرے سبب سے غلاب دے جو جاسے یہ خیال آتے ہی ایام ہوا کہ آپ کی تشریف آوری کی برکت سے ہم نے قیامت تک اس قبرستان سے غلاب لیا ہے۔

کئی شخص نے حضرت خدوم مجدداً اللہ تعالیٰ علیہ کی تاریخ وصال میں حسب ذیل تعداد لکھا ہے۔

قلعہ حیدر

آل شیخ کہ پورا مسلم اندرون
چلے شیخ زادہ بود در علم عمل

چاندنی گیسو ستر ازل معان
نابریج وصال اور گنج شیخ حسن

حقیقہ خدوم ثانی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات حضرت مجدداً اللہ تعالیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات، کچھ خاص و عام، علامہ بدایین صاحب حضرت خدوم اولیٰ علیہ السلام کا نظم صاحب برکات الامامیہ اور میرزا داؤد بزرگوار جو کتب دہلیہ کے مولف ہیں۔ ان حضرات نے یہ حمد پوری قدس الشریعہ و شیعہ سے بڑی شرح و بسط کے ساتھ لکھی ہیں لیکن اس کتاب میں مفصل کتب کی گنجائش نہیں اس واسطے مختصر اچھے لکھنے ہیں تاکہ عامی و کثافت رہا ہے۔

شہنشاہ جلال الدین اکبر ازاد اور مسلمانان کے سبب

دو سو صدی پہلے میر سلطان جمال الدین گجراتی اسلام سے پھر گیا ہم اس کیفیت کو یوں بیان کرتے ہیں کہ قبضی اور ابو الفضل دولوں بھائی اس کے مغرب خاص تھے جنہیں نظام بری علم میں پریشیا حاصل ہوا۔ خصوصاً علم شریعت، حکمت، طب اور ریاضی کا مطالعہ انہوں نے خوب طور و خوبی سے کیا تھا۔ ان علوم کا یہ علم ہے کہ بعض ان علوم میں غور کرتا ہے اگر وہ اہل سنت و جماعت سے تو اس کے عقیدے سے جو غور و فکر و فرق آجاتا ہے۔ ان دولوں میں ایک کی بھی کئی کیفیت ہوئی۔ بلکہ جن حق سے باطل و خفوت ہو گئے۔ چنانچہ ابو الفضل نے تبارس جاکر کفار کے علوم حاصل کیے۔ اسی شان میں اپنے ہر کو علم ہندی کی رغبت پیدا ہوئی۔ ابو الفضل ان علوم کو سیکھنے سے خاصی تیز تر ہو کر کے باؤناہ کو بیا کرتا۔ اور اس طرح علوم دینیہ سے جا مل بادشاہ کو اس باطل علم کی حقیقت معلوم ہو گئی۔ دن رات ابو الفضل سے مسائل پوچھتا اور ابو الفضل بھی ہندی

کی چندی کر کے بنا یا کسی اور شخص کو یہ اجازت اور رعایت نہ دینی کہ اگر حق بات سنا دے
یا کبیر کی مہلتی کرے۔ ایک دن ابو الفضل نے بادشاہ کو کہا کہ ہندوؤں کا ایک آدمی آکر آگے
والہ باقی ہے جس کا آخری زمانہ میں پیدا ہوگا۔ اس کی تمام علامتیں آپ کی دولت
میں خود سے ظہور پائی جاتی ہیں۔

کافروں کی مطہرح میں اوتار دینا کسی کو کھنے میں حق میں دولت واجب تعالیٰ حلوں
کرے۔ معاذ اللہ اس قسم کے گستاخ جو ان کے منہ سے نکلنے میں سراسر جھوٹ ہیں یہ
میں کر اس ہے و قوت بادشاہ نے نبوت کا دعویٰ کیا۔
شیخ سلطان کو جن کی دفتر نیک اختر حضرت قیوم مجدد الہی مانی جنی اللہ تعالیٰ
عز و کی مکتور تھیں۔ بادشاہ کے ہاں بڑا قرب و اعتبار حاصل تھا۔

بادشاہ نے شیخ سلمان کو کہا کہ ہمارے لئے قرآن لکھو جس میں دین الہی کی
شریعت ہو۔ شیخ صاحب قلم و دوات پکڑے کہ میں بادشاہ کی طرف دیکھتے اور کہیں آسمان
کی طرف۔ بادشاہ نے پوچھا آپ کیا دیکھتے ہیں۔ ہمارا قرآن لکھو بھی۔

شیخ صاحب نے مستنایا۔ دیکھنا چاہی کہ جبرائیل علیہ السلام جو حامل وحی ہے۔
آسمان سے نہاد رہے قرآن شریف لائے ہیں۔ تو میں کہوں۔ بادشاہ یہ سن کر
بہت غمزدہ ہوا۔ اور شیخ صاحب کہنے لگا کہ ہاں میں نے لاہور اور دہلی کے دیوانی
علاقے کی حکومت قبضہ سے ہر دو کی اس ملک کا بندوبست کرو۔ شیخ صاحب بھی
جانبے بیٹھے کہ اس میں ان کی خدمت سے ہو۔ میں اس ملک میں حاکم رہوں گے تحصیل
یہ علاقہ و خزانہ میں قیوم کر دینا چاہیے بادشاہ اس تک ایک پیہ پیہی بادشاہ کو نہ دیا۔ بادشاہ
نے بھی آپ سے کہہ کر چھوڑ دیا۔ آخر جب بارہ سال بعد بادشاہ کسی نضر سے ہر دو عمر
کے گھبراہٹ سے کھڑا ہو کر آیا۔ سادہ خراج کی بابت پوچھا۔ شیخ صاحب بھی
اپنے گھر سے ہنسنے لگا کہ اس کے لئے کوئی عذر نہ پیدا ہوتا ہے۔ بادشاہ کو کہنے لگے

کہ آج میں سے مرتد ہو گیا ہے۔ سو مرتد کا مال آج جانا شریعت اسلامیہ میں جائز و مباح
ہے۔ اس لئے میں نے فقط لوہا نہیں کو قیوم کر دیا ہے۔ یہ کہہ کر نفل سے ایک ہنر نکال
کہ بادشاہ کے چہرہ پر دلیلا ناک کر دیا کہ پٹیا فی سے خون بہنے لگا۔ شیخ صاحب
کو گولی چھنایا گیا۔

ابو الفضل نے عری زبان میں ایک کتاب تصلیف کر کے بادشاہ کو کہا کہ یہ کتاب
میرے لئے آسمان سے نازل ہوئی ہے۔ میں نفل جنگل میں سیر کر جا رہا تھا۔ الغشا
ہمراہیوں سے جدا ہو گیا۔ تو کیا دیکھا ہوں کہ ایک غرہ شہ نے آسمان سے اتر کر میری
لجھے دی اور کہا کہ بادشاہ کو یہ کتاب پہنچا دینا۔ حق تعالیٰ نے یہ اس کے لئے بھیجی
ہے۔

ان جو قوفوں کا کینہ پڑا دیکھ کر اگر ہر حق فرشتہ آتا بھی خود سے کو بیچ میں
فانی کر ہی نہاں دینا۔ (البیاض عن محمد بن جو فرشتے آئے سپہ وہ بلا وساعت بیجا
پہنچاتے رہے۔ مذکورہ سر کے وسیع پیمانہ مافی کا سیر حاصل ہوتا۔

اس باطل کتاب میں حکام اس قسم کے تھے۔ "یا ایہا الہیت لا تفرج
عنہم و ان تفرج عنہم فمما لا یف فی المستقر" اور انسان انکاشے
ذبح نہ کرنا۔ اگر گناہت کو فرج کرے گا۔ تو دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ جو چیز قرآن
شریف کی رو سے حرام تھیں وہ اس کتاب میں حلال قرار دی گئیں اور جو حلال تھیں وہ
حرام کی گئیں۔ چنانچہ گناہے کا گناہت حرام قرار دیا گیا اور منکر کا گناہت حلال سمجھا گیا۔
اور جلا یہ حکم دیا گیا کہ کھن کھن باز دہلی میں سونہ کا گناہت بکا کرے۔ گناہت
کا گناہت باطل حکم کو رد کیا۔ غلام روئی گئی محمد بن دہلی کو قتل کیا گیا۔ اگرچہ
سے کوئی باقی نہ رہا۔ تو حکم دیا کہ اس میں دہلی کو گناہت اور اور دہلی و غیرہ باطل کیا گیا۔
جہاں کہیں مسلمانوں کو دیکھتے ان پر بڑا ظلم و عنم کرتے تھے بڑی تقدیر ہے۔ "پر دہلی میں

کو قتل کیا گیا چنانچہ کبریہ کے ایک شاعر نے کہا تھا۔
شاہ ماہ اسان دخواستے نبوت مبینہ
سال و گجر گر خدا خواہد خدا خواہد شد

دفعی ایسا ہی ہوا۔ کچھ عرصہ بعد خلائی دعویٰ کیا، چنانچہ اس بے دین بادشاہ کی جہر کی یہ عبارت ہے "عل جوار امت اکبرۃ دوسری جہر کی عبارت یہ ہے۔ "ما اکبر شہادتہ لادینت پر بیجا کر کے اس سے لیتے آپ کو سجدہ کرنا تھا۔ بادشاہی ملازم لوگوں کو جو کوستی پکڑ کر لاتے اور سجدہ کر لاتے، مگر سجدہ کرنے سے انہما کرتے تو مزار پالتے، اسلام اور اہل اسلام کے ساتھ یہ بڑا نازک وقت تھا، حمد نبوت کے ہزار سال کا سرحد گذر چکا تھا اور دین متین ہرست اہل کرمہ ہو چکا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا طریق ہے کہ ہزار سال بعد انبیاء کا دین کمزور ہو جاتا ہے۔ ایسے وقت میں کوئی بلی اوالا عدم صاحب شریعت نبی دین پیدا نہ ہے۔ چنانچہ اس امت کے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ختم المرسلین و انبیائین ہیں۔ سو ایسے وقت میں یہ پیغمبر و تدبیر نہیں ہو سکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی ایسا شخص ہونا چاہیے تھا جو پیغمبر الالعدم کا خاتم مقام ہو اور اس دین کو از سر نو ترمیم و تازگی بخشنے۔

قیوم اول مجدد القہ ثانی کے وجود پر اہل بیت جویر کے اشارات

کتاب جامع القدر میں ہے حضرت مجدد القہ ثانی یعنی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں بیان کیا ہے۔
خال رسول اولہ صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم و جنت اللہ
لجنتہ علیہ السلام احد عشر مائۃ سن فیہ ہو نور عظیم اس مائۃ
اسمیں ہیں اسلوا طویل الحجاب و حق ویدخل الجنة بشعاعہ
و حیال الخواشب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر میری امت کے شروع میں میری امت میں ایک شاعر پیدا ہوگا۔ وہ شخص نور عظیم ہوگا۔ اس کا نام

میر سے نام ہوگا اور مدظلہ اہل بیت کے وہ بیان زندگی بسر کرے گا۔ اور اس کی شہادت کے قیامت کے دن ہزار ماہل ایمان کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کرے گا۔

تاجال ایمان بتدوینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جمع الحجاج میں یہ امت کا صلہ ہے
حدث حضرت عبد اللہ بن ابی حمزہ ثانی عن محمد بن ابی حمزہ ثانی عن علی بن ابی حمزہ
عن قال الذبی صلوات اللہ علیہ وسلم یكون رجلاً فی ذاتی یقال لہ
صلواتہ تدخل الجنة بشعاعہ کذا وکذا جنابہ غیر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں ایک ایسا شخص پیدا ہوگا جسے خلعت مصلحت کھنکے یعنی دو منفرد چیزوں کو ملانے والا چنانچہ حضرت عبد اللہ بن ابی حمزہ ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شریعت اور طریقت کو ملائیں گے۔ اور اس کی شفاعت سے میری امت میں سے اس قدر آدمی جنت میں داخل ہوں گے۔

یہی وہ ہے کہ حضرت قیوم اول دوسری جلد کے چھٹے مکتوب میں حوالہ جناب نے حضرت قیوم ثانی مصمم ربانی عودۃ القہ کے نام لکھا ہے۔ تحریر فرمائی ہے الحمد للہ الذی جعل فی صلبہ ثانیین المجرین و مصلح بین الناس فی الدنیا و الدنیا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے مجھے دو مکرر دن کو ملانے والا اور دو لشکروں میں صلح کرانے والا بنایا۔

جناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حسب ذیل وجوہ سے صلہ ہیں۔ ایک تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ملایا۔ یہ حکمت انشاء اللہ تعالیٰ حسب موقع بیان کیا جاسکتا ہے۔ دوسرے یہ کہ حضرت مجدد القہ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طریقہ شریعت کے مطابق اور دوسرے طریقوں کے خلاف تھا۔ چنانچہ دوسرے صلہ والوں نے بعض مقامات پر عمل اسطالیح کی مخالفت کی۔ بعض وقت ان کو جسے تا کی گئے۔ سماع و فقرہ سنا کرتے تھے۔ حضرت قیوم اول کو جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے

عشر ہجری کی کہ آپ کا طبعی انعامت کے جن امت پر محمد علیہ السلام نے اللہ کے ہزار سالہ
جنت میں داخل ہوں گے۔

اہل بیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
بزرگوار حضرت علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
کہ ان کا ہر ایک جنت میں ہے۔ اس کا نام ہے جنت النبی
یعنی نبی جنت۔ اس میں اہل بیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ایک کا حصہ ہے۔

نبی اسرائیل میں ہزار سال بعد حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام نے جنت میں
جی پیدا ہوئے۔ جن میں نے الہی علوم و معارف کو کمال پر کیا۔ اس امت میں نبی ہزار ہا
سال بعد کوئی ایسا شخص نہ پائے گا۔ جو حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کی طرح ان علوم
و معارف کو کمال دے۔ جن کو نبی اور ولی نے ظاہر کر دیا ہو۔ اسی واسطے جناب پیغمبر خدا
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اے مومن! اؤلوہ الخیر و آخرہ الخیر
فی و شہدوا کلمہ۔ ترجمہ یعنی اللہ تعالیٰ عز و شہدوا کلمہ روایت کی کہ جناب نبی و کائنات

کے ساتھ لڑائی و قتال نہ کرے۔ قرآن مجید میں امت کا اقل و اکثر حضور اچھا ہے اور رشتہ
گداز۔ بیان کردہ روایت یا گداز۔ اس سے مراد اسامہ و صفات کا مقام و ظلال ہے۔ اکثر
اولیاء اللہ اس ہزار سال کا مذہب پیدا ہوئے۔ اود توحید و توحید کے قائل اور سماع و غیر
کی طرف مائل تھے۔ یہ ظلال صفات کی اجڑائی باتیں ہیں۔ اسامہ و صفات کی اصل کا ظاہر
قرآن مجید میں ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جو اس کا کرم، تابعین اور تبع تابعین
ضمان اللہ تعالیٰ علیہم، جمیع کے بعد میں چلا۔ پھر ہزار سال بعد حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ
اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے ظہور میں اس کا ظہور ہوا۔

شریعت کی استقامت
شریعت کی استقامت یا توحید اور تابعین
یعنی اللہ تعالیٰ کے تابعین کے ساتھ میں تعین یا حضرت محمد
صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے ظہور میں تعین یا تعین کے ساتھ میں شریعت اور

نہ از سر نو زیب و زینت حاصل کی۔

اگر کوئی یہ کہے کہ جو اولیاء اس ہزار سال کے عرصے میں پیدا ہوئے ان میں اسامہ و صفات
کی اصل کے کمالات نہ کیوں نمودار ہوئے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر ان میں اسامہ و صفات
کی اصل کے کمالات ہوتے جاتے۔ تو وہ کبھی توحید و توحید کے قائل نہ ہوتے اور نہ
ہی حق و سماع کرتے کیونکہ یہ باتیں اسامہ و صفات کی اصل یعنی ظلال کے کمالات
میں داخل ہیں۔ صرف ظلال کے ظلال (سایہ) ہیں۔ اگر توحید و توحید حق و سماع
اسامہ و صفات کی اصل کے کمالات میں داخل ہوتے تو نہ توحید و توحید اور سماع و غیر
جو اس قسم کی حرکت کرتے۔ اللہ تعالیٰ کا طریق یہ ہے کہ ہر ہزار سال بعد اصل کے
خاص کمالات جو صرف ذلت و کمالات سے تعلق رکھتے ہیں۔ ظاہر ہوں اور وہ ان کمالات
کے علاوہ ہوں جو ہزار سال میں ظاہر ہو چکے ہیں۔ کیونکہ یہ کمالات ظلال کے کمالات
سے بدرجہا افضل ہیں۔ وہ کمالات ظلال ہیں۔ اور یہ اصل الاصول، جس طرح یہ
کمالات ان کمالات سے افضل ہیں اسی طرح وہ شخص جس میں یہ کمالات پائے
جاتے ہیں اس شخص سے جس میں وہ کمالات پائے جاتے ہوں۔ بدرجہا افضل ہے۔
جیسے کہ انبیاء نے اولاہم جو ایک دوسرے کے ہزار سال بعد پیدا ہوئے ہیں۔ ان
انبیاء سے افضل ہیں جو اس ہزار سال کے عرصے میں پیدا ہوئے۔

اس امت میں بھی اللہ تعالیٰ کے طریق کے مطابق جناب پیغمبر خدا صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کے ہزار سال بعد اسامہ و صفات کی اصل کے کمالات
ظاہر ہوتے اور ان کمالات کے۔ اس طرح محمد و عبد اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اور
جناب پیغمبر خدا ہیں۔ اسی واسطے شریعت کی استقامت امر معروف اور نہی عن
منکر کوں بزموں کا پندہ طریقت رہا ہے۔

وعدتہ اوچر کا قائل ہونا، سماع و غیر سماع اور حق کرنا و غیرہ امت محمدی

مبعوث ہوگا جو حرم کی تجدید کرنے کا اور اشیائے اولیٰ العزم کا قیام برقرار ہوگا۔

شیخ الاسلام احمد عیاض کی شہادت
شیخ الاسلام احمد عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے مقامات میں لکھا ہے کہ شیخ صاحب نے فرمایا کہ میرے بعد شہرہ آوری احمد نام پیدا ہوں گے جن میں سے آخری شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جنت کے ہزار سال بعد ظاہر ہوگا۔ وہ آئندہ محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام اولید سے افضل ہوگا۔

احمد عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرزند شیخ غلبہ الدین رمزا انصاری ہیں جنکے ہیں کہ میرے والد بزرگوار شیخ الاسلام حضرت احمد عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاتھ پر چھ ہزار آدمیوں نے توبہ کی، انہوں نے میرے والد سے پوچھا کہ ہم نے غلطی کے مقامات گئے ہیں، اور ان کی گناہیں دیکھی ہیں لیکن آپ بھی حالانکہ کسی سے ظاہر نہیں ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو یہاں حضرت اولیاء اللہ نے فرما فرود آئی، وہ میں نے بھی کی ہے اس سے زیادہ بھی کی، اس واسطے حق تعالیٰ نے جو کچھ فرود فرما نہیں عطا کر رکھا تھا وہ سب کچھ مجھ اکیلے کو عطا کیا گیا، لیکن میرے چارہ سو سال بعد انکے شخص احمد نام بعید ہوگا، اس کے حق میں وہ عنایت الہی ہوگی، تمام غفلت و نیکے گی، برافروزی الہی ہے جسے چاہے عطا کرے یعنی جس میں نام گذشتہ اور آئندہ اولیاء کے کمالات پائے جائیں گے۔ حضرت احمد عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال سے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت تک چار سو سال کا عرصہ گزرا، چنانچہ حضرت احمد عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال چھٹی صدی ہجری میں ہوا، اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت دسویں صدی ہجری میں ہوئی، اگر آپ نے الف ثانی جنت کے بعد حیات پائی۔

شیخ غلیل اللہ بیک کی شہادت
شیخ غلیل اللہ بیک شہر شی کے مقامات میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ شیخ صاحب نے فرمایا: سہانہ اشتر! خواجگان کے سلسلے سے ایک شخص خدمت میں پیدا ہوگا جو انبیا و ائمہ صلوٰۃ والسلام کے تمام اولیاء سے افضل ہوگا، لیکن فوس کہ چاندی رنگ اس وقت تک وفادار نہ رہے گی کہ تم اس کی خدمت کریں، بعد ازاں ایک خط اپنی ہاتھ پائی اور غدر و عصیان کا اظہار اپنے بڑے غلیظے کو دیا کہ اسے نکال کر رکھنا اور جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میراث میں لے بیٹھا میری نیلہ ساری سے لے لے لی خدمت میں پیش کرنا تاکہ چارے حق میں دھوکے نہ پھیر کرے۔

جو بعد از چلن شخص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس مکتوب کو تجدید قومیت کے دوسرے سال حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں پیش کیا، حضرت فوس نے شیخ صاحب کے حق میں دھوکے نہ پھیرے، اور فرمایا کہ شیخ غلیل اللہ بیک کے برائے نشانے سے نظر اٹے ہیں۔

حضرت غوث اعظم کی زبان حضرت بقرہ الفشانی کی ولادت نوشہری
شیخ ابن ابی النسر شہید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جگہ میں مراقب میں بیٹھے تھے کہ اعلان سے ایک نور ظہر نما جن سے تمام جہاں متاثر ہو گیا، اور دم بدم اس نور کی روشنی برآتی تھی، اس نور سے تمام گم گشتہ اور آئندہ اولیاء کے چہرے متاثر ہو گئے، آنجناب یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ یہ کس شخص کا نور ہے، امام شاہ کو اس نور کا نام تمام اولیاء سے افضل ہے، جو آپ کے پانچ سو سال بعد پیدا ہوگا، اور چارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین کی تجدید کرنے کا، وہ شخص نہایت ہی خوش نصیب ہوگا، تو اس کی زیارت کرے گا اس کے فرزند اور غلیظے اگر گاہ عصیت کے صدر نشین رہوں گے۔

بعد ازاں شیخ ابو الدلائل اس نے اپنا خاص حق ادا کر کے اپنی مجلس درس سے دست بردار ہو کر کہ بطور امانت اپنے بیٹے علی کے حوالے کر دیا اور بیعت کی کہ اسے ہماری تحریک و حفاظت سے کھنڈہ پہل تک ایک شخص پیدا ہوگا کہ اس کا ہر اس سے فیض حاصل کرے گا۔ اور اسے پہنچے سے اوجھڑے کھائے گا اور عید نہ منوگا کہے گا۔ اسے ہمارا سلام پہنچایا اور یہ فرقہ بطور تحریک سے دہلہ وہ فرقہ اس خاندان میں بطور امانت رہا۔ انوشاہ کمالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پیر سے سکندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تصدیق کی کہ دوسرے سال وہ فرقہ حضرت حمزہ علیہ السلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پہنچایا جس کا کہنا حضرت محمد علیہ السلام حسب موقعہ منقول ہوگا۔

حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی کی رہائی
حضرت مجددِ اوقات ثانی کی سید الشہداء کی دستار
الافتاح کی توثیق صاحب نے فرمایا کہ آپ تحصیل علوم کر کے آپس حضرت قزوینی سے عرض
کی کہ اگر اس وقت تک آپ کی عمر سے دفنانے کی حضرت شیخ نے اپنے بڑے بیٹے کی
طرف اشارہ کر دیا کہ اگر میں نہ ہوں تو اس کے پاس آنا پھر حضرت خدام مددۃ اللہ تعالیٰ
علیہ کے حل میں خیال آیا کہ شاید اس وقت تک میری عمر وفات نہ کرے حضرت شیخ نے
حضرت انور مددۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس خیال سے واقف ہو کر فرمایا کہ گھر ایسے نہیں
آپ جلد ہی ہی علوم کی تحصیل کر کے سداک باطنی کو ختم کر دیں گے۔ ہمارے کشف کا
نتیجہ یہ ہے کہ آپ اپنی پیشانی میں عینِ انبیا نور دکھائی دیتے ہیں۔ ظاہر ہو رہا ہے
کہ آپ کے ہاں ایک فرزندِ نرینہ پیدا ہو گا جس کے نور سے تمام جہان مشرق سے منور
تک منور ہو جائے گا اور بدعت اور گمراہی علیا مین ہو جائے گی۔ اس کا صدقہ تمام
جہان میں پھیل جائے گا۔ اس کے باطنی کمالات اس کے فرزندوں اور خلفائے شیعہ

حضرت محمد مہدی علیہ السلام کی ولادت کا یہ واقعہ ہے۔

حضرت محمد زوالفت ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد بزرگوار حضرت مخدوم عبداللہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ علیہ نے ایک نامزد تہجد کے بعد مراقبہ میں کبھی کہ تمام جہان میں نہار کی
جگہ تھی ہے اور بندہ اگرچہ اور سو زور تمام کائنات ارضی میں چل سکتے ہیں اور لوگ ان
و ملک کر رہتے ہیں اسی آتش میں میرے پہنچنے سے ایک نور نکلا جس سے تمام جہان
نور ہو گیا ہے اس نور سے ایک بجلی نکلی جس سے تمام بندوں اور بیکہوں اور سورہا
وجہوں کا کسٹہ کر دیا اس نور میں سے ایک تخت نمودار ہوا جس پر ایک شخص تکبیر
کھائے بیٹھا ہے اور ہزاروں نورانی مرد اس کے گرد دست بستہ کھڑے ہیں آسمان
اس کے پاس فرشتے آکر بڑے ادب سے صفت بستہ کھڑے ہیں اور تمام دنیا کے نبی
وین ظالم مرید اور حجاب بادشاہوں کو کچھ کر اس کے روبرو لادے ہیں انہیں بھیڑ
بکریں کی طرح ذبح کر رہے ہیں اور ایک شخص یہ آیت ہر اواز بلند نہ ہو رہا ہے
وَقُلْ جَلَّالُ الْاَلْحٰی وَذَوُّ الْاَبْطَالِ عَنِ اَبْطَالِ كَثٰنَ تَصَوُّفًا ہر حق کیا
اور باطل جاندار باطنی جہل شیعہ والا ہے ۔

حضرت مخدوم جتوہ اللہ تعالیٰ علیہ السلام نے صبح کو رات کا واسطہ خود زمانہ نماز کا
جتوہ اللہ تعالیٰ علیہ السلام کی خدمت میں بیان کیا۔ اور اس کی تعبیر بھی حضرت شاہ محمد علی شاہ
تعالیٰ علیہ السلام نے توجہ باطنی کے بعد حضرت مخدوم کو فرمایا کہ نذر یہ گفتن پہلے معلوم کرنا ہے
کہ آپ کا فرزند نذر یہ بیکہ کہ اس کے وجود کے سوا سے طلعت و دجست، منست تھی
علیہ السلام و التعلیمات کے روشنی سے چل جائیں گی، اور زمانہ بھر کے جتاہر اندر کا ہر

اس کی اطلاع کر دی گئی۔ اس کا ارشاد تمام جہان میں پھیل گیا اور اس کا سلسلہ قیامت تک قائم رہے گا اور وہ اس امت کے تمام اولیاء کا سرمد اور ہوگا۔

حضرت شیخ سلیمان بن علی کی نگاہیں حضرت شیخ سلیمان بن علیؒ کی زندگی صرف ایک روز تھی
 ہیں کہ زمین میں سر نہ ہوتے ایک نورِ غائب ہو جس کی روشنی سے تمام زمین و آسمان کو نگہ رہا۔ شیخ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ دیکھ کر حیرت من رہ گئے کہ الٰہی پیکر کا نور ہے غیب سے الہام ہوا کہ امت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں سے ایک شخص میں شہر میں پیدا ہوگا جو تمام اولیائے امت سے افضل ہوگا۔ اور تمام خلقت اس کے فیض سے رہائی پائے گی اور ان کا شرم و خجالت از سر نو نازدہ ہوں گے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کی نظر میں جب ہندوستان کا مغل مرتد ہوا اور اسلام بہت کمزور ہو گیا تو لوگ حضرت شیخ نظام دہلویؒ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں پہنچ کر مقررہ اسے اہل اسلام سمجھ گئے اور وہ لوگ کہہ کر دیکھ کر ہرے میں اتھارے دلائی، آپ نے ہر پستی فرمایا کہ بعد لوگوں کو خوشخبری دی کہ قریب ہی ایک شخص پیدا ہوگا جو تمام اولیائے امت سے افضل ہوگا۔ اس کی توصیف کے فقرہ پر حجت کی غفلت نہ رہ سکتی تھی بلکہ بدل جائے گی، اور اسلام کو رونق نازدہ حاصل ہوگی اور شریعت اور حکومت کو زہد و زینت حاصل ہوگی اور مشرق کے خائف طرزِ مفسوخ ہو جائیں گے اور اس کے جہود کے نور سے تمام جہان مشرق و مغرب تک منور ہو جائے گا اور اس کے ارشاد کا سلسلہ قیامت تک قائم رہے گا۔

حضرت شیخ عبد اللہ علیہ السلام بہروردی کی زبان پر
 حضرت مجدد الف ثانیؒ کے وجود معنوی کی جیسے بارشہ کا عظیم دستہ اور کفر کا حیلہ مٹانے پر بند ہو گیا اور خلقت گھبرا اٹھی، ہزاروں مسلمانوں کو ہر طرف پکڑ لیا جتنا کہ پاس لایا جاتا سمجھ کر نہ پھر ہو کر بجا آتا، اگر انکار کرتے تو قتل کئے جاتے تو تمام مسلمان ہرجے ہو کر شیخ علیہ السلام پر ہوجھ رہے تھے اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے نفس کے شیخ و مرید تھے اور ان کی کہ آپ اسلام کی مدد و اعانت فرمادیں شیخ صاحب نے توجہ باطنی کے بعد لوگوں کو خوشخبری دی کہ مجھ پروردگار کی طرف سے الہام ہوا ہے کہ حضرت نبیؐ ایک شخص ہوگا جو تمام لوگوں سے اور اپنے والد اس کے امت سے افضل ہوگا اس کی توجہ فرمائی ہے چوں کہ ان کی قسمت سے بدل جائے گی اور زمین و آسمان میں رونق آئے گی، دنیا میں طر امت اور نام کی نگاہ پر ہوگی جس کے ارشاد سے بدلتا کہ نور سے زمین و آسمان متحرک ہو جائیں گے اور وہ نور قیامت تک قائم رہے گا۔

نجمیوں اور توحید شناسوں کے اعلان جب ہندوستان کے بادشاہ کے ظلم و ستم کی تکلیف ہندوستان کے مسلمانوں پر بڑھ کر کمال پہنچی اور تمام جہان گھبرا اٹھا، اس وقت بہت لوگوں نے توحیدوں اور بادلوں سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں کب تک اس آفت دین روینا سے نہجات دے گا اس اثنا میں خلیفہ عظیم جو سلطنت کا اہم مکن تھا اور جسے اسلام سے بڑی قربت تھی دن رات بادشاہ کے مرتد ہونے اور غلبہ کفر کی وجہ سے آتشِ حسرت میں جلتا تھا اس نے سلطنت کے تالار اور تختوں کو جلا کر پھینکا، اس معاملہ کی کیفیت بیان کرو۔

اجمل نے اس سے چالیس روز کی جہالت مانگی کہ میں اپنے حاکم میں خوب خود بخود کوسینے دو چھر رحم اس کا جواب دیں گے، خانِ اعظم نے یہ بات مان لی، چالیس روز محنتوں نے آکر کہا کہ تم نے اپنے علم میں خوب غور کیا ہے، اوصافِ خلقی سے بڑی ملزم

موتہا ہے کہ حضرت ابی اسحاقؓ بھی پیدا ہوگا اس عیباً پہلے کوئی اس سنت میں پیدا نہ ہوا اور نہ بعد میں ہوگا۔ اس کی توجہ سے دین اسلام کی ترقی ناگزیر ہوگی۔ اللہ کفر و بدعت مغلوب ہو جائیگا۔ یہ لوگ سب عزت و خوار ہوں گے۔ گمراہی اور بے دینی جنہ سے اکھر جاسے اس کا طریقہ ابدیہ صحابہ کبار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا طریقہ ہوگا اور شاخ کدورت کے نظریات پر مخالفت شرع تھے مثلاً وحدت الوجود کا فاعل ہونا۔ سماع و غیر سماع کا قطع قیغ ہو جانا۔ جہنم الیہ اسلام کو رونق ہوگی۔ شاہی افشارشاس جو سب مغنیوں سے لائی تھا کھٹے ٹگا۔ چند روز سے ایک ستارہ طلوع ہوا ہے جو اس ہزار سال کے عرصہ میں طلوع نہیں ہوا۔ اگر تم اہل حق اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ذمے سے پہلے وہ ستارہ طلوع کرنا تھی خود العزم یعنی کی پیدائش پر وہ است کرتا چونکہ اس امت میں غیر کا دعوت ہونا محال ہے اس واسطے ضروری ہے کہ کوئی اب شخص پیدا ہو جو جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نائب اور قائم مقام ہو۔ اور نام نیز صمد نگوارہ مناصب اور طریقوں کو برطرف کرے۔ اور جہاں میں فرحت کے آثار پیدا ہوں نصیحت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو از پر تو متوکرے۔ اور جہاں جبر کے صاحب افزار اور سرکش آپ کی اطاعت کریں۔ اور تمام کے دل پاس کا رعب چھا جائے اور اس کا ہر عمل شریعت کے عین مطابق ہو۔ اس کے خیر پیچھے والے عبادت بکثرت کریں گے جوئی نے خان مذکور کو کہا کہ آپ بھی اس علم میں شامل ہوں گے۔ اس روز سے خان اعظم حضرت جہاد العنقانی رضی اللہ عنہ کے عند کا معتقد ہوا۔ اور دن رات انشعب کی بدعت کا انقضاء کرے گا جتنی کہ تجدید کے دوسرے سال شریف نیابت و ارادت سے مشرف ہوا۔ انشاء اللہ حسب موقعہ یہاں کیا جائے گا۔

مولانا عبدالرحمنؒ کی بشارت | مولانا عبدالرحمنؒ جہاد اللہ تعالیٰ علیہ جو اپنے زمانے کے جہاد عالم اور صاحبین کے سرور تھے۔

قبائے ہیں کہ میں ایک دفعہ اکبر آباد سے تہلی آیا۔ اتفاقاً ایک منزل میں میرے دوست ہیں در دیوا۔ میں بگل میں ٹھہر گیا۔ اور میرے ہمراہی مجھے جہاد کے خیال دینے میں گھڑی گھڑی قصائے حاجت کے لئے جانا تھا۔ اسنے میں ملت ہو گئی۔ اس کی گل ہم غریب ہی ایک عیسائی آدمی تھا۔ میں عارضے کے مارے دلوں چلا گیا۔ کہ چلو رہا یہیں میرے گروں۔ اچھی رات گزری تھی کہ کیا حقیقت ہو کہ ایک بہت بڑی فوج غبار ہوئی ہے۔ اور ہونے ہوتے اس محل کے نزدیک آگیا ہے۔ پھر انہوں نے مناب عاید خان خمس اس محل میں بچوایا۔ فرشتے پر ایک تخت لاکر رکھا۔ بعد ازاں ایک فوج آکر اس تخت پر بیٹھا اور ہزار ہا آدمی اس کے گرد گرہڑے ہی ادب سے کھڑے ہو گئے۔ آخر مجھے ہوا کہ یہ جن کے بادشاہ کی فوج ہے۔ یہ معلوم کر کے میں بہت ڈرا۔ اسنے میں چوں کہ بادشاہ نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پر سولہ ہادی قوم کے غیر قوم کا کوئی فرد بھی ہے۔ آخر مجھے پتہ چلا کہ اس کے پاس ہے۔ اس نے مجھے پوچھا تو کون ہے؟ میں نے کہا میں حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد سے ایک تلامذہ ہوں۔ اس نے کہا۔ ہم بھی حان ہیں۔ چند عسکری کلمات بیان کرو۔ تاکہ تمہارے علم سے فائدہ اٹھائیں۔ میں نے چند ایک حدیثیں خود اور اہل سنت و جماعت کے عقائد کے متعلق بیان کیں۔ اور ساتھ ہی کہا کہ ان دونوں ہمارے علم بہت کم ہو گیا ہے۔ اس نے پوچھا کیوں؟ میں نے کہا چار بادشاہ کا مغرب ہے۔ اس لئے کہ ہم بھی اس پاس سے ہیں اس پر سخت ناراض ہیں۔ اور ہمیں اپنے علم سے علم ہوتا ہے کہ ایک شخص دعوت ہونے والا ہے جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ کوئی کام بھی کر سکتا ہو جسے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے بدل دے گا۔ اور اس کا طریقہ تمام ادویات سے اعت سے جدا گانہ اور افضل ہوگا۔ اس کے نام افضاء و طوار اور اقوال و افعال منسوب ہوئے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تابع ہوں گے۔ اس کا سلسلہ مشرق سے مغرب تک پھیل جائے گا اور قیامت

ملک رہے گا۔ آپ ضرور اس شخص کی زیارت کریں گے۔ مولانا عبدالرحمن قدس سرہ
اس روز سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقصد ہو گئے۔ حتیٰ کہ
تعبید و غیرتیت کے پہلے سال ہی انجناب کی قدیمی سے مشرف ہوئے۔

حضرت مجدد الف ثانی اور صلح عصر کے خواب

شیخ سلطان محمد اللہ تعالیٰ علیہ جو اکبر بادشاہ کے وقت میں سلطنت
کے ایک اعلیٰ رکن تھے، ہم ان کا فتوحات ساحل بادشاہ کے ترہ ہونے کے بیان
میں لکھ آئے ہیں۔ آپ دن رات بادشاہ کے ترہ ہونے اور جہان میں کفر کے غالب
آسنے سے متفکر اور محروم رہتے تھے۔ اسی اثنا میں ایک مدت انہوں نے واقعہ بین
دیکھا کہ تمام جہان میں انصار اچھا گیا ہے اور ایک قوی ایلیٹ باقی لوگوں کو ہلاک کر رہا
ہے۔ بتصریح یہ کہ نورانی مسدودا بہت سی فرج کے کرحن کے پھروں سے نور
چمک رہا تھا اور ہر ایک کے ہاتھ میں نور کی مثل نئی تھا ہر خواہے جن کی روشنی سے
جہان نور تمام اہل جہان روش سے فرخ تک منتہی ہو گئے۔ اس رو خدا اور اس کی فرج
کا وہ نور صاف بہر صحت دیکھ رہا ہے۔ اور پتے ور پتے اور فرجیں بہر صورت آدمی
ہیں۔ حتیٰ کہ تمام دنیا اس فرج سے بھر ہو گئی۔ اس رو خدا کے نور کی شعا میں شیخ
سلطان پر بھی پڑیں۔ اس رو خدا نے غضب کی ایک نگاہ ہاتھی کی طرف ڈالی۔
دیکھتی ہی باغی زمین پر گر گرا۔ تڑپا اور مر گیا۔

شیخ صاحب نے رات کے واقع کا ذکر صبح بھر لوگوں سے کیا۔ فوج میں
یہی جواب دیا کہ اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ غضب ایک شخص پید ہو گا جس
کا توجہ کے نور سے کوئی تامل نہیں ہو اس وقت جہان پر چھائی ہوئی ہے۔ اس کا نور

بے بدل جانے کی اور بدعت و گراہی جہان سے بالکل ختم ہو جائیگی۔ منہ سے یہی حدیث نقل
برائتم (از سر نو تازہ ہوگی اور یہ فرج جو اس کے ہزار ہے وہ اس کے فزادہ اور غلیظ ہیں
جو سب کے سب بدعت اور گراہی کو جڑ سے اکھڑ دیکھیں گے اور ملت و بدایت کو تڑپ
کریں گے۔ دن بدن اس عورت کا طریقہ ترقی کرتا جائے گا چنانچہ عام دنیا اس سے تنید
ہو جائے گی۔ اور کیا سب تک یہی مسدودا جائے گا۔ اور اس کی بدایت اور ارشاد کا نور
دن بدن زیادہ چمک جائے گا۔ وہ قوی ایلیٹ یا مکی اکبر بادشاہ ہے جسے حق تعالیٰ اس
عورت کی توجہ اور غضب کے سبب دنیا سے اٹھلے گا۔ آپ اس طریقہ سے عافیت کر چکے
بلکہ آپ کے قرب و ہا سے ہی ظاہر ہو گا۔ اور آپ اس کے قریبی و صحاب سے ہوں گے
ان اشارات کے بعد حضرت شیخ قدس سرہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
خاکباز مخلص اور مستند بن گئے۔

ان اشارات کے بعد بھی حضرت شیخ صاحب نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کے حق میں باور کی باتیں جاری نہ کئے۔ حتیٰ کہ اپنی بیٹی کی شادی حضرت مجدد
الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کی چنانچہ اس کی منہل کیفیت اللہ تعالیٰ اپنے
تمام بہر بیان کی جائے گی۔

خان اعظم کا حضرت مجدد الف ثانی کے متعلق ایک خواب
خان اعظم کا خواب
رکن سلطنت تھے۔ ایک رات خواب دیکھا کہ ایک بہت بڑا جنگل ہے اور اس میں ایک
دریا تارکی سے چر ہے اور اس دریا سے سانپ کچھو کچھ نکل رہے ہیں جس طرف اس
دریا کی نہر رہ جاتی ہیں اس طرف کی زمین سیاہ ہے جاتی ہے۔ درختوں کے پتے گر جاتے
ہیں۔ اسی اثنا میں آسمان سے ایک آدمی نازل ہوتا نظر آیا جس کے نور کی شعاوں سے
تمام زمین مشرق سے مغرب تک متور ہو گئی۔ جہاں پر اپنا قدم رکھتا ہے۔ وہیں سے

پشم جاری ہو جاتا ہے، ہزاروں پرنسڈاں جسے پانی پیٹتے ہیں، نہاتے ہیں، نہاتے ہیں اور سینے سے ان کی شکلیں اور رنگ روپ میں نکھار آ جاتا ہے، وہ چشمہ اس قدر بڑھ گیا ہے کہ غام جان اس کے پانی سے یلیر ہو گیا ہے، اور وہ سانپ اور بچھو اس سے ڈرک ہو گئے ہیں اور وہ خوف کے پتے اتر کر نوازہ ہو گئے ہیں اور وہ سیاہ دیا باکل مدہ ہو گیا ہے۔

خان اعظم نے سچ اس خواب کی تفسیر جنہوں نے سے چچی تو انہوں نے بہت سوج بچہ کے بعد کہا کہ اس سیاہ دیہات مراد ہندوستان میں کفر کا غلبہ ہے اور سانپ اور بچھو مراد ہے جن لوگ ہیں جو فحش آسمان سے اترتا ہے وہ حساب بغیر خدا کے لئے اللہ تعالیٰ عیب وار کہہ کر ان کا نابہتہ جو مغرب پیدا ہوگا اور اس کے قدم بہت لڑم سے برابرست و زنا کا جہنم جاری ہوگا جس کے قیادتیت سے تمام جہن مشرق سے مغرب تک مقرر ہو جائے گا۔ تاریخی بدعت اور گمراہی کا دریائا بد ہو جائے گا، اس کے نور اشد سے تمام جہن اور نور جاریں گے، دین اسلام کو دفن ہوگی، مسلمانوں کو فرست نصیب ہوگی، اور وہ شخص تمام شرارت سے افضل ہوگا۔

یہی کرناں اعظم حضرت محمد العتباتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زیادہ معزز ہو گیا اور انجیل کا انتظام کر کے دکھا، ہر کسی سے آپ کے سلامات پوچھا کرتا، جہاں تک کہ انجیل کے حال جہاں آتا سے مشرف ہوتا۔

صدر جہاں کا حضرت محمد الفاتمی کے بارے میں ایک خواب
تیرہ صد ہجری
تہتے، آپ کے قریب جگہ دار السلام تھے لیکن بازناہ کے بے دین ہو جانے سے مجتہد مفرم رستے تھے، ایک رات آپ نے خواب میں دیکھا کہ عبادہ رنگ کے گجور،

سہ نام جہاں کو تارک کہہ دیا ہے اور ہوا کی تندی سے دھست اور غمازوں کی بیانیوں انکھ گئی ہیں اور ان گجوروں میں بچھو اترتے چلے آ رہے ہیں اور لوگوں کو کالٹ لٹہتے ہیں اور بہت سے لوگ ان کے کالٹے سے مر رہے ہیں، ایسا نما میں سونہند کی زمین سے ایک نور نکلا جس سے تمام زمین و آسمان منور ہو گئے اور وہ بچھو لگم اور بچھو ہلاک ہو گئے، اس نور میں سے ہزار بار خوش رنگ و خوش وضع پرندے نکل کر نصیج زبان سے ذکر خدا کرتے رہے ہیں اور کہتے ہیں، شکی بخاک الحق و ذہبی الدیخلی کہہ سے حق اگیا اور باطل جانا رہا۔

چچ سید صدر جہاں نے یہ خواب شیخ عبد القدوس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تحفے میں جلال قدس سرہ کی خدمت میں بیان کیا اور نصیر پوری، شیخ صاحب نے فرمایا کہ گجوروں سے مراد بدعت گمراہی اور کفر کا غلبہ ہے چونکہ دفن پھیلا ہوا ہے، اور بچھو دفن سے مراد بدعت اور گمراہی کے سرخند ہیں جو لوگوں کو باطل حق سے بیکارہ باطل پر لاتے ہیں اس نور سے جو سرزمین سوسوند سے خود آ رہا وہ مرد خدا مراد ہے جو اس شہر سے پیدا ہوگا اور جس کی توجہ کے نوسے تمام جہاں منور ہو جائے گا، بدعت اور گمراہی اٹھ جائے گی، بدعت و گمراہی کے سرخند ہلاک ہو جائیں گے، ان پرندوں سے مراد اس مرد خدا کے اصحاب اور خلیفے ہیں، جن کا طریقہ امر معروف نہی منکر کرنا اور نبی مکر سے باز رکھنا ہوگا، وہ مرد خدا تمام مذاہب کی شرابیوں کو دور کر دے گا، اس کا طریقہ جہاں میں پھیل جائے گا، اس کے ارشادات اور ہدایت کا نور قیامت تک قائم رہے گا، اور آپ اس کے اصحاب اور مقرب قرار پائیں گے، یہ سن کر وہ جہاں کے جل میں حضرت محمد و الفاتمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عزت پیدا ہو گئی اور انجیل کی بدعت کا انتظار کر کے نکلا، حتیٰ کہ تہذیب کے دوسرے سالی مشرف تدریسی و تلامذہ سے مشورہ کیا کہ انشا اللہ تعالیٰ حب قہدیان کی جائے گا۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کی ولادت

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد بزرگوار حضرت مخدوم عبداللہ اکبر سرور دہلیا حضرت کی طرف مائل رہتے، خواجہ باغچہ کشی زبدۃ الملوکات برکات احمدیہ میں سمجھتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت مخدوم کا گذر قصبہ بکنرہ میں جو دہلی سے اکیس میل ہے ہوا۔ وہاں علماء وقت سے حدیث کی کتابوں کا مطالعہ کیا۔ جب لوگوں نے آپ میں صلاحیت کے افراد دیکھے تو بہت دلدادہ ہو گئے۔ اور نہایت تعظیم و تکریم کرنے لگے۔ اسی اثنا میں زبان کی ایک پاک و امن فہر کہنا کہ اور صحیح النسب نیزہ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت مخدوم کے سینے سے ایک فرسٹا پہنے جس سے تمام زمین و آسمان منور ہو گئے ہیں۔ اسی نور میں ایک تخت نمودار ہوا جس پر ایک عزیز و نیکو نگاہ سے بیٹھا ہے۔ اور تخت کے گرد تمام فرشتے اور آئندہ اولیا نے آہستہ و سست ہتھکڑے ہیں اور ایک شخص اعلان کر رہا ہے کہ یہ مخدوم عبداللہ کا فرزند اور مجدد الف ثانی ہے جو تمام اولیاء سے امت سے افضل ہیں۔

حضرت مجددؒ کی والدہ
جسے اس نے یہ خواب اپنے خاوند دسنا یا اس نے کہا کیا کر دوں کہ میرے ہاں کوئی بیٹی نہیں ہو یہ سعادت ابھی حاصل کروں۔ اس معاملہ نے کہا، میری نہایت ہی صالحہ ایک بیٹی ہے اس کی شادی اس مرد سے کوئی دینی چاہیے۔ اس نیک مرد نے حضرت مخدومؒ سے اس بات کا ذکر کیا۔ پہلے حضرت مخدومؒ نے اس سے انکار کیا لیکن جب انہوں نے بہت منت و تاجرت کی تو کہنے لگے کہ اب اور کچھ کر کے اسے سہجے دے۔ اسے اس پاک و امن صالحہ سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔

جب اکبر بادشاہ کا ظلم و ستم ہندوستان کے مسلمانوں پر سرد سے زیادہ ہو گیا

اور یہاں بھر میں کڑھیل گیا تو مسلمانوں میں اتنی قدرت بھی نہ رہی کہ ہر جگہ ایسی جہیں یا اپنے دین کا اظہار کر سکیں۔ ہر جگہ کوپے میں بادشاہ کی مورت پتھر کی دیوی کی طرح سہا کر رکھی برقی ناگر خلقت اسے سجدہ کرے اگر کوئی سجدہ کرنے سے انکار کرتا تو اسے قتل کر دیا جاتا۔ جب یہ حالت ہو گئی تو بادشاہ الہی میں زمین و آسمان ہلنے لگا اسے پروردگار! یہ رنج تیرا کھاتے ہیں اور پرستش تیری کرتے ہیں زمین و آسمان کہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے نہ اپنی گرفت تیرے میں ایسا شخص پیدا کر دوں گا جو حضورؐ کی طاعت کی برکت سے یہ بدعت اور گمراہی بدعت اور ارشاد سے دور کر دے گا۔ اور بدعت کا سہلہ تیرا مت تک قائم رہے گا۔

جب جمعہ کی رات مہر خرم کو حضرت مجدد الف ثانی والد بزرگوار کی پشت سے رحم و اور میں داخل ہوئے تو تمام موجودات نے باہم ایک دوسرے کو مبارکباد دی تمام جمادات نے ایک دوسرے کو خوشخبری دی کہ اب وہ وقت آئے والا ہے کہ یہ بدعت و گمراہی اس کے صاحب چل سکے کہ خود کی برکت سے ملت احمدیہ میں بدل جائیگی اور سنت نبویؐ علیہ السلام قائم و دائم و مسلم کے چہرے چمکوں گے۔

حضرت مجددؒ کی ولادت باسعادت شہر
حضرت مجددؒ کی ولادت
سرمد میں جمعہ کی رات تقریباً نصف رات گذرے ۱۵۲۳ھ شوال ۱۵۲۳ھ ہجری کو ہوئی۔ یہ چھوٹی کا پانچ ماہ حکومت کے افق سے طلوع ہوا۔ اور اس کے وجود کے نور سے تمام جہاں پر نور ازل جہاں سرور ہو گئے۔

مجھے برادر چچ سپہر کمال طالع شد
کہ کس نیک چہاں ماہ در پرتال
حضور مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تاریخ ولادت فقط خاشع سے

نکلتی ہے شمسِ حساب کے مطابق آفتاب اس وقت برجِ حمل کے خاند شریف میں تھا جو سورج کی تمام منزلوں سے اعلیٰ اور مشرق سے اعلیٰ شام کے نزدیک یہ نثرین کی پہلی تاریخ ہوتی ہے۔

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت اور ان کے مطابق حضرت محمد و آلہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کنیت ابو القاسم کا نام لقب شریف بدو القابین اور نام مبارک شیخ احمد مقرر کیا ہے۔

مشہر ملک وایت شیخ احمد بن شمس مادرہ ایام کم زادہ

حضرت مجدد الف ثانیؑ کی ولادت کے چند واقعات

حضرت مخدوم اقل جہود الف ثانی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ فراتی ہیں کہ میرے فرزند شیخ احمد کی ولادت کے بعد مجھے عجیبی اور عجیبی کیفیتیں ہوں کہ تمام اولیائے امت ہمارے گھر میں آئے ہیں اور ایک شخص کہتا ہے کہ حق تعالیٰ نے دلداشتہ و آئینہ تمام اولیائے کمال کے سامنے کمالات اپنے فضل و کرم سے شیخ احمد کو عنایت فرمائی ہیں اور اسے اپنی رحمت کا خزانہ بنا دیا ہے۔ دوستو! اس کی زیارت کرو کیونکہ پروردگار کا حکم ہے کہ جو شخص اس کی زیارت کرے گا۔ میں اس کے گناہ بخش دوں گا۔ قیامت کے دن اسے اپنے مقربوں میں داخل کروں گا۔

آپ کے والد ماجد حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میری نظر میں آپ کے اپنے فرزند و عادت مند شیخ احمد کی ولادت کے دن میں نہ دیکھا کہ حضرت خاتم المرسلین و البیتین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم زیارت

خود اندادِ کرم ہمارے گھر میں تشریف فرما ہوئے ہیں اور تمام انبیاء اور اسما کی فرشتے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جلو میں ہیں اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سنہ زندگی مبارکباد دے رہے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے میرے بچے کو چڑی خوشی سے گود میں سے کر دیا میں کان میں آفتان اور بائیں میں جھیر کہہ کر سنہ دیا کہ میرا یہ فرزند میرے تمام کمالات کا وارث اور میرا قائم مقام ہوگا اور میری امت کے دینی اور دنیوی تمام کارخانے کو سنبھالے گا۔ اب میرے دل کی نقل ہوئی پھر حضرت مخدوم نے عرض کی کہ با رسول اللہ! آپ نے امت کی طرف سے اپنے آپ کو کس طرح خارج کر دیا۔ حضور سکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اب تک تو ہم مع ہمارے امت کی طرف متوجہ تھے۔ ہزار سال کے بعد جس میں قدر اولیاء پیدا ہوئے۔ ان میں سے کسی کو بھی ساری امت کے کارخانے کو برواشت کی طاقت نہ تھی کہ ہم اس کے حوالے کھنہ اور بارگاہِ حقیقی میں غلوٹ گزریں ہوتے۔ اب یہ فرزند آیا ہمارا ہے کہ اب ہم ساری امت کا دنیاوی اور دنیوی کارخانہ اس کے ہاں اس کے فراموش کے چہرہ کو کہ فراموش دینی ہے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں غلوٹ اختیار کریں گے۔ یہ کلیلہ قاعدہ ہے کہ میرے پیغمبر اور اوصیاء ہزار سال تک طاقت کی طرف متوجہ رہتا ہے بعد ازاں جب اور پیغمبر آجاتا ہے تو میرے پیغمبر بارگاہ خداوندی میں غلوٹ گزریں ہوتا ہے۔ اس امت کے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ایک ہزار سال امت کی طرف متوجہ رہنا لازم تھا۔ اور بعد ازاں کوئی ایسا پیغمبر اور اوصیاء نہ آئے گا کہ قائم مقام ہوتا کیونکہ کھشتہ زمانہ میں انبیاء کے کرام کی بعثت اور دنیا کا یہی دستور ہے کہ بعد کا نبی پہلے نبی کے دین کی ترقی جانی کرتا اور اسے مضبوط بنا دیتا لیکن آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبی کا پیدا ہونا ناممکن ہے۔ اس واسطے اس امت میں علمائے امت کو نبی و رسول کیلئے انبیاء کا سامان تہیہ کیا گیا

سب سے ناکہ دین محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کو جس اور تقویت دیں۔ اگرچہ
نہلے ہیں جب ہزار سال بعد کوئی اور عالم پریم پیغمبر اور رسول مبعوث ہوتا تو ساتھ
ہی سابقہ دین بھی چلنا رہتا۔ حق تعالیٰ اس کی سیارے کوئی اور اور انعام پیغمبر بھی
دیتا۔ پورا سے نئی شریعت عنایت کرتا ہزار سال بعد کوئی ایسا شخص مبعوث ہونا ضرور
تھا جو پیغمبر انعام کا قائم مقام اور حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وارث
کا مل اور نائب الہم ہوتا۔ اور اسی دین کو دوسرے ہزار سال میں از سر نو تازہ کرتا۔
پھر اگر اس امت میں نسخ اور تبدیلی نہیں۔ اس لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ وسلم کی انصاف خاص نسبت ہمارا حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے
مہالک میں انحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام کو پہنچی۔ وہی
فرزند کو جو تاجیہ حضرت راستہ اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تمام کمالات کا وارث کامل
ہے یعنی حضرت شیخ احمد محمد الف باقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دوسرے ہزار سال
کے شروع میں ملی۔ اسی واسطے دین کی تجدید اور شریعت مستقیم کو تازہ نہنگی نصیب
ہوئی۔

سمرقند پر انوار کی بارشیں حضرت مخدوم عبدالاحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
فرماتے ہیں کہ میرے فرزند شیخ احمد کی ولادت
کے دن فرشتے، انبیاء اور اولیاء اور رسولوں کی رو میں اس کثرت سے زمین پر آئیں
تمام شہر سرسبز ہوا اس کا گرد و فواج چر ہو گیا۔ اور نور کے ستر ہزار جہنم کے لاکھ شہر
سرسبز میں کاغذ دے گئے۔ جن کی شاخوں سے باطن کی آنکھیں چندھیا جی گئیں ایک
فرشتہ بلند کاغذ کے کبر ہا ہے کہ انبیاء کے تمام کمالات بطریق وراثت اور او
کے کمالات بطور ریاست خاتم الاول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند کو جو انحضرت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا قائم مقام اور نائب الہم ہے یعنی شیخ احمد محمد الف باقی

فی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حق تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے تازہ کا اور
ہفت محمدی علیہ السلام والہنا کے نام اولیا و اوصیاء اس کی اتباع میں ہوں گے کیونکہ
وہ تم سب میں سے افضل ہے۔

ہنگامہ اونیہاں چوں اور نزارہ محمد شمس چوں اور نزارہ

شیخ عبدالقدوس رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے غلیظہ اور حضرت

کے پیر شیخ عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، میں حضرت محمد الف باقی صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت کے دن تشریف میں تھا۔ میں نے دیکھا کہ آسمان سے فرشتے
چروہ در گردہ کعبہ پر آئے ہیں اور وہاں سے شہر سرسبز کی طرف چلتے ہیں۔
اور کعبہ پر نور کے ہزار ہا جہنم کے کاغذ سے پڑے ہیں۔ اور کعبہ اللہ کی حجت پر
منادی کر رہے ہیں۔ گو! آج رات ہندوستان میں ایک ایسا شخص پیدا ہوا ہے
جس کے سبب سے حق تعالیٰ دین اسلام کو عزت دے گا اور بدعت و گمراہی کو
برطرف کرے گا۔ اور سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو زندہ کرے گا۔
اور وہ تمام اولیائے امت سے افضل ہوگا۔

و چند ہیں ہزارہ صنیع خدا سے بکار رفت

تا بوالعجب ہر مثل تو مخلوق خلق شد

ایک بزرگ شیخ ابو الحسن
نبی کریم کی ایک ہزار سالہ تربیت کا فرما چنتی حام حضرت عبداللہ
بنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت کے وقت سرسبز میں تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ
آنحضرت کی ولادت کی رات میں نے فاحش دیکھا کہ اس شہر میں تمام اولیائے امت
جمع ہیں اور ان کے درمیان نور کا ایک منبر رکھا ہوا ہے جس پر ایک خداوند کھڑا
ہو کر کہتا ہے کہ گو! تمہیں مہلک ہو کہ آج رات ایک شخص پیدا ہوا ہے جس کی

دعرج کو جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہزار سال پہلے کو دیکھ کر
کہا۔ اور انت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تمام اولیاء کو جو کائنات فرما فرما
نصیب تھے وہ اس ایکے کو عیب ہونے اور اپنے تمام کائنات کا منبر نام
بنایا ہے

ہزار سال پہلے کہ تا باغ یقیین ز شاخ ہمت چو نونگے بار آید
ہر ہر قرآن و ہر ہر قرآن چو نونگے ہر ہر قرآن چو نونگے ہر ہر قرآن

حضرت محمد و اہل بیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے کائنات و فضا
جس تک عقیقہ نہ ہو چکا تمام راگ و سنگ کے ساز، مثاقی باقری، و حوں، و فطیروں
چنگ سارنگی، جنوں تک و غیرہ سے سر ملے آواز نہ ملے اور شراب میں سے نشہ کی قوت
نازل ہو گئی، حیث و عشرت کی مٹھانوں کا قطع جانا رہا، چنانچہ ان دونوں میں جب
عشرت باذن نے اپنی عیش کی فطرت نہ دیکھا تو ان پر سے اعمال سے توبہ کی، لوگوں
نے جب توبہ کی وہ بھی گئی تو انہوں نے کہا کہ ہمیں ان دونوں عیش کا قطع جانا رہا ہے
مفت میں انہیں غلبہ ہمارے گردن پر بٹھا جاتا ہے اس واسطے ہم دست بردار ہوتے ہیں
حضرت محمد و اہل بیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے باب و ولادت میں موجودہ و فیض

ساز و فطر و غیرہ مخالف شرع احمد سے ہیں میں وہ مبتلا تھے باز آگئے کیونکہ ساز و فطر
و فیض و غیرہ سے انہیں طاعت نہیں آتا تھا، یہ دیکھ کر تمام اصحاب مجال حیلوں رہ گئے جب
اس اذکی تہر تک پہنچنے کے لئے توجہ کی تو حق تعالیٰ نے انہیں بڑا بار الہام خبر دی کہ ان
دلوں ایک کچھ پیدا ہوا ہے جو اس شرع کی تمام مخالفت کو دور کر دے گا۔ اور اس کے جو
کے نور سے بدعت اور گمراہی مٹ جائے گی، اور سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و سلم
کو مدق ہوگی، بدعت کے مٹنے اور سنت نبوی اور شخصیت کے مٹنا سب اہل

ظاہر ہوں گے۔

حضرت محمد و اہل بیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہم دیکھ
الکر کا تخت الٹ گیا پر اکبر بادشاہ ہند کا تخت الٹ گیا۔ پھر لوگوں نے دیکھ

کہا۔ پھر سرسنگوں ہو گئی، کئی دفعہ ایسا ہوا، اسی اثنا میں بادشاہ نے خواب میں دیکھا۔
کہ شمال کی طرف سے نبی مہر ہند کی طرف سے ہو کر دلی سے شمال کی طرف ہے۔ ایک بار ہند
تہ ہوا آئی اور تخت کو بعد بادشاہ اسکا کر دے مارا، اس خواب کے دوسرے سات دفعہ
تک بادشاہ کی نیاں بند رہی، تمام اکبر سلطنت نے جمع ہو کر مشورہ کیا، کہ بادشاہ
کو ان دونوں کی ہو گیا ہے، کون مرض لاحق ہو گیا ہے، کہ اس حال میں گرفتار ہے تمام
ماضی طیبوں کو اکٹھا کر کے بادشاہ کے پاس لے گئے، جب ساتویں دن بادشاہ نے
لفٹنگ کی تو کہا مجھے کوئی مرض نہیں اور اپنے خواب کو بیان کیا، تمام عقل مند لڑ گئے
اور انہیں اس بات کا یقین ہو گیا کہ بادشاہ پر کوئی آسمانی بلا نازل ہوگی اور اس کی
باطنی نرم و آئین کو درہم برہم کر دے گی، خان اعظم اور سپہ سالاروں نے بھی اس
پیشتر ایسے خواب دیکھے تھے اور مجتہدوں اور فقیہوں سے یہ بات پتھری کر چکے تھے
حلا وہ قریشی شایع تھے کہ چند مرتبہ اسلئے ہوسے دیکھ چکے تھے، ان سب واقعات
کے ساتھ ساتھ پتھروں، مجتہدوں اور فقیہوں کے خبر دینے کو ملا جلا کہ بادشاہ کی بدعت
یوں ختم کیا کہ حضرت محمد و اہل بیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیدا ہوں گے، یہ سنتے ہی
بادشاہ پر دینت چھا گئی۔

حضرت محمد و اہل بیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پیکر

حضرت قیوم ازل و ابد رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت و عین میں
پیدا ہوئے، انہیں میں کچھ بھی نہ ہوئے، اگر قبول و بردار کے موقع پر اتفاق ہو

آپ کا بدن مبارک شکامی ہو جانا تو بڑی جلدی بدن کو دھواں پ لینے جیسا کہ عام بچوں کا قاعدہ ہے کہ کیا سست بدن اور بکس کہ آلودہ کوسٹیں ہیں اور پڑے بیٹے ہیں آپ نے کبھی ایسا نہ کیا آپ کبھی نہ رہے۔ ہر وقت خوش و حورم اور خندان رہتا اگر سارا بدن اور ساری رکت دودھ چلنے میں غفلت ہو جاتی تو بھی آپ نہ رہتے اور نہ دودھ مانگنے آپ پر ضرور پڑتے ہو آپ کو دیکھنا جسے اعتقاد اس کے دل میں آپ کی محبت بیدار ہو جاتی آپ چلے دولہا ہیں اس قدر نشوونما پائی جتنی اوروں کو ہندوستان میں ہوتی ہے اور آپ کو مہینوں میں اس قدر نشوونما ہوتی جتنی دوسروں کو سال میں ہوتی ہے۔

قادر بیہیمان کا حصول | ایک سالہ شیر خوار لگے نہ لے میں آپ لاغر ہو گئے۔ اسی ثانی شاہ کمال قادی رحمۃ اللہ علیہ اتفاقاً شہر سرہند میں آ گئے۔ حضرت مخدوم قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شاہ کمال رحۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں لائے۔ کہ ان کے حق میں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کو اس بچے سے نالوں کرے۔ جب شاہ کمال نے دوسرے حضرت مخدوم الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا تو تعظیم کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ حضرت مخدوم کو اس تعظیم سے تعجب آیا کہ حضرت شاہ کمال نے یہ کس کی تعظیم کی ہے۔ شاہ کمال نے تعجب کی وجہ پوچھ کر فرمایا کہ تم نے اس بچے کی تعظیم کی ہے جو تمام اولیائے امت سے افضل ہوگا۔ حضرت یہاں پر ایسا آفتاب بنے گا کہ اس کے نور سے تمام جہاں مشرق سے مغرب تک پورے نور ہو جائے گا۔ اور یہ بدعت اور مگرابی کو برطرف کر دے گا۔ سنن نبوی علیہ السلام والستقام کو زندہ کرے گا۔ اور اس کی ہر بات اور اشارہ کا نور تمام ملک قائم رہے گا۔ یہ وہی عزیز ہے جس کی تشریف آوری کی خبر کئی اولیائے امت نے دی ہے اور بہت سے آدمی اس کی آمد کے منتظر ہیں۔ بعد ازاں اپنی زبان

مبارک آنحضرت کے منہ میں رکھی۔ حضرت مخدوم الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شاہ صاحب کی زبان کو دیکر گہرے منہ میں دہانے رکھا۔ جب چھوڑا تو شاہ صاحب نے فرمایا کہ اس بچے نے تمام قادیانہ نعمت ہم سے حاصل کر لی ہے۔ جب بھی شاہ کمال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرہند میں آئے حضرت مخدوم الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں سے میں خوش خبری سناؤں کہ حضرت یہ بچہ اس سر نیچے کا ملک ہوگا۔ حضرت شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے خرد کو جو بطور امانت ان کے پاس موجود تھا اپنے ہاتھ شاہ سکندر کو دیا اور وصیت کی کہ حضرت یہاں سے خمدے گا ملک ظاہر ہوگا۔ یہ نذرانہ دے دینا۔ یہ وصیت کی کہ شاہ حضرت مخدوم الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف گیا۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر اسی سات سال کی تھی کہ شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔

حضرت مخدوم الف ثانی کی ظاہری تعلیم تدریس

قادر الدین سرہندی مصنف حضرات القدس اور خواجہ ہاشم کشمیری مصنف زینۃ العالیات برکات الاحمدیہ کھنڈ میں کہ جب حضرت مخدوم الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تدریس کے وقت ہوئی تو آپ کو متنب میں لایا گیا۔ آپ نے غصے سے عرض کیا کہ قرآن شریف حفظ کر لیا۔ اور دوسرے علوم کی تفصیل اپنے والد ماجد مخدوم عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بہت سے علوم میں جناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد ماجد سے حاصل کئے۔ پھر سیاق و کسر تشریف لے گئے اور وہ کمال کثرتی ہے جو متفق و متفقہ روایت کے مطابق

راہ رسالت کے معارف کی ایسی کتابیں جن میں مولانا محمد تقی نے نہایت تحقیق و ترقیق سے پانچویں
پھر حضرت کی بعض کتابیں شیخ خوارزمی کو دی تھیں ان کے خلیفہ مولانا یعقوب
کشمیری سے جنہوں نے حسین الشافعی پر پانچ کر دس برس خود کوشش سے استفادہ کر کے
مندر حاصل کی تھی پھر کرسند حاصل کی بلکہ سند کو دی میں آپ مولانا کے برابر ہوئے
یہ تمام علوم آپ نے بلوغت سے پہلے ہی حاصل کر لئے تھے۔ جب آپ علوم ظاہری
کی تحصیل سے فارغ ہوئے تو اپنے والد ماجد کے حضور ہی بنی خاتیب علوی کو پرانا مشورہ
کیا۔ حضرت قیوم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کتب حدیث و تفسیر اور حدیث
کو مسلسل درس کی اجازت تھا کہ آپ کی اذیت کے سبب آپ کو بھی اور حدیث، یہ
سچہ۔ الخ حرمون، یہ حرمون، تبارک، و تعالیٰ ارجو ہوا میں فی
اکرامین، یہ حرمون، من فی الاستواء، و کم کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ رحم کرے گا۔
وہ نے زمین پر ہیں ان پر دم کو تو جو آسمان میں ہے وہ تم پر دم کرے گا۔
محمد بن عبد اللہ شافعی کے خلاف شیخ عبد الرحمن سے جو اپنے زمانہ کے بڑے
محدث اور عالم تھے نہ مل سکے کی وجہ سے جناب رحمت الہی کے خود اندر تھے اس واسطے وہ
حدیث میں کام لیں رحمت سے پہلے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مسلسل آج
کو پہنچی۔ حضرت قیوم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علوم ظاہری کی تحصیل کے وقت چند ایک
ایک مسائل تصنیف فرمائے اور ان میں نہایت عجیب و غریب اور نادر مسائل مندرج
فرمائے۔ رسالہ تفسیر اسی وقت کی تصنیف ہے۔ علوم ظاہری میں نہایت کمال و ترقی
حاصل تھی کہ آپ کے شاگرد۔ مہندس کے برابر کہیں۔ اور خود آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس
بارت کے آخری چند حصے سے آجناہٹ نے ایسے ایسے عجیب و غریب مسائل بیان فرمائے
جو جنہیں اگر ابو حنیفہ شافعی یا یوسف شافعی اور ابو نعیم و ترمذی یا جہم اللہ تعالیٰ علیہم
نے بھی دیکھا، انہیں نہیں فرمایا تھا، انشاء اللہ حسب موقع اس کا ذکر کیا جائے گا۔

حضرت محمد الفتن بن سید النبیا سے متوفی حضرت

حدیث میں والد کے کوشش و مسرت کی سیوں سے جو سے صاف کر کے اس کے لئے
بہت مست واجب ہو جائے گا۔

محمد بن عبد اللہ بن محمد اللہ تعالیٰ علیہ کتاب حضرت القاسم میں لکھتے ہیں کہ حضرت حمزہ
العقبانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چار مکتوبوں کے وسیلے سے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کو مکتوب لکھا تھا کہ تمہیں یہ مکتوب اس کی ترتیب یہ ہے:

حضرت حمزہ العقبانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاجی عبدالرحمن بنی کلابی المعروف بہ
حاجی رمزی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے مکتوب لکھا۔ اور انہوں نے حافظ سلطان ادہبی رحمۃ اللہ
تعالیٰ علیہ سے جن کی عمر ایک سو دس سال کی تھی اور انہوں نے شیخ محمود الطرازی رحمۃ اللہ
تعالیٰ علیہ سے اور انہوں نے شیخ سعید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اور انہوں نے حضرت
راست بن ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مکتوب سے۔

اس مکتوب کے رافع کمال الدین محمد بن عبد اللہ تعالیٰ علیہم و آلہم و سلم سے۔
جناب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مکتوب لکھا تھا کہ تمہیں یہ ترتیب یہ ہے:

میں نے حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند احمد حضرت عبد الرحمن
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مکتوب لکھا۔ انہوں نے اپنے والد پر دو کتب حضرت خازن الرحمت رضی
اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے حاجی رمزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ارا۔

حضرت قیوم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سلطان الامویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روایت
ہے کہ حضرت حمزہ العقبانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ

و اکبر کے نام میں چار شخص ہیں جن میں سے ایک بڑا ہے۔

حضرت مجدد ملتاقی قوم اول کا اکبر آباد کا پہلا سفر

اکبر آباد کے علماء حاضر خدمت ہوئے ہیں | حضرت مجدد ملتاقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علم کی تحصیل اور تعلیم کے کام سے فارغ ہو کر عین جولائی کے شروع میں دارالحدیث کو اکبر آباد کا رخ کیا۔ جہاں کہ اس وقت بادشاہ (اکبر بادشاہ) کا پایہ تخت تھا۔ چونکہ اس کے دربار میں اکثر علماء نامدار موجود تھے اس واسطے آپ کو وہاں جانے کا اشتیاق پیدا ہوا۔ جب آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں نشر فرما ہوئے تو بادشاہ کا نام شکر آپ کی جلالت سے حیران رہ گیا کہ علمائے زمانہ اپنے علم کو انجانب کے علم کے مقابل میں اس طرح خیال کرتے تھے جیسے کہ پہاڑ کے سامنے زمین مٹی بڑے فخر کے ساتھ حدیث و تفسیر کی کتابوں کی منہ آنجانب سے حاصل کرنے لگے۔ انجانب کی شاگردی پر افسوس کرتے اور آنجانب کو ہندو زمانہ مانتے علماء کے کلام کو جوق و جوق آپ کے دس میں روزِ روز حاضر ہوتے اور اکبری لشکر کے بہت لوگ بھی آپ کی زیارت گاہی سفر حاصل کرتے تھے کہ آنجانب کے استاد کا شہر تمام اہل سنگھ میں ہو گیا۔

سلیم خیشی کے ایک خلیفہ | ایک روز شیخ سلیم خیشی کے ایک صاحبِ حال خلیفہ کو آپ کی توفیق آوری سے پہلے ہی حضرت فیض اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات سے متاثر ہوئے اور چاہتے تھے کہ آپ کے پاس سے روزِ کار ہیں جو خواب میں آنجناب کے حیل ہانک کو بھی دیکھ چکے تھے اور آنجناب کی لافین لہو کی سنتے تھے۔ حضور کی مجلس مبارک میں حاضر ہوئے اور غور سے آنجناب کے چہرہ مبارک کو دیکھ گئے اہل مجلس نے ان سے آنجناب کو غور سے دیکھنے کی وجہ دریافت کی

و انہوں نے اپنا خواب مع حضرت مجدد ملتاقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حیلہ مبارک کے سنایا کہ وہ شیخ نہیں ہیں جن کی غیر اکثر ادلیا سے امت نے وی سے لیکن ابھی تک آنجناب سے تعبیری امور کو سرِ حجاب دینا شروع نہیں کیا تھا۔

حضرت فیض اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چٹائی مبارک میں مقامِ سجدہ سے لے کر دونوں بھروسوں کے درمیان مقامِ یک لکسر تک گیدڑ ستارہ کی طرح چٹکا کرتی تھی جو آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تسبیح کی علامت تھی اس صاحبِ حال غریب نے لوگوں کو بتایا کہ ہر سرخ گیدڑ آنجناب کی بزرگی پر دلالت کرتی ہے یہ علامت گذشتہ و حال کے کسی ولی کو نصیب نہیں ہوئی۔ حضرت سید ییہ بزرگ حق تعالیٰ کی طرف سے ان باتوں کا اظہار کریں گے جنہیں نہ کسی گذشتہ سے پہنچے نہ کسی نہ آمدہ کوئی شیخ کرے گا آپ کے ارشاد کا سلسلہ مشرق سے مغرب تک وسیع ہو گا۔ اور قیامت تک یہ فیضان جاری و ساری رہے گا۔

مناجیح اور قتل منشا | ابو الفضل اور فیضی حضرت مجدد کی خدمت میں | اس سے جو شخص حضرت مجدد ملتاقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کرتا وہی کتنا کر عقرب ہی اس شخص سے کوئی بد نظیر نہ ہو گا جو اس سے پہلے کسی سے ظاہر نہیں ہوا۔ ابو الفضل اور فیضی جو اکبر بادشاہ سے دیر اعظم غفے مقرب خاص تھے اس وقت علم و فضل میں بزرگ اور سب سے نظیر تھے چنانچہ ابو الفضل نے بادشاہ کی تعریف میں اپنی دونوں ایک اُچھیدہ کہا جس میں اپنے علم کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

دو سال پہلے میں پیکر کا فریں | تحصیل کروا دیا | حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جہاں حضرت فیض اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خبر سن کر آنجناب کی زیارت کے متعلق ہوئے اس نے بہت ہی بکوشش کی کہ کسی طرح آنجناب ان کے گھر نہ لائے

لاہیں مگر بے سود چنچ دوڑوں بھائی حضرت قدیم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بہت اعلیٰ خاص کا اظہار کیا۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق ان کے حال پر عنایت و شفقت فرمائی، دوسرے دن انہوں نے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعوت کی تو آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے گھر تشریف لے گئے، دونوں بھائیوں نے حسب دستور خدمت کے مراسم ادا کئے، اور تین دن اور تین رات بطور مہمان رکھا اور شاگردوں کی طرح خدمت سبب لائے رہے، دونوں بھائیوں اور حضرت قدیم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں بہت محبت ہو گئی اور اکثر ملاقات کا اتفاق ہونے لگا جو صحفہ دونوں بھائیوں کو بادشاہ کی طرف سے باکسی دوسری طرف سے آتا، وہ آنجناب کی خدمت میں پیش کرتے۔

خواجہ باختم کشمی ثوبۃ القلبات، برکات الاعداء میں لکھتے ہیں کہ ابو الفضل کے ایک شاگرد نے مجھے بتایا کہ ایک وزیر ابو الفضل سے اپنے ایک استاد کو چند ایک کلمات کہہ دیتے ان میں اپنے دعا کے ثبوت کے لئے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کلام کو بطور سند پیش کیا اور اس سے بھی حضرت کی تعریف کی، جو آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جہاد پر دلالت کرتی تھی، ابو الفضل اور فیضی کی طبیعت خیریت سے نقطہ کی تعریف کی طرف اہل ہوتی، اگرچہ خود دونوں بھائی علم میں یکساں نہ تھے، علاوہ میں تمام علماء نے ہندوستان میں احوال لاہوری، تلمیذی وغیرہ کو بھی دیکھا، اور فقیر کو بہت تعریف کا آغاز ہوا، چند ایک چیزیں بھی بھی گئیں، الفت قاً ایک مقام پر پہنچ کر تمام علماء اور وہ دونوں بھائی رک گئے، اور کچھ پیش نہ گئی، ابو الفضل نے حضرت قدیم اقل کی تعریف دی کہ ہم دونوں بھائی تو تمام علماء میں مقدم ہو گئے ہیں نیز اس نے اپنے عزیز کا احترام کیا اور عرض کیا کہ اگر آپ حضرت الفطاحات کی نگاہیں تو بھی ہم غیبت سمجھیں اور احسان مائیں گے کیونکہ ہم اس مقام پر مجبور ہیں، حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے کسی نے لفظ عبارت تحریر نہیں کی تھی، لیکن ان دونوں بھائیوں کی کتاب سے قلم اٹھایا اور اس مقام کی تفسیر قلم برداشت نہایت فصیح و بلیغ عبارت میں لکھ دی، جس کے تمام ہرے ہرے علماء کا قافیہ تنگ ہو گیا تھا، اور قصص اور شان نزول کا استہداس قسم کے کیجئے، کہ جن کی کسی سے تصور حیران تھا، پھر تو ہر روز اس قافیہ تنگ کے دفتر کے دفتر لکھنے مالتے گئے، اس نظیر کا اکثر حصہ یا خود حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف ہے یا آپ کی مدو سے تصنیف ہوا، یہ دیکھ کر ابو الفضل اور فیضی اور تمام علماء ہند حیران رہ گئے، اور انجمنائش کے علمی مقام اور اجتہاد کے معترف ہوئے۔

حضرت مجدد الف ثانی سے ابو الفضل اور فیضی کا منظر

خواجہ باختم کشمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پرکات الاحسنہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ابو الفضل کے ایک دوست نے مجھے بتایا کہ ایک روز حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابو الفضل کی مجلس میں تشریف فرما تھے فلسطین اور ان کے علوم کی خدمت ہونے لگی، اور اس قدر مبالغہ ہونے لگا کہ بار بار علمائے دین کی قویں ہونے لگی، حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ باختم کشمی سے اس رات کو برداشت ہو کر گئے فرمایا کہ فلسطین کو جس کے علوم کا یہ آپ کو مدافع قرار دیتے ہیں مثلاً البیات، حاکم، نجوم، ہیئت اور طب وغیرہ اور جو دین میں قدرت کا نام نہیں ہیں، وہ ان کمینوں نے انبیاء کے گزشتہ کی گما دیں اور ان کے کلام سے چڑھنے میں اور جو علوم ان کمینوں کی طبیعتوں کا نتیجہ ہیں طبیعت یا طبی وغیرہ، اس قسم کے علوم سے دین کو کلام فائدہ نہیں پہنچے کہ کلام حسد دہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ علماء حق نے حق تعالیٰ سے تعلق میں ان پر کفر کا فتویٰ دیا ہے، جب ابو الفضل نے یہ سنا، تو سخت ناہل

ہوا اور کہنے لگا کہ خدائی سنا معتقل کہا ہے۔ یہ بات سنا کر حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یہ بے ادب اور ابلہ شخص کو سنت میں شریعت کہہ کر غصے سے اٹھ گئے۔ ابو الفضل اپنے گھنے سے غصت مادم ہوا اور بہت معافی مانگی مگر دوسرے روز خود حضرت حمزہ العقبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے در دولت پر حاضر ہو کر عرض کی جو مجھ کو کچھ سے بڑا سمجھا ہوا جو کچھ آئینہ پر ملتے ہیں وہی حق ہے جناب کسی قسم کا ملان نہ کروں۔ آئینہ بکری کی منت و حاجت سے بچاؤ کر کے اپنے گھر لے گیا۔

میرے مولف نے کتاب: "الذہب و الدرر" فرماتے ہیں کہ ایک بار عبد الغفر کے بعد حضرت قتادہ العقبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابو الفضل کے گھر کثرت سے گئے۔ اس دن چاند کی تابکاری نامرئی تھی۔ آسمان پر آلودہ ہونے کی وجہ سے سوائے بادشاہ کے کسی نے چاند کو نہیں دیکھا تھا۔ صرف بادشاہ کی گلابی پر فوٹوں نے عید کی تھی۔ آئینہ بکری کی منت و حاجت سے بچاؤ کر کے اپنے گھر لے گیا۔ حمزہ کا وقت تھا کہ آئینہ بکری ابو الفضل سے ملاقات ہو گئی۔ ابو الفضل نے کہا کہ روز کے آٹھ جناب کے چہرہ مبارک سے عیاں ہیں

فرمایا: واقعی میں مدد سے سے ہیں۔ ابو الفضل نے کہا: تمام جہان میں عید کی ہے۔ آپ نے روزہ کیوں رکھا۔ فرمایا: آسمان اس قدر آلودہ تھا کہ کسی کو بھی چاند دکھائی نہ دیتا کیا صرف بادشاہ ہی نے دیکھا۔ اگر مان میں یہی جاسے کہ واقعی بادشاہ نے چاند دیکھا۔ تو اس معاملہ میں صرف ایک وہ آدمی کی شہادت نظر نہیں اس موقع پر ایک مجمع کی گلابی کی ضرورت تھی جس کی تکثیر عقل نہ کر سکے۔ وہ روزوں سے اور عید کے بارے میں بادشاہ کی گلابی عقل پر غیور تہرے کہ نہ وہ دین سے خوفزدہ ہو گیا ہے۔ ابو الفضل نے کہا

تاکہ میں کاہل نہ رہا۔ آئینہ بکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تاکہ میں کاہل نہ رہا۔ اس کا علم معانات ملکی میں تھا کہ تار سے عبادت میں اس کی کوئی توفیق نہیں رہتی۔ آخر اس نے کہا کہ ان شخصوں کو ہانے دیجئے۔ آج عید ہے۔ انظار فرمائے گا۔ چنانچہ پانی نکالا اور ہاتھ میں لے کر آئینہ بکری کے

ہاتھ کے قریب لے گئے۔ آئینہ بکری نے ہاتھ پر ہاتھ مارا جس سے سارے پانی اس کے ہاتھ پر پڑا۔ چنانچہ وہ بادشاہ کا وزیر مقرر تھا۔ اس کے کپڑوں کے بیگ سے پانی نکالا۔ آئینہ بکری نے کہا کہ اس میں بہت شخصوں نے آکر چاند کے دیکھنے کی دی۔ آئینہ بکری نے خود آئینہ بکری پانی لیا اور روزہ افطار فرمایا۔ چند روز بعد پھر

اس دن حضرت قتادہ العقبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ملاقات کا اتفاق ہوا۔ تو اس نے دوبارہ غصہ فوٹوں کی تحریف اور غصے سے سختی کی تو پھر شروع کر دی۔ اور آئینہ بکری کے ہونے کی وجہ سے آئینہ بکری سے فرشتے ناراض نہیں ہو سکے۔ آئینہ بکری نے عقلی رطبان و براہین سے ثابت کر دیا ہے کہ غصہ فوٹوں کے نزدیک ہے خرقۃ العیام

نہایت پر ہو سکتا ہے۔ کہ نہ کہ حکیم فرشتہ کو جو رات سے شمار کرتے ہیں۔ اور سختی نہیں پس ان دونوں کے لئے آسمانوں کا راستہ ہیں نہ ہونا زمین پر آئے سے وہاں کے۔ چنانچہ وہ ان میں سے اس طرح گذر آئے ہیں جس طرح نظر عیدک میں سے چلنے غصہ میں سے۔ ابو الفضل نے کہا کہ ممکن ہے کہ فرشتہ نہ نازل کرے۔ لیکن یہ

سب سے بڑا کہ ایک متذہب شخص پر اترا ہے۔ اور اشارہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ طوطی کا آئینہ بکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا تمہیں کیا خبر کہ معلوم ابو نصر فارابی اور ابن سینا حکیم تھے؟ کہا: کتابیں اور ان کے علوم ان کی حکمت کے تھے۔ آئینہ بکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: پس اس طرح قرآن اور حدیث نہایت بڑا ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علم ہی لے۔ اور فرشتہ انہی آئینہ بکری ابو الفضل نے خوش ہو گیا۔

حضرت حمزہ العقبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت قہر و غضب سے "الحب والفضل" فرمایا کہ ابو الفضل کے پاس سے اللہ کو کھلے ہوئے۔ اور اس

منشیٰ نے ترک کر دی۔ اس نے ہنس کر ہنس کر معافی مانگی اور کہہ کر آئینہ بکری کے

دو دست پر حاضر ہو کر معافی کا خواست لگا دیا۔ لیکن کچھ جواب نہ مل سکا۔ اسی وقت حضرت علیؑ نے کبھی سلام علیک بھی نہ کی۔

آنحضرتؐ نے رسالہ اثبات نبوت، اسی موقع پر تصلیح فرمایا تھا۔ اس کی تصدیق کی وہ یہی دلائل افضل والا منظر تھا۔ اس مناظرے کے متوالوں سے عرصے بعد شہزادہ جہاںگیر کے اشارے پر اپنا فضل کو قتل کروا دیا اور اس کے سر کو گولہ کرکٹ واسطے تباہی میں پھینکا گیا۔ یہ قیوم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کراست و حضرت کا ظہور تھا۔ کبھی شخص نے اس کے قتل کی خوب تائید کیا بھی تھی۔ مگر

شیخ عبدالعزیز رسول اللہؐ سر باغی بُرید

اپنا فضل کا حضرت قیوم محل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مناظرہ اور اس کا قتل ہونا دونوں آنحضرتؐ کی مسجد پر سے پہلے وقوع میں آئے۔

چونکہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا

شیخ عبدالاحد اکبر آباد میں

میں رہتے ہوئے مدت گذر گئی۔ اس نے آنحضرتؐ کے والد بزرگوار حضرت خدیو آنحضرتؐ کے شوق دیوانے سے بے قرار ہو کر باوجود حضرت پیری اہل بعد صافت، اکبر آباد شریف لائے۔ شاہی فکر کے وہی جب آپس کی بات کو آئے تو چپکا کہ اس بڑا ہے میں آنحضرتؐ نے اس قدر تکلیف کیوں اٹھائی؟ خیر باریا اپنے فرزند ارجمند شیخ احمد کی ملاقات کے لئے آیا ہوں۔ ع

یوسف نرود پر کھنساں یعقوب بیڑی کدہ

چونکہ حضرت خدیو کو قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حسرت زیادہ جیت عشق چنانچہ اپنے آپ سے بھی انہیں عزیز سمجھتے تھے۔ اس لئے ان کی جدائی گوارہ نہیں کر سکتے تھے۔ حضرت خدیو اول بھی اپنے والد بزرگوار کے آستے ہی ساتھ چلے آئے اور وطن کی طرف روانہ ہوئے۔ بعد ازاں عیسائی انہیں کی خدمت میں رہے۔

حضرت محمد ثانی کی شیخ سلطان کی دختر بیک اختر سے شادی

حضرت محمد ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکبر باد سے واپس آئے تھے تو انارک میں دہلی اور سرہند کے مابین شہر قنبرا میں آپ کا گھر ہوا۔ وہاں کے شیخ سلطان خلعت پہنی کچھ بادشاہ جہانگیر کے بیٹے عقبہ اور علی فرات کے دہلی اہل تہذیب کے وہاں بیٹے عالم مقرر ہوئے تھے۔ جیسا کہ پہلے بتھوڑا سا بتھا گیا ہے۔

حضرت محمد ثانی کی شادی کے لئے شیخ سلطان کو حکم

آنا تھا علیہ نے آنحضرتؐ کا نام لے کر شیخ سلطان علیہ کو کہہ دیا کہ جو شیخ صاحب کو لئے ہیں۔ کہ تمہاری بیٹی آج کل عورتوں میں سے سب سے نیک ہے تمہاری اولاد کی سعادت اسی میں ہے کہ اس کا نکاح شیخ احمد سرہندی سے ہو کہ میرا فرزند اہل علم ہے کہ وہ جب شیخ صاحب بیڑا پر نہ سے تو حیران رہ گئے۔ کہ وہ شیخ احمد کی کون ہیں۔

دوسری باد پھر خواب میں جناب خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے شیخ احمد سے حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علیہ مبارک بیان فرمایا۔ جب شیخ سلطان نے اسے لکھنے کی تلاش کی۔ اتفاقاً حضرت قیوم اول بھی ان دنوں قنبرا میں تھے تو ملاقات آنحضرتؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شیخ سلطان سے بیان فرمائی تھیں۔ سب آنحضرتؐ میں باقی گئی۔ تاہم شیخ سلطان اہل بانی قلبی کے لئے حکم ثانی کے نظر کو آنحضرتؐ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں فرمایا کہ تین روز سے میں کہہ رہا ہوں کہ اپنی بیٹی کی شادی شیخ احمد سرہندی سے کرو۔ تم اس بات کو نہیں مانتے۔ اگر اب بھی نہیں کرو گے تو تمہارا ایمان سلب کر لیا جائے گا۔

علامہ ابن سنیہ سلطان اس سے پہلے خواب میں دیکھ چکے تھے کہ ایک مرد خدا پرست
بن کے وجود کے فورے تمام جہان متاثر ہو جائے گا اور بدعت اور کفر کی کو جہان
اختلاو میں لگے۔ وہ مرد خدا ہی شیخ احمد سرہندی ہیں۔

دوسرے بعد شیخ سلطان نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
خواب کا ذکر کیا۔ حضرت مجدد نے فرمایا کہ اس معاملہ میں میرا اختیار نہیں، اگر میرے
بزرگوار اس بات کو منظور فرمائیں تو مجھے بھی منظور ہوگا۔ حضرت مجدد رضی اللہ عنہ
نے اس بات کو بڑی خوشی سے منظور فرمایا۔ چنانچہ انہیں دونوں شیخ سلطان کی بیٹی
شادی کر کے اپنے وطن ماگوف میں لے آئے۔

اس شادی کے بعد حضرت قیوم اقل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط
مال و دولت بکثرت ملا۔ اپنے والد بزرگوار کی حویلی چھوڑ کر ایک نئی حویلی بنوائی
پھر آج کل آنجناب کا روضہ مبارک اور آئینہ سب کی اولاد کا محلو ہے۔ حویلی کے
ہی ایک پتھر بنائی۔ جب کہیں آپ اپنے بھائیوں کو یاد فرمایا کرتے تھے تو پڑائی
جایا کرتے ماسی سے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائیوں کی اولاد کا لقب
حویلی ماسی "پڑ گیا۔

جناب زحلی خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بیمنٹ بھی حضرت مجدد الف
کے حضرت میں آئی۔ جناب مرو کا ناست صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت خدیجہ
اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کرنے کے بعد مال و دولت بکثرت نصیب ہوا۔ پھر
تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے وَجَدَ لَكَ تَعَاثُلًا خَافِضًا اور
ننگ و ست پایا، سو یعنی کرو یا۔ اسی طرح حضرت مجدد اس شادی کے بعد غنی ہوئے
شیخ سلطان مجدد الف ثانی علیہ السلام نے اپنی بیٹی کے نکاح کے بعد خواب میں
جناب مرو کا ناست صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بکثرت نصیب ہوا۔

اور فرماتے ہیں کہ میں اس بات پر فخر ہے کہ میری اہانت میں شیخ احمد سرہندی پیدا ہوئے
ہیں۔ پھر خطبہ کے دوران ایک کاغذ پر تحریر فرمایا ہے کہ میرے چار اصحاب راشد ہیں
پانچواں دوسرے شیخ احمد ہیں۔ فرمایا کہ جو شخص اس میں شک کرے گا اس کے ایمان
میں پیدا پورا فرق آجائے گا۔

شیخ سلطان نے خواب کے شک میں دو گنا دعا کیا۔ اور فقیروں اور مسکینوں کو
بہت سادہ پیو دیا۔ اور اس بات کا شک نہ بھلا اس کے ایسے شخص سے رشتہ نہ بنا
اعتق میں سے افضل ہے۔

تیسرے بعد سے پہلے عالم شباب میں ایک بار حضرت قیوم اقل مجدد الف ثانی رضی
اللہ تعالیٰ عنہ بہت کم رو ہو گئے چنانچہ نہایت اس قدر طاری ہوا کہ نہایت کی امید باقی
نہ رہی۔ فیرے بعد شیخ سلطان کی بیٹی بچہ آنجناب کے دم غم طغی اڑھو تو
دشو کر کے دو رکعت نماز ادا کی۔ اور شاہین چروا کھدی سے بگھا و الہی میں آنجناب
کی شفقت سے روکا کی۔ تعین دعا میں خواب کا طبع ہوا، کیا دیکھتی ہیں کہ ایک شخص کو یہ
سب کے معاملہ میں رکھو بھی اللہ تعالیٰ نے آنجناب سے ہزار کام لینے ہیں جن میں
ابھی ایک کا بھی طبع نہیں تھا۔ اس کے بعد جلد ہی آنجناب شفا یاب ہوئے۔ اور
آنجناب کو قربانہی کا وہ درجہ عایت ہوا۔ اس سے زیادہ خیال ہی میں نہیں آسکتا۔

حضرت مجدد الف ثانی کو خرقہ خلافت ملا

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکبر آباد سے واپس آنے اور
شیخ سلطان کی بیٹی سے شادی کرنے کے بعد اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں سرہند
ہی رہے۔ اور باغی کمالاٹ کا قیسان حاصل کیا جب حضرت مجدد رضی اللہ عنہ
مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے والد ماجد کی حالت کا وقت غریب آگیا۔ تو

آپ نے نام پڑھ کر بلایا اور خرقہ خلافت جو سلسلہ فنگری دہرہ دوس میں کیا اور
 سے حاصل تھا۔ اور خرقہ خلافت چوتھے جو شیخ عبدالقدوس گدائی ریستہ اللہ تعالیٰ
 علیہ سے حاصل کیا تھا اور ترقی خلافت کا دور یہ جو شاہ کمال کشتی جہان اللہ تعالیٰ
 علیہ سے حاصل ہوا۔ سب کی حضرت محمد و اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا
 فرما کر اپنا فخر مقام اور ہم نشین مستزاد دیا۔

تہمت فروخت کا سرمایہ

نہایت فروغیت کا سرمایہ | چنانچہ حضرت عبداللہ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے صلہ و معاش میں فروغیت ہیں۔
کو لکھے نہایت فروغیت کا سرمایہ والہ نیکو کار سے ملا۔ انہیں ایک مردِ خدا سے جو نہایت صاحبِ بندہ، کرامات و فتوحات میں مشہور تھے ملا۔ انہوں نے مردِ خدا سے مراد شاہِ کامل لکھتے ہیں۔

نیز اس مقام پر تحریر فرماتے ہیں کہ اس درویش کو عبادت نافذ کی
توفیق حاصل تھی۔ خانہ نماز کے ادا کرنے کی توفیق اپنے والد ماجد سے حاصل ہوئی۔
اور انہیں یہ سعادت اپنے شیخ جو چھبڑیہ مسئلہ میں سے تھے نصیب ہوئی۔
یہاں شیخ سے مراد حضرت شیخ عبداللہ ولسنگوی رحۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔

شجرہ حیدریہ

حضرت قیوم اذل و عبود اللہ تعالیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسئلہ چہنید اپنے
والدہ ماجد حضرت محمد بن شیخ عبد اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملا۔ انہیں شیخ
مکرم الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ
سے۔ انہیں شیخ محمد عادل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں اپنے والد شیخ احمد عبد الحق

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شیخ جلال الدین بانی نقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں
 شیخ شمس العین تمکین بانی نقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شیخ علاء الدین علی بن عبد اللہ
 رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ انہیں شیخ فردا الدین مسعود ابو جری معروف بہ گنج شکر رحمۃ اللہ
 تعالیٰ علیہ انہیں خواجہ قطب الدین تمکانی دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں خواجہ
 حسین الدین بھری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے انہیں شاہ خان ہارونی رحمۃ اللہ تعالیٰ
 علیہ سے۔ انہیں صاحب شریعت ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شیخ یوسف بن شیخ بزرگ
 اعلیٰ علیہ سے۔ انہیں شیخ مودود چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شیخ ابو محمد ابدال
 رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شیخ ابواسحاق بنای رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں
 حبیب علی بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شیخ بصرہ بھری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے
 انہیں شیخ عظیم مرثی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں سلطان ابوالکیم احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
 سے۔ انہیں فیصل علی اہل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں عبد اللہ صمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
 سے۔ انہیں شمس بھری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں حضرت امیر المؤمنین علی مرتضیٰ رضا
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ انہیں حضرت مسالمت مایہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وکرمہ وکرمہ سے۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت مجید و اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سلسلہ کا درجہ چوتھیں سے پہلے فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ اور اس کے اصحاب کے خلاف ہر ایک مختلف بدعتوں میں لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں۔ لیکن ان حضرت مختلفہ رضای علیہ السلام کو اسلام کی سنہنہ کی پوری متابعت کی وجہ سے اپنے مریوں کو خواہ کبھی بدعتوں میں ہوں خواہ اسلام کی سنہنہ میں ہوں اور توحید و جہد سے بالکل منع فرماتے ہیں کیونکہ حضرت مجید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیروی سے ہمیشہ سراسر مایوس کی ترقی شرعی امور کی مخالفت کی وجہ سے مسودہ ہو گئی تھی۔

اولیاء اللہ کے یہ سلسلے انصاف و حقانی اللہ تعالیٰ عنہ کے درجہ شریف کے توسط سے انہیں تو

متبع شریعت ہوئے۔ چنانچہ اس کا منسل حال اپنے موقع پر کیا جائے گا۔

حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ قدس سرہ کے حالات

حضرت باقی باللہ بیرنگ محکم سرہ کے والد بزرگوار کا معنی عبداللہ نام ہیں جو اپنے زمانہ کے مشہور ولی اختر تھے۔ دن رات خوف خدا سے گرم و زاری میں مشغول رہتے۔ خواجہ باقی باللہ کامل میں پیدا ہوئے۔ لکھن سے ہی بزرگ کے آثار جنب کی چٹائی سے غلام تھے۔ آپ کے ظاہر و عظم کو مولویت کے درجہ تک حاصل کیا، والد سرہ کے فاضل و عارفوں کی بہت سی وسایست کی اور وہاں کے علماء و مشائخ سے ظاہری اور باطنی فیض کا حیدر حاصل کیا اور سلسلہ مولویان کے خلفاء سے بہت سی نعمتیں حاصل کر کے ہندوستان آئے یہاں پر بھی بہت سے فوائد حاصل کئے۔

آپ رام نوا میں سے زیادہ مگرنشنز کیا کرتے تھے، چنانچہ اکثر جنگھوں اور بوزلوں اور تیرناٹوں میں راتیں جاگ کر بسر کرتے اور تلقین کی کثرت کی وجہ سے ہڈیوں کے پیچھے دس دس روز تک درد سے بھر تے اور وہ انہیں بظہر کہہ کر ملتے لیکن آپ ان کے پیچھے دوڑنے سے باز نہ آتے۔ اور آگ اور پانی کی باطل پروا نہ کرتے اور کچھ دینی، بروت اور بادشہ سے احتیاط نہ کرتے۔ حتیٰ کہ وہ مجاہد ہریان بونگر اپنے جوان نعمت سے آپ کو مسموم کر گئے۔

خواجہ کا عیش محشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ برکات اللہ علیہ میں کیستے ہیں۔ کہ حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ فرماتے ہیں کہ ہمارا کام خواجہ بہار علی والدین لکھن اور ان کے خلفاء کی وجہ سے سوانجام ہو گیا ہے۔

علاوہ ازیں حضرت خواجہ بیرنگ حضرت تمام الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ والد بزرگوار کی راجی

تھے آپ کے منسل حالات آپ کا والد بزرگوار، چچا، اور ہندوستان میں سیاحت کرنا۔ مشائخ زمانہ سے ملاقات کرنا۔ ان سے فیض حاصل کر کے ہندوستان میں آگامست پند پر ہونا۔ اور آپ کے فرزندوں اور خلفاء کے حالات حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احوال کی کتابوں خصوصاً اشعار المقدس اور برکات اللاحہ میں مفصل طور پر درج ہیں اس واسطے یہاں پر آپ کے منسل حالات نہیں لکھے گئے۔

ابک بعد حضرت خواجہ بیرنگ حضرت خواجہ بزرگ بہاؤ الحق والدین لکھن حضرت اللہ تعالیٰ علیہ کے مراد بزرگ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ تو خوار الذکر نے خواجہ بیرنگ کو فرمایا کہ عورین میں حضرت تک ہندوستان میں حضرت سید جلیل اللہ علیہ السلام و حکم کا نائب اقم مبعوث ہوگا جس کا کام کے بعد ولایت امت میں کوئی ولی اس دنیا پیدا نہیں ہوگا۔ اور مذہبی بعد میں کوئی ایسا پیدا ہوگا۔ تمام اولیاء کی طرح اس کی طرف سے ہر ایک اسے اپنے مسند پر لانا چاہتا ہے۔ تاکہ اس کے وسیع سے ان کا مسند تمام

جہان میں پھیل جائے۔ اور ایسا تک نام نہ ہے۔ کیونکہ اس کی جلالت و ارشاد کے نور کی فضا میں ہر شخص سے خورشید تک پسینہ گی۔ اور ایسا تک بہت بڑا ہوگا۔ ہماری ہی ہے اور نہ ہے کہ وہ ہمارے سلسلہ میں ہو۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے انہی خطاب ہے کہ تباری یہ اقتدار برآگئی۔ بہتر ہے کہ تم ہندوستان جاؤ اور اس میں رہنا سے جو ایمان ہو کر تم سے پہلے اسے کوئی اپنے سلسلہ میں آئے۔ اور جو نسبت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بابکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اٹھا دیا تھی وہ حضرت بابکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تم تک پہنچا دیا۔ نسبت پہنچی ہے۔ وہ ہم نے اپنے خلفاء کے سپرد کر دی ہے۔ کہ کل وہ نسبت ہمارے سلسلہ کے سب سے بڑے خلیفہ خواجہ اسکندر علیہ السلام کے پاس ہے۔ اور غلبہ علی ہے کہ وہ عظیم اس نسبت کا وارث ہوگا۔ پہلے خواجہ اسکندر کے پاس جاؤ اور ان سے یہ نسبت حاصل کر کے نہ کا کر کرو۔ پھر یہ نسبت

اس عزیز کو پہنچاؤ تاکہ اپنی اصل جگہ پہنچ جائے۔ (اس کا مفصل حال پہلے گزر چکا ہے)

حضرت خواجہ پیرنگ باقی باقر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
نسبت نقشبندیہ حسب النظم خواجہ نقشبند خواجہ اسماعیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی

نفس منورہ حاضر ہوئے۔ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خواجہ اسماعیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بھی اس معاملہ سے گاہ کر دیا تھا۔ اُنہوں نے یہ بھی خواجہ اسماعیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خواجہ پیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خواجہ میں فرمایا کہ مینا! ہم تمہارے منتظر ہیں حضرت خواجہ پیرنگ یہ دیکھ کر نہایت خوش ہوئے۔ اور یہی جلدی خواجہ اسماعیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں پہنچ گئے۔ حضرت خواجہ اسماعیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کپ سے گزشتہ احوال دریافت فرمائے۔ یہ حالات سن کر سرور خواجہ صاحبان چند روز غفلت میں رہے۔ بعد ازاں فرمایا کہ تمہارا کام اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور خواجگان کی روحانیت کی تربیت سے سرفراز ہو گا۔ اور حضرت خواجہ پیرنگ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو نصیحتیں میرے پاس بھیجا ہے۔ یہ نہایت بہرہ مند جاؤ کیونکہ وہ تم سے ایک نذر پائیز ہوئے والا ہے۔ خواجہ پیرنگ بھی اللہ تعالیٰ عنہ حسب النظم خواجہ اسماعیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہند کی تبت میں ہی مشغول ہوئے۔

خواجہ باقی باللہ کی ہندوستان میں نشرِ لہبت

مظہر الدلیلیں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت القدس میں اور خواجہ ہاشم کشتی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بدھات احمدیہ میں سمجھتے ہیں کہ حضرت خواجہ پیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ جب مجدد فواجی اسماعیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سب سے ہندوستان چلنے کا حکم دیا تو اگر اس مسئلہ شریف کو آپ کے خطبیل رواج ہو۔ تو میں نے اس کام کی ہندو کی وجہ سے غفلت کی، انہوں نے استغفار کیلئے کا حکم دیا۔ جب میں نے استغفار نہ کیا تو کیا دیکھا ہوں کہ ایک کشتی پر ایک طوطا بیٹھا ہے۔ میں نے نیست کی کہ اگر طوطا خود اگر میرے ہاتھ پر بیٹھ جائے تو یہ میرے لئے ہمارا درجہ بگائے۔ یہ خیال کر کے میری وہ طوطا اگر میرے ہاتھ پر آ بیٹھا۔ میں نے اپنا دین اس کی چوکیوں ڈالا۔ بعد ازاں اس طوطے نے میرے منہ میں شکر ڈالی۔

جب یہ واقعہ میں نے خواجہ اسماعیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں عرض کیا تو فرمایا کہ تمہیں جلدی ہندوستان جانا چاہیے کیونکہ طوطا ہندوستان کا پندہ ہے۔ کوئی مرد خدا ہندوستان میں تمہارے دامن تربیت میں آئے گا جس سے تمام جہان اور اہل جہان منور ہو جائیں گے۔ اور تمہیں بھی اس سے باخبر بنانا ہوگا۔ شرف سے تمام اولیاء اس مرد خدا کے آئے گے منتظر ہیں جلدی ہوا کہ اس سے ملو معلوم ہوتا ہے کہ وہ عزیز جو تمہارے دامن تربیت میں آئے گا، اس نسبت کو بڑا وجود کا وارث متعین ہے۔ یہ سارا قدرتِ مہاشے کے بعد حضرت خواجہ پیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ یہ کپ کے حوالے کا اشارہ ہے۔

حضرت یاقی باللہ کی حضرت میرد کی خواب میں ملاقات خواہ باشم کشمی

اور قلا بدر الدین اپنی قلابیوں میں بیٹھتے ہیں کہ حضرت خواہ میرنگ قدس سرہ نے حضرت حیدر اللہ عثمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ میں تمہارے شہر سرہند میں پہنچا۔ تو مجھے خواب میں بہت پایا گیا کہ تم لپ لپاٹے قلاب کے بندوں میں مسکے ہو اور میرنگ کا شلیہ میں رہا یا۔ صبح یہاں کے شاخ اور گونہ غلبہ میں دیکھ رہا تھا کہ کسی کو بھی اس صورت قلاب کا نہ پایا۔ اور میری طبیعت کے آثار کسی میں محسوس کیے۔ میں نے کہا شاید اس شہر کے میری باندہ ہیں قطبیت کی قلابیت ہو میری کلبہ اور ابدال اللہ ہونے والا ہو۔ جب آپ کو دیکھا تو تمام حلقہ بل گئی۔ اور آپ میں قطبیت کے آثار بھی پائے۔ میں وہاں حضرت خواہ میرنگ سے ملنے میں دلد ہونے لگا۔ وہاں حضرت حیدر اللہ عثمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دامن کوہ کی سیر کو گئے ہونے لگے۔

خواہ باشم کشمی اور قلا بدر الدین اپنی قلابیوں

سرہند میں سرہند پر افال ہو گئی | میں بیٹھنے ہیں کہ حضرت خواہ میرنگ رحمہ اللہ عثمانی علیہ السلام نے حضرت حیدر اللہ عثمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ میں نے شہر سرہند میں دلد ہوا کہ جو قلاب میں دیکھا کہ زمین سے کھڑکھڑاہٹ نکلتی ہے جس سے تمام جہان منفرد ہوا ہے۔ اور وہ ہم اہم اس کی پہنچتی رہتی جانی ہے اور اس ایک منحل سے ہزاروں اشخاص نے اپنے اپنے چراغ روشن کیے ہیں جس کی تمام جگہ جہاں سے پہنچ گیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس منحل سے مراد ہی عورت ہے جس کی خاطر تم کہتے ہو اور میری جناب بہتیرہ صدائے شہر اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت خاص کا واسطہ ہے۔ یہ اشارہ بھی آپ ہی کے حق میں ہے۔

حضرت خواہ یاقی باللہ کے ساتھی مشک کے نے لگے | برکات اللہ علیہ

کہتے ہیں کہ حضرت خواہ یاقی کے پیشہ داروں میں سے ایک شخص کسانا تھا کہ جب حضرت امامی رحمہ اللہ عثمانی علیہ السلام نے خواہ یاقی باللہ میرنگ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کو ہندوستان کی طرف بلا لیا۔ اس وقت میں موجود تھا جب قیام خدمت یاقیوں نے دیکھا کہ حضرت خواہ یاقی نے خواہ میرنگ کو چند روز کی عیشی میں غفلت ملافت دے کر ہندوستان روانہ کیا ہے۔ تو مایہ طہرت کے بہت ہنڈیوں کے کہنے لگے تھی خدمت کی یاد اس جوان نے چھوڑی غفلت کا بند حاصل کر لی۔ جب حضرت خواہ یاقی امامی کسانا سنے یاقیوں کی طرف سے خبر سنی تو فرمایا۔ یاد رہیں یہ محرم نہیں کہ اس جہان کا کام ہر انجام کے لیے ہے پس جیسا گیا تھا، صرف ہم سے اس نے اپنے حالات کی تصدیق کے غفلت حاصل کی اسے ہندوستان میں ایک کا عظیم درپیش ہے۔ اسے اس کام کے بندو بایں بھیجا گیا ہے کہ میرنگ نام او ایسا ہے نہت اس عورت کے منتظر ہیں۔ اس واسطے اس عورت کا کام مکمل ہو گیا۔ جب حضرت خواہ میرنگ حضرت خواہ امامی کے نصیحت کے کہ ہندوستان کی طرف روانہ ہونے تو اٹھنے والے میں آپ نے بہت سے واقعات دیکھے۔ جو حضرت میرنگ عثمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ملک عثمان پر دلا ہیں پچانچہ ان میں سے چند ایک لکھے گئے ہیں۔ لیکن تمام کا لکھنا طوالت کا موجب ہے۔ جس سے پڑھنے سننے والے کی طبیعت پر ایک گونہ طلال آجائے گا۔ اس واسطے چند ایک واقعات کو کافی سمجھا گیا ہے۔

جب حضرت خواہ میرنگ رحمہ اللہ عثمانی علیہ ہندوستان میں داخل ہوئے تو اس امر کی خبر ہو گئی کہ جس کے حالات اور جس کی عداوت حضرت خواہ میرنگ نے جتنے شہر اللہ عثمانی علیہ السلام نے خواہ یاقی امامی کے واسطے معلوم ہوتے تھے۔ اور جہاں میں دیکھ چکے تھے کہ میرنگ حضرت حیدر اللہ عثمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پتہ نہ ملا آخر

جب دارالامداد شاہ سرہند میں پہنچے تو اس عرصہ میں کسی جائے پیدائش سے۔ تو واقعہ یہ دیکھا کہ واقعی یہ شہر اس عرصہ کا سب سے چند روزہاں علیہ سے اور جس سے زیادہ جسٹری۔ لیکن چونکہ اس وقت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میر کو گئے ہوئے تھے۔ یہاں پر بھی عزیز کو نہ پایا۔ پھر خیال کیا کہ شہر دہلی جو ہندوستان کا دارالسلطنت ہے۔ وہیں جائیں شاید اتفاقاً اس شہر میں اس عرصہ کی ملاقات نفعیہ ہو۔ حضرت خواجہ باقی باللہ دہلی تشریف لائے تو قلعہ فیروز پور میں قیام کیا۔ تھوڑے ہی عرصے میں اس عہد کے سے ملاقات کا اتفاق ہوا۔ اور وہ نسبت جو حضرت خواجہ اسماعیل سے بطور امانت لائے تھے اس نسبت کے وارث یعنی اس عہد کے سردار حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ چنانچہ انھوں نے حضرت خواجہ اسماعیل سے یہاں کیامیائیکہ

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفر حج پر

حضرت ترمذی اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہند سے بیت اللہ شریف کی زیارت کے مشاق تھے لیکن جناب والد ماجد اس دنیا سے فانی سے رحلت فرما گئے تو زیارت بیت اللہ شریف کا امداد کر دیکھی دوسرے کو اس کی اطلاع نہ کی اور تین تہا اس سفر مبارک پر روانہ ہوئے۔ جب شہر دہلی میں آئے تو مولانا حسن کشمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو شروع سے حضرت ترمذی اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مستند تھے۔ حاضر خدمت ہو کر خواجہ باقی باللہ میرنگ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی کرامت اور مناقب بیان کئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت شوق ہوا۔ آپ نے اپنے والد ماجد سے بھی اس

مسئلہ کی بہت کچھ تعریف مثنیٰ تھی جو حضرت خواجہ باقی باللہ میرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھتے ہی پہچان لیا کہ یہ وہی عزیز ہیں جن کی تشریف آوری کی خوشخبری حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت خواجہ اسماعیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہی تھی جو حضرت خواجہ کے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ آپ وطن اقل سے یہاں کیوں آئے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا وہی ارادہ ظاہر کیا۔ حضرت خواجہ باقی باللہ میرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تو یہی فرمایا۔ آپ عمر بن الشریفین کی زیارت کو جا رہے ہیں، اگر کچھ عرصہ میر سے پاس رہیں تو فضل الہی سے امید ہے کہ جو کچھ آپ کو اس سفر سے حاصل ہو سکے وہ یہیں سے حاصل ہو جائے گا۔ حضرت ترمذی اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ بات سن کر خاموش ہو گئے۔ پھر حضرت خواجہ باقی باللہ میرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا اچھا میں روزِ ظہر میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملن دیا بعد ازاں حضرت خواجہ باقی باللہ میرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت ترمذی اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غلوٹ میں سے جا کر خواجگان نقشبند کے طریقہ کے مطابق ایک نشان دیا جس سے جن بدن بلکہ آقا فاطمہ العزیزہ کو ایمان والہ ایمان حاصل ہوا۔ اور معاملہ راحت بہ راحت ترقی کر لے گا۔ چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ میں کام کو شہادت و آئندہ اولیائے امت سے سبقت لے گئے۔ اور جہاں تک دنیا و مافیہا سے زیادہ کمال حاصل کر سکتا ہے۔ اور اس سے وہم و گمان میں نہیں آسکتا۔ وہاں تک آپ نے ترقی کی۔ مثلاً اقلیت، فردیت، حقیقت، خلعت، طینت، اصالت، اقلیت اور مجدد الف ثانی سب کچھ حاصل کر لیا۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ابتدائی دور میں
پہلے پہل حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کو توید وجودی کا انکشاف ہوا۔ چنانچہ خود انجانب ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں کہ انابت کے ایک روز بعد اپنے خودی کی کیفیت جسے برسے برسے اولیا محقر سمجھتے تھے۔ اور غیبیت سے دوام کرتے ہیں۔ مجھ پر بھی ظاری ہوئی۔ اس میں کیا وہ کھٹا بول کر ایک سمندر نام جان کو کھلبے برسے برسے ہے۔ اور تمام دنیا سے اس طرح نمایاں ہوں جیسے پانی میں کسی چیز کا عکس۔ یہ بے خودی آہستہ آہستہ غالب آگئی۔ اور وہ ایک رہنے لگی۔ کبھی ایک پہر کبھی دو پہر یہ حالت رہنے لگی۔ بعض اوقات ساری ساری رات بچھو رہتے تھا۔

جب یہ حالت حضرت خواجہ باقی باللہ بیگم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عرض کی تو فرمایا یہ ایک قسم کی خاموشی ہے۔ آپ نے مجھ و سوں کے سامنے یہی کیفیت کے ذکر سے منع فرمایا اور اس کی نگہداشت کا حکم دیا۔ دو روز بعد مجھے وہ خاموشی ہوئی۔ جو عام اولیا میں مروج ہے۔ جب اس کی کیفیت خواجہ باقی باللہ سے عرض کی تو فرمایا اپنے خاموشی میں گئے رہیں۔ بعد ازاں فنا کے خواص حاصل ہوئی۔ پھر حضرت خواجہ باقی باللہ سے چچکا کر گیا آپ جہاں کو ایک دو پچھتے ہیں اور متصل اور واسطہ کی پہچان کرتے ہو۔ میں نے عرض کی کہ جانب ایسا ہی محسوس ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ فنا قابل اعتبار ہے۔ کہ باوجود ہر کے اتصال بے خودی حاصل ہو۔ اسی رات اس قدر ہی فنا حاصل ہوئی۔ میں نے اس کی کیفیت بیان عرض کی کہ پچھتے تھے فنا کی عالم حاضر حاصل ہوا۔ پھر ایک دن ظہار ہوا جس نے تمام چیزوں کو لپیٹ لیا۔ میں نے اس کو روحن تعالیٰ سمجھا۔ اس قدر کی بخت سیاہ تھی۔ آپ نے فرمایا کہ حق مشہو ہے لیکن فورے کر دے میں، نیز فرمایا کہ یہ نور پھیلنا چاہیے۔ اس واسطے معلوم ہوتا ہے کہ ذات حق کا تعلق متعدد امتیاز سے ہے۔ جو اوپر چھپے واقع ہیں۔ پھر مجھے وہ پھیلنا ہوا اور مسکوتا ہوا معلوم ہوا۔ حتیٰ کہ ایک نقطہ سا بن گیا۔ آپ نے فرمایا کہ اس نقطہ کی لغوی کردہ بنی جانی ہے۔ میں نے ویسا ہی کیا وہ

میں وہ بیان سے جاندار ہوا۔ پھر حضرت طاری ہوئی کہ اس مقام پر مشہور حق محمد بنحوہ جب نہیں نے اس کا ذکر خواجہ خواجہ باقی باللہ سے عرض کیا تو فرمایا کہ یہی حضور الطہر ہے اور نسبت نقیض نہ ہے۔ اسی حضور کو حضور بے غیب بھی کہتے ہیں اسی کا یہ نہایت کے مدارج بدرجہت حاصل ہوتے ہیں۔ یہ نسبت طالب کو اس طریق میں ایک اخذ کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ اور دوسرے مسلولوں میں ہر کے بتائے ہوئے خدا و اذکار سے۔ ان پر عمل کرنے سے اصل مقصد کی راہ ہاتھ آتی ہے۔

قیاس کن و گیسستان میں بہا ہوا

انکشافات سلوک میں ترقی | پھر اس نسبت سے ایک اور فنا متفق ہوئی مجھ فانی حقیقی کہتے ہیں۔ اس خدا کے حاصل ہونے سے دل کو اس قدر وسعت حاصل ہوئی کہ اس وسعت کے مقابلے میں تمام موجودات عرض سے عرض تک اس عرض حق جیسے پانے کے مقابلے میں رانی مگر اس سے بھی کم۔ بعد ازاں اعلاہ ہزار عالم کو فرقا فرقا فرما کر خود دیکھا اور اپنے آپ کو یکنون پر سب کچھ پایا۔ ہر ایک کچھ ہر فرقہ عالم بلکہ ہر ایک خدا سے حق تعالیٰ دکھائی دیا۔ پھر تمام جہاں کو ایک ذرہ سے بھی کم نہ دیکھا۔ بعد ازاں چلتے آگے بڑھ کر تمام عالم کی اس میں غنی نشہ دہی۔ بلکہ آپ کو ایسا لگا یا۔ پھر ہر ایک ذرہ سے میں پھیلنا ہوا ہے۔ اور تمام جہاں کی خلقت صورتیں اس میں گھل گئی ہیں۔ بعد ازاں اپنے آپ کو اور ہر ایک ذرہ کے تمام جہاں کے تمام رہنے کے باعث دیکھا۔ جب یہ کیفیت خواجہ صاحب سے عرض کی تو آپ نے فرمایا کہ فوجہ میں حق یقین کا تم ہی ہے۔ اور اسی تمام کو جمع کر کے ہیں۔ بعد ازاں تمام جہاں کی خلقت صورتوں کو جیسے کہ اپنے دیکھا کرتا تھا۔ اب وہ بھی اور زحلی دکھائی دینے لگیں۔ اور ہر ایک ذرہ سے رہنے میں اپنے حق انانی دیکھا کہ تمام چیزیں بغیر تبدیل کے وہی دیکھنے لگا۔ اس دیہ

سید بڑی چیرستہ بیوی ۔

فصوص الحکم کے معارف سے قلبی کیفیت در ہوتی

و ان شئت قلت الذی عالج حق شئت انت الخلق و ان شئت قلت انتہ خلق من وجہ و ان شئت بالخیر بعد ما التیغیر بینہما جو میں نے اپنے والدہ احد سے بیوی یاد رکھی اس عبادت سے وہ حیرت و گمراہی نہ ہو گئی۔ بعد ازاں کثیبت بھی حضرت خواجہ باقی باقہ کی خدمت میں عرض کی۔ تو فرمایا کہ اے حضور صاف نہیں رکھا۔ اپنے آپ میں گنگے رہو جس کو چہرہ اور ہونہ کی تیز کر سکو۔ میں نے فقہ کی عبارت جس میں عدم تیز لیا تھا یہی تھی کہ آپ نے فرمایا کہ اچھی شیخ نے کامل حاکم کو بیان نہیں کیا۔ بعض اہل سلسلوں کی عدم تمیز ثابت ہے۔ میں حسب اللہ شاہ اپنے کام میں مشغول رہا۔ اور تعالیٰ نے وہ روز بعد نص اپنے فضل و کرم سے جو ہم اور وہ حقیقت کی تمیز عنایت فرمائی۔ میں سے موجود حقیقی اور موعودی میں تیز کی۔ اور صفات افعال اور آثار جو موعودی کو دکھائی دیتے ہیں۔ وہ حق پرمانہ سے معلوم ہوتے تھے۔ پھر ان صفات اور افعال کو محض تہذیب پر پایا۔ اور خوارج میں سوائے ایک ذات کی کسی اور وجود کو نہ دیکھا۔ حسب یک کیفیت حضرت خواجہ صاحب سے عرض کی۔ تو فرمایا کہ "فرق بعد از جمیع" کا مفہم ہے تمام افعالیت کو مستند آسندہ کی کوشش اور ردائی صرف اسی مقام تک ہے۔ اسی مقام پر تمام مشائخ نے مفہم تکمیل وار نہاد رکھا ہے۔ اس سے آگے حسب استدلال ظاہر ہوتا۔

جو کائنات اور دل کو مدت عید اور عید بعد کے بعد حاصل ہوتے ہیں۔ وہ حضرت جندنا عبد شافی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو توڑ دے دلوں میں داخل ہو گئے۔

مکھے ہر ذلہ نہیں دہلیز نسبت باں در گامہ والا دست ہر دست

حضرت غفرم اقل جود العباد
ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو یہ اہل
فی اور کیفیت کی شہادت پسند کرے بعد توحید و جود کی کے مذکور بالا کلمات و مناقبات
سے ترقی کر کے اور اصل اصول سے جو کمال امتیاز و توحید کا اختص حاصل ہے اور سوائے
اس کے کوئی اور ایسا وقت میں کسی کو نصیب نہیں ہوئے مشرف ہوئے اور یہ
حالات حضرت جو یہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی چوری پوری پرورش پر مشتمل ہیں، تو جو کچھ
جانب سے اس سے بیشتر توحید و جود کے بارے میں لکھا، یا فرمایا تھا، اس سے ناگرم
ہوئے اور رجوع فرمایا، چنانچہ خود ہی اپنے منکوحہ بانی کی پہلی جگہ کے منکوحہ ۲۰۰ میں جو
بعض مسئلہ کے بارے میں لکھا ہے تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے جو مہمان توحید و جود کی
وہ لوگ کے بارے میں کچھ بھی وہ بعض عدم اطلاع سے کچھ گئے حبیب مجھے کام کی اس
حقیقت معلوم ہوئی، کہ جو کچھ ابتدا اور وسط میں لکھا گیا اس میں عشرہ اور مستغفر ہوا،
مستغفر اللہ و اتوب الیہ، اس وجہ سے کہ وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ -
ایک اور مقام پر آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ جو کلام میں نے توحید
و جود کے بارے میں کیا ہے اور لوگوں میں مشہور ہو گیا ہے اس سے اب اس میں توبہ کرنا نہیں
تاکہ یہ بھی لوگوں میں مشہور ہو جائے کیونکہ مشہور شدہ گناہ کے مقابلہ میں توبہ بھی مشہور
شدہ چاہیے۔ مقام وحدت الوجود کے شروع کے احوال آنجناب پر اس قدر غالب
ہوئے کہ جو شخص آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مدد پر توحید کو قیام لگاتا، تو آنجناب رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کی اہل کث عانی۔

خواجہ ہاشم کشمیری برکات الاحمدیہ میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
بارے میں لکھتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ شیخ صالح الدین

حضرت خواجہ بزرگ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خفا کے نتائج تھے۔ ایک دن حضرت خواجہ باقی باللہ بزرگ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ تاج الدین کو حکم دے رکھا تھا کہ وہ قتل کے حالات اور واقعات کو دریافت کر کے مجھے بتایا کریں لیکن میرے حالات کو آپ نے سمجھنے کو رکھا تھا وہ ذرا ہی غور کرتے تھے۔ ایک دن زین الدین علی بن شیخ تاج نے مجھے کہا کہ اسے جان لیا وجہ ہے کہ تم اپنا کوئی حال نہیں بتاتے، میں نے اذہ سے اٹھا رکھا کہ میرے حوالہ آپ کے ہنٹے کے آگے نہیں، شیخ تاج نے جب مجھے یاد دہانہ کر لیا کہ اگر کوئی واقعہ دیکھا ہو تو بیان کرو۔ اتفاقاً انہیں وہی میں نے خواب دیکھا تھا۔ میں نے شیخ تاج کی طرف توجہ کر کے اس پر غور کیا ہے۔ تو بے غور ہو کر اگرچہ میں نے جب انہوں نے بہت کچھ سنتا ہوا سماعت کی تو میں نے اذہ سے جزمہ واقعہ مذکورہ بیان کیا۔ وہ واقعتاً کہ شیخ تاج کی حالت بد گئی۔ اور جو حالت میں سے خواب میں دیکھی تھی اس کا اظہار ہماری طور پر شیخ تاج پر ہو گیا۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت خواجہ باقی باللہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ علیہ کی خدمت میں رہتے ہوئے اسی ایک ہفتہ گزارا تھا کہ حضرت خواجہ باقی باللہ بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے ایک مخلص کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت حسب ذیل صفیوں پر ایک خط لکھا۔

”ایک شخص شیخ احمد نام سرحد کا رہنے والا حضرت عظیم اور قوت عمل سے ناواقف چند روز میرے پاس رہا۔ میں نے اس کی حالت سے بہت سے حیرانیت متاثر ہو گئے۔ ایسا معصوم بڑا سا ہے کہ وہ کسی دن آفتاب روحانیت میں نہ کوچے گا۔ جس سے تمام حیران و یکنش ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کہہ کر افسانہ ہے کہ اس کے کان احوال کا مجھے فیض ملے گا ہو گیا ہے۔ اس شیخ مذکورہ کے بھائی اور رشتے دار بھی ہیں۔ تو سب کے سب شیخ تاج اور عالم ہیں۔ ان میں چند ایک سے ملاقات نصیب ہوئی۔ اس کے فرزند بھی اسراہیل ہیں اور چار بیٹے

ہیں۔ جب متعدد اسکے مالک ہیں۔ امید ہے کہ ان میں سے ہر ایک پہاڑ ہوگا۔ جس سے جہان اور ازل جہان مرد و منور ہو جائیں گے۔“
مختصر یہ ہے کہ وہ شیخ جلیب ہے۔ اللہ تعالیٰ اُسے ایک اور مجدد مبعولہ عطا کرے گا اللہ تعالیٰ کے دروازے کے قہروں کے بل پر بھی عجب ہیں۔ لہذا مستحکم ان کے ارشاد و حاکمیت کا نور منتفع نہیں ہوگا۔

حضرت خواجہ بزرگ باقی باللہ کی نسبت مہر و کا حصار

حضرت خواجہ باقی باللہ بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

الامت والایت کی پہر وگی | اس مسئلہ کے متعلق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس مسئلہ کا کام آسان کر دیا کہ ایسی فضیلت اور قابلیت کے لئے شخص کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ کی جناب میں پہنچا دیا جو انسانیات کے خدائی درجے کو پہنچا۔ اور قدرت و کبریا کو کامل دیکھ کر حیران رہا۔ ہمیشہ انہیں کا ذکر کرتے تھے۔ اور اس بات پر فخر کیا کرتے تھے۔

ایک روز حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غیبت میں لے کر فرمودہ امانت عطا کی جو پیغمبر و جلائے اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و سلم سے بطور امانت خواجہ کا منگنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچی۔ اور خواجہ کا منگنی نے حضرت خواجہ مفتاح الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وصیت کے تحت دیا کہ اس نسبت کو اس کے والد عطا کیا پہنچا دیا۔ اور جبکہ چلے جان ہو چکا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچائی۔ اور جو وہاں سے کہلائے تھے۔ سپرے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھے۔ وہ دیکھتے تھے۔ آپ سے بیان فرماتے تھے نیز اس ملک میں اپنے آگے کا مقصد بھی بیان فرمایا کہ ہمیں خواجہ مفتاح الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

صوت تہذیبی خاطر اس ملک کی تعلیم ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی بیعت سے جائے اور اس کو یہ کہ جو امت کے بطلوں کے گھروں کا شاہ گھر ہے اپنا سر جارتہ بنا لے اور یہ نسبت کہ میری ولایت کے دو ہزار سال کے شروع میں ایک شخص جو موت ہو گا۔ اسے یہ خیال نہ ہو وہ نسبت کی دلیل سے حضرت خواجہ نقشبند کے پیچھے اور حضرت خواجہ بزرگ دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما لے پختہ کے پیچھے کی اور وہ نسبت کی کہ جب اس نسبت کا وارث بنے اسے یہ پتہ چا دینا وہ نسبت چند واسطوں سے تو تکسید پہنچی اور حضرت خواجہ نے حکم دیا کہ یہ نسبت اس کے وارث کو پہنچا دینا اور ساتھ ہی وارث کا حلیہ جو یہ بھی بیان فرمایا وہ علامات اور نشانات اس میں سے طوطہ پر یا کہ یہ نسبت آپ کے حوالے کرتا تھا یہ حوالہ اپنی امانت سے لے۔ پھر نسبت مذکور حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما سے حضرت مجدد العہد ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو الفا فرمائی اور فرمایا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ یہ امانت پورے طور پر تمہیں مل گئی آج ہم اس سے بری الذمہ ہیں اور حق چاہیے کہ یہ اعتبار سے معتزب یہی اس نسبت کا نامور پورے طور پر آپ ہو گا۔

حضرت خواجہ نے نسبت الفا کہ فرمایا کہ میں نے بہتے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک طوطا ہے جس کی کچھ طرح میں اپنا حساب دین والا اور اس نے میرے من میں منکر فرمائی اور خواجہ اچھکی بھٹا اللہ تعالیٰ علیہما سے اس واقعہ کی تعبیر ہوں گی جی کہ تمہارے لیلیٰ یک ایسا عزیز و بہار ہو گا جس سے تمہیں نعمت عظمیٰ حاصل ہوگی علاوہ ازیں باقی دوسرے واقعات بھی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق میں دیکھے تھے اور جن کا ذکر کہیں ہو چکا ہے۔

مختلفت کے بعد پہلی بار **سرمند میں تشریف لکھی** حضرت خواجہ باقی باشر
نے نسبت خواجہ ناصر نعمت و حبیب شہزادہ جبرئیل حضرت مجدد العہد ثانی صلی اللہ تعالیٰ علیہ

والف فرمائی پھر حضرت خواجہ نے حضرت مجدد العہد ثانی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کامل جاننے و دانستن دے کہ آپ کے ہمراہ چند اپنے مقبرہ اصحاب رکھے اور سر تہذیب شریعت کی طرف رجعت فرمایا۔

طاہر الدین مرہٹوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب حضرت اقدس اور خواجہ باشر کئی برکات الامارہ میں خوب فرماتے ہیں کہ خلافت کے بعد حضرت خواجہ باقی باشر بزرگ دہلوی نے فرمایا کہ ہم نے اس تین چار سال کے عرصہ میں پیری نہیں کی بلکہ کھیل کھیلے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہماری یہ دو کارزاری اور کھیل بے فائدہ نہیں رہی۔ کیونکہ حضرت مجدد العہد ثانی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شخص اس سلسلے میں آ رہی گیا۔

انہیں دونوں میں ستر سال کا عرصہ تھا اور اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمایا کہ ہم نے یہ بیج بجا دیا اور نرغز سے لاکر بندہستان کی باریکست زمین میں بویا ملا بولوں سے ہماری سرگرمی اسی وقت تک ہوئی ہے جب تک ہم ان کے معاملہ سے خارج نہ ہوئیں۔ چچو کتاب ہم ان کے ہاں سے خارج ہو گئے ہیں اب ہم بیعت سے سکنہ راکش ہو کر طاعون کو ان کے سر پہ ڈال دیتے ہیں گے۔

حضرت قیوم اقل مجدد العہد ثانی
سرمند میں **دو حافی تربیت کا آغاز** یعنی اللہ تعالیٰ اعزہ و الاشرار سرمنہ میں اہلس
تشریف ہائے اور اس پاکیزہ شہر میں پہلے طاعون کی تربیت میں مشغول ہوئے تو فطرت
ہی عرصہ میں ہزار ہا لوگ آپ کے ہاتھی چھترے میرا رہ ہوئے۔

خواجہ باشر کئی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ برکات الامارہ میں لکھتے ہیں کہ عین ارشاد
کے وقت حضرت قیوم اقل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بعض اعلیٰ اخصاص کے لئے گوشہ تنہائی
یعنی اختیا کر لیا اس اختیا میں اوپر نظر ہے یہ خواجہ صاحب سے اپنا شفا عرصہ کر رہے
تھے جب ان صاحب کو یہ بات معلوم ہوئی تو خواجہ بزرگ دہلوی کی خدمت میں ایک عرضی

بکشی جس میں ظاہر کرنا کہ تہذیب و تمدن انسانی کے مقاصد و مقاصد میں سے اس واسطے چند روز
فہم نہ ہونا یا اختیار کرنا کہ جیسا کہ عقربہ انشا اللہ ربان کر جائے گا۔

حضرت قیوم ازل و مجد العارفان نبی اللہ
اولیائے اہل بیت کا تعارف انا فی اعز فرستے ہیں کہ رب جہاں باقی باللہ عزوجل

قدس سرہ کی خدمت میں رہ کر میں نے سلوک کو مکمل کیا تو امت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے عالم گزشتہ و آئندہ اولیاء میرے مدد و معاون رہے۔ اور ہر ایک
کے مجھے اپنے اپنے مقامات کی سبب کو فی اور تربیت دی۔ بعد ازاں نابین اور صحا

گرام ہر سے کام کی طرف متوجہ ہوئے۔ اپنی قوت نصرت سے مجھے اصل الاصل اور
قابلیت اولی کے مقامات میں جے حقیقت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم سے تعبیر

کرتے ہیں۔ پہنچایا۔ اس قابلیت سے اور بھی عروج حاصل ہوا۔ اور وہاں سے اس مقام تک
عروج حاصل ہوا جو اس قابلیت سے اوپر ہے۔ اور وہ قابلیت اس مقام کے لئے ضروری

تفصیل ہے اور وہ مقام اس قابلیت کے لئے لازم و اجال ہے اور وہ مقام انقلاب
محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم ہے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم

کی روحانیت کی تربیت سے ترقی واقع ہوئی۔ انقلاب کا انتہائی عروج اس مقام تک
ہے اور طریقہ حقیقت نفس اس مقام پر ختم ہوجاتا ہے۔ بعد ازاں غل اصل سے ملا ہوا

ہے۔ چند ایک اس مقام کے ممتاز ہیں بعض قطب افراد کی جو انہیں کے سبب مقام
متمم و جہان غل اصل سے ملتا ہے۔ ایک ترقی کرتے ہیں۔ مجھے اس مقام پر پہنچ کر

جو مقام انقلاب ہے۔ جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم سے قطعتاً
اشکاک و شک نہایت ہوئی۔ اور میں اس منصب سے سرفراز ہوا پھر عنایت خداوند

شامل حال ہوئی۔ تو وہاں سے اوپر کی طرف متوجہ ہوا۔ اور اصل سے جدا ہوا۔ اور
وہاں پہنچا وہاں حاصل ہوئی۔ جیسا کہ پہلے مقامات میں۔ وہاں سے پھر مقامات

(مناشیہ الحق صحر)

اصل میں ترقی عنایت فرمائی۔ اور اصل اصل تک پہنچا۔ اور منصب فرویت سے اس
نیز کو مشرف فرمایا۔ ورنہ نسبت مجھے نسبت فرشتہ کا سا بن گیا اور اس سے امت کا آخری

عروج ہے اور جو اس سے ملتا ہوتا ہے۔ اپنے دلی شعور اور اندر متناظر تعالیٰ علیہ
صالح ہوا تھا۔ اور میں ایک صاحب جذر قوی رہتا ہے۔ جو نورانی عظیم میں

مشہور ہے۔ حاصل ہوا تھا۔ لیکن شخصیت بعدیت اور نسبت کی قوت ظہور کے باعث
اپنے آپ میں بالکل معلوم نہ تھا۔ مجھے علم لدنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت سے

حاصل ہوا۔ لیکن صرف ایک وقت تک جب تک انقلاب کے مقامات سے نگہرا
۱۔ اصطلاحات صغیر میں قیاد و تہذیبی مقامات میں قیاد و تہذیب کو کہتے ہیں۔ ثابت بعد میں۔

درج استغراق ہوتا ہے کہ اپنا بھی ہوش نہیں دیتا۔ ایک کس ہوشی و غدی رہتی ہے۔ یہ اپنی حق و نسبت
و عیاشی نہایت۔ اپنا کو تو ہوش نہ ہو بلکہ دوست۔ اس ہوش میں نہ رہنے کا بھی ہوش نہ ہے تو اسے

فنا و فنا کہتے ہیں۔ فنا سے انسانی فنا سے نفی۔ تمام عین و عیاد و مقامات ہیں۔
بقا۔ جو فنا کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ وہی فنا صغیر یا ہے۔ (مناشیہ الحق صحر)

۲۔ ذہن کا تعریف میں فرد ایک نہایت اہم منصب ہے۔ طلب عالم ترقی کے منصب فرویت پر
پہنچتا ہے۔ فروایت پر پہنچ کر ترقی سے گذر کر ہوش ہوجاتا ہے۔ طلب مدار عرض سے تحت انہی

تک تعرف ہوتا ہے اور فرویت ہوتا ہے۔ ترقی و تعین میں بڑا فرق ہے۔ طلب مدار علی اقدام
تجلی ذات صفات اپنی میں ہوتا ہے۔ فرویت ذات میں طلب مدار خاص ہے اور فرویت خاص اس طرح

فروایت مقام مرتبہ ہونا یا ط ہے۔ اس منصب پر انسان کی اپنی مراد باقی نہیں رہتی۔ اولیاء
اللہ حق تعالیٰ پہنچتی۔ اور بعد ازاں حقیقی ہوتی ہے جو مقام صغیر میں اور بعض مقام تک پہنچتی

ہوتے ہیں۔ اولیاء اللہ کے مقامات حقیقت اب سے باور ہوتے ہیں۔ مگر اہل قرانیت ان تمام
مقامات سے برتر ہو سکتے ہیں۔

۳۔

تھا لیکن اس مقام سے گذرنے پر بعد مقامات عالیہ میں ترقیات حاصل ہونے پر علوم اپنی ہی حقیقت میں اور آپ میں خود بخود پائے جاتے ہیں عزیز میں اجمال نہیں کہ وہ بیان میں کے مجھے نزول کے وقت جن سے مراد اہل علم کے مقام | اللہ با شرف ہے دوسرے سلسلوں کا مشائخ کے مقامات کا عبور نصیب ہوا اور ہر مقام سے ترقی ہوتی رہی ہر ایک مقام کے شیخ نے بطور میں فتنہ چھوڑ کر چھوڑ دیا اور اپنی اپنی نسبت کا انداز حرکت فرمایا اور ان کے بعد مقام مذہب میں سے آئے اس مقام میں پہلے ان کے جذبہ کے مقام جمع ہیں اس سے بھی نیچے لائے اس کا آخری مرتبہ مقام قلب ہے جسے مقام جامع بھی کہتے ہیں اور اس مقام پر آنے سے انشا و تکمیل کا تعلق ہے مجھے اس مقام سے بھی نیچے لائے اس سے پہلے اس مقام میں تکمیل پیدا ہوئی عروج واقع ہوا اس موقع پر اہل کو بھی سائے کے رنگ میں بچھوڑ دیا مقام قلب پر جو عروج حاصل ہوا وہ تکمیل میں لگ گیا۔

مشائخ کے ہاتھی احوال اور ان مقامات کا عروج و نزول اور ہر و سلوک کا حال حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام مبارک میں لکھا ہوا ہے اندیہ و اولیاء کے مقامات کے احوال اور ہر و سلوک میں تفصیلاً خوب پر مکتشف ہوئے اس کا شعر عربی بھی لکھ دیا کہ وہ دلی پر ہوا - نہ ہو گا چنانچہ انجناب ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ سلوک کا کوئی کویچہ ایسا نہیں جس کا عبور اس قدر کو نصیب نہ ہوا ہو - نیز انجناب فرماتے ہیں کہ قلب ارشاد جو شہادت فرمیت کا چاہیہ ہوتا ہے عزیز نا فوج ہے اس مقام کا عمومی عروج و نزول کے بعد طہیز میں آتا ہے اسی کے نور

عروج حاصل سمیرا لہ ہے۔

طہیز سے غافل غفلتی منور ہوجاتا ہے اس کے نشا و برامیت کا فردا سے چہلن پر یکساں ہوتا ہے محیط سے فرشتے کے مرکز تک بھی کسی کو ہدایت اور معرفت حاصل ہوتے ہیں اس کے وسیعے ہوتے ہیں ابدی جو شخص اس کے قطب ہونے کا انکار کرتا ہے وہ حق تعالیٰ کی معرفت سے باطل محروم رہتا ہے اگر کوئی شخص قطب ارشاد پہنچاقت نہیں اور ذکر الہی سے بھی غافل رہتا ہے لیکن اس کا مقصد اور غرض ہے اور اس کی قطبیت کا قائل و مقرر ہے اس واسطے صرف محبت و اخلاص کی برکت سے قطب ارشاد سے اس کے باطن میں نشہ و ہدایت کا نور پہنچے گا قطب ارشاد کا نور تمام جہان کو کندہ کی طرح گھیرے ہوئے ہوتا ہے اور مستند و مجتہد ہے اس میں حرکت

لے مہارت تعویذ میں قطب ارشاد کا اہمیت اور منصب اہل سلوک کے لئے بڑی اہم چیز ہے۔ سرخدا سے منہ اگرچہ اس کی شراک ہیں بڑا مہوار ہے چنانچہ ہے مگر حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے مکتوبات میں قطب ارشاد کے منصب اور مقام کو تعریف سے بیان فرمایا ہے۔

ہر نماز میں قطب کا ہونا ضروری قرار دیا گیا ہے لیکن ساری دنیا میں ایک وقت بڑا قطب ایک ہی ہوتا ہے جسے قطب عالم قطب کبریٰ قطب عالم قطب الاقطاب قطب جہاں یا قطب ارشاد کہا جاتا ہے علامہ سنی اور شوی اس کے کھوت میں ہوتے ہیں اور سلطان عالم اس کے فیض و برکت سے عالم رہتا ہے اگر قطب ارشاد کا وجود نہ ہوتا تو سارا عالم مہریم ہوجاتا ہے قطب ارشاد تعالیٰ سے براہ دست فیض حاصل کرتا ہے اور اس فیض کو اپنے تحت الاقطاب میں تقسیم کرتا ہے کسی بڑے شہر میں حکومت اختیار کرتا ہے عربی کا ہے فوفا صرہ عطفی کے خطی اس کی نگاہ میں ہر چیز پر پوری وہ سونے جگے کا خانہ کائنات کی شکل کرتا ہے۔ قطب ایک ترقی متغیر اور ترقی پس اس کے انقباض و بطن ہے۔ دلی کی ترقی و منزلت اسی کے اختیار میں ہے خود ولایت شمس بکھاتا ہے گرہ ہر و سلوک ولایت ترقی میں رکھتا ہے قطب ارشاد مظہر رحمتی اسم دھن ہوتا ہے حضور کی پرستش و تعالیٰ اید و نام

بالکل نہیں۔ جب کہ شخص قطب ایشاد کی طرف مخلصانہ طور پر متوجہ ہو جائے اور قطب ایشاد بھی اس کی طرف توجہ کرتا ہے۔ قطبالب کے دل میں ایک درجہ کھلی جاتا ہے۔ جس کی راہ توجہ اور مخلص کے مابقی اس مندرست سے برابر ہوتا ہے۔ حقیقت کو جو فیض پہنچتا ہے وہ قطب ایشاد کی وساطت سے پہنچتا ہے۔ منصف فریبت سے کسی کو فائدہ نہیں حاصل نہیں ہوتا لیکن فروغ کا عروج قطب ایشاد سے ہی ہوتا ہے۔ اس واسطے کہ وہ فوٹو منصف ایشاد اور فروغ ایک شخص کو حاصل ہوں تو ایسا شخص فروغ والی قوم ہے۔ ملت دراز کے اجداد ایسا پہلے نظر کر رہے تھے۔

حضرت مجدد اہل ثانی کو خلعت مجددیت سے نوازا گیا

حضرت سلطان الاولیاء فریم را یح علیہ السلام فرمایا محمد بن علی ایشاد اہل ثانی سے فرماتے ہیں کہ حضرت مجدد اہل ثانی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر چھیدیں۔ اہل ثانی کی پہلی علامت و نشانی یہ ظاہر ہوئی کہ انکسب سے شرعی اصول کے عین مطابق مشاوریات، تحقیقات و تجویزات، احوال و معاملات اور علوم و ظہار ہر سونے لگے اور وحدت الوجود کے مخلصانہ حالات جہاں سے پہنچتے

و اہل حاشیہ صوفیہ سابقہ ادا واد و حکم ظہر نہ تھے۔ قطبالب ایشاد کی ترقی پوری رہی ہے۔ وہ فروغیت کے مقام تک ترقی کرتا جاتا ہے اور مقام وجودیت پر پہنچ جاتا ہے۔ اہل ایشاد اس کا نام عبد اللہ پوتہ ہے۔

قطب ابدال، قطب اقیام، قطب وحدیت و غیر وہ تمام قطب ایشاد کے ماتحت ہوتے ہیں۔ قطب عباد و قطب نباد، قطب عرفا، قطب متکبران تمام کے تمام قطب ایشاد کی انحرافی پروگرام کو کہتے ہیں۔ (استغناء از منہ و لہر ان)

انکسب پر نظر ہر قوم سے تھے۔ منظور ہوتے گئے۔ کیونکہ جو حالات وحدت الوجود کے مخلصین وہ ولایت صغریٰ میں ہیں جو عام ادراک کی ولایت ہے۔ جو احوال سالک پر ولایت کبلیا۔ جو علی الترتیب ولایت انبیا، اور ولایت ملائکہ ہیں۔ اور کمالات نبوت و صاف و شہیدہ۔ جو کمالات نبوت کے انتہائی مقام میں ولایت ہوتے ہیں۔ وہ غیر منفرہ طریقہ کے موافق ہوتے ہیں۔ کمالات نبوت میں شریعت کی عین حقیقت ظاہر ہوتی ہے۔ تو کلام کے مسائل کے حقائق جو شریعت و قایمہ ہایہ اور شرح عقائد میں ہیں۔ منکشف ہوجاتے ہیں۔ حضرت انبیا، اور حضرت علی قوام ترین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علوم و معارف اور خاص اہل کمالات اور اہل علوم و معارف ہیں۔ جن سے شریعت کی صورت ظاہر ہوتی ہے۔ شریعت کی حقیقت کمالات نبوت میں ہے۔

جن علوم و معارف کا ذکر اولیاء کے کیا ہے جیسے ولایت اور نبوت کا مقام

انبیا کے کمالات و معارف سے نہیں بلکہ مقام ولایت میں سے ہیں۔ جو ولایت انبیا کا اعلیٰ احوال ہے۔ جن کی پانچ ہے۔ "اولیائے حق افضل من اللہ" "ذکر ولایت نبوت سے افضل ہے" اور معنی نے اس کی تائید یہ کی ہے کہ اسی نبی کی ولایت اس کی نبوت سے افضل ہوتی ہے۔ ولایت کو نبوت پر اس واسطے فضیلت ہے کہ ولایت میں خلقت سے مراد ہر مرقع تعلق کا شروع کیا جاتا ہے۔ اور نبوت میں جس تعلق سے مراد مرقع خلقت کی طرف تعلق کیا جاتا ہے۔ پس چونکہ ایشاد اہل ثانی کی طرف ہے وہ اس سے جو خلقت کی طرف ہے۔ بہتر و افضل ہے۔ لیکن وہ یہ نہ سمجھے کہ دینی کاروائی میں ہی اس کے واسطے نقصان کا موجب ہے۔ کیونکہ مقام ولایت کا عروج خلقت تک نہیں ہوتا۔ بلکہ صاف تک ہوتا ہے اور صفات ہی سے نزول کرتا ہے۔ چونکہ خلقت کی نگارنی اس کی دانگی ہے۔ اس واسطے نزول ہی من مکن الوجود نہیں کر سکتا اور ولایت ایشاد اہل ثانی کا حصہ نہیں کر سکتا۔ لیکن بخلاف اس

کے نبوت کا شروع ذات ملک ہے۔ وہاں سے کامل تربیت حاصل کر کے پورا نزل
ہوتا ہے اور پادشاہ اور بادشاہی پھر جن کر سکتا ہے۔ دونوں ولایت اور نبوت اس
قسم کی بنو کر رہے ہیں۔ اگر بالقرن ولایت نبوت سے افضل ہوتی تو حق تعالیٰ کلام مجید میں
ولایت کی تعریف کرتا اور انبیاء کو اولیاء کہہ کر تعریف کرتا۔ اونی مقام کو اصلی مقام پر
کیونکہ ترجیح دیتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے کسی قدم پر انبیاء کو ولایت سے موصوف نہیں فرمایا
جہاں بھی نبی کی تعریف کی ہے نبوت سے کہ ہے نہ کہ ولایت سے۔ جہاں پورا در و گار ہے
انبیاء کی تعریف میں "وکان ترسلنا نبياً" فرمایا ہے۔

وحدت الوجود و علوم معارف انبیاء میں فرمایا ہے کہ وہ علوم معارف
ان پر ظاہر ہونے ہیں جو وحدت الوجود و غیر سے تعلق رکھتے ہیں۔ خاص الاما علوم
معارف انبیاء کے ہیں۔ ہزار با علوم و معارف اس قسم کے ہیں کہ انہیں انبیاء سے غروب
کرنے سے عاجز آتی ہے۔ مگر علوم و معارف انبیاء کے ہونے کو وہ خود اور ان کے معارف
وحدت الوجود کو بڑی مشرح و بسط کے ساتھ بیان کرتے۔ اور مدار و لغز سنے کیونکہ انبیاء
کا خاصہ ہے کہ جو حق بات ہوتی ہے اسے ظاہر کرنے میں عاجز نہیں کرتے۔ خواہ اس
کے خلاف اسے نہیں کسی طرح کی ہی تکلیف کیوں نہ پہنچے۔ گویا نہ کریں تو گویا وہ حق پرستی
کرتے ہیں۔ پھر ان کے سوا اور کون ہے جو حق بات کا اظہار کرے۔ اور اس کی تحقیق کرنے
اللہ تعالیٰ نے جہاں کہیں انبیاء کی تعریف کی ہے۔ ان کی حق پرستی اور حق کا اظہار فرمایا
ہے۔ اور خدائی اور اس کے انبیاء کا کلام غیر غیریت، عبادیت اور حق پرستی کے
بارے میں ہے۔ نہ کہ توحید، آسمان پر۔ اور حریت سماح اور غم پر حال ہے۔ نہ
حلق پر۔ وحدت الوجود اور مدار و لغز کے حق میں یہ کہہ دینا کہ اس سے انسان خدا
رسیدہ بن جاتا ہے۔ عام سی بات ہے جو علوم و معارف توحید و وجودی اور سماح و

لہو کے متعلق ہیں۔ وہ انبیاء کے علوم سے نہیں۔ بلکہ یہ علوم ولایت انبیاء میں داخل ہیں

لے غیب وحدت الوجود است حقیر کے کفر علویہ و شرک کا مقبول نظریہ رہا ہے۔ تصوف کے کئی خاں
ی نظریہ کے شریک رہے ہیں۔ یہ صرف حضرت محمدیؐ کی ہی جڑ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس نظریہ کی ترغیب
کر کے ملکہ خلاصہ کا کوئی نہ کرنا۔ آپ کے شاگردان کو اس ملکہ کی ترغیب اور افاضت میں بڑی
بڑی کڑی قدر تھی کبھی میں اس ملکہ تقبیر پر جس کے لئے قدر تریان خود حضرت عبد اللہ تعالیٰ
اس کے بیٹے شریح وحدت الوجود کے قافی تھے۔ گرجیں دور میں حضرت محمدیؐ نے برصغیر میں اپنے
وہاں اور ہندوستان کی فتنہ دار کی بنائی اس وقت بہت سے عوام نے خاصے وحدت الوجود کی آڑ
میں اتحاد و حمل و جنگی تحریک، حق و باطل کی تکیس، کفر و اسلام کی ہم آہنگی کو تصوف کا ایک نام مندرج
دے دیا تھا حضرت شیخ اکبر ابن عربی نے وحدت الوجود و ہر اوستی کو علی انداز میں پس کیا تھا مگر
اکبری وہ کہ گرا ہو مولا نے "حصول و اتمام" کی بڑا دل گولہاں کو منظر عام میں لا رکھا تھا جس
سے اسلام کی دنیا بیکھول ہو گئیں۔ ان مدعیان نے بیچہ نہ عوام کو یہ نعرہ دیا کہ دنیا میں جو کچھ ہے
اس خدا ہی ہے۔ نہیں ہی خدا، آسمان بھی خدا، شیوہ و حجر۔ نباتات و جمادات، اقور و فلکات،
غیر و شر، کفر و اسلام، غلو و غیرہ جہیز علی خدا ہے۔ حضرت محمدیؐ نے ابن عربی کی نظریات
کے خلاف جنگ کی۔ ابن عربی کے نظریات اور مویات کے خلاف کے عواموں میں انبیاء ثابت کسب
آپ نے اپنے کتب و کتابت میں واضح کیا کہ یہ لوگ وحدت الوجود اور ہر اوست کے نظریہ کی فتنہ تیار
کر رہے ہیں۔ آپ نے ان گزریوں کی زد کو روکنے کے لئے وحدت الوجود کی بارگاہی کی جسے
ابن عربی نے تسلیم کیا تھا۔ نے اپنے کتب و کتابت میں بار بار اقص و مروت و مدار و لغز، کفر و فلکات
شریعت قرار دیتے ہوئے اقامت بخت سے متعلق اللہ تعالیٰ علیہ تبارک و تعالیٰ کے لئے اربع تشریفات
اور سنتیں ہی اصل دین قرار دیا۔

(مرتب)

ایک طرف حضرت یحییٰ علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہ وقت حشر میں میرے
 ہوسے لکھے کہ جب سر در کائنات جیسے اندر تعالیٰ علیہ السلام کو حکم تمام انبیاء علیہم السلام ملے گا کہ
 مقرر ہو اور تمام اولیاء سے امتحان کثرت فرما ہوئے خود دست مبارک سے ایک
 نہایت شاندار کلمہ کہ جو پندرہ کلمے کی ہے نہیں دیکھی تھی اور گو بارہ بعض فراموشی حضرت
 مجدد العتباتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچی اور فرمایا کہ یہ تمہید العتباتی کی نعمت ہے۔
 ہم نے تمہیں اپنی امت کے واسطے اپنا نائب اتم مقرر کیا ہے چنانچہ امت کا دینی دنیاوی
 تمام کاغذات تمام اس کے حوالے کیا ہے آئندہ وہ دنیاوی مثلاً فیض، رشد، ہدایت، ایمان
 رزق، روزی، عمر، شفا، مرض وغیرہ جو ہوں گے تمہاری وسالت سے ہوں گے۔
 جو قرب و منزلت اللہ تعالیٰ نے تمہیں عنایت فرما دی ہے وہ اولیاء امت میں سے کسی کو
 نہیں کی اور نہ آئندہ کیسے گا۔

گوئے طاقان لازمیدان ربودہ

تہدید العتباتی را تہسنا وار بودہ

امیدیں امت کی طرف سے خارج ابال ہوں۔ کیونکہ جو اس جہان کے مہمبار سے
 بہرہ و خیر و سعادت سے بہرہ ور کیے اب ہم مصلحت جو کیا دینی میں مشغول ہو گئے ہیں
 ہماری امت کے گھر گھر رہا۔ علاوہ ان کے ایک اور کام ہم سے ہیں ہے۔ بعد ازاں جناب
 سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے دیوان قدس کے
 اوّل صفحہ میں آئینہ شریعت فرمادہ رحمت مجدد العتباتی تحریر فرمایا۔ اور ملا کہ
 کہو یہ کو حکم دیا کہ زمین و آسمان میں نہادی کرو کہ مرد و گداز عالم نہ اپنے کمال فضل و
 کرم سے تمہارا عتباتی کی خدمت کشیدہ اقدس کو عنایت فرمائی ہے اور ان کا نام دیوان
 قدس ہے۔ مجدد العتباتی دیکھا ہے تمام غلوئی کو مطلع کرو کہ جو شخص دین و دنیا
 کی سعادت چاہتا ہے وہ ان کی اطاعت کیسے اور جو تجرید و غیرہ کے کمالات کو جن

سے وہ دوسرے اولیاء سے ممتاز ہیں۔ مانے۔ اگر انکار کرے گا تو اس پر غضب الہی نازل
 ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس سے اپنی ہمتا میں رکھئے۔

حضرت مجدد العتباتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
آبائے شریعت محمد بن علی کا اعلان

اولیائے قیام کیا۔ یعنی کہ آئینہ شریعت کے ہر حضرت باقی با لہر ہر گاہ جس اللہ تعالیٰ علیہ
 نے بھی آئینہ شریعت کے کمال کا اعتراف کیا۔ اور ادا امت کی اور اگر آئینہ شریعت سے توہم یا فتنہ
 حاصل کی جیسے کہ انشا واللہ و نظر سب بیان کیا جائے گا۔ تمام مخلوقات انبیاء و رسول و صحابہ
 و کرم و تمام اولیاء سے امتحان حضرت مجدد العتباتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مبارک باد دی
 اور تمام گذشتہ اور آئندہ اولیاء سے امتحان ہے کہ آپ کو افضل تسلیم کیا۔ بعد ازاں حضرت
 مجدد العتباتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب فرمایا
 علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ تجدید العتباتی کی خدمت میں سے بہرہ و خیر و سعادت
 تمہید کا خلاصہ یہ ہے کہ صاحب قیام ہر دور اس کے تابعین پر شرعی احکام و عارف کھلتے
 ہوئے ہیں۔ امید یہ ضروری ہے کہ کسی اہل اندر پر شوافع شرع و عارف ظاہر نہ ہوں اور
 ان کے کوئی بابت مخالفت شرع نہ ہو۔ مثلاً وحدت وجود کا قائل ہونا، قصص طلاق
 کا اقرار نہ کرنا، کیونکہ مروجہ دین چنانچہ کے احوال سے مشروط ہوئے ہیں، بزرگداشت
 ان کے معتقد ہیں۔ اور ان کے احوال تنگ نہیں پہنچے۔ صرف ان کے توان و افعال اپنے
 کو کے ان پر عمل کرتے ہیں اور اگر کسی میں ہستیا ہو جیتے ہیں۔

جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آئندہ کسی ولی اللہ سے
 غلبہ شرعی کوئی بات ظاہر نہ ہوگی۔ ہم نے اویا، کے لئے وحدت وجود کی مانتا ہند
 گردید ہے۔ آئندہ جو وحدت وجود کا دعویٰ کرے گا، ٹھوٹا سمجھا جائے گا۔ مانگوں کہ جس
 سال و غنیمت سے ترقی نصیب نہ ہوگی آئندہ جو شخص ایسے احوال کا مرتجب ہوگا مگر ہر گاہ۔

وہ وقت ہے کہ گذشتہ امتوں میں ایسے وقت میں جب کہ جان پر بدعت و کفر کی تابانی چھائی ہوئی تھی۔ پیغمبر اسلام جو اس وقت پیدا ہوئے۔ اور نئی شریعت و احکام کو سنائے۔ لیکن اس امت میں جو کہ تمام امتوں سے نیک اور افضل ہے۔ تمام الانبیاء جناب پیغمبر ﷺ اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے اپنی امت کے مخلص، کو نبی اسرائیل کے پیغمبروں کے ہم مرتب قرار دیا ہے۔ البتہ اس کے وجود سے صرف اولیائے وجود پر انکشاف ہے۔ وہی وجہ ہے کہ سو سال بعد اس امت میں چند پیدا ہوئے۔ جو شریعت کو زندہ رکھنے کے لیے خصوصاً نواساں پیدا ہوئے۔ و توفیق ہوئی اللہ تعالیٰ پیغمبر صاحب شریعت پر جو کائنات کا تقاضا کیا اس زمانے میں نیک عالم، عدالت، کمال معرفت و دلائل اس امت میں نکلا ہے۔ گذشتہ امتوں کے

بقیہ ماضی سے موازنہ کیے گئے، تاہم انسانی سیر و ساری صفات، تو زمین پر گر جائیں۔ بعد ازاں کا ایک پیغمبر جس طرح آسمان پر چلا گیا ہے اور عقل کیسے نکلی ہے۔ معاملہ یہاں سے آگے گئے گویہ تو اسلامی فتوحات، غزوات، اور مہار و کارناموں کا مذاق اڑایا جائے گا۔ البتہ کہ جسے دین کا یہ عالم تھا کہ زمین و آسمان کے نام کے ساتھ ساتھ حضرت محمد، احمدی، مجتبیٰ، آقا، امیر مظلومی نام پر کھینے پر مجبور کیا گیا۔ علم، سواد، ایمان، عقیدہ کی توفیق اور احباب کے مناقب کھینچنے سے وسوسہ کش ہو گئے۔ ہر مذہب میں اور ہر مذہب کے توفیقین و توفیقین حضرت کی فطرت انفس پر لائق تہن کھینچ گئے۔ دیار میں نازیبا نہ ہو کر آزاد گویہ سادگی و انصاف کی کھولیں پر پابندی لگا دی گئی۔ نماز، روزہ، حج، ساقط فرما دیے گئے۔

یہ تھے وہ حالات میں سر شیخ عبد اللہ تائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قدم اگے بڑھائے۔ اور غزوہ حق کیلئے، یہ تھا وہ ماحول میں جس حضرت محمد بن عبد اللہ تائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیغمبر کا نام سے توفیق ثابت ہوئے اور یہ تھے وہ ماحول ان کے منہ میں جس حضرت محمد بن عبد اللہ تائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گرائی کہ کھڑے ہوئے۔ (درمختص)

کسی اور اللہ تعالیٰ پیغمبر کا فاکم مقام ہو۔

ایک مقام پر اس باب سے سن فرماتے ہیں، یہ کیا نسبت جو ہزار سال بعد ہو رہی تھی ہے آخر نبی ہے جو اوینٹ کے ملک میں نمودار ہوا ہے۔ شاید اسی واسطے جناب پیغمبر ﷺ اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے، "اھو اھو خشیہ امر آخر حصہ خیر" پہلے اچھے ہیں اور آخری، لیکن نہ اچھے نہ اوسط نہ کم۔ پہلے اچھے کے نہیں فرماتے۔ اول اور آخر کی مناسبت زیادہ دیکھی ہو تو کو کا مقام ہوا۔ ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ اس امت کا آغاز اور انجام دو قول اچھے ہیں۔ وہ بیان میلا ہے۔ واقعی اس امت میں اگرچہ کمزوری ہے لیکن بخوبی جگہ بہت ہی بخوبی، متوسط میں نسبت ہرگز ہرگز ایسی توفیقین، لیکن بخوبی ضرورت ہے بلکہ بہت ہی زیادہ اگرچہ منکرین میں یہ نسبتاً قلیل ہے لیکن یہ مخلصانہ کثرت و کثرت بہت اعلیٰ و بزرگی کی لیکن سابقین سے مناسبت دی گئی واسطے جناب سرور کائنات حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے "اھو اھو خشیہ امر آخر حصہ خیر" وہی واسطہ و کمال و فضل و کمال اسلام غریب کی حالت میں ظاہر ہوا اور منقریب الیابی ہو جانے کا جیسے شروع ہوا تھا۔ سو غریبوں کے لئے خوشخبری ہے، اسلام کے غریب کی ابتدا جناب پیغمبر ﷺ اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال دوسرے ہزار سال کے بعد شروع میں ہوئی۔ کیونکہ ہزار سال کے عرصے کے مختلف حالات میں تین تبدیلی ہو چکی ہے چونکہ اس امت میں سرخ اور تبدیل نہیں رہی اس واسطے ضرورتاً سابقین کی نسبت اسی ترقی و ترقی سے متاثرین میں غلام ہو رہی ہوئی۔ اور شریعت کی پابندی اور فطرت کی تجدید دوسرے ہزار سال کے شروع میں ہوئی۔ اس بات کے سچے گواہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمدی علیہ السلام ہیں۔

بھائی جان! یہ بات خام کوگوں کو ناگوار معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ اسے پورے طور پر سمجھ نہیں سکتا۔ لیکن اگر انصاف کو کام میں لائیں اور ایک دوسرے کے علوم و معارف کو سنا جائیں اور احوال کی صحبت و مشورہ کو دیکھیں تو وہ شرعی امور کے مطابق ہیں یا مخالف اور صحیح یا دیکھیں کہ شریعت اور نبوت کی تعظیم و توقیر کس میں زیادہ ہے ایسا کرنے سے شاید اصل حقیقت سے واقف ہو کر بہت دھرم چھوڑ دیں۔ مثلاً کہ آپ نے دیکھا ہی ہو گا کہ حضرت مجدد الف ثانی یعنی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی گناہوں کو رسالوں میں لکھا ہے کہ طرہ نفست اور حقیقت و دو فن شریعت کے خادم ہیں۔ اور یہ کہ نبوت و ولایت سے افضل ہے۔ خواہ ولایت مہی نبی کی کیوں نہ ہو۔ نیز لکھا ہے کہ نبوت کے کالائت کے ساتھ ولایت کے کمالات کی کچھ حقیقت نہیں۔ کاش سمندر کے مقابل میں قطرہ ہی کی نسبت کتنی (مہی تم کی اور باتیں بھی تحریر فرمائی ہیں مخصوصاً مکہ بات میں سید جعفریہ کے متعلق بہت کچھ لکھا ہے۔) اصلی طرہ نفست حق کی ظہار اور اس راہ کے ظاہر کو جو فخری دینا ہے نہ کہ اپنے آپ کو اوروں سے فضیلت دینا۔ اللہ تعالیٰ علیٰ مشائخ حضرت اس شخص پر رحم فرمائیے جو اپنے آپ کو سب سے اچھا سمجھتا ہے یا نہ کہ اس کی نسبت اپنے آپ کو اچھا سمجھتا ہے۔

وہے چون شرمزاد داشت افشاگ

من آں خفا کہ ابر تو بہادی

اگر مرد و اندازن قصد زنا نم

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر شہید الف ثانی کی خلعت کا

نزول بروز جمعہ دسویں ماہ ربیع الاول سنہ ہجری کو ہوا۔ شمسی حساب کے

مطابق سورج محل کے گیارہ درجے طے کر چکا تھا۔ اور اہل شام کے حساب کے مطابق

تقدیر کی دسویں تاریخ تھی۔

اللہ تعالیٰ

حضرت مجدد الف ثانی کو خلعت نبوت عطا فرماتے

ایک روز حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز رکعت کے بعد مراقبہ کے بیٹھے تھے اور ایک حاکم انجمن کے حضور میں قرآن شریف پڑھ رہا تھا۔ کہ مراقبہ میں انجمن نے ایک نمائندہ اعلیٰ درجہ کی فوری خلعت اپنے آپ پر تباہ کی۔ اسی وقت وہاں ہوا کہ ہر عام ملکات کی قیومیت کی خلعت ہے۔ جو اللہ تعالیٰ پیغمبر اور ائمہ کو عنایت کرتا ہے۔ سو یہ خلعت آپ کو بھی عطا حضرت خاتم الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وارث اور تابع ہونے کے عطا کی جاتی ہے۔ آج سے خاتم محمد تا کا قیام آپ کی فات سے وابستہ کر دیا گیا ہے۔

بعد ازاں حضرت سید

سید الانبیاء اپنے ہاتھ سے سنابرقیومیت پہنا دیتے ہیں

علیہ وآلہ وسلم ترغیف فرما ہوئے اور اپنے دست مبارک سے حضرت قیوم اول یعنی

اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک پر اپنی دست مبارک باندھیں اور منصب قیومیت کی پہچان

دی۔ حضرت خاتم الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد یہ منصب کسی کو عطا

نہیں ہوا تھا۔ صوف حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا ہوا۔ جو اس

امت کے قیوم ہیں۔

قیوم اول کا مقام | قیوم اس شخص کو کہتے ہیں کہ میں کے تحت تمام

اسما و صفات شیعہ نامت، اعتبارات احوال میں اور تمام گرفتہ اور آئندہ مخلوقات کے عالم موجودات انسان، وحوش، پرند، نباتات، ہر فی مروج، پتھر، درخت، برودہر کی ہر شے، ہر شے، ہر کسی، نور، قہر، ستارہ، ثوابت سورج، چاند، آسمان، ہر مروج سب اس کے سامنے ہیں ہوں، اخلاک و برودہر کی حرکت و سکون، سمنندہ کی لہروں کی حرکت، درختوں کے پتوں کا ہلنا، بادش کے قطروں کا گرنا، چیلوں کا پھٹنا، پرندوں کا چوچ پھیلانا، دن رات کا پیدا ہونا، اور گرگوش گشتہ ہر انسان کی موافق یا موافق رفتار و سب کچھ اسی کے حکم سے ہوتا ہے۔ بادش کا ایک قطرہ ایسا نہیں جو اس کی اطلاع بغیر گرتا ہو۔ زمین پر حرکت و سکون اس کی مرضی کے بغیر نہیں، جو آرام و خوشی اور بے چینی اور رنج اہل زمین کو ہر تہا ہے اس کے حکم بغیر نہیں ہوتا۔ کوئی ٹھکری، کوئی دین، کوئی سنت، کوئی معبد کوئی سال ایسا نہیں جو اس کے حکم بغیر اپنے آپ میں بھی جبری کا تصرف کر سکے غلم کی پیدائش، نہایت کا گانا، خوشی کچھ بھی خیال نہ آسکتا ہے وہ اس کی مرضی اور حکم کے بغیر ظہور میں نہیں آتا۔

دوسے زمین پر جس قدر زلزلہ، عاصف، زلزلہ اور شوق، کیسیج، ذکر، فکر، نقدیسی اور تنزیہیں، عبادت کا چل، جھونڈوں، کیشوں، پہاڑ اور دریا، آسمان کے زبان، قلب، نور، سرخشی، اخشی اور نفس سے فاعل اور مشغول ہیں، اور حق طلبی کی راہ ہر مشغول میں سب اس کی مرضی سے مشغول ہیں گو انہیں اس بات کا علم ہو یا نہ ہو۔ اور جب ان کی عبادت قبول نہ ہو اللہ تعالیٰ کے پاس قبول نہیں ہوتی۔

کے جسے جل ہر نہ زود سے بھٹائے اور
برجہا نکال دیاں است حکم او

چوں عبادۂ صحابی چوں بوجہ رہنما

قیوم کائنات کے انتظامی امور کا نگران ہے | ذات حق کو جسود کر اور باقی

جو کچھ ہے سب اس جوہر کا عرض ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کا وزیر اعظم اور نائبہا ہوتا ہے اسے ہر کون سے ایک ذات پر قدرت ہوتی ہے۔ جسے ذات ہو وہ سب کچھ ہیں، جس پر نام ملکات کے متعلق کا قیام منحصر ہوتا ہے، باوجود جوہر جسے کے جوہریت کا اطلاق اس پر نہیں ہوتا، اس کی ذات کو وہ قدرت و منزلت حاصل ہوتی ہے کہ جوہریت کا اطلاق ناگوار معلوم ہوتا ہے، جو کچھ تمام جہاں اس کے قلب سے مندرج ہے اس لئے اسے سوائے جوہر کے اور کیا کر سکتے ہیں۔ کیونکہ جوہر بغیر عرض نہیں اور عرض بغیر جوہر نہیں۔ غفلت، قلب، فرو، ابدال اور افتاد وغیرہ سب قیوم کے نائب اور پیش کا۔ اور خدام ہوتے ہیں۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کا خلیفہ و حمل ہوتا ہے۔ تمام جہاں کے معاملات اس کی طرف منسوب ہوتے ہیں، وہ جہاں اور اہل جہاں کی توجہ کا قیام ہوتا ہے۔ خواہ وہ اہل جہاں کو یہ معلوم ہو یا نہ ہو۔

ہذا احوال ہر ایک قیوم پیدا ہوتا ہے۔ جبکہ انبیائے اول العزم مبعوث ہوتے آتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان کچھ کم ہزار سال کا وقفہ تھا۔ پورے دو فرشتے کا زمانہ تھا اور کوئی ایسا نبی و ولی اس زمانے میں پیدا نہ ہوا جو اصلاح مخلوق کا کام کر سکتا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بقوت کی خاصی تھی اور وہ بھی ترسہ ہو گئی تھی۔ انہوں نے اسے اللہ تعالیٰ کا میثا کرم ضرور کر دیا تھا۔

جواہر میں علی نبی ہزار سال بعد پانچ میں آفتاب کے فیض سے
لعل نایاب | تیار ہو کر نکلتے تھے اور پھل و پھاروں کے شکے وہ نباتات نادیدہ
اختیار ہو کر بادشاہ ہوتے تھے جو جہاں ہر کے لعل و جواہر سے نیچے ہوتا ہے۔ اور

ایک ہی نہ پہلے پیدا ہوا اور نہ ہوگا۔ وہ اصل جو دو پہلوؤں سے ملتا ہے، وہ حضرت
غیر و اول العباد فی رخصۃ اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، آفتاب سے مراد حضرت رسالت پناہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور دو پہلوؤں سے مراد حضرت خدیج اکبر اور حضرت
خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔ یہ دونوں اسلام کے سب سے پہلے پڑے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حسب اور نسب | تعالیٰ اعزہ کا سید محمد بن عبد اللہ
ابو کھزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس کا کنیت ہے ابو العباس کا نسب حسب حضرت خزیمہ رضی
اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔

جب آفتاب رسالت پناہ نے بن دو پہلوؤں پر سایہ ڈالا اور ہزار سال تک
گماستہ نوبت اور انوار رسالت فیضانِ قیومیت کی تربیت، اولیہ ہونے کی طرح پیدا ہونے
کے کافل پر چلتی رہی۔ اور جب وہ تربیت و درجہ کمال کو پہنچی اور کینہی اپنے افسانہ
کو پہنچی تو گمروں کے بڑا شاہ یعنی قیومیت کے جواہر اول خاتم المرسلین صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تربیت یافتہ آفتاب رسالت کے لعل نظر پر پہنچا۔

چونکہ شہد رسالت شد ہو چکا
منور گشت چوں نورش نہ جبین
ہوا اور نیا شد و در پشت
لعل چوں لعل ثانی مشد عجز
بنام او کہ اول قبل العباد است
ہر شے نہی کی گشت بعد دم
نہ فیکد بعد از یکس جز است
بعام ہست فیض حس اولاد
ہر فریب سایہ ایں لعل پہ پیرا
انوارت می کشم از مرد سلیہ جبین
بود و بخش بہ رنگ لعل رخسار
بہام گشت پیدا سبب احمد
درین طعنتش بعد از اندام
بہام کہ بود صدہم مجبور قیست و ہم
پیش واقم کہ تا این مدد کار است
بود تا این زمین و تانہ

قیومیت کی طہیت اصالت نبیہ الہیہ سے ہے | شرع طہیت اور اصالت
مہر یعنی شخص قیوم ہے اس کی مٹی میں جنب پیمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
کے جسم مبارک کا خمیر ہے، حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طہیت و غسل
قیومیت منشاء میں غایت ہوئی، جب کہ حضرت ابوہریرہؓ کو اس دنیا سے منکسر
کے ہزار ترین سال گذر چکے تھے، اور زمین و آسمان کو پیدا ہونے کا سبب پتھر کا
خانہ کے لاکھ تہائی سال ہو چکے تھے، اور رمضان کی ستائیسویں تاریخ پر روز سوموار جب
محمد حسب طہی پندرہویں میزان اور اہل شام کے حلب کے سلطان قباقرحی کا حضرت
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلعت و منصب قیومیت عنایت ہوئے۔

طہیت اصالت مجربیت ذاتی حق تعالیٰ اپنے کمال فضل قیوم اول عبد اللہ تعالیٰ کو عنایت کیے

طہیت سے مراد جنب پیمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک کا خمیر
است کا وہ طہیت سے اعلیٰ ہے اور مجربیت ذاتی کا درجہ تو اصالت سے بھی اعلیٰ اور
مصرح ہے، مجربیت کی کمی کمال کی ہوئی ہے، انسانی صفاتی، ذاتی، انسانی مجربیت اقصا
الشرعی صفا اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جہل اکابر اولیہ کو حاصل ہے جو مشیت ذاتی، صفاتی
موجوبیت انبیا کو حاصل ہے اور ذاتی مجربیت حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
کو حاصل ہے، پھر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پوری سبب حسنت

عبداللہ بن ابی بنی شہدائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اکثرب کعبہ کے دو مہینہ فرزندوں کو اس نعمت شریفہ سے مشرور فرما دیا گیا۔ اور یہ عہد بہت ذاتی طینت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر مشتمل ہے۔ حلقہ شہادت حضرت عبداللہ بن ابی بنی شہدائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے دو تین فرزندوں کے اور کسی کو نصیب نہ ہوا۔

حضرت محمد کا بدن حضور نبی اکرم کے قیوم تحمیر سے بنایا گیا تھا ایک ولادت اول محمد و اللہ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز کے بعد دعائیں مشغل تھیں تو کیا دیکھتے ہیں کہ اکثرب کا تمام بدن مالک شمس کی طرح روشن ہو گیا ہے۔ اور آفتاب کی طرح چمکنے لگا اور اس میں سے اس قسم کی شمعیں نکلتی ہیں کہ جن کی تاب آنکھیں نہیں لاسکتیں۔ اسی اثنا میں الامام ہذا کہ آپ کا بدن حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طینت کے تحمیر سے ہے۔ ہم نے آپ کی خاطر رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طینت کے تحمیر سے کچھ حد تک لکھا تھا کیونکہ قریبیت اور محروبت طینت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر موقوف ہے۔

حضرت قیوم ثانی مصدق ثانی عروۃ الوثقی خواہ مخواہ مصدق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے منکوبت حقا اول کے منکوبت بانوسہ میں جو حضرت روح الشریعت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام رکھا ہے۔ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت محمد و اللہ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "جناب سرور دین و دنیا حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خلقت کا کچھ بقیہ رہ گیا تھا۔ اسے پہلے ہی طور پر اپنی استقامت کی ایک سعادت مند عطا فرمایا اور اس سے اس کی طینت کا تعمیر کیا گیا۔ اس طریق پر اس فرود کو اصالت سے بھی بہرہ ور کیا۔ اس فرود کی طینت سے جو کچھ نکلا۔ وہ قیوم ثالث جو قیوم اول و رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نصیب ہوا۔ حضرت امیر علیہ السلام کو اصالت سے جو کچھ نصیب ہو گیا۔ وہ حضرت عیسیٰ

عبداللہ کی طینت سے ہے؟

اسی مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں: "جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دنیا کا مقام اصالت اکرام میں پہنچے۔ تو وہ ان تین بقیہ حق کی پیشگی کوئی نہ ملتی تھی۔ وہ ان پر صرف انبیا و پیغمبروں سے حضرت ابو بکر علیہ السلام کی شان خاص تھی۔ انہوں نے اہل مجلس کو فرمایا کہ جو کچھ فروغ کر دیں، جب بنگر کی قوس میں میرے فرزند محمد مصدق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جیوگیا؟ یہ مقام اصالت ہے جو حق اقدس نے انبیا کو عنایت کر رکھا ہے۔ یا حضرت محمد و اللہ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور جناب کے دو تین فرزندوں کو ان حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سبب نصیب ہوا ہے۔ ان فرزندوں سے مراد قیوم ثالث ہیں۔

کشفی نظر میں مقام اصالت کی شکل ایسی دکھائی **اہل طینت محمدی کا مقام** اسی جیسے کوئی نو شہا سچو ترا جو جو سوار ایشیائے اکرام کے کسی کو نصیب نہیں تھا۔ اس چہرے کے چاند نیچے تھے۔ اور ہر ایک زینے میں ایک اکابر بدن میں سے ملوہ فرمایا تھا۔ جو حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طینت محمدی سے بہرہ حاصل تھا۔ اس واسطے انہیں اس چہرے سے ایک عروج نصیب ہوا۔ اس چہرے کے دائیں طرف وہ انبیا تھے جن کا ذکر قرآن شریف میں ہے۔ انہیں ان انبیا میں بیکردگی تھی۔ جو سرزمین ہند میں مبعوث ہوئے۔ نیز فرمایا کہ انبیا کا لباس ہماری نسبت اعلیٰ درجہ کا تھا، جب عجم وہاں بیٹھے تو تمام حاضرین ہماری طرف متوجہ ہوئے اور ہمارے حال پر بہت بہتہ ہو گیا۔ وہاں ہر ایک دو اور نو بیوں کے لئے جگر خالی تھی، الامام ہذا کہ وہاں پہنچے آپ ہی کے فرزند بیٹھ گئے۔ ان فرزندوں سے مراد قیوم ثالث و رابع و فوج الشریعت ہیں۔

اس مجموعہ کے نیچے مقام حقیقت ہے اس میں مجموعی
مقام حقیقت زینہ ہیں اور یہ شکل میں مزاج ہے انیس کے چوتھے ہی باب
 ہے اس مقام کو حضرت مرشد کی اصطلاح میں صوف اربع کہتے ہیں یہ صوفیہ ہیں
 حقیقت صلوٰۃ کا منتہی کا مقام ہے بعد ازاں حق تعالیٰ نے حضرت قیوم اقل اور قیوم ثانی
 کو حضرت خاتم ارسلاصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مقام میں جو ان صوف اربع کے
 علاوہ ہے بطریق خاصیت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم شرف و
 یہ وہی مقام ہے جس کی نسبت حضرت محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
 و سلم فرمایا ہے۔ طریح اللہ وقت لا یسعی خفیہ مملکت حشر اب ولا
 نبی مرسل۔ اللہ قسط کے ساتھ ہے اور وقت بھی ہے جس میں ہر کسی ملک
 مقرب اور غریب مرسل کا دخل ہوتا ہے۔
 یہ مقام حضرت خاتم ارسلاصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وراثت اور اتباع کے طور
 پر ہے تو یہ لازم نہیں کہ اگر وہ شخص قیوم ہو گیا ہے یا نبی کے سوا دی ہو گیا ہے منصب
 نبوت کو حاصل کر لیا اور ہے۔ اور کمال نبوت کو حاصل کر لیا اور بات ہے حضرت
 سیدنا نبی اکمل اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا امتی اور ہدایت و نواہی و نفل اسد ہستی کے انتہائی
 مقام تک پہنچ جائے پھر جو طفل ہے لیکن انبیاء طفیل سے بری ہیں۔ تعجبت کا ان
 میں نشان نیک نہیں۔ محفل تبرع ہیں۔

حیث شریف ہوتا ہے۔ اے مومنین! اللہ تعالیٰ خاندانہ خلق خلق حسن
 طہیث اذہ علیہ التلاوہ یعنی پھر بھی مجھ کو کی عزت کرو۔ یہ آدم علیہ السلام کی طہیث
 سے بنائی گئی ہے۔ جب حضرت آدم علیہ السلام کے ہمہ بانک کو مجھ کر رہے تھے اور قلب
 ہماہک تیار ہوا تھے کہ بعد اُس کے خیر میں سے کچھ نہی پختہ رہی۔ تو حکم ملی سے اس کو کچھ
 کا دھت بنا لیا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اس کے سر کو کاٹا جائے۔ تو پھر تو تارہ نہیں ہوتا

جس طرح انسان کا سر کاٹ جائے کے بعد زلف نہیں رہتا۔
 جب کہ کچھ کے دھت کو حضرت آدم علیہ السلام کی منی سے بنایا گیا ہے پھر کب
 زلف کو طہیث آدم علیہ السلام کہنے وقت کوئی اعتراض نہیں کیا جاتا تو پھر حضرت خیر
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طہیث سے تخلیق
 کر کے پختہ نہیں کیوں ہیں۔

جن دلوں حق تعالیٰ نے حضرت مہدی العف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان مقامات و
 حالات مثلاً تجمیع العف طہیث اور اصالت وغیرہ سے مشرف فرمایا۔ تو حضرت
 محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت قیوم اقل پر ظہر فرمایا کہ تم میرے
 جتنی فرزند ہو جس طرح میرے بیٹے قاسم اور امیر اھلیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما
 تھے۔ میں قدر کمال اللہ اور مراتب اللہ تبارک نے آپ کو عطا کئے ہیں اور بے امت
 میں سے کسی کو نہیں دیتے۔ تمہاری بخت میرے برابر اسل بعد ہوئی کہ ایسے وقت
 میں کوئی اولوالعزم بنی موعوت ہونا چاہئے تھا۔ جو تجدید کرتا جس کا پسند و قیوم ہوتا
 آیا ہے۔ سو تم میرے جتنی فرزند اس نے موعوت ہوئے ہو۔ جو نبی ہوا میرے لئے ظلم
 مقام ہو تم سے میرے جتنی فرزند ترو تازگی ہو گی۔ زینت نصیب ہو گی۔ اور جو کامیابی
 اور العزم سے ہوتے ہوں گے اور تمہیں میرے کمال است نادر مثلاً حقیقت نبوت و طہیث
 اصالت بطریق و شریعی نصیب ہوں گے۔ چونکہ اسلام کے شروع میں میں خود اور
 میرے اصحاب موجود تھے اس لئے اس وقت ایسے شخص کے مبعوث ہونے کی کوئی
 ضرورت نہ تھی لیکن اس وقت جب کہ تمام جہان بدعت و ظلمت سے پر ہے ہر وہی
 ہے کہ تمہاری قوجہ کے لئے منور ہو اور دین اسلام کو از سر نو زینت ہو۔

بعد ازاں حضرت خاتم ارسلاصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خدیجہ الکبریٰ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے محفل طلب ہو کر فرمایا کہ شیخ احمد مجد العف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے بچانا۔ پھر اظہار پر سے آسانی سے گزارنا۔ جس سے اعمال کا حساب۔ میسران
 وغیرہ سے بچاؤ۔ جو رحمت کے شعلات ہیں۔ سب قیوم ثانی معصوم زمانہ حضرت
 عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کیا۔

حضرت قیوم اول حضرت حمزہ العتہ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکتوبات شریف
 کی پہلی جلد کے مکتوب نمبر ۳۱۱ میں جو حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ کے نام لکھا ہے تحریر فرماتے ہیں۔

ہائے دو چنی است مربی ما ہیو العتہ رب حبیب خدا
 میم تکلیم کا ہم اگر است لام مربی خلیل اللہ است

اس میں ہائے دو چنی کا اشارہ رحمت الہی کی طرف ہے۔ جو حضرت قیوم
 اول حضرت حمزہ العتہ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے آپ سے منسوب کرتے
 ہیں۔ مبین اس دو چنی یا کو شرح و بیضا ہے۔ بیان کرنے کے لئے ایک بڑی ضخیم
 جلد مطلوب ہے۔ کچھ تصویلاً ساحل "کشف الحقائق" میں جو مقامات قیومیت کے
 بارے میں لکھی ہے درج فرمایا ہے۔ اگر کسی کو ہائے دو چنی کے کلمات کی تفصیل کا
 شوق ہو تو کشف الحقائق کا مطالعہ کرے۔

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی کے اجتہادی کا نام

ہم کو بات کی پہلی جگہ کے سالہ مبارک و دعاؤں میں حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے اہل کمال میں جناب غنیہ خاں صاحبہ علیہ السلام کو ملکر خواب میں دیکھا جو مجھے فرماتے ہیں کہ تم میری امت کے ایک مجدد ہو اور غلامی اور اپنی اپنا دم پر شمشیر ہے اس وقت علم ظاہری میں میری رائے ٹوٹی ہے لیکن غلامی میری رائے وہ ہے جو حنفیہ و ترمذیہ کی ہے۔

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصمم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت امام ابوحنیفہ کی تقلید | اپنے مکتوبات کی پہلی جگہ میں لکھتے ہیں کہ حضرت

قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ علیہ السلام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جہاد کی سب سے بڑی توفیق تھی کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت دو حصے میں معلوم ہوتا ہے اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف ایک حصہ اگرچہ آپ کے نزدیک وہاں مذہب غالب علی الاطلاق تقلید تھی مگر آپ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب کو ترجیح دیا کرتے تھے۔

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
عند اسی جگہ میں ایک اور مقام پر لکھتے ہیں کہ ایک روز

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے جیسے ہوئے تھے کہ فرمایا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے تمام استادوں اور شاگردوں سمیت تشریف لائے اور اپنا مذہب پیش کیا حضرت امام اعظم صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور آپ کے استاد

اور شاگردوں میں سے ہر ایک کے فوراً پر اثر کیا اور اس قدر کہ فنا و بقاء کے حاصل ہوئی۔ ابھی ایک لمحہ میں نہ گزرتے پایا تھا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے تمام استادوں اور شاگردوں کو کسے کہ تشریف فرما ہوئے۔ اور ان کے فوراً پر اثر کیا مگر ابن حنیبل کے اجتہادی رائے حنفی مذہب کے مطابق ہوتی ہے کہ حنفی مذہب پر عمل کرتے ہیں اور اگر شافعی مذہب کے مطابق ہوتی ہے تو شافعی مذہب پر۔ اور اگر دونوں رائے موافق نہ ہو تو اپنی رائے پر عمل کرتے ہیں۔

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ علیہ کے اجتہاد پر
حضرت مجدد کے اجتہادی کا نام | اس میں بہت ہیں جن کو آپ سے پیشرو کی سند سے بیان نہیں کیا۔ یہاں پر صرف دو ایک مثال بیان کئے جاسکتے ہیں۔

اولیٰ محققین کی رائے "شاحق الجبل" یعنی "وہ لوگ جو سیاروں میں رہتے ہیں اور انہیں زمین کی خبر نہیں پہنچی اور وہ بیت پرستی کرتے ہیں" کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ کافر ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مؤمن ہیں۔

مذہب متغیر کے بارے میں سردار ابوالمنصور غلامی فرماتے ہیں کہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی رائے ہے کہ خدا شامی کے لئے عقل کافی ہے۔ پس شامی قبل و فرسطق ہیں اور خود ابوالمنصور کی بھی یہی رائے ہے اور اپنے اجتہاد کی دلیل دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اِنَّ اَوَّلَ مَا يَخْلُقُ مِنْ شَيْءٍ اَوْ يَخْتَلِفُ مَا دُونَ ذَلِكَ يَكُنْ يَكُنْ شَيْءًا مِّنْ عِندِ رَبِّكَ فَاعْلَمْ۔ یہی حکم اللہ تعالیٰ مشرک کو نہیں بخلائے گا اس کے سوا باقیوں میں سے جسے چاہے گا کچھ دے گا۔ چنانچہ ترمذیہ کی رائے میں جنہیں بھی کی خبر نہیں پہنچی انہیں ہمہ کئے دوزخ کا عذاب ہو گا۔

یہی حنفی مذہب کے بارے میں ابوالمنصور غلامی فرماتے ہیں کہ "لنا ہی قبل" یعنی "اس دور اپنے دعوے کی دلیل یہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے

کہ "وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ تَبْغِثَ مُنْذِرًا" یعنی ہم اس وقت تک کسی کو عذاب نہیں دیتے جب تک کہ ان کے پاس بغیثہ نہ پہنچ لیں۔

اب یہ دونوں اس حق ایک دوسرے کے خلاف نظر آتی ہیں۔ کہنیکو ایک جگہ تو اوروں کو
نے صرف ایک کے ہم طرف کو نہیں، تنہا کسی کے اور دوسری جگہ فرمایا ہے کہ جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے اب نہیں دیں گے۔ دونوں میں بدلے سے اپنی اپنی دلیل کے لئے ایک ایک آیت پیش کی ہے
اس میں معاملہ میں حضرت محمد العارف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی داسے یہ ہے کہ یہ تو اگر اس
معلوم ہو جائے کہ کسی شخص کو نبی کی وسعت کے بغیر نہ سنت میں تو داخل کر لیا جائے کیونکہ یہ
بھی انصاف نہیں کہ کسی کو اطلاع دیکے بغیر خطاب دے دیا جائے۔ یہ منہج اب کی ہر رائے
ہے کہ اسی شخص کو کہ ان میں فرمایا ہے کہ وہ ہنر کے بعد جو باتوں کی طرح خاک کر دیا جائے
انہی میں سے کسی شخص کے بعد فرماتے ہیں کہ جب میں نے یہ معرفت غریبہ انبیاء
کی خود سنت میں پیش کی تو سب نے پسند فرمائی۔ اور قبول کی۔ اسی طرح انہی میں سے
کے کافروں کے بچوں کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہی جگہ خاک کر دینے جائیں گے۔ لیکن
انام البصیرہ ورواۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ رائے ہے کہ انہیں دوسرے میں ڈالا جاتے گا کیونکہ
وہ مسلمان ہی اور ملت میں نہیں لیکن انہی نام شافعی وحنابلہ ثنائی علیہم السلام کیوں کہ اہل ذہن کے
کیوں کی طرح واصل بہر سنت فرماتے ہیں کیونکہ وہ مصدق محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اوروں کو ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسائل اور اجتہاد پر مجتہد ہیں۔ یہاں پر علماء
 "مفتی" فہرستہ خود اس کے "مفتی" انہیں دو مسائل پر اتفاق کیا ہے۔ اگر کسی کو اجتہاد کے
 مسائل اجتہاد پر دیکھ کر شوق ہو۔ تو اجتہاد کے کام میں آئے۔ ہر مسئلہ پر اجتہاد
 و مفتی مسائل کا اسطرح کرے۔

ہمارے حبیب محمد بن عبد اللہ تعالیٰ علیہ السلام اپنے وقت میں بڑے جدید عالم تھے اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن ابی بنیاضیؓ کو عالمی عمر کے ابتدائی حالات بتائیوں سے سنے تھے۔

کی سال مرید پھوٹے ۔

اسی سال حضرت محمد باقرؑ کا مائتھ حضرت ائمہ تعالیٰ علیہ السلام کی طرف ایک حکوت کا
 لکھا جس میں ان بابوں کے حالات درج ہوئے جو آئینہ شنب کی خدمت میں رہتے تھے کہ
 ہر ایک کا مستقل حال مذکور ہے ۔

حضرت عابد العفثانی کا حضرت یحییٰ بن زکریا کی نگاہ میں تقاضا

عابد ہائے مائیں

حضرت عابد العفثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت یحییٰ بن زکریا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک مجلس میں نہایت عاجزی اور التماس سے کہا کہ کمال اللہ علیہا کا احقری درجہ صغیر ہے جو آپ سے فرمایا کہ اے اللہ تعالیٰ! جب حضرت عابد العفثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زمین میں گرنے لگا تو میں سستہ ہمارے واسطے التماس کی جائے گی اور وہ تجھ سے حق میں خاص اور میرے حق میں صغیر میں منجات عابد میرے پیچھے آویں گے اور جو عابد ہائے مائیں ہے پورا موصوفہ ہے اسی طرح صغیر علیہ السلام کے حقائق اور بواطن اور تمام گوشہ نشین اور آئندہ و اختیار کے وجہ سے و مقامات اور احوال بھی حضرت عابد العفثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پیش کر رہا ہوں کہ تھے جو کہ ان تمام اس بارے میں فرمایا کہ تھے کہ خواجہ صاحب سے قبول کر لیا کہ تھے اور ان تمام تعریف و توصیف بدرجہ غایت کیا کرتے تھے۔ ذیل میں اس مستطوب کتاب کا ترجمہ جو عابد ہائے مائیں رضی اللہ عنہما اور علیہ سے حضرت عابد العفثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف لکھا تھا درج کرتے ہیں۔

حضرت خواجہ باقی باللہ کا ایک مکتوب

ابن سادہ کی سند زیادہ وسیع اور
 معتد بہ ہو۔ خواجگان کے طریقہ کے
 بارے میں جو مبالغہ کیا ہے اس کا رد تیار ہو چکا ہے اسے خواجہ برہان رحمہ اللہ نقل کیا
 ہے۔ اے ابن سادہ! وقت کی آنکھ کا شمع بننا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا اس میں ہے کہ

یہ رسالہ نہایت لطیف اور اعلیٰ پایے کا ہے۔ میری دلی تمنا یہ ہے کہ کچھ خواہ مخواہ اس کے احوال کی تحقیق فرمائیں۔ سنا ہے کہ اور بائیں ظاہر ہو جائیں۔ جب اس کا مطالعہ کیا تو خیال آئے کہ بائیں طرف یعنی عالم ادوار اس کے متعلق تھے۔ لیکن جب حاضریہ پڑھا تو قریب نصف کی کمزوری کی وجہ سے مزبور ہوا کہ اس سے کون شخص مراد تھا لیکن ظن غالب یہ ہے کہ یہ اشارہ خواہ صاحب کا طرف تھا۔ ایک توضیح میں دیکھنا چاہیے تاکہ کوئی چیز ظاہر نہ ہو جائے۔ دوسرے ان کی باتوں میں پائیداری جھلکتی ہے۔ آپ کے بعض جوابات سے یہ ہی معلوم ہوتا ہے کہ محجب فلسفۂ تناسل و بدایت و خلوق و بعثت ہیں کیا سمجھتے کہ و درست طلبہ کے سامنے جو غلط بیانی مطلق ہے۔ کوئی نقطہ علم مخلوق ہو۔ از راہ ہر باوجود ہی و تکلیف۔

نیز حضرت فاروقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقام پر بھی نظر ڈالیں کہ اس مقام پر داخل ہو کر نزل کیلئے ہے، یا کسی اندازہ سے نکل کر آئے ہیں۔ شاید کہ اس نقطہ کے اوپر کی فلوئٹس اس مقام کے عدم تقریر کا سبب بنی ہو۔ اندازہ نسبتاً بہت ہی لغزش گریہ کیونکہ اسی بنائے میں بڑی سفلوئٹس پوری ہے۔

اور انھیں اس پر ہے کہ فلاحی ہمنوینت کے بارے میں مجھے تو وہ سنہ فراموش کر چکا ہے
میں خافیاً اللہ کے شفا کے بغیر کوئی اور مقام بھی ہے یا صرف اسی مقام میں داخل ہونے
پر مخصوص ہے، ان تمام لوگوں سے جو اسی مقام سے بار بار پوچھا جاتا ہے کہ یہ ظاہر کیا ہے
کہ وہ اسی طرح محفوظ ہیں، اور غنیمتِ بشریت کے ظہور میں کب کی ضرورت نہیں ہوتی؟
تیرہ جولائی اسی مقام و صحت سے مجھ پر ہونے ہیں خواہ وہ جذباتی راہ گزشتہ سال یا غیر ذیل
کی ہر حال عودِ ہمنوینت سے محفوظ ہیں۔

نیز خاندان جبر دست جو مقام انبیائے علیہ السلام ہے۔ میں بھی ایک نظر ذالین
اس میں کوئی ایسا مقام ہو گا جو عود نہ کر دے بلکہ شک کر دیتا ہو گا۔

نیز مقام نفاذی اللہ پر بھی ایک نگاہ ڈالیں۔ شاید اس ظاہری رابطہ کے علاوہ کئی اور رابطہ بھی ہو۔ شاید اللہ تعالیٰ کے بعض پیارے ساسی راہ سے داخل ہوئے ہوں جس سے باقی حالات اللہ تعالیٰ کو بھی طرح معلوم ہیں۔ اور کیا یہ سچوں کو نیکہ کی ایک ضمانت کے ذریعہ معلوم ہیں۔ حالات تقریرات کو کیونکر نکھوں، دانشا دانشا تو سب صحت یعنی گمراہی ہوگی۔ جتنے صادق اور تمام صحابیوں کی طرف سے نیا مذہبی تہذیب شروع ہو گئی۔ حضرت خواجہ باقر مالہ

حضرت بابی با اللہ اور مجدد الصلواتی علیہما السلام
 صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
 ملا کہ حضرت مجدد الصلواتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیر و پیغمبر ہیں۔ لیکن حضرت مجدد الصلواتی
 سے سلوک و طریقت اور احوال و شریعت اس طرح پہنچتے ہیں کہ ان کو نہ تو یہاں پہنچے ہوئے
 ہیں کہ ان سے اس کو مستحب میں متوقف نہ ہو کہ ان کو ترجیح کا (مزمع) نہ ہو کہ ان کو غلط فہمی
 نہ ہو کہ ان سے مراد حضرت خواجہ صاحب ہیں جو اپنے احوال حضرت مجدد الصلواتی
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جوچہ وہ کہیں۔

اسی سال حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ سرسبز سے حضرت خواجہ باقی
محلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نیابت کے لئے دلی شریف لائے۔ حضرت خواجہ صاحب
اب کی توفیق آوری کی خبر سن کر تمام مدینوں اور ضلعانہ سمیت استقبال کے لئے
آئے۔ آپ کو سائیت تعلیم و ترویج کے ساتھ شریش لایا گیا اور انجیل سے مدینہ سلوک کیا
تاریخچہ انہیں مسند پر بٹھایا اور خود ان کے ہر دو دست بستہ کھڑے ہوئے اور اپنے
مخضار اور مدینوں کو حضرت حمید الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے کر کے کہنا
فرمایا کہ کہ کچھ برا حضرت مجتہد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حکم کریں اس پر عمل کرو
یہ میری خواہش ہے اور یہی براہ راست ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی کی قیومیت کے دوسرے سال میں حضرت عیسیٰ باقی باللہ یرنگ کا ایک اہم اقدام

حضرت باقی باللہ کے مجدد الف ثانی کی خدمت میں اس سال حضرت خواجہ باقی باللہ یرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے تمام مریدوں اور حلیفوں کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھیجا، مگر بعض اصحاب نے اس بارے میں محنت پیش کی تو خواجہ صاحب نے حضرت ماضی کو فرمایا کہ اگر تم اپنے ایمان کی سلامتی چاہتے ہو تو شیخ احمد ربیعہ الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں جملہ جاؤ، حضرت شیخ احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت ایسے آفتاب میں کھنکھاتے ہوئے تھے کہ تمام مریدوں کے لئے نور ہوتے جا رہے ہیں۔ اسی مستور سے جو چاشنی اضمحل ہیں، ان میں ایک کیک شیخ احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہے حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت عبد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنا دیا اور فرمایا کہ باقی تمام مریدوں کی طرف سے انجناب کی خدمت کرنے میں مصروف رہے، اور جب انجناب کی مجلس سے اٹھتے تو داد لیتے پلوں واپس آتے سمجھنا کہ انجناب کی طرف نہ کرتے، ہر روز حضرت قیوم الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے توجہ خاص کے لئے انتظار کرتے، انجناب بھی قاضی اور فروتنی سے پیش آتے تاکہ کہیں ترک ادب نہ ہو جائے، حضرت خواجہ صاحب اسی مطلب کے لئے ہر صبح شام ہی التبا کرتے۔

شاہ سکندر کشتلی جناب غوث الاعظم کا تحفہ پیش کرتے ہیں
اولیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جس سے سرحد میں واپس تشریف لائے تو اسی اثنا میں شاہ سکندر نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ السلام کو شاہ غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کیا، اس کی تفصیل یوں ہے کہ ان کے والد شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جن کا زکام سے پہلے آچکے ابیر جن کے پاس حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تحفہ بطور امانت تھا اور حکم تھا کہ جب اس کا وارث بیٹے اسے دے دینا اس دنیا سے شخص ہوتے وقت وہ خرقہ کا وارث ہوتا اور شیرواکم مقام شاہ سکندر کے حوالے کیا اور وہ سبیت کی کہ جب اس خرقہ کا وارث ہوتا ہو اسے دے دینا بلکہ کھڑا رکھنا تھا، شاہ سکندر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ خرقہ شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مراد پر رکھ دیا تھا، جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد اور قیومیت کی خدمت میں اور انجناب کا غلطہ دے دے زمین پر اور آسمان چمک پھیل گیا، تو شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خوب میں شاہ سکندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فرمایا کہ اب یہ خرقہ قیومیت ملک کو پہنچا دو، شاہ سکندر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خرقہ کو سینے سے لٹکے گاں کیا، کہ گھر کی گھنٹ بج کر گھر کے گردوں، شاہ کمال کشتلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دوبارہ تاکید کی کہ برائے حق کو کیوں رکھ چھوڑا ہے، جلدی پر خرقہ انہیں پہنچا دو، پھر شاہ سکندر نے دیدہ و آئینہ غفلت کی، نوشاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نہایت نادانوں کو فرمایا کہ اگر اپنی خیریت چاہتے ہو تو یہ خرقہ اس کے وارث کو دو، ورنہ نسبت سلب ہو جائے گی، شاہ سکندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اب وہ خرقہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لائے، بعض صحیح کے غا کے بعد صلۃ اصحاب میں مرقدہ کے بیٹھے بیٹھے کہ شاہ سکندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خوشی لائے، آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ

عزیز نے مراقبہ سے فارغ ہو کر وہ خوش ہو پڑا۔ اور اس کا یہ نسبت کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس نے اس نسبت کا مدبر نے اس قدر غلبہ کیا کہ نقشبندیہ نسبت وہب کی پھر نسبت نقشبندیہ اجمیری اور قادریہ نسبت متعصب ہو گئی۔ چند مرتبہ ایسا ہی ہوا۔ بعد میں نسبت غالب آجاتی تھی۔ اس نے یہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نام پیر کا اور اپنے لئے کے تمام خلیفوں، مریدوں اور حضرت علی اکرم اللہ وجہہ کی کتاب میں تشریف فرما ہوئے۔ بعد ازاں حضرت خواجہ بابا الدین نقشبندیؒ نام پیروں اور اپنی طریقہ کے تمام خلیفوں اور مریدوں اور حضرت عبدالکبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت میں تشریف لائے اس میں اس وقت خواجہ بابا نقشبندیؒ سے گستاخانہ اندھاغی علیہ بھی موجود تھے۔ ان تمام ارجاع قدس سے اسی شاندار تقریب میں گفتگو فرمائی۔

حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس عود بزرگ یعنی قیام اقل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں میں ہماری نسبت کی، بیع لوگوں میں شاہ کمال حضرت اللہ تعالیٰ علیہ کزبان پھر کس تمام کا یہ نسبت ہے لی دیکھا کہ کتبہ ذکر ہو چکا ہے اس لئے سب سے ہمارا حق منہ ان ہے۔ اور سب سے کہ یہ عود بزرگ ہمارے سلسلہ کو تابع دے اور اس کی خدمت کرے۔ خواجہ بابا الدین نقشبندیؒ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ وہ ہمارے سلسلہ کا شاگرد نہیں ہے اور جو نسبت معبود خواجہ پیر غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ علیہ واکرم و ستم سے بطور امتیاز پہنچی ہے۔ وہ اسے ہمارے وسیلے سے پہنچی ہے۔ اس پر ہمارا حق ہے کہ وہ ہمارے سلسلہ کو رواج دے۔ جس میں سلسلہ حضرت سید بزرگ نقشبندیؒ سے اور دوسرے اکرم بھی اس میں شریک ہیں کیونکہ اس روح خدا کے آقا و اجداد ہمارے سلسلہ حضرت سے تھے۔ اس طرح سلسلہ مہر وادیہ اور کبریا و شریف کے مشائخ بھی قرعہ شریف لائے اور ہمارا کرنے لگے کہ انہیں ہمارے سلسلہ تصوف کی تہذیب پر لگایا جلتے۔ غرضیکہ ہر سلسلہ کے مشائخ و جناب کو اپنی طرف کھینچتے تھے

ان کا کہ ان کے سلسلے کو رواج دیں۔

خواجہ ہاشم اور آقا عبدالقدیر علیہما الرحمۃ اپنی منہاندہ کھنوں میں لکھتے ہیں کہ اس قدر اولیائے امت کی دعوتیں سر نہ شریف ہیں جس پر ہمیں کہ تمام گھر کو پہنچے باز لو کہ شہر کا گرو عوات اور اس پاس کے گاؤں اور شہر پہنچ گئے۔ اور اچھا دلوں طرف، انوار کی بارشیں ہوئی دکھائی دیتی تھیں۔ اور میرے غلبہ کی غارتگی یہی تھا کہ خدا کرانت ہوتے رہے۔ آخر سب سے جناب سرور کا کائنات علیہ اللہ تعالیٰ علیہ واکرم وسلم کی خدمت میں رجوع کیا جھنور کی کریم جلتے اللہ تعالیٰ علیہ واکرم و کلمہ نے اذناہ ملک و کرم پیر ایک کی تسلی کی اور لاسا دیا کہ تم سب اپنی اپنی نسبت اس طریقہ کو دے دو۔ جو شخص اس سلسلے میں داخل ہوگا۔ اس کا اجر قبول بھی ہو جائے گا۔ اور اس کے ہاتھ سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کو نیا دہ رواج ہوگا۔ کیونکہ اسے نسبت معبود میری سلسلہ کا اتباع کی استقامت ماسی سلسلہ سے ہاتھ آتی ہے۔ اور اسی سلسلہ کے سرور حضرت صریح اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد باقی تمام مخلوق سے افضل ہیں۔ نیز اس طریقہ میں منہاندہ نبوی جلتے اللہ تعالیٰ علیہ واکرم وسلم کی پیروی اور امور و محبت سے گنہگار کسی حد سے ناپوہ پائی جاتی ہے اس سے دوسرے درجہ پر اس سلسلہ سے سلسلہ قادریہ کو رواج بھی ہوگا۔ کیونکہ اس سلسلہ کا حق بھی اس پر ثابت ہے۔ باقی سلسلے مثلاً چشتیہ، سہروردیہ اور کبریا و دیگر کو بھی اس سے کچھ فائدہ ہوگا۔ بعد ازاں تمام سلسلوں کے مشائخ نے جناب سرور کا کائنات علیہ اللہ تعالیٰ علیہ واکرم وسلم کے حکم سے مطاعن باقی اپنی نسبت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر کیا اثر میں نہامی۔ آج جناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی نسبتوں کو اپنے طریقہ میں ملا لیا۔ اور اپنی نسبت خاصہ کو جس کے مدبر اور تعلق سے آپ کو ممتاز فرمادیا۔ ان نعمتوں پر نالا۔ جس کے سبب وہ ساری نسبتیں مقرر ہو گئیں۔

سے پیش نہ رہ چکا ہے۔ انجناب کے سر میں جو ہے جسیت، مہر و اللہ تعالیٰ خوش افضال ہے

اور نہ ہی سزا جیسے لگے، میں کہہ رہا ہوں کہ یہ حق اور انصاف ہے کہ ملک میں مانع کرنا شروع کیا تو اس وقت وہاں میں سے ماہی پر غلامی کا طعن غلامی سے بڑھ کر مخالفت کی اور اودھنا کی جاد کی رو سے تہذیب پر براستید شروع کر دی، یہاں تک کہ یہ طعن نہ کر گئے، اور انھوں نے غلام کو ان کے بارے میں انہیں نظر بند کیا اور غلام کی غلامی کے خلاف شروع کر دی، اس سے پہلے کے ان کے یہ کہہ کر کہ وہ بارہ جاگیر میں کی، تو انھوں نے غلام سے جاگیر لینے سے انکار کیا۔ بادشاہ نے انھیں کے ہونے پر چوبیس غلام لے کر لے گئے تھے، مگر ان سے سزا سن کر ان کی خاں خاں سے نادمہ لگا اور انھیں غلامی سے نکال دی۔

اس وقت میں کہہ رہا ہوں کہ یہ حق ہے کہ انھیں غلامی سے نادمہ لگا کر ان کے یہ کہہ کر کہ وہ بارہ جاگیر میں لے گئے تھے، تو انھوں نے غلام سے جاگیر لینے سے انکار کیا۔ بادشاہ نے انھیں کے ہونے پر چوبیس غلام لے کر لے گئے تھے، مگر ان سے سزا سن کر ان کی خاں خاں سے نادمہ لگا اور انھیں غلامی سے نکال دی۔

اس وقت میں کہہ رہا ہوں کہ یہ حق ہے کہ انھیں غلامی سے نادمہ لگا کر ان کے یہ کہہ کر کہ وہ بارہ جاگیر میں لے گئے تھے، تو انھوں نے غلام سے جاگیر لینے سے انکار کیا۔ بادشاہ نے انھیں کے ہونے پر چوبیس غلام لے کر لے گئے تھے، مگر ان سے سزا سن کر ان کی خاں خاں سے نادمہ لگا اور انھیں غلامی سے نکال دی۔

نہیں بھی ان کے سر میں جسیت، مہر و اللہ تعالیٰ خوش افضال ہے

اور نہ ہی سزا جیسے لگے، میں کہہ رہا ہوں کہ یہ حق اور انصاف ہے کہ ملک میں مانع کرنا شروع کیا تو اس وقت وہاں میں سے ماہی پر غلامی کا طعن غلامی سے بڑھ کر مخالفت کی اور اودھنا کی جاد کی رو سے تہذیب پر براستید شروع کر دی، یہاں تک کہ یہ طعن نہ کر گئے، اور انھوں نے غلام کو ان کے بارے میں انھیں نظر بند کیا اور غلام کی غلامی کے خلاف شروع کر دی، اس سے پہلے کے ان کے یہ کہہ کر کہ وہ بارہ جاگیر میں لے گئے تھے، تو انھوں نے غلام سے جاگیر لینے سے انکار کیا۔ بادشاہ نے انھیں کے ہونے پر چوبیس غلام لے کر لے گئے تھے، مگر ان سے سزا سن کر ان کی خاں خاں سے نادمہ لگا اور انھیں غلامی سے نکال دی۔

اس وقت میں کہہ رہا ہوں کہ یہ حق ہے کہ انھیں غلامی سے نادمہ لگا کر ان کے یہ کہہ کر کہ وہ بارہ جاگیر میں لے گئے تھے، تو انھوں نے غلام سے جاگیر لینے سے انکار کیا۔ بادشاہ نے انھیں کے ہونے پر چوبیس غلام لے کر لے گئے تھے، مگر ان سے سزا سن کر ان کی خاں خاں سے نادمہ لگا اور انھیں غلامی سے نکال دی۔

اس وقت میں کہہ رہا ہوں کہ یہ حق ہے کہ انھیں غلامی سے نادمہ لگا کر ان کے یہ کہہ کر کہ وہ بارہ جاگیر میں لے گئے تھے، تو انھوں نے غلام سے جاگیر لینے سے انکار کیا۔ بادشاہ نے انھیں کے ہونے پر چوبیس غلام لے کر لے گئے تھے، مگر ان سے سزا سن کر ان کی خاں خاں سے نادمہ لگا اور انھیں غلامی سے نکال دی۔

نیز اسی سال حضرت خواجہ باقی باللہ ہر گنگ حضرت اللہ تعالیٰ علیہ السلام کے ایک مکتوب میں حضرت مجدد اللہ تعالیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا جس میں حضرت مجدد اللہ تعالیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صفو ثنائی معلوم ہوتی ہے۔

حضرت باقی باللہ کا ایک مکتوب ہر گنگ حضرت اللہ تعالیٰ علیہ السلام حضرت باقی باللہ قدیم اولیٰ مجدد اللہ تعالیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعلیٰ درجے پر پہنچانے یا درجہ بہ درجہ پر ترقی پذیر ہونے کے نتیجے کا ایک پیرایہ ہے۔ اس میں سرورِ کائنات پر نہیں چھوٹتا ہے۔ لکھی جاتی ہے۔ ہر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے فرمایا کہ میں گواہ ہوں تو رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور محمد کا میری ہر ایک بات پر یوں لیکن اگر اس وقت تک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ ہوتے تو ارجمند پیر کے جسے میری مرید بن کر رہتے۔ جب کہ ان کے لیے صفات کی یہ صفت ہو تو پھر کہہ کر ان آثار و صفات کا گرفتار طلب گاری کے لوازمات پر جان کو خدا کرے۔ اور جان سند خوشبو بہتر کرے۔ کیوں اس طرف نہ جائے۔ اب ہادی سنی اور دیگر کی بنیادی یا فلسفہ کی وجہ سے نہیں بلکہ حکم پر موقوف ہے۔

دینی و دنیوی علم و سائنس کے ایک ہی پائیدار سہارا اور انہیں پیوستہ سہارا کی حیثیت سے تمام اور ہونے۔ یہاں تک کہ ان کے علم و ہونے کے باوجود ترک جہاں بھی ہیں غافل و غافل کو ہر چیز میں بینائی ملتا ہے۔ آپ کی رہنمائی و ہدایت اور ہر ایک پر عمل کے بعد ان کے خلاف ہر چیز کو توڑ دیکھتے رہے۔ حضرت مجدد اللہ تعالیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاص و عین حقیقت مندوں اور حکم کی حیثیت سے اسلام کے نہایت نمایاں تھے۔ فوٹو لکھ دے۔ خدا جل جلالہ نے ان کی کتاب تکلیف از پروردگار کی کتاب کو تباہ کر دیا ہے۔ یہ سب کے سب میں اعلیٰ کو اعلیٰ کر دیا تھا۔ مگر صحت کے لحاظ سے اور مگر ان لوگوں کے ہاتھ کی زبان پر نہ رہا۔ ہرگز نہیں۔ (علیہ السلام و انصاری)

حکومتِ مملکت و مملکتوں میں خاکہ برحق قناعت بعد انہی ہم نے اپنی مروجہ حالت اور جلی خاں خاں ملامت کر دی ہے۔ اب ہر مجدد اللہ تعالیٰ کی مملکتوں میں اس کی حاکمیت کوست اور خود پے ندی اور لگان سے چھڑے۔ دوسرے ہمارے مقصد یہ ہے کہ ہم ہر ایک کو اپنی اپنی سنی اللہ تعالیٰ کی قناعت سے آغوش کی خدمت پر آمیزہ بست ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اپنی استعداد و اس کے مطابق ہر دور ہوا کرے۔ اور کمالی تہذیب و مائیت حاصل کریں گے۔ والسلام

حضرت مجدد اللہ تعالیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مکتوب کے جواب میں جو کچھ لکھا۔ قاضی اور لکھ لکھ کی علامت سے ہے چنانچہ کہ کتاب کی جیل جلد سے معلوم ہوتا ہے کہ تین جیلے بعد پیر خواجہ صاحب نے ایک مکتوب کی حیثیت حاصل کی اور الحاح اور اشتیاق سے پیر حضرت حکیم اولیٰ مجدد اللہ تعالیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف لکھا اور وہ یہ ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدوں کی رکاست سے عاجز نظر اور مابین کو مزل و مقصور پر پہنچاتے۔ جس سے ہم نے نگاہ و ولایت میں اپنی نماز عندی عرض نہیں کی۔ اس کی کثرت کو مرا تا سرحد خود خدمت و دلائل عرض کر دے گا۔ ابھی موزوں نقد ہی محل آپ کی طرفیں اور کیا عرض کروں کہ یہ کہہ دوں کہ میں کی یا تم کی کتاب کی خدمت میں لکھنا بڑی جرأت کی بات ہے۔ اور دنیاوی و دنیوی و دنیوی و دنیوی کی حکایت بہت ہے چار معلوم ہوتی ہیں پہلی اپنے حد کو نہ فرما کر کہ نہیں باتوں سے بچنا چاہیے۔ ان کتاب کی خدمت میں حاضر ہونے کا اشتیاق و آرزو بیان تک ہے کہ حسب ذیل دو شعر ہمارے مدحا کے گواہ ہیں۔

بس شش و ہر شام اسے دوست در دست یک دم ہم لکھتے دوست
 ہر جب کہ ترشے تو بے ستم در عیش و آیم و بخت ستم

یہ مکتوب پیر حضرت حکیم اولیٰ مجدد اللہ تعالیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اشتیاق سے اور حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ندرت کے لئے دہلی روانہ کر گئے۔

حضرت مجدد الف ثانی قیومت کے تیسرا سال میں حضرت باقی اللہ بیگز کی خدمت میں

مذکورہ بالا مکتوب پہنچنے پر حضرت مجدد اپنے پیروں میں نشہ کی نظر میں اس کے بعد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اختیار ہوا کہ دھلی کی طرف سفر ہوئے۔ جب انجمن صاحب کی آنکھیں آوی کی خبر حضرت خواجہ باقی اللہ بیگز کے روضہ اللہ تعالیٰ علیہ نے سنی۔ تو باپا پادشہ شہر سے ہجر آئے اور دروازہ کا پانی تک انجمن صاحب کا استقبال کیا۔ اور بڑی تعظیم و تکریم کے شہر میں لائے۔ اور پہلے سانسے انجمن صاحب کو سنانا پڑھا پادشہ پہلے صفحہ کا سرور انجمن صاحب ہی کو پایا۔ اور خود باقی بیگز کی طرح سلسلہ میں پیش کرتے تھے۔ جب صفحہ یا مجلس سے جمہور میں حضرت قیوم افاضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوا کرتے تھے تو اسنے پاؤں واپس آئے تاکہ انجمن صاحب کی عزت پر بیٹھ نہ ہو سانسے، بلکہ غائبانہ سلوک کیا کرتے تھے کہ سر حریف انجمن صاحب سے اس حرفت آپ نہ پیدا کرتے اور اپنے مریدوں کو بھی تلقین کرتے کہ جو صاحب دستا قبل از مرثا است ہماری کویتے ہو تشریف کی بھی کیا کرد۔ نیز فرماتے کہ اپنے باطن کو ہماری طرف متوجہ نہ کیا کرد۔ بلکہ حضرت مجدد کی طرف ہم نہ متوجہ تھا کرد حضرت خواجہ صاحب جو آداب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خاطر سمایا کرتے تھے۔ یہ واقعہ وہ ہیں جو خواجہ ہاشم کشی رحمۃ

اللہ تعالیٰ علیہ اور علامہ ابن عربین مرسندی کی تائیدوں میں ہوتے ہیں مزید برآں ہم نے حضرت ابراہیم خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان مبارک سے بھی سنے ہیں۔ خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ میرے سرور مرید محمد فغان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ایک روز حضرت قیوم افاضی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے حجرے میں طلب کر لیا کہ انکی کہ اتفاقاً حضرت خواجہ باقی اللہ بیگز تک من تہا انجمن صاحب کی نیابت سے ہجر سے ایک آگے خادم نے انجمن صاحب کو بلایا پایا۔ لیکن خواجہ صاحب نے اسے منع فرمایا۔ اور خود پرانے ادب و دیان کے ساتھ کونکرائی و صوبہ میں راستہ نہ کے کھڑے رہے۔ چنانچہ جب ویرہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیدار ہوئے اور آواز دہی کر باہر گئے یہ ہے تو حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ بغیر خدا باقی ہے۔ پس کونکرتے تھے اضطراب کے ساتھ گفت پر سے اچھے اور بڑے اعتقاد احمد کے ساتھ خواجہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ علیہ کو اندر لائے اور ادا با و نالو ہو کر لائے بیٹھے۔

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ میرے محمد فغان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ جب حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے مریدوں کو فرمایا کہ تم حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں جاؤ اور میں با دالہی میں مشغول رہو۔ اور جس شغل میں وہ مشغول کریں اس میں گئے رہو۔ لیکن اس کے بعد ہمارا طرف بھی توجہ نہ کرد۔ یہاں تک کہ ہماری طرف لکھ لکھا کہ یہ نہ دیکھو تو اس وقت مجھے فرمایا کہ شیخ محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ ایسا انجمن ہے جس کے مقابلے میں ہمارے جیسے ہر ایک سترہ ماہ میں حقیقت پر سے کہ اس سے پہلے امت مسلمہ تھی جسے اللہ تعالیٰ علیہ واکم و سلم میں کوئی دینی راہ پیدا نہ ہوگا۔ چنانچہ میرے مذکور سے حضرت قیوم افاضی معصوم نے اپنی عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاص راجع سے نقل کیا ہے کہ حضرت

فیوم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت مجدد الف
 ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ ہم پر بھی تو یہ کہیں پہلے تو حضرت قیوم اقل مجدد الف
 ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ادب و احساس سے ماضی مانگی کہ کہیں ترک ادب نہ
 رہا ہے لیکن حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ہاں باطنی ترقی
 میں وقت تک صورت و صورت الوجودی کے مقام تک اگر ترک گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے
 ہم کو اپنے فضل و کرم سے وہ مقامات حایہ غایت فرمائے ہیں جو دہلیہ امت
 میں سے کسی کو نصیب نہیں ہوتے معارف فخریہ کے دو علوم اُنسپ پر نظام ہوتے ہیں
 وہ عرف انبیا کا حصہ ہیں۔ بدیہی بدستوری ہوگی اگر آپ ایسی نعمت سے محروم کہیں
 جب حضرت خواجہ صاحب بہت دور پہنچے ہوئے اور شرط فنا کہیں اہم تعمیل ارشاد
 کے ترک ہو جائیں۔ مجبوراً حضرت قیوم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دُعا تو حنبہ
 یعنی یعنی اپنے کمال تک کا فائدہ جس کے سبب اللہ تعالیٰ اُسے آپ کو نام اور ایسے
 امت سے افضل بنایا۔ اپنے ہر بزرگوار پر ان کی خواہش کے مطابق کی۔ جنی رکھایت
 جس کے ان کا مقصد حاصل ہوا خواجہ صاحب نے اس موقع پر اپنے مریدوں کے
 لئے اشارت فرمایا ہے۔

ایک روز حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت قیوم اقل مجدد الف
 ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ آپ مجھ میں بنائی کردہ کسی کے آثار پر اب وہ ظاہر ہونے لگے
 ہیں اس پر نہ گئی کی امید کہ جسے پھر اپنے شیر خواجہ اور خورد سال پچوں خواجہ عبداللہ
 اور خواجہ عبداللہ کو گوروں اٹھا کر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اتنا
 کی کہ ان دونوں زویدہ کے حق میں تو نہ فرمائیں آج نہایت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
 حسب الارشاد ابن خلدون ناوہی پر ایسی توجہ کی کہ اس کا اثر حضرت خواجہ صاحب علیہ
 پر بھی ظاہر ہوا نیز فرمایا کہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے غائبانہ آئینہ
 کے فرزندوں کی طرف توجہ کی۔ چنانچہ پہلے اقل کے ساتھ توجہ میں جو حضرت خواجہ صاحب
 کے فرزند کے نام لکھا ہے۔ بیان فرمایا ہے۔ ہم بنناپ کے احوال کہنے والوں نے بھی

فرمایا ہے۔ بعد ازاں حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت مجدد الف
 ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ ہم پر بھی تو یہ کہیں پہلے تو حضرت قیوم اقل مجدد الف
 ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ادب و احساس سے ماضی مانگی کہ کہیں ترک ادب نہ
 رہا ہے لیکن حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ہاں باطنی ترقی
 میں وقت تک صورت و صورت الوجودی کے مقام تک اگر ترک گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے
 ہم کو اپنے فضل و کرم سے وہ مقامات حایہ غایت فرمائے ہیں جو دہلیہ امت
 میں سے کسی کو نصیب نہیں ہوتے معارف فخریہ کے دو علوم اُنسپ پر نظام ہوتے ہیں
 وہ عرف انبیا کا حصہ ہیں۔ بدیہی بدستوری ہوگی اگر آپ ایسی نعمت سے محروم کہیں
 جب حضرت خواجہ صاحب بہت دور پہنچے ہوئے اور شرط فنا کہیں اہم تعمیل ارشاد
 کے ترک ہو جائیں۔ مجبوراً حضرت قیوم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دُعا تو حنبہ
 یعنی یعنی اپنے کمال تک کا فائدہ جس کے سبب اللہ تعالیٰ اُسے آپ کو نام اور ایسے
 امت سے افضل بنایا۔ اپنے ہر بزرگوار پر ان کی خواہش کے مطابق کی۔ جنی رکھایت
 جس کے ان کا مقصد حاصل ہوا خواجہ صاحب نے اس موقع پر اپنے مریدوں کے
 لئے اشارت فرمایا ہے۔

خواجہ قیوم اقل رضی اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تاریخ میں یہ واقعہ بیان کرتے کے بعد فرماتے
 ہیں کہ میں نے حضرت خواجہ صاحب کے ہرے خلیفہ شیخ مقلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی
 "جن کا حال تصور اس لئے لکھا گیا ہے۔ زبانی سنا ہے۔ فرماتے تھے کہ میں نے
 حضرت خواجہ صاحب سے سنا۔ جو فرماتے تھے کہ ہم حضرت شہین احمد رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ کی توجہ مبارک سے ان مقامات میں پہنچے تھے جسے ہم نے کسی بھی نہ دیکھے تھے۔ ان
 کی توجہ ہمیں توحید و حمد کے تمام سے اٹھا کر نظام شریعت میں پختہ کیا۔

عزیز متوقف
حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکثر علماء مجلس
میں آستانہ دیگانہ دیوار غبار کے روبرو فرمایا کرتے تھے
کہ حضرت شیخ احمد عظیمی دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قوم اور طفیل سے معلوم ہوتا
کہ توحید تو ایک رنگ کچھ ہے مشابہہ ملک تو اس سے بہت وسیع ہے۔
مذکورہ ایسی ہی چند ہیں جو غرض واشئیں حضرت مجدد دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
نے اپنے بچپن میں حضرت خواجہ باقی باغیہ بیگانہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں کہیں
ان میں سے جہاں میں نکلا ہے کہ میں نے عزیر متوقف کو فلاں مقام تک پہنچایا
اور فلاں مقام سے فلاں مقام تک ترقی کروائی۔ یہاں سے عزیر متوقف سے مراد خواجہ
کے بچہ جگر گار یعنی حضرت خواجہ باقی باغیہ بیگانہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہی ہیں۔

چنانچہ ایک روز کا ذکر ہے کہ حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب علیہ السلام نے اپنے
 کہ اسے میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک محبوب عرض داشت کا
 میں آیا اس میں بھی عربیہ "متوقف" کے احوال ورج تھے جنہیں پڑھا گیا تو بعض
 یاروں نے جراث کہے تو پوچھا کہ "عربیہ متوقف" سے کون ٹھنی مروا ہے؟ حضرت
 خواجہ باقی باللہ رنگ رستا اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: "یہ عربیہ متوقف" ہوں
 مجھے انہوں نے اپنی قوس سے مختلف مقامات پر پہنچایا ہے۔ اور پھر اشارہ عربیہ متوقف
 کہتے ہیں۔ حضرت قیوم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اکیس عرض داشتیں حضرت خواجہ باقی باللہ
 صاحب علیہ السلام کو خدمت میں بھیجی ہیں، اگر کوئی شخص ان کا مطالعہ نہ کرنا چاہے۔ تو
 انہیں مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہتھوڑے کی پہلی جلد دیکھے۔ اسی کتاب میں
 ان کی کتب مشتمل ہیں۔

اس کے بعد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت خواجہ باقی باللہ پیرنگ
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت سے نبوت ہو کر دارالاشراق مسرہندی کی طرف لوٹ آئے

کے بعد ملاقات فیضیہ نہ ہوئی۔

ماہ العالم اور مراد جہاں نما

”مرث عالم اور مرث جہاں نما“

چوسٹاں اور گندہ سب کے لکھتے ”نایت“

کے کلامات مندرجہ ہیں، اور اس کی تمام زلفات اور عادات جہاں نما میں مختلف

کے ہیں، علاوہ انیس اشیاء اولیاء، پانچواں علماء شعرا اہل عرفہ وغیرہ سمجھی

کے حالات درج ہیں، اس کتاب میں حضرت خواجہ ابی باقر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ

کے جواب جو حضرت مرید الدہلوی ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے سجادہ دار کرتے

لیکھ خواجہ نور گار درج کیے ہیں۔

حضرت مجدد الملتانی نے لاہور میں حضور اربعی با
کی رحلت کی جانگاہ خبر سنی

حضرت قیوم اوق مجتہد العتہ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفر دہلی سے واپس آئے تو
سوداگر احمد دروازہ لاشو سے مرعہ میں رہ کر حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
کے استاد کے مطابق شہر لاہور کی طرف روانہ ہوئے۔ لاہور کے تمام علماء و شرفاء نے ان کا
کی تعریف اسی کی خبر سن کر کہ ان کے بل استقبال کے لئے حاضر ہوئے۔ اور نہایت
تعظیم و تکریم کے ساتھ شہر میں لائے۔ اس شہر کے بڑے بڑے رئیس اور علماء و شرفاء
مولانا طاہر مولانا حاجی محمد مولانا جمال ملوی دھرم اندر علیہم السلام و شام انجمنیہ

کا خدمت میں رہنے لگے۔ یہ لوگ ان واقعات سے پہلے ہی آپ سے واقف تھے۔
 کوہنہ کے مشائخ علیہ الرحمہ نے حضرت مجدد العارفانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بعثت کی خبر سے
 رکی تھی۔ جب انہوں نے یہ سنا کہ حضرت مولانا باقی باہر پیر و مرشد مومن کے ہاں
 مریدوں کی طرح حضرت مجدد العارفانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ادب سجالا تے ہیں اور
 باطنی قہر کا استفادہ بھی آپ سے کرتے ہیں تو ان کا اعتقاد پہلے کی نسبت بدھ
 بہتر تھا۔ ان لوگوں کی پیشہ ہی سے خواہش تھی کہ کس طرح آئینہ بسکی خدمت میں حاضر ہوں
 سوائے تہذیبی امور کی تو اس قسمی سے آنجناب کو شہر لائیں دیا۔ انہوں نے آئینہ کی
 تقریریں آدمی کو نصیحت پر ترغیب دیا۔ اور آئینہ کی خدمت کو دونوں جہان کی سعادت
 خیال کر کے بدعتی، قوم، تابعین، واقعین اور شاگردوں وغیرہ کے ہزار در ہزار مرید
 ہو گئے۔ تاہم اور اس کے فضل کے ہزار آدمی بھی آئینہ مجد العارفانی رضی
 اللہ تعالیٰ عنہ کے حلقہ سلوک سے مشرف ہوئے۔

مولا جمال تلویؒ خواجہ اشرف بہار علیہ السلام ہیں کہ میں نے کہا کہ مولا

کے لگے ایک روز مولانا جمال تلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کمال اتفاق سے حضرت مجدد
 العارفانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے آٹھ سو آپ کی تعلیم بہت گرا پڑے تھے
 لگا ہیں۔ جب حضور اسلئے توپنا ہیں۔ لیکن مولانا کا یہ تعلیم کہ ہم شاگردوں کو ناگوار
 گذرا۔ کیونکہ ہمارا خیال تھا کہ وہ لوگ حضرات علم ہیں۔ کیا ہیں اور وہ لوگ صرف اپنی
 میر میں مولانا حضرت مجدد العارفانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہہ کہ نہیں۔ جب ہم باہر گئے
 تو آگے بڑھ کر مولانا سے پوچھا کہ آپ فیض عالم و متورخ شخص کا کس طرح تو افغان کرنا
 دیا ہے آپ کو سب سب حضرت صاحب معلوم ہوتا ہے۔ مولانا جمال تلوی علیہ الرحمہ نے
 فرمایا کہ حضرت مجدد العارفانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عالم باہر اور اسرار کی مع اللہ کے

اعظم ہیں۔ ان کی عزت کرنا ہمارے لئے لازم ہے۔ تاکہ ہم ان کی قاضی کر سکیں۔
 خلیفہ حاصل کر لیں۔

ایک روز مولانا جمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت مجدد
 العارفانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ آئینہ علم نامی
 اور باطنی کے جامع ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ بہت سے کمال اولیاء و مسند و حدیث و موجود
 جو انہی طرح کے باطنی علم ہے۔ اسے قائل ہیں۔ آئینہ مجد العارفانی رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ نے مولانا جمال تلوی کے کان میں چند ایسی کلمات بیان فرمائے جن کو سن کر
 مولانا کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اور ہر سے کی شکست اس طرح بدل گئی کہ
 ایک جوش انسان ہوا ہے۔ فرشتے ہر ایک پر ہاتھ رکھ کر ہر سے کہہ کر خدمت پر
 کو معلوم نہ تھا کہ آئینہ مجد العارفانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زبان گو فرشتوں سے
 فرمایا۔ اور مولانا کے کان میں کیا پردیا۔

ندام چہ گفتی چہرہ آئینہ گفتی کہ غرضی از دیدہ خود را نیستی

حضرت مولانا جمال تلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک بلند پایہ عالم ہیں۔ مگر خلیفہ اور ساک تھے۔ ہر
 میں میری سچائی کی توضیح عزت کی جگہ ایک دفعہ خود بخود آج کی جہاں تلوی کا دینی والا علم تھا۔ اور
 حقیر احادیث اور قرآن و حدیث کے ساتھ صرف مدین تھے۔ ایک مجد العارفانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 سے ملاقات سے پہلے خدمت انہوں کے خدمت میں تھے۔ حضرت مولانا جمال تلوی رضی اللہ تعالیٰ علیہ
 حقیقت کا یہ عالم تھا کہ تم کو یہ سارے سال کا علم حضرت مولانا جمال تلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
 دی اور تم کو توئی کہہ رہی تھی۔ یہ سارے سال کا علم حضرت مولانا جمال تلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
 کہ باطنی علم کا ہے۔ ایک وقت کی خارج پڑ کر پڑھنے لگے۔ حالانکہ اس وقت میں فوت پچھل کا موسم
 رہتا تھا۔ خدمت کے بیوی میں سرسبز میں تھی۔ قریب قریب ایک بزرگ قوت کھانا دیا۔ کہنے

مولانا طاہر لاہوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے زمانے کے جلیل عالم تھے۔ آپ حضرت
مجدد ملت ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آنجناب مجتہد ملت ثانی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ پر چھ سے زیادہ مہربانی کی۔ اور ایک موصوفہ تک اپنی خدمت میں
رکھا حتیٰ کہ انہیں اپنے بڑے فقیہوں کے سامنے بٹایا۔ اور لاہور کی قلعہ بند میں خدایت
فرمائی۔ لہذا مائتہ تالیف مولانا کا حال حسب موقع لکھا جائے گا۔

خواجہ فرخ حسین خواجہ فرخ حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پرچشیں اور ماوراء
کے بڑے متابع تھے۔ وہاں پر بعض مشائخ کی پیشانی
اور اپنے خواب کے ذریعہ حضرت مجدد ملت ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تشہید۔ لہذا
معلوم کر لی تھی جب ملک قسطنطنیہ حضرت مجدد ملت ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام
تعارف ہوا اور یہ راست عام ہوئی تو وہ بڑے متعجب ہوئے کہ حضرت خواجہ باقی
بائیں ہرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مرشد ہوئے ہوتے حضرت قیوم اقل مجدد ملت ثانی

(یعنی مائتہ ستر ہجرت آگے) لگا جلال تھا تو کچھ کہا۔ اس بزرگ نے ایک کتاب کو ہاتھ لیا
پر نہ گزرا۔ لا انا فی ما یخاف۔ اور جبکہ تاقیہ پر بھلائی کی ہے۔ میں نے غور سے دیکھا تو
حضرت صاحب فرمائی تھی۔ اہل عدم ہم از اولاد شاکران ہر پناہی فرستند۔ مابہ ای کم ہر
وہ نہ بدیدہ شود در آن عام صرف وہ کہ کلمہ جلائی کہتے ہیں کہ آپ اپنے وقت کے اولیاء میں سے آپ
دوسری دور مدد ملک شریف ملی تھیں لہذا کمال سے بڑا اعزاز ہوا اور ۱۰۴۰ھ و ۱۰۵۰ھ تک پڑھا
سمجھ۔ موقوفات و منقولات کے بائیک کچھ شاکہ دوں گے کیا دیتے تھے فیجی کو چنی بے انداز
تعبیر سلاطین اللہ ہیں حکومات میں ہر کام کو آپ عمل فرماتے تھے۔ لہذا جلائی نے آپ کی شان میں مرشد کلمہ
پرست ہمت علم کا فرقہ خرقہ عمامہ

ذکر مولانا جمال الدین مصنف سی رود

مجدد ملت ثانی سے قویہ باطنی کی سے کچھ کچھ کمزور مغل جو حضرت خواجہ باقی بائیں ہرنگ رحمۃ
تعالیٰ علیہ کے ساتھ ہندوستان میں آئے تھے۔ ان میں سے بعض اپنے وطن واپس
گئے۔ انہوں نے اندازہ قہیب تہذیب العرب، طہیست، امانت، قیوست اور حضرت خواجہ
فی بائیں ہرنگ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا حضرت مجدد ملت ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے توجہ
لیا۔ وہیں کے گھیل کو تالیا۔ چنگر وہاں کے لوگوں نے شیخ فاضل دہلوی پرشی رحمۃ اللہ تعالیٰ
علیہ اور خواجہ آرمکشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ سے حضرت مجدد ملت ثانی رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کے حالات سنے ہوئے تھے اس لئے حضرت مجدد ملت ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی جہت کے شرف سمجھے۔ یہ بائیں ہرنگ کی رائیوں کا بل قیوم ہو گیا۔ بعض نے آنجناب
سے دیوار سے مشرف ہونے کا ارادہ کیا۔ ان میں سے سب سے پہلے خواجہ فرخ حسین اپنے
اور کمرہ تہمت یا نہ کہ ہندوستان کی طرف آئے۔ جب لاہور پہنچے تو ان دونوں حضرت
قیوم اقل مجدد ملت ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی سرسبز سے چل کر لاہور میں تشریف فرما
تھے حضرت مجدد ملت ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ریدار فیض الانوار سے شرف سعادت
حاصل کر کے مدینہ آئے۔ آنجناب مجدد ملت ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات میں
کئی ایک مکتوبات انہیں خواجہ فرخ حسین قدس سرہ کے نام ہیں۔

بیر نصیر احمد دومی میر نصیر احمد دومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مد کے
اور حضرت سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے روح منورہ کے زیر سایہ بیٹھے
ہوئے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے غلام کو کشتن کا کمر نہ زمین ہند
میں ایک عسکرین جہوت بنوا سیم۔ کو تمام اولیائے امت سے افضل ہے۔ اگر اپنی
معاشرت چاہتے ہو تو اس کی خدمت میں پہنچ جاؤ۔ اور اس سے دعا کرو اور توجہ طلب کر کے
اسے اپنے لئے دین و دنیا کا سرمایہ بناؤ۔ حضرت مذکور حسب اللہ صاحب دیوبند خدائے

اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہند کی طرف روانہ ہوئے، جب منزلیں ملے کہ شہر لاہور پہنچے۔ تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرفِ امام سے مشرف ہوئے۔

حضرت خواجہ باقی باللہ کی رحلت | اللہ تعالیٰ علیہ کی رحلت کی خبر گئی

مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سن کر بہت افسوسہ خاطر ہوئے۔ اور وطن کی طرف روانہ ہوئے۔ جب سرخند پہنچے تو دو تین دن رہ کر وطن جانے کا ارادہ کیا۔ اسے میں خان عبد اللہ حسین خان خاناں اور رفیق خاں جو حکومت کے اعلیٰ پائے کے امیر اور حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مقصود مرید تھے۔ حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت کے مطابق حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف میں حاضر ہوئے اور واپس آنے کے لئے عرض کیا کہ جو جب حضرت خواجہ صاحب سے اپنے تمام غلیظ اور مریدوں کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے محلے کیا تو ان دونوں یہ دونوں شخص کن میں تھے۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کی طرف بھی خط لکھ دیا تھا کہ تم یہی حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف رجوع کرنا ہے۔ وہ اس خط کو دیکھتے ہی روانہ ہوئے۔ آخری وقت حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نہایت تاکید سے فرمایا کہ تم سب قیوم اول حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں جانا اور ان کی خدمت کو دین و دنیا کی سعادت کا سراپا بنو۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے بعد خان خاناں اور رفیق خاں دونوں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے۔

۱۔ حضرت مجدد الف ثانی کی ترکیبِ احیاء اسلام نے مغل دربار کے بہت سے نیکو

حضرت خواجہ باقی باللہ سیرنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال ۵۔ جمادی الثانی ۱۰۱۲ھ کو ہوا۔ اور شہر دھلی کے باہر شال کی طرف آپ کا مزار نہایت زیب و زینت کے ساتھ آپ کے معتبر شاگرد مرزا احسان الدین نے تعمیر کرایا۔ چونکہ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مرضی تھی کہ مرنے کے اوپر معاملات نہ بنو یا نہ بنے۔ اس لئے حسبِ مشائخات نہ بنائی گئی صرف ایک وسیع اور بلند چوتھو سا بنوایا لیکن نہایت چمکی اور نفاست کی شان چمکتی تھی۔

حضرت خواجہ باقی باللہ کے مزار کا امتیاز | گرامیں مین دوپہر کے وقت اگر کوئی شخص زیارت کی خاطر چوتھو پر قدم رکھتا ہے تو وہ جگہ پاؤں کو سر و معلوم ہوتی ہے اور جب نیچے اترتا ہے تو گڑی کی تاب نہیں لاسکتا۔

حضرت قیوم رابع خلیفہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر انوار الہی کا مظاہر ہے آج کل حضرت خواجہ صاحب کا مزار مبارک شہر شال کے مین مرکز میں ہے اور آجناپ کے قریب ہے اور گردو بڑا وسیع قبرستان ہے۔ اہل اس قبرستان میں اپنی قبر کے لئے بگڑ حاصل کرنے کی خاطر بہت سارے مردہ دفن کرتے ہیں۔ پھر کچھ قسمت سے ہی جگہ ملتی ہے۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار شاہ جہاں آباد واول کے لئے بڑی بزرگت زیارت گاہ ہے۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ

۲۔ حاکم شاہ صفحہ ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹ اور اہل بیان مسلمان ہوں کہ تناظر کیا تھا چنانچہ وفات اور لحد کے بارے میں چند احوال سے دہانے آپ کے نظریات کی بڑھ چڑھ کر تائید کی۔ ان احوال میں شیخ فرید الدین، قلی خاں صدر جہاں، مرزا گوگرد خان عالم خواجہ قاسم الدین، عبد اللہ خان خاں، و غیرہ تو حضرت مجدد الف ثانی کے عقیدت مند اور جان نثار مرید تھے۔ شیخ فرید نے فقہ تواتر دین اور یہ جہات دین

اس فرستان میں اپنی قبر کے لئے جگہ حاصل کرنے کے لئے بہت سارے پیہر صرف کرتے ہیں۔ پھر بھی قسمت سے ہی مگیا۔ یعنی ہے۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار شاہجہان آباد واہوں کے لئے بڑی بابرکت زیارت گاہ ہے۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عرس کے روز حضرت پیر علی سلطان (اولیاء) بھی تشریف لایا کرتے تھے۔ اور مراقبہ طویل کے بعد بہت سی عثمانی لشکار ان کی روح پر فوج کو ثواب بخشا کرتے تھے۔

حضرت خواجہ باقی اللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دو فرزند تھے۔ خواجہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور خواجہ عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ حضرت مجدد العتباتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ آپ کے تین بڑے خلیفہ تھے۔ شیخ تاج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، خواجہ حسام الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور شیخ الہاماد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ یہ تینوں حضرات خواجہ باقی اللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تلمیذ و تلمیذین کے وقت حاضر تھے۔

ابنی کر دے جس بڑا دم کو دارا اکبر شاہان میں سے کثیر لکھیا کثیر لکھیا میں نام کر دیا واکا۔ اور سب جہانگیر بھی اپنے باپ کے فضل و کرم پر حلا تو انصار لے اپنی وقت سے جہانگیر کو خدو اسام قوائیم کے تقاضا سے لکھ جانے پر مجبور کر دیا تھا۔ (مرتبہ)

حضرت مجدد الف ثانی خواجہ باقی اللہ کی تعزیت کے لئے دہلی تشریف لائے

حضرت خواجہ باقی اللہ اور ملا جلال الدین بیکات اللہ دہلی اور حضرت اللہ علی بن محمد دہلی رہائے ہیں کہ جب حضرت خواجہ باقی اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دھان کے بعد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انکسار طبع کے لئے دہلی تشریف لائے تو حضرت خواجہ باقی اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اصحاب نے حسب دستور آنجناب کا استقبال کیا اور آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حاضر اور مراقبہ میں حاضر ہوئے اور صدمہ زیادہ ادب کیا لائے اور ان کے لئے آنجناب سے بہت کی۔ اسی آستان میں شہ سلطان نے ہستوں کو و شکر کر گراہ کیا اور قیامت کا منکر بنایا۔ اور صحبت منقض ہو گئی۔ یعنی وہ لطف چاہا نہ لیا۔ آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں بہت کھایا۔ و حفظ و نصیحت کی، لیکن بہت بڑھو صرف اتنے پر کائنات کی جگہ بعض تو حضرت خواجہ باقی اللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پر جا کر حضرت قیوہ اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملاکت کی دعا میں کہہ کر لگے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے چہا تیار کر کے وصال کی نسبت طلب کر لی جب پھر ہی وہ باز نہ آئے۔ پھر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں اپنے محل پر چھوڑ کر سفر نہ چلے گئے۔

شیخ لکوی جو میرے لوگوں کے پیشوا ہیں تھے، ان شیخ تاج کی کیفیت کے دل میں بھی ان کی باتیں سنیں کہ کچھ لکھنا۔

آگیا تھا وہ بھی اپنے وطن چلے گئے۔ انہوں نے غنیمتیں ایک صاحب کتب خانہ میں غنیمتیں
خواب میں دیکھا کہ ہر ایک درویش نے ایک ایک چراغ روشن کیا ہے۔ (چاکر کیا ہے)
بکلی کوئی نہیں سے تمام چراغ بجھ گئے۔ انہوں نے غیب سے آواز کی گمیر پر غنیمتیں
مہر و العن ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخالف درویشوں کی توجہات ہیں اور وہ بکلی غنیمتیں
مہر و العن ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توجہ ہے۔

جب شیخ تاج اپنے وطن پہنچے تو اپنے وطن کی طرف بڑی قوت دی لیکن باطنی
احوال کا نام نہ لیا۔ نہ کسی نے شیخ تاج بہت غم جو ہے جب متوجہ ہوئے تو خواہ
ہیں دیکھا کہ اولیائے اہل سنت کی ایک بڑی جماعت مجلس منعقد ہے۔ شیخ تاج بھی اس
مجلس کے ایک گوشے میں بیٹھے ہیں۔ لیکن میں نے ایک شعر تاج کو بنایا کہ اگر کے
فرمایا کہ کیا تم اولیائے اہل سنت میں سے سب سے افضل کے حکم ہو گئے ہو۔ کیا تم پر علم
نہیں کہ اس عسکر کا منکر ہونا دینی و دنیوی تباہی کو دعوت دینا ہے۔ اور اس حالت
میں ایمان کا سلب ہونا یقینی ہے۔ اس کا منکر چھوڑ دو اور توبہ کرو۔ اس مجلس کے
تمام اولیائے خرد فرما شیخ تاج کو یہی خطاب کیا۔ شیخ تاج حیران تھے کہ باہلی
وہ کوئی بزرگ ہے جو تمام اولیائے اہل سنت سے افضل ہے اور میں کب اس کا منکر
بڑا ہوں۔ کب تیرے غضب و قہر کا مستوجب ہو گا ہوں۔ آگاہ شیخ صاحب کیا دیکھتے
ہیں کہ اس مجلس کے صدر نشین حضرت تقیم اول مجدد العن ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔
اور تمام اولیائے اہل سنت کا رخ حضور کی طرف ہے۔ اور اس مجلس کے سرور و خور و آقا
ہی ہیں۔ بعد ازاں تمام اولیائے اہل سنت نے متفق ہو کر کہا کہ یہی تمام اولیائے اہل سنت سے
افضل ہیں۔ شیخ تاج نے گھر گھر کی بری عاجزی کے ساتھ حضرت تقیم اول مجدد العن ثانی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی کہ اگر میں آپ کے مخالفوں میں بیٹھا تھا اس لئے میرے ولی
میں شامتیں اور فرما شیطان سے شک و شبہ آگیا تھا۔ اب میں مخالف کا خواست لگا۔

دونا ہوں۔ حضرت مجدد العن ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تم چھپتے ہو۔ یہ بات
حبیب معلوم ہوتی ہے۔ تین مرتبہ رجب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ تاج کا کان پکڑ کر یہی
فرمایا حبیب شیخ تاج نے صدمہ فریادہ محمود نادری کی تو رجبنا نے شیخ تاج کی تفضیلت
محانت منسرا ہیں۔

شیخ تاج حضرت مجدد کے غلاموں میں | شیخ تاج رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ
اس شبہ ہے جو اصحاب مجدد العن ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت ان کے دل میں تھا
سمت اور ہو سکے۔ اور توبہ کی۔ پھر جب اپنے احوال کی طرف توجہ کی تو اپنے احوال میں
کامل رشد پایا۔ بعد ازاں ایک خط اپنے پیہما ہوں خصوصاً مولانا محمد قلیچ کی طرف
جو حضرت صاحب باقی باختر رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ملا تھے اور مرزا حامد الدین کی طرف
اس معنوں کا لکھا کہ تم سب حضرت تقیم اول مجدد العن ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت
میں علیحدہ نہ کرو۔ اور اس علیحدہ میں عجز و فخر کا دعاء سلام بھی عرض کرو۔ کیونکہ انہوں نے
توجہ میرے میرے حضور کو معاف فرمایا ہے۔ اب امید کرو کہ ہوں کہ تمام میں بھی میرے
تصور کو معاف فرما دیں گے۔ دوسرے دہلی کے یاروں کو بھی واضح سے کہنا شروع
تھے پہلے حضرت مجدد العن ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رجوع کیا اور اعلیٰ ہاک
آجین ب محمود العن ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر ہے وہ مرتد ہے اور جو میں مدح و ستودہ
ہو گیا ہے وہ بھی مرتد ہے۔ کیونکہ انہوں نے شیخ کا منکر تمام اولیائے اہل سنت سے افضل ہو
مرتد ہونا ہے۔ یہ دو روزہ رونگٹا ساکن ہے لیکن یاد رکھو جو اسی انحراف کی حالت میں
خفت ہو جائے گا۔ آخری وقت میں اس کا بیان عرض باختر و سلب جو جاتے گا غلب
اپنے پیہما ہوں کو اصلاح دے دو۔ جب کچھ مدت بعد شیخ تاج و بقی ہاک کے حاجی کے
جمہر میں منبر سے۔ اور قاضی حسن جعفر گاہ اور محمد محمد تقیم آپ کی خدمت میں گئے

تو انہوں نے آپ سے پوچھا کہ کیا جب کسی طرف سے اس شخص کا ایک خط آیا تھا۔ یا بار
گلوں کی بنا ہی ہوئی یا نہ ہوئی۔ آپ نے پہلے صاحب سے فرمایا وہی خط میری طرف سے تھا معاملہ کا
حقیقت بدل ہے کہ میں حضرت مجدد العتث ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر ہو گیا تھا۔ سو انہیں آپ
کے ہاتھ سے میری گواہی ہوئی کہ میں مستعد بنا اور قری کے باروں کی طرف متوجہ
ہوا۔ تو ان کے باطنی احوال میں رشہ و بدایت دیکھائی نہ دی تھیں نے تھیں کی لیکن مقصد تو
نہ کیا بدو اس نے جو خوب حضرت مجدد العتث ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ سے یہ خط
تھا۔ بیان کیا۔

نواب حسام الدین کا خواب خواجہ حسام الدین نے بھی خواب میں دیکھا
تھا کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وآلہ وسلم منبر معلوم فرما پھر حضرت مجدد العتث ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نادر نش
کا اعلان فرما رہے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلہ کلمات
سے حضرت مجدد العتث ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح مرشح ہے۔ بلکہ آنحضرت صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم انہوں نے فخر فرماتے ہیں کہ مجھے اس بات کا فخر حاصل ہے کہ
میرے ہمت میں ایسا بزرگ ظاہر ہوا ہے جس نے میرے دین کی تہدید کی ہے۔ اور یہ بزرگ
تمام ادایاں سے امت سے افضل ہے۔ یس کہ تمام باروں نے توبہ کی اور اپنے اپنے عقیدہ
سے سخت نام ہوئے۔

شیخ ناز کا حضرت مجدد العتث ثانی کی خدمت میں عرضیہ شیخ ناز نے حضرت
اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک عرضین لوگوں کی سفارش اور طلب عافی قلمبہارت کے لیے
میں کھانا عرض کیا یہ واقعہ بھی لکھا کہ کوئی بزرگ کسی مسجد میں مراقبہ کرتے بیٹھا تھا۔ کہ
لے تھے میں ایک سوداگر آنا اور کہنے کے لئے اسی مسجد میں آیا اس کی کمر پہ پانسو دینار کی

ہمسائی تھی وہ آئے زلی اس نے خیال کیا کہ شاید یہی بزرگ نے اٹھائی ہے اس نے
اپنے آدمیوں کو کہا تو انہوں نے اس بزرگ کو بہت مار پیٹا۔ آخر اس بزرگ نے مار پیٹا
مان لیا اور کہا کہ اچھا میں ہی ادا کر رہا ہوں۔ بعد ازاں سوداگر کو وہ مسائی کسی اور جگہ سے
جی۔ جو ٹھکانے اس نے بزرگ کو دی تھی۔ اس کے ہاتھ سے ڈرا۔ اور اس روز بزرگ کی
خدمت میں حاضر ہو کر طرح طرح کی عاجزی کی۔ اس پر رشہ اٹھے فرمایا۔ پیادے اتم اس
قدرا تہی کہ بول کر کہتے ہو۔ جو وقت مجھے تم سے تکلیف پہنچی تھی۔ اسی وقت اللہ تعالیٰ
سے نہیں نے عذر کر لیا تھا کہ اس وقت تکسہ پہنت ہیں داخل نہ ہوں گا جب تک نہیں
اپنے ساتھ نہ چلوں گا۔ اس عرض سے غرق رہے کہ اسلاف ایک کرتے ہیں امید
کہ آئندہ بھی ان لوگوں کے قصور سے دو گزند فرما نہیں سکے۔ حضرت قیوم اول مجدد
عتث ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ ناز کی سفارش سے ان لوگوں کے قصور کو
امانت منسوخ کیا۔

دہلی کے مشکلوں کو معافی حضرت قیوم اول مجدد العتث ثانی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ کے
درس کے مقررہ ردی تفریق لائے۔ تو تمام باروں نے آنحضرت مجدد العتث ثانی رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کا استقبال کیا اور تمام نے مجھے سرور کہ پتہ لایاں گردوں میں دلال ہیں۔ اور
اسی بیعت کرنا ہے کہ آنحضرت مجدد العتث ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر
ہوئے۔ شیخ ناز نے بھی حاضر ہو کر معافی مانگی اور اس کی سفارش کی۔ آنحضرت رضی
اللہ تعالیٰ عنہ نے ازراہ لطف و کرم سب کو معاف فرما دیا۔ اور ان کے قصور بخیر دیے
نہیں دفن نواب حسام الدین نے ایک روز خواب میں دیکھا کہ حضرت محمد المصطفیٰ صلی

خواجہ حسام الدین حضرت محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے کھانا میں سے لطف ایک خاص رہنے
آپ کے حضور

انہیں تکبیراً ملے لگایا کہ آیتہ کسی کو زیرِ سستی نہ آجائے۔

(فقیر حاضریہ صفحہ ۷۷)

ملنے کے تمام کی دیکھ کر کھنڈ و دوزخ، دروزین، معلومین اور
نقی اگر کسی کو گالی دینا ہو تو اسے فقیر سے کہہ دیا جائے۔

اگرچہ اسلام سے نفرت ہونے کے بعد ایک چلن بن چلی قائم کی۔ یہ چلی ہر مسلمان کا چلن
مستور کی سامنے پر چلے۔ اگر کوئی مسلمان کی عقل کا آقا تو ہے، چلن کا چہرہ پناہ جانا اور
پادری اطفال قرار دیا جانا۔ چلن کا چہرہ پناہ دیا گیا۔ انسانی حق کو خداوند اف شیت قرار دیا گیا۔

تجربہ و کلین کو ایک فرسودہ و کرم قرار دیا گیا۔

یہ سب جو کلمے دوسرے احکامات جس سے کہہ کر مسلمان کی بیخ
کٹی کر دی۔ اور کلمے مغرب ہو کر عہدِ اقلتِ ثانی یعنی اقلتِ ثانی کے پاس پہنچے۔ آپ کے کہہ کر یہ
کلمے اسلام کی حالت کو اپنے ایک مستحب فرجوس میں لکھا۔ مسلمان احمدیہ اسلام سے عاجز تھے۔ اگر وہ
اسلام کا اظہار کرتے تو انہیں نکل کر دیا جاتا۔ اگر کسی نے یہ سب ہو گئیں تو دیکھ کر حضرت عہدِ اقلتِ ثانی تو
کو قادیانی نے ہی اسے مرتد ہونے کا فتویٰ دے دیا خدا ساری مملکت میں شراب نوشی کی عام اجازت
مل گئی۔ بلوی نے ایسے علماء و دانشوروں کے نام بھی جو کلمے شراب نوشی سے مر گئے تھے۔ کلمے کے
معارف میں یہ فرجوس تھا خدا کی دین کے لیے فیضانِ پرہیزگار کی تعمیری گئی جس میں تمام احکامات
تھی۔ مجاہدین کی سولت کے لئے شیطانی چور سے میں ایک جوا خدا قائم کیا گیا۔ محمد حنفی ذرا دیا
گیا۔ وہ حق عبدِ الہیہ جاری عالم نے خودتِ یقین قرار دے لیا۔ دائری مندرہ اس کے
عام طریق ہو گیا حجازی بلوچستان میں نے ایک حدیث نکالی کہ ایک مسلمان کے دینیس
ناراضہ ہو جیتے کو خودتِ دیکھا تو فرمایا۔ یہ جیتل کی شکل ہے۔ چنانچہ دائریاں مندرہ
جسے گلیں اس قسم کی غلط فہم کے چہرے بیان کیا۔ تو مسلمان گھبرا اٹھے۔ اس خود پر حضرت عہد
اقلتِ ثانی یعنی اقلتِ ثانی نے اہل ایمان امر کو کھتہ بابت لکھا۔ اور انہیں ترک کیا۔

۱. اسلام پر آمادہ کسب۔

اس مطلب کے لئے ایک دن مقبرہ

چراغی اور دین مصطفیٰ کا مقابلہ ہو گیا۔ جو خلقت کو دین حق اور دین الہی

جس سے ایک کو اختیار کرنے کے لئے ملایا جائے۔ جب یہ خبر حضرت عہدِ اقلتِ ثانی یعنی
عہدِ اقلتِ ثانی نے سنی تو فرمایا کہ شفتِ یوں ظاہر ہو رہے کہ اس مندرہ دن باوشاہ چھٹ
میں باغیروں میں ہو گیا۔ جب وہ مقبرہ دن آیا تو کافر کو مرد باوشاہ نے اپنے حق کے
خفا میں بیٹھ کر محل کے نیچے کے وسیع میدان میں دھماکا کیا۔ اس وسیع میدان میں وہ
دھماکا نہیں، ایک کو زرد و سیاہ سے آراستہ اور جواہر اور باوقوت سے سجود کر دیا گیا اور
کا نام بارگاہ اکبری رکھا۔ دوسری پہاڑی بارگاہ جس میں پہاڑ ہونے کے جسے قائم تھے
بھی سکست نہ تھی۔ اور اسے جگہ جگہ سے کھانے کے لئے رکھا کر چھٹی بنا دیا تھا۔ اس کا نام
گام محمدی ہے اقلتِ ثانی علیہ و سلم رکھا گیا۔ بارگاہ اکبری میں جہنم قسم کے طبیعت نفس
اور خلقت کھانے اور ہوئے سے سجائے گئے اور بارگاہ محمدی اقلتِ ثانی علیہ و سلم
میں کھنڈ نام غریب طبع سے مزہ طما کر رکھا گیا۔ وہ بگوں کو عام اجازت دی گئی کہ خوش طبع
اور اکبری میں داخل ہوا اور جواہر سے بارگاہ محمدی کے لئے اقلتِ ثانی علیہ و سلم میں آئے۔
ارشاد کے ہرے ہرے عہد دار اور امیر و وزیر سلطنت کے فتحوہ دار کو بارگاہ اکبری
میں داخل ہونے اور حضرت خیم اقل عہدِ اقلتِ ثانی یعنی اقلتِ ثانی نے اپنے تمام مردوں خدا
نعمتِ خانی، مرتضیٰ خانی، میر نصیر جہان، اور عارفانِ دہلیہ وغیرہ اور بہت سے غریب و لوگوں
نے ساتھ اسلام کے شہرانی تھے جناب سید الاولادین والا تحریریں ملنے اقلتِ ثانی علیہ و سلم
و بارگاہ کی طرف آئے اسے میں ایک سید مرد عہد دار باوشاہ کے خوف سے اکبری بارگاہ
کی طرف روانہ ہوا۔ حضرت خیم اقل عہدِ اقلتِ ثانی یعنی اقلتِ ثانی نے اپنے ایک چھان مرید
سے جو بارگاہ محمدی اقلتِ ثانی علیہ و سلم میں بیٹھا تھا اسے کہا۔ اور سید آریج
کو اکبری بارگاہ میں جانا ہے یہاں تک امت کے جن اپنے جواہر حضرت محمد مصطفیٰ صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کیا منہ دکھائے گا۔ یہ سس کر وہ محنت فرمندی نہا۔ اور ہاتھ
 چھری سے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں داخل ہوا۔ وہوں فرما کر کہا کہ انہوں نے میں مشغول تھے
 کہ حضرت نبی کریم ازل جہنم اللہ تعالیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو بھیجا کہ ہاتھ مارو محمدی سے
 اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گرد اگر ایک لکیر کھینچے آئے۔ اس شخص نے ایسا ہی کیا اور پھر
 مٹی بھرتا کہ حضرت محمد اور اللہ تعالیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی دہی تھی، بادشاہ کی طرف
 بھیجی۔ اس کے پھینکنے ہی خیال کی طرف سے ایک آنکھ اٹھی جس نے لکیری رنگاہ
 کو نہ دیکھا کہ وہ چنانچہ علم کے دریا میں گریں کی بنی اور وہاں وغیرہ اکھڑ گئیں
 سارے عجیبے اور سائبان اہل بانگہ کے سروں پر پڑے۔ جس ایک دلوں ایک بلا کہتے
 خیر منظر تھا۔ جن بالا خانہ میں بادشاہ بیٹھا تھا اس کے کھار بادشاہ کے سر پر لگے
 اس کے سر پر سات زخم لگے۔ اکبر بادشاہ زمین پر گر پڑا۔ جس سے اس کی پٹیل پڑ
 چور ہو گئیں۔ ایک بچہ لاہ گاہ محمدی سے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گرد اگر دیکھ کر
 رہا۔ لیکن اندر سے آجیوں کو کسی طرح کی کوئی خفیت نہ دی۔ یہ لوگ بڑی دلی جی سے
 کھانا کھاتے ہیں مشغول رہتے۔ سات روز بعد اکبر بادشاہ ان بچوں کی نائب نہ لاکر چل
 با اور داخل فی القار ہو گیا۔

سلسلہ اکبر ہر جمعرات ۱۲ جمادی الاخر ۹۷۳ھ ۱۵۶۵ء کو ہو گیا تھا۔ وہاں بیرون
 کا تہہ نشین مشافحہ تھا۔ اکبر کی موت کے ساتھ ہی دین الہی ختم ہو گیا۔ اس کے ساتھ
 دلوں میں سے کٹر امراء اور سپہ سالار پہلے ہی موت کی دوی میں چلے گئے تھے۔ دین الہی پر
 ایمان غرضی تھا۔ اکبر نے پہلے دین کا کوئی غائبین نہ بنایا چنانچہ اس کا غریب اس
 کے ساتھ ہی ختم ہو گیا۔ البتہ اس کے دین کی بہت سی بدعات اور رسومات ایک عرصہ تک
 رائج رہیں جو حضرت قدس کی سس کو سنوں سے پہلے کے آخری اور غیر منعم ہوئی تھیں۔

اس روز ہزار ہا آدمی

محمد بن سلطنت حضرت محمد الہف ثانی
 کے سر میں بن گئے

اس ہمارے محمدی اور محمد بنان محمدی اور دیا خاں اسی روز مرید ہوئے۔ حضرت
 محمد الہف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مکتوبات میں لکھا کہ میں محمدی کے نام بہت
 سے مکتوب کیجے ہیں اور چند ایک مکتوب سکندر خاں کے نام بھی کیجے۔ بہادر خاں کا باپ
 محمد خاں اور شاہجہاں پور بادشاہ کا باپ دلیہ خاں اور بہادر خاں بھی حضرت
 محمد الہف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شاہجہاں پور دلی سے
 لکھنؤ کی طرف چالیس فرسنگ کے فاصلے پر واقع ہے۔ بہادر خاں بعد میں انجمن
 علیہ حضرت شیخ اکرم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مرید بنا۔ اور دلیہ خاں حضرت قیوم ثانی
 صاحب زمانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرید ہوا۔

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی کی قیومت کا مشترک وقت نے اعتراف کر لیا

عالم اسلام کے علماء و مشائخ حضرت مجدد کے مرید بن گئے | قیوم اول مجدد
الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فہرہ، خولان اور ناولہ، انہر اور بختان وغیرہ میں پوسٹ طور
پر پہنچیں۔ تو ان فہرہ کے نام چھوٹے بڑے علماء و مجتہدین کے فیاض و ولادہ بن گئے۔ ہر ایک
کے جمل میں، یا محمدنا علی کہ کسی طرح آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دیدار حضرت
آقا سے مشرود ہو۔

علمائے کرام کا ایک فوری قافلہ | خاص خاص اس نے خطاب میں دیکھا کہ جب سرور
کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم صعد عرشا سے رشتہ بن تشریف فرما ہو کر فرماتے ہیں کہ
تیرے لئے یہ نیا نہیں کہ تو ہوا شہ کی خدمت میں پہنچا ہے۔ پہنچے کہ تو حضرت فہم
اولیٰ مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو جاوے۔ اسی دن صبح کو شیخ
نے باورنامہ کی زانق چھوڑ دی اور ہندوستان کا رخ کیا۔ راستے میں مولانا اسلام گوتامی سے
ملاقات ہوئی۔ مولانا نے بھی اس بار سے میں خطاب میں دیکھا تھا۔ چنانچہ وہ بھی اس ارادہ سے
میں آپ کے رفیق بن گئے۔ حسب یہ دونوں بزرگ شہر بلاطان پہنچے اور مدرسہ میں کئی فہرہ
راہ کی سبب بھوکے ان دونوں طاغیان کے بڑے عزیز عالم مولانا یار محمد مدرسہ کے معلم تھے۔
جب آپ سے ان دونوں کی ملاقات ہوئی۔ اور آپ نے انہوں پر چھان دوں کے اپنے

ہمت ارادہ سے سہ آگاہی دی مولانا یار محمد نے بھی حضرت فہم آقا مجدد الف ثانی رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کی اسفند دین کسی چوڑی تھی۔ بے اختیار ان دونوں کے ہمراہ ہو بیٹھے۔ اس میں
مورگے، بستیخ عبدالحق شادمانی نے خواب میں حضرت فہم آقا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فہرہ
صفتی ہوئی تھی وہ بھی حضور کو نہارست کے تیار ہو گئے۔ آپ بھی ان تینوں سے آٹھ
صلیح صاحب بھی تھائی سے تنگ آ گئے تھے جب انہوں نے شیخ صاحب سے ملاقات
کی ایک دوسرے کے ارادہ سے وہ وقت ہونے کو چاروں متفق ہو گئے اور روانہ
ہوئے۔ جب شہر کو پہنچے کہ جو کہ کابل اور فخر صادق کے درمیان واقع ہے۔ تو شیخ
محمد کو کہ جس نے حضور کے چنلایک مکاتیب کا مطالعہ کیا تھا بہت سے اوسانہ بھی
میں بچا تھا اور دیکھا حضرت آقا کے احادیث و شواہد کا صدر مدرس تھا۔ ان
کے ساتھ ہوا۔ دلوں کے بڑے شیخ مولانا یوسف کی بھی ساتھ لیا شیخ کو سونے پہلے
اپنے احوال باطنی سے حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں شیخ کو کچھ دیا تھا کہ آیا یہ
چاہتا ہے یا کہ ادرہ بھی۔ اور حضور نے جواب میں لکھا تھا کہ میرا بھی ابتدائی احوال ہیں۔ چونکہ
وہ عسکر و مصلوہ کی ذہانت کے لئے چارے تھے۔ شیخ یوسف بھی ان کے ساتھ ہوئے
خود نام نہ نہیں ملے کہ کہ کہ دلا رشا و سرسند ہیں پیچھے۔ اور حضرت قیوم اول مجدد الف
انی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جمال چوان گارے منورہ چھتے حضور نے ہر ایک پر بہت بہت
فہرہ ملایں کہیں۔ شیخ احمد کو کہ ایک ہفتہ پہنچے پاس لکھا اور ملاقات کے کروطن کو

۱۵ شیخ احمد کی حضرت مجدد کے حضور پہنچا ہے سے تھے۔ عبداللہ مرینی نے حضرت الفاضل میں
آپ کے فضیل و عادات قلمبند کئے ہیں ان کی فضیل کے مطالعہ آپ کمال اور انداز ہار کے ارہان ایک قصبہ داد
میں چلا رہے۔ آپ کے والدین مولانا یار محمد کے تھے۔ وہ سچے اور فاضل و محکمیت میں کو سچے
آئے۔ اور حضرت مجدد کے کمال کا مطالعہ کیا کہ مولانا یار محمد نے پیچھے۔ اور حضرت مجدد کے مرید ہوئے۔ وہ اپنے

اسی سال میر تقی عثمان نے اپنے والد علی کو جو سنہ ۱۰۷۰ھ کے بعد پہلا ضعیفہ دار
تھے خلافت سے دور کر دیا۔ اس علاقے میں میرزا کوہ کے افسانہ دار نے پہلے ایک
شرافہ کو کہہ کر خلیفہ کا مقام میں جا کر سوار اور پھر شہزادہ سے جا کر شرفا
تھے اور اس کا جوہر ہو گیا کہ چند سال کے بادشاہ نے دربار میں کوہ کو کون اسے
واپس بلا کر اپنے پاس رکھا۔
حضرت عبدالعزیز ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ ملا علی قزوینی رحمۃ اللہ تعالیٰ
علیہ کو اسی سال اپنی خلافت سے مفتاح منور کیا۔

حضرت محمد الفاضلؒ کی خدمت میں شاد نوران
عبداللہ اور بیک کا ایک مراسلہ

یہ اسان کے رافضیوں کا حشر
 جو کہ مسلمانوں کے ایلان میں ضرب زلف و شیعہ
 کا دور نہ تھا، پر ہوا جو اور مذہب کو کھانا اور
 کہ کھانا نہ ہو گا اور رافضیوں نے یہ کہنے سے
 ہوئی کہ وہ سرزمین اس قوم شوم فرد شامت لڑی ہے جو بوجھ
 اٹھائے ہیں خلفائے کا شانہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام
 کو سرزمین اہل سنت و جماعت نہایت اذہمہ خاطر تھے، خاص
 کہ مادیہ المشرکے کو گاہہ
 وہاں کے علماء و جن میں نہ ہی خوشی اور حقیقہ ایمانی بہت
 کاواؤں کے پر پھیل جاتا ہے، ہر روز اپنے بادشاہ عبد
 اللہ کو کہہ کر اس کے جہاد کرنے

[illegible]

پہنچا چھوٹا شخص اونکے ایک بستر مبارک کے کمرے میں کی طرف، مدعا یہ تھا۔ راستے
میں کوفی اور شہر کا آدمی اس کے باشندوں کی تیج کے بعد برف سے تعلق کرتا۔ جب یہ بتایا کہ
شاہ عباس اسے لے کر آیا، مرنے کی تو ایک سب سے مگر یہ نیکوہہ ان کے ساتھ حرکت

کہ شاعر کی ہے، کوئی ملک اپنے آقا المیزان سے بڑا اس وقت نہ بنا ملک نہیں بنی دوسری دنیا ہمارا، لیکن اس شیعہ مذہب سے کوہ کرنا، انوں نے دیکھا کہ کچھ کہہ کر صرف منافقانہ طور پر، قریبی جہت عبد اللہ خاں خاں میں پیدا کیا، تو انہوں نے کہا کہ اگر اس نے جماعت عبد اللہ خاں پر جب علی غبت میں مقابلہ کی، تب نہ اس کے تہ الشیخ فضل الحلیؒ تیار آخری حید ہوتا ہے، کے مطابق ہم پر تلخ اور اٹھائی۔

ردہ واقض پر حضرت محمد و کار سالہ
 شیعوں نے اپنے مذہب کی تصدیق یہ کہ اس کے بارے میں ایک سالہ لکھ کر خیران میں عبد اللہ خاں کے پاس بھیجا، عبد اللہ خاں نے فتح کا لکھا اور چارے مع اس رسالہ کے حضرت قیام اول حید الشیخ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھیجے اور درخواست کی کہ اس شہادت کا رد فرمائیں، ماورائے نہر کے ہمارے بھی آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس بارے میں اتفاق کی، آنحضرت محمد بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی درخواست پر رسالہ رد شیعہ نہایت فصاحت و بلاغت سے پرکھ کر ماورائے نہر میں بھیج دیا، عبد اللہ خاں نے وہ رسالہ ایران میں شاہ عباس کے پاس بھیج دیا، اس رسالے کو سلام کرنے کے بعد علمائے شیعہ نے کہا کہ حضرت شیخ نے یہ جواب دیا، کچھ ہت کہ اب اس پر اعتراض کی گئی تھی نہیں لکھی جواب ایسے لکھتے ہیں جس پر مخالفہ کے لئے اعتراض نہ ہو، لیکن انھوں نے جواب دیا، جواب اس کے کہ ہزار شیعہوں نے اپنے مذہب سے قریبی، اور اہل سنت جماعت میں داخل ہونے ان میں سے کئی آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس رسالہ کے مقدمہ میں حسب ذیل عبارت لکھی ہے۔

”جو اس اثنا میں وہ رسالہ پہنچا، اے اہل ایمان، تم میری طرف سے کہو کہ

کچھ زبردستی نہ کرنا، میرے پاس اس غرض سے بھیجا گیا کہ اس کے جواب میں ایسا رد لکھوں جس میں میرے شیعہ بھائی حجت نقل اور اس کے اہل

دوسرا، تو ثابت ہو کہ اس کی نسبت کا ذکر ہوگا

یہ رسالہ میرے پاس پہنچا گیا، اس پر ہمارا تہ لکھنا کی تکفیر اور دلائل سے مندرجہ علی جو شخص نے وہ قول کو رد کیا، نہ کئے گئے ہیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت پر بڑا زور دیا گیا۔

”اس میں اس قسم کے رد و کشتوں سے خائف نہ

ہو کہ اس رسالہ کی نسبت کنندہ ایمان را

اس سلفی رسالہ کی وجہ سے میرے دل میں ایسا خیال آیا کہ اس شہادت کا حل یا رد فرما دینا اور حضرت کے مذہب کی تکفیر کے بارے میں ایک رسالہ لکھنا چاہیے تاکہ کوئی سادہ لوح و فاضل کو تحریر کے لایحیٰ مفادات سے غلطی میں نہ گریز دے، ان سے مخوف نہ ہو جائے، میں اس رسالہ کو اطر تقاضا کی کہ تین دن سے شروع کرتا ہوں، واللہ ا

لمستعان و علیہ المثل کا لاف؟

حضرت محمد بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رسالہ رد واقض کی شہرت
 اس رسالہ کا رواج بہت ہو گیا، ان دونوں مسئلوں کی مصلحت کے اکثر اہل ایمان مستعمل ہوئے، جن کی کہ وہ زیرِ عظمیٰ بھی مستعمل ہوئے، اس نے جب

کئی کئی بار میں ہر طرف شیعہ جہت سے تھے مبارک امام افضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت کے دیئے، مگر انھوں نے پھر پھر کیے جانے دوئے کو اللہ کے دین سے لگا کر دیا، پھر امراء اور وزیر اعظم اپنی اپنی طرف سے شیعہ کو یہ کہنے میں کوئی عین جن دونوں کو یہ دین سے دور رہنا تو شیخ مبارک اور ان کے بھائی نے اسے خلفِ نائب کی وہ قبیلہ میں نہیں کو ان کے مذہب مسلمان بن نہ ہو جن مسلمانوں کے نزاکت سے محفوظ کر کے تھے شیخ مبارک نے ایک خط بہت سارے کراچیہ افضل اور دوسرے دہلی علماء نے بھی ان کے سامنے اہمیت دینی یا دنیا کا دوسرے دین پر

وگاہ سالہ نہ کہ کو دیکھنے کو آگ بگولا ہو جاتا۔ لیکن دلائل کی روشنی کے سامنے یہ پس
ہو کہ وہ جانتے۔ آنحضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس بات کی ذرا پرواہ
نہ کی تھی۔ ایک دن وزیر اعظم نے موقوفہ پاکر بادشاہ سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ

اعظم رضی اللہ عنہ سے ملے۔ حکمران املاؤں میں داخل ہوئے تاکہ کثرت کام میں رہا وہ باریاں کلب
چالاک شہر بھا۔ اس کے کیا کاراجا دیں گے۔ آخر کہ نہ ہر بیسویں فردین کے قریب ہی باقی قریب ہر گز
یہ تہیہ جوں کا موثر ہو سکتا ہے۔ شیخ مبارک کے واسطے شیخ غفر ناگہ میرا دیکھے اور مبارک میں ہی پیدا ہوا تھا۔
مانا سا لگا کی فوجوں کی تربیت سے ملک اگر یہ غافل ہو گیا۔ اہل کربلا مبارک حضرت مبارک علیہ السلام کی
ثانی فرزند ہا ہے۔ اگر مبارک کو غفلت کا نائب ملے کہ ملک سے عوام و نیر جہل کر کے کامو فرلائے۔ مگر
اس کی پہلی اندیشیت کی طرف ہی یہی اندیشہ اس نے اپنے بچوں اور افسل ان فسی کو ہی پہنچا مبارک
فہر جعفر سے کام لے رہا تھا۔

اگر کہ یہ دیار جو حج کتب و کتابان علق گئے تھے تو شیخ مبارک کا سارا خاندان مکمل شیعہ بن کر
ساتھ آیا۔ جب شیخ مبارک نے حضرت نامہ لکھا کہ لہذا اکبر کو امام عادل اور شہید اعظم قرار دیا گیا۔ اس کا خاندان
کے علاوہ کسی دوسرے شاہ فیض اللہ شریقی۔ ملا محمد زکریا حلیہ پورہ، شیخ باقر، شیخ جیسے بڑے بڑے مجتہدین چھانے
ہوئے تھے۔ علاوہ شیعہ سرافغان شیعہ بکری و دیگر کثرت یافتہ تھے۔ وہ بغیروں برائیوں کی طرف مریض و نا
مزنئے تھے۔ یہ بظاہر تھے۔ مگر دیکھو دیکھو یہ شیعیت عام مبارک کا دینی اندہ نہ کہ وہ۔ قاضی نور اللہ شومری
محب مجاہدین و دہلیکا بھٹان یا تھا تھا۔ اندہ وہ اہل نقل و حبیہ فلسفی شیعہ و دہریہ۔ کارسند
راست خدا عرفی شریقی اگرچہ ہر اہل باطن شاعر تھا۔ مگر وہ اہل الفضل کی مجلس میں سبک نہ لکھا یا وہ
سلف کے مصلحت سے مست گفتگو کرتا تھا۔ فیج اللہ شہزادی تو کہ جس کے سامنے اسی طریقہ سے نماز پڑھا
کرنا تھا۔ ان شیعہوں کی صحبت نے اگرچہ مبارک کو باطنی و باطنی طہارت اور سچے سالان اسلام کے بارے
میں خفیہ گفتگو کی جانت دے دی تھی۔ لیکن ان ہی میں طاب دلانی نے صحابہ کے زمانے کو بھی دیکھ

خاندان مبارک کی عقل کھائی۔ اور حلیہ مبارک کا انتخاب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچا
ہے کہ اس سبب یہی تھا جس کا نشانہ اللہ تعالیٰ سبب موقوفہ مذکور ہو گا۔

اسی سال حضور مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس امر میں ۵ سو تھاکہ۔ نصیب علیہ
السلام کی امید باقی نہ رہی۔ اس لئے انتخاب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنے
سامعین و اولادوں کو اپنے محمد صادق اور میر محمد زمان کو بلا کر اپنے نسبت خاصہ کا اظہار کیا۔ اس
وقت سوائے محمد صادق کے حضور مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باقی فرقہ دربار مکمل بچے
تھے۔ بخوشی وقت بعد انتخاب کو اللہ تعالیٰ اپنے پورے طور پر صحت یاب فرما دیا اور
اس نسبت کے وارث حضرت معروۃ الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ہمازون الرحمتہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوئے۔ اور خواجہ محمد صادق علیہ الرحمتہ کا انتخاب۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی ہمین حیات ہی میں دس سال ہو گیا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے آگے نہ بڑھے کہ امام احمد شمسوی جیسے ظالم شیعہ کے پیر کو دیا۔
یہی لوگ جنہوں نے کہ سلطان عادل، ملتان کا، قاضی السلاوی، حلیہ و حجازی، عیشہ اسے خدا
مشناساں، تہذیب آگاہان، ہادی علی الاطلاق اور محمدی بالاعتقاد بنادیا تھا۔
یہ تھے وہ اساطین دربار جنہیں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ولی دشمنی
تھی اور وہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہر بات کی مخالفت کرتے تھے۔

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی کی قیومیت پر شیخ فضل اللہ بن ہادی اور شیخ حسن غوثی کی تصدیق

شیخ فضل اللہ بن ہادی کی تحقیق و جستجو | جب شیخ فضل اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو اپنے زمانے کے بڑے متفکر و کمالیہ تھے علم کیا کہ ایک شخص نے سرہند میں تجدید الف و قیومیت کا دعویٰ کیا ہے تو حضور مجدد رومی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض مخالفوں نے شیخ صاحب سے حضور مجدد کے خلاف چند باتیں بائید بیان کیں مثلاً یہ کہ معاذ اللہ آنجناب مجدد اپنے آپ کو انبیاء سے افضل بتاتے ہیں۔ چونکہ شیخ صاحب صاحب کمال تھے اس نے مخالفوں کی باتوں کو نہ سنا۔ بلکہ اپنے ایک شاگرد حضرت صاحب کا تعداد دیکھ کر حضور مجدد کی خدمت میں بھیجا اور اسے نصیحت کی کہ تم ہمارے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخالف اور اوضاع و اطوار کی جستجو

علم شیخ فضل اللہ بن ہادی اپنے وقت کے اکابر متابع میں سے تھے۔ نائب بحول کے نائب سے مشہور تھے۔ چونکہ وہ سرہند میں پیدا ہوئے۔ مگر وہاں پھر قیام کرنا چاہا۔ آپ نے ایک بہت بڑے مفتی عالم کی اس وقت طیارہ دلی جب یہ صوفیوں میں اسلام کا نام لینا اہل اقلیہ کو گھٹنا تھا۔ آپ نے فقر و تشہیر اور احوال کی شہیدیں میں پڑا چند کیا۔ ۱۵۵۹ھ کو فوت ہوئے۔ مدفن بہتان پور میں ہے۔ (متذکرہ ص ۱۱۰)

کرد اور چند جینے تک دس رپو اور رخصت ہوتے وقت یہ یہ نہایت جو مجھے نجات مجدد کے کلام سے پیدا ہوئے ہیں آنجناب سے دریافت کرو۔ وہ شخص آنجناب یعنی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر غافلہ میں رہے گا۔ آنجناب نے اس کے حال پر بہت بہت مہربانی اور مہربانی فرمائی۔ وہ دن رات آنجناب کے اوضاع و اطوار کا مطالعہ کرتا رہا۔ دو تین جیسے غافلہ میں رہا۔ اور آنجناب کا بڑا معتقد ہو گیا رخصت ہوتے وقت اپنے شیخ کی وصیت کے مطابق شہادت عرض کئے۔ ان میں سے ایک شہید یہ تھا کہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ اپنے آپ کو انبیاء سے افضل بتاتے ہیں۔ اس کے جواب میں حضرت مجدد نے فرمایا کہ میرا تو انبیاء کی بارگاہ میں ایک ادب کو ہی ترک کرنا حرام سمجھتے ہیں۔ تو جو قرآن شریف حدیث اجماع اور قیاس کے سراسر خلاف ہو۔ اس کے کہہ کر مڑ کر ہو سکتے ہیں۔ اس شخص نے بھی کہا کہ یہ بے بنیاد بیچارہ غلط معلوم ہوئی ہے۔ چنانچہ شیخ صاحب بھی باور نہیں کرتے تھے۔ بعد ازاں باقی شہادت عرض کئے۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہر ایک کا کافی کٹ کر جواب دیا۔ جب یہ شخص حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے رخصت ہو کر اپنے شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا تو جو کچھ دیکھا تھا شیخ سے عرض کر دیا۔

اسی اثناء میں ایک عالم دین سرہند سے ایک عالم دین کی شہادت | شیخ فضل اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب شیخ کو معلوم ہوا کہ یہ ابھی سرہند سے آیا ہے تو پوچھا کہ کبھی تم حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے ہو۔ اس نے کہا ہاں کئی دفعہ۔ پھر اس سے شیخ نے آنجناب کے اوضاع و اطوار کی بات پوچھا۔ اس نے کہا مجھے احوال باطنی ظاہر کرنے کی قوت نہ تھی۔ البتہ اس کے کھانا پکانا دیکھ کر کشانا کھا سکتا تھا۔ کو سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی میں اس زمانے میں اس شخص کا کوئی ثانی نہیں ہے۔

عبدالغنی ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تجدید العف اور قیہ سنت کا منکر ہو گیا۔ مرتے وقت اس کا ایمان یمن جانے لگا۔ شیخ صاحب یہ خواب دیکھ کر بہت ڈرے۔ اور تجدید و قیہ سنت کی بابت جو فکر و مشہور اور انکار چل رہا تھا اس سے توبہ کی۔ اور حضرت مجدد العف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام کا لٹکا لٹکوا کر لیا۔ اپنے مذکورہ میں جو اولیائے کمال احوال میں کھنسا تھا حضرت مجدد کے احوال میں یہ عبارت لکھی ہے۔ "بالا لیل میں من و عیبت صدر آنا سے فضل و حدایت، خدیو مقام فریت، و طہریت، صاحب مرتبہ، فیمنین و جدید العف"

حضرت مجدد العف ثانی کو کچھ کہہ کر سال الفہ ایسے کہے گئے کہ حضرت صاحب اہل بیو گیا۔ ایک بڑا جید عالم کسی نے سب سے بہت سناں کہہ کر اسے میرے ترقی میں لے کر گھڑیں گئے۔ جو کہ حضرت مجدد العف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تجدید العف اور قیہ سنت کی نسبت لڑائی تھا میرے بڑے عالم سے پہچا کہ حضرت مجدد العف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں نہایت کیا ہے۔ اس عالم نے کہا کہ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واضع و اطلو اور کچھ کہہ کر گزشتہ اولیائے نسبت میرا تعجب زیادہ ہو گیا ہے کیونکہ جب میں گزشتہ اولیائے کمال کے حالات کہنا میں پڑتا تھا تو مجھے خیال ہوتا تھا کہ شاید وہیں سے عالم سے کام لیا ہے لیکن جب حضرت مجدد العف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احوال و اطوار دیکھے تو یقین ہو گیا کہ انہوں نے ماہر توفیق و کرم اصل سے بھی کم کچھ نہیں۔

حضرت مجدد العف ثانی کی تصنیفات کا مقام اس میں ملے گا۔ اس نے حضرت مولانا مجدد العف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیفات کے بارے میں کہا کہ وہ گویا کتابت حاصل یا تصنیف ہوتے ہیں یا تالیف، نایب یہ ہے کہ اپنے حاصل کردہ اسرار و

اگر امت کے مدارس میں شیخ جی جمع ہوں تو بھی اس کا مؤثر غیر ادیبوں کو کہتے تو شیخ صاحب یہ سن کر بہت خوش ہوئے۔ اور فرمایا کہ آپ نے قطب الاقطاب حقیقت کے جو امرا بیان کئے ہیں مثلاً "تجدید العف قیہ سنت وغیرہ تمام باطل کچھ الودیع ہیں" وہ شخص نہایت خوش نصیب ہے جو انہیں کی خدمت سے شرف اندوز ہو۔ بعد ازاں حضرت مجدد العف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک خط لکھا جس میں انہیں ان کی تجدید العف اور قیہ سنت وغیرہ کلمات کا استفادہ کیا اور دعا اور نوحہ کے لئے انہیں کی۔

ابن و فیل حضرت قیوم اہل جہد و اصلاحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بعض دشمنان دین کے ہیکل سے جہانگیر بادشاہ نے بلوا کر سجدہ کرنے کے لئے کہا۔ لیکن آپ نے انکار کر دیا۔ اس آپ کو قلعہ گوالیار میں نظر بند کر دیا گیا۔ سلیخ فضل اللہ آنجناب کی رہائی کے لئے پانچوں وقت نمازیں دے دیا کرتے تھے۔ سرسبز کے شیخ صاحب کی خدمت میں امانت و وارادت کے لئے آکا۔ اور شیخ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو معصوم جو جاننا کہ یہ سب ہندو کی طرف سے آیا ہے اسے ہرگز مرید نہ کرتے بلکہ فراتے کہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ کفار کے خلاف میں حضرت مجدد العف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بعض شخص موجود ہو اور پھر تم کسی اور جگہ جاؤ۔ آفتاب کو کھوڑ کر ستاروں کی طرف بڑھ کر کرتے ہو۔

شیخ حسن غوثی کی عقیدت شیخ حسن غوثی جو ہندوستان کے اعلیٰ پاسے کے شیخ تھے۔ یعنی جن انوں کے کہنے سننے سے تجدید العف اور قیہ سنت کی نسبت کے شکی نہ رہتے۔ ایک نہایت آپ ستم غلام بھی دیکھا۔ نام اور ایسے انت ایک جمع ہیں اور تمام متفق اللغات پر کہ فرماتے ہیں کہ جو شخص شیخ

علوم کو لکھا جائے۔ دستِ چوٹی چنانچہ تعینف کا سلسلہ گم تھا۔ عربیت نالیہ ہی تالیف
رہی تھی۔ لوگوں کا شائبہ کامرہیوں، بیگنہ انصاف یہ ہے کہ اس فارسی زبانہ میں
جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات اور رسائل میں، مستطیعاً
ہیں، ذکر تالیفات، پیش سے مستثنیٰ کیا ہے کہیں آپ نے بھی اور کے کلام کا ذکر
نہیں دیا۔ بلکہ اپنے حاصل کردہ علوم و اسرار بیان فرمائے ہیں اور یہ علوم و اسرار انکشاف
اولیاء کے علوم و اسرار سے بدرجہا بہتر ہیں اور شریعتِ عباد کے مطابق ہیں۔ اسی
میں ایک اور حلقہ سے جو بہت سے اولیاء کی خدمت میں سے حاضر ہو چکا تھا۔ اور جس نے
اس طریقہ کی باتیں سنی ہوئی تھیں، اس مجلس کی خبر و قال سنی اس وقت حضورِ قدس کے
بہت سے دشمن و مان جو خود سمجھتے، جو حضور کے کلام پر واپسی تباہی آنکھیں چلی کر رہے
تھے، اس کے کام کر بار اور کچھ تو انصاف کرو، کہ جو شخص ایک ادب کے خاک کرنے
کو حرام سمجھتا ہو، کیا اس کا کلام عین شریعت کی حقیقت میں ہو سکتا، مان کے کلام اور
شریعت میں بال بھر کا فرق نہیں، وہ کتب فقہ اور تہذیب کے کلام کے عین مطابق ہے،
لیکن بات یہ ہے کہ اہل نادانہ کلام ارج اس درجہ کے حقائق سمجھنے سے قاصر ہے، اگر
یہ عسدر زبانیہ کہ مشتمل ہیں جو تا۔ کسی کی فہم و منزلت بدرجہ کمال ہوتی، اور اس کا
کلام نہایت صریح سمجھا جاتا، اور ناظرین اس کے کلام کو بطور پسند اور استدلال پیش

[illegible]

گھر سے اور پھر کچھ دیر میں نفل کرنے کے لئے محل کی دو گولوں کی دو مانت کا اس کی باتوں کو سمجھتا ہوں نہ نہ میں نے تھا۔ میں نے حال ہے، میرا ایک گھر ہے کہ وہ انہیں کا ہاں ہے کہ غایب ہیں، یہ حکایت ہیں کہ ہے کہ ایک شخص کے ہاں ہے بادشاہ کی مجلس میں کہہ کر کہیں سے ایک ایسا خاصہ نہ کچھ ہے، جو ایک گھر ہے، میں نے اس مجلس سے نہ نہیں کچھ تھا، تبسیم کرنے سے انکار کر دیا، اور نہ ان کی مجلس میں آیا، میں نے جگہ نہ گئے۔ اور اسے چاہل اور بے وقوف بنایا، مگر مجھے جانے بادشاہ کے در پر نہ لایا گیا اور اس نے انکار سے کھائے تو سب کو یقین ہو گیا۔

بعد ازاں وہ امیر تمام حاضرین مجلس اپنے ساتھ افتخار سے تائب ہوا۔ اور حضرت میرزا عبدالعاشق بنی علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر میرزا میر تقی میر نے تائبین خواں کی قسم حضرت قیام نفل حمزہ العزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ منورہ میں ہے۔

حضرت نجمیۃ الرحمت مجدد الف ثانی کی خدمت
میں میرک شیخ کی حاضری

مکون اور مزدور کو ملتا ہے۔ "مکون" اور "مزدور" ان شخص کو کہتے ہیں جو کبھی کبھی مکمل چاہے کہ اپنے کمالات خاصہ کو مزید میں انکار کرے۔ قوفی تصویر صریح اپنا چہرہ سے خائبہ ہو کر مزید کی شکل و صورت اقلتیا کو کہہ لیتا ہے۔ مزید صریح کہ شریح کی صورت اقلتیا کو کہہ لیتا ہے۔ اور اس کے خائفانہ و ذوقاقل سے متعلق ہو جاتا ہے شریح کہ مزید کی صورت بھی شریح کی صورت نظر آتی ہے۔ حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے ان راہ لطف و کرم حضرت محمد العارف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا

مکملان و مسزور سہا ہا۔

حضرت قیوم اقل مجدد العتباتی علیہ السلام کے درود و سلام میں سے
 حضرت محمد و آلہٴ ثانی کو حصہ ملے
 پر درود و عیدین ہے حضرت خاتم المرسلین علیہ السلام علیہ و آلہ و سلم کو جس کا اگر مجھے دست
 فرماتے ہیں اور پوش شخص نعمت اور مدبر قصائد پڑھتا ہے وہ بھی اپنے مشرب
 ہوں۔ حضرت قیوم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مکتوبات کی جلد و سری مکتوبات میں ہیں
 فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت خاتم المرسلین علیہ السلام علیہ و آلہ و سلم کی پہلی ساتویں دست
 نصیب ہوئی اور خاتم اولیائے امت نے حضرت عیسیٰ بن مریم کو سزا دیا کہ جہان میں
 باقی چاروں کو صاحب کرام و جوانی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور اپنے آپ سے مشرب
 ہے۔ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یوں مقرر فرمایا ہے کہ جہاں پیغمبر خیر و صلوات اللہ تعالیٰ
 علیہ و آلہ و سلم کا تاریخ ہے وہی تعزیت سکات درجے ملے کرے۔

تبعیت کے سات قسے | یہ فراتھیں کہ متبوع کے نامکالات
تبعیت تابع میں حصول کرتے ہیں اور تابع تبعیت کی کالیبت کی وجہ سے متبوع جو
ہے فوق صرف اتنا ہے کہ وہ تابع جو ہوتا ہے اور وہ متبوع جو ہوا ہے۔
ہے وہ غرض حق تعالیٰ کی طرف سے متبوع کو تین کالات حاصل ہوتے ہیں۔ اور
تابع کو متبوع کے طفیل صرف ایک فنا فی الرسول حاصل ہوتا ہے۔ جو ابتدا میں
ایک سالک کو حاصل ہوتا ہے تبعیت کاساتواں درجہ یعنی مکون و مرور ہونا ہے
حضرات قدیم الوجود علیہ السلام نے اہل بیت کے کسی کو نصیب نہیں ہوا۔ جب مکون
مرور ہو چکے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم فرمایا اس بات کو خلقت پر ظاہر کر دیا ہے

چنانچہ حضرت محمدؐ نے حکم الہی کے مطابق اس کا اعلان سنہایا تھا۔

حضرت قیوم رابعہ علیہ السلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں
باب مشاہیر کہ جب حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا کون و مہر و
 ہونا ظاہر کیا، جو جنس کے دامن میں گھسٹا کھانے کے دو سوال دیے ایک رزق حضرت
 قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ صبح کی ناز کے بعد حلقہ میں راقع کئے بیٹھے تھے اور تمام
 اہل مشبہ بھی موجود تھے۔ اسی اثنا میں حضرت سید المرسلین علیہ السلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ و آلہ وسلم
 ہر سال شفاقت جلوہ فرما ہوسکے اور حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بعض گہر
 ہوتے۔ لوگوں نے دیکھا کہ وہ اہل حضرت کی شکل میں ایک ایک ہو گئے۔ ایک لمحہ کے لئے
 حضرت خاتم الرسل علیہ السلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ و آلہ وسلم کی صورت مبارک حضرت قیوم اول کی
 سی ہو گئی پھر وہ اہل حضرت کی شکلیں حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سی ہو گئیں۔
 پھر تیسری ویرانہ اپنی شکل میں ظاہر ہوئے۔ یہ واقعہ کچھ کران لوگوں نے تو یہ کہ
 جس کے دل میں مشبہ نقاد ہر پائے خیال ہوتے تو یہ کہ۔

نواب محمد اشرف کابلی کے شکوک کا ازالہ

مقدس العین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت اقدس سرہن تحریر فرماتے ہیں کہ ان شہد واولوں لوگوں میں سے نواب محمد اشرف کابلی بھی رہتے۔ لیکن جس مجلس میں جناب سرہن کائنات رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ واکہ وسلم تشریف فرما ہوئے تھے۔ نواب صاحب صاحبہ نہ گئے۔ بلکہ ابھی تک یہ بھی نہ نہ ہوئے تھے۔ صرف میری ہونے کا ارادہ رکھتے تھے۔ جب انہوں نے حضرت قیوم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان میں میری ہونے کی خبر سنی۔ تو دل میں شہم پیدا ہو گیا۔

خواب سرور کائنات کی قیامت کا ذکر ہے

میرزاخان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں مراد ہے کہ جو اسے تھا کیا دیکھ کر
کہ نام محفوظات کے سرچشمہ تیار ہوا ہے اور تمام خلقت اس خیمہ کے نیچے سمیٹی ہے
لہذا کہان کا خزانہ قدرت میں ہی موجود ہیں یا میں خیمہ کے مرکز پر اور نیچے دوسرا رخ ہے
تیم اول یعنی اللہ تعالیٰ عند اس روزوں میں سے دیکھتے ہیں اور دوسرے سو راخ میں
لہذا کہان کا خزانہ کو اسنادہ کہتے ہیں چنانچہ باری عزوجل اللہ تعالیٰ یعنی اللہ تعالیٰ عزوجل کے
کے مطابق کام کرتے ہیں ہر وہ فریضہ کے لئے منفعت معاملات کے لئے ایک ہی اشارہ
کفایت کرتا ہے چنانچہ اس اشارہ سے اصل مطلب سمجھ کر ہر طرح کے کام
دے رہے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کی خدمت میں شیخ خلیل اللہؒ کا ایک خاص مکتوب

حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی
پریت دار بناؤ کی شہرت و اہمیت اور
کسی بھی اس ملک کے نام نہروں میں آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفاء جمل گئے۔ تو
ایک مدت شیخ خلیل اللہ خجندی کے بڑے عزیز خواجہ عبدالرحمن نے میں سکھایا شیخ
کا وہ مکتوب موجود تھا جو شیخ صاحب نے حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام
تھا، مکتوب میں دیکھا کہ شیخ خلیل اللہ انہیں فرماتے ہیں کہ جس عویذ کی خاطر میں نے
مکتوب لکھا ہے وہ ہندوستان میں موجود تھا ہے اور اسنادہ حضرت قیوم اول رضی اللہ
عزوجل کی طرف کیا آپ یہ مکتوب اسے پہنچا دیں۔

آپ بلا ہرے تو شیخ خلیل اللہ کے استاد کے مطابق ہندوستان کی طرف روانہ
جوتے جب مرشد غریب ہیں آئے تو اتفاق سے اپنے شخص کے گھر میں اپنے جو مختار
قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بزرگین مخالفت تھا خواجہ عبدالرحمن نے نیت کی کہ شیخ خلیل
اللہ کے پاس پہنچیں کہ حاضر خدمت ہو لگا، جس کی ناکہ سے ہر ایک مکان نے پہنچ کر خواجہ
صاحب آپ کسی والد سے دل و سر ہند ہوئے ہیں خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
نے اصل بارہ سے مطلع کیا تو اس پر حضرت نے حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق
اطاعت و کبر و گفتگو شروع کر دی، حتیٰ کہ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے سر ہند
آئے پر حضرت نام ہوئے اسی اثنا میں حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں سے
گزرے اور اپنے عہد سے اس پر ہندو شخص کا بند بندہ بنا کر دیا اور پھر نظر نہیں سے
گئے۔

خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ نے حالت دیکھ کر بارے ڈر کے کاتب اسٹے اور کچھ دل میں
خیال پیدا ہوا تھا اس سے توہ کی اور تہاب حاجی سے التوا کی کہ یا شیخ الاویا کے لغت
آپ کی تہذیب و العبدہ قیادت نہجے ابھی طرح تحقیق ہو چکی، لیکن اب اس معاملہ میں
مذہم گردا سنا جائے گا اس لئے التوا ہے کہ ہر مسرت شخص کو زندہ کر دیں تاکہ اس بلا سے
میری ریا کی ہو اسٹے میں پھر آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا ہوئے اور اسے عصا
دار کر فرمایا ختم یادوں ادا شد وہ فضل الہی سے زندہ ہو گیا زندہ ہوئے پھر اس
نے آنجناب کی قرین مشورہ کر دی، پس نکلا، اسے برکت اسو غلط تو آزمائش سے نکلا
تجھے کرے کہ نہ کیا اور جب میں نے بہت منت سماجت کی تو تجھے دوبارہ زندہ
کیا اب بھی تو اپنے حریف سے باز نہیں آتا اس نے کہا اس سے ایسی باتیں نہیں
ہوئی ہیں خواجہ صاحب نے اسی وقت اس مکان سے نکل کر ایک مسجد میں راستہ سر کی
اور صبح شمل کر کے کھڑے ہوئے کہ حاضر خدمت ہوئے حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے آپ کو دیکھتے ہی فرمایا: "ما مضی فی الدلیل لحدیثک فی العلماء"۔
واقعہ کو دل کے وقت کسی سے بیان نہ کرنا۔

پھر خود صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شیخ غلیل اللہ علیہ الرحمۃ کے مکتوب کو پڑھ کر
جس کا معنوں میں تھا: کہ مجھے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تجدیدِ دیوبندیت کا یقین ہے
اور یہ کہ میرے حق میں وہاں سے خاص اور توجہ رحمت فرمائی ہے۔

حضرت قیوم اقل مجدد العن غانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مکتوب کو پڑھ کر فرمایا کہ
طویل کے بعد پوری پوری توجہ شیخ کے حق میں کی۔ اور اس سے فارغ ہو کر فرمایا کہ شیخ
غلیل اللہ امت کے بڑے مشائخ سے معلوم ہوتے ہیں۔

شیخ بلخی کا بیعت ہونا اسی سال ایک شیخ بلخی جو اپنے نالے کے ہونا
اکابر سے تھے حضرت قیوم اقل مجدد العن غانی رضی
اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید ہوئے۔

ملا دینے حضرت القدر میں تو غریب فرما لے ہیں کہ اس شیخ بلخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
اپنے مرید ہونے کا حسبِ ذیل سبب ملے بتایا، اس سے کہہ کہ ایک رات چھپکے خانے کے
بعد انعام محمد زور دینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ علیہ جہد الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
مذہب پر فتوح کی طرف توجہ کی، خلیفہ صدر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سفارش سے
میں اہلِ مدعا نیت کی دوا بہر حق کرتے رہے۔ اور میرے والد بزرگوار نے کہیں میں
کی خدمت میں سے جا کر رو دینا دیا، اور عرض کی: خلیفہ صاحبِ آپس دینا سے جا
فرما گئے ہیں اور میرا کام اہلِ اسی طرح اور عوام سب سے کہیں کو نہیں پہنچا، لوگ مجھے شیخ
کچھ کر مرید نہ ہونے کے لئے آتے ہیں اسباب کسی ایسے بزرگ کا ہتھ دینا جو
میں سب سے افضل ہو۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ خلیفہ صاحب کھڑے ہوئے۔
کہ ہم مجھے حضرت شیخ احمد سرسندی حضرت محمد زور دین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت

مجھے میں کہیں کہ وہ اس وقت اولیائے امت میں سب سے افضل ہیں، صبح میں میرے
قریب سے طلبِ لافطاب کی خدمت میں حاضر ہوا، اور مجھے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
اپنی حاضری میں ہی قبول فرمایا۔

شیخ بلخی کے واقعہ سے واقف ہونے والا یہ واقعہ بھی سامنے رہے کہ
شیخ بلخی کے آنجناب میں شیخ بلخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی بیعت سے
شیخ بلخی کا ایک بادشاہ عدالت اور صلاحیت میں بے نظیر تھا، بلخی اس زمانے کے چاندیو
علاء جیدہ اس کی مجلس میں حاضر رہتے، ان کا بادشاہ مدینہ کے خاندان سے گذرا۔

یہ تھا، اس کے ساتھ خلیفہ انمول نے بادشاہ سے کہہ کہ ہم اس شخص میں تہمتیں ہیں
ہم نے حضور کے کا سبب پر چھپا، تو انہوں نے کہا کہ اس کی کتابوں سے معلوم کیا ہے کہ
خبر از زمان صلوات اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی ہجرت اسی خاندان میں ہوئی، یہ سن کر وہ
صلاحیت خوش و خرم ہوا، اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں پہنچا
نہ ازمنہ ہی ایک خط لکھ کر ان علماء کے سردار شامی کو دیا، کہ جو طرح مناسب سمجھو
یہ خط اس آفتابِ صاف و صاف کو پہنچا دینا، شامی نے اپنی اولاد کو وصیت کی، کہ یہ خط
خلافت سے رکھو، جب وہ آفتابِ نبوت طلوع کرے، تو یہ اسے پہنچا دینا، پانچ
وہ خط حضرت ابوبسب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آتا پہنچا، انہوں نے جواب
پہنچا، چندا صلوات اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت پہنچا، انہوں نے جواب
آنہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے خط پڑھ کر اس شیخ کے حق میں بہت بہت دعا مانگی ہیں۔
اور ان کے کہ شیخ بلخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے وقت کے اولیائے امت سے سب سے بلند مرتبہ
تھا۔

کی دہائیات ہائیں حضرت قیوم ازل محمد اصفانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنیں۔ تو فرمایا کہ جو لوگ
 بہ ائیں کرتے ہیں انہیں کسو کہ اگر تمہارے دل میں میل سے تو آؤ ماباؤ کرو اگر میل نہ ہو تو
 میں کچھ میں تو اس شہر غنصہ الہی نازل ہوگا۔ ماباؤ اسے کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا
 اقدس تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نام سے قبل یہ مسطور تھا کہ جب کوئی نئی قوم کا دعویٰ کرتا
 اور لوگ اس کی بقوت کے منکر ہوتے تو وہ نبی ان سے کسی مقررہ مقام پر پہنچے اپنے اہل
 عیال سمیت اگر طہارت کر کے باہر آئے انہی میں ایک دوسرے کے لئے دعا سے غضب
 کرنا چاہے کوئی اپنے دعوے میں سچا ہوتا تھا ان لوگوں پر غضب الہی نازل ہوتا۔ اس طرح
 اپنے ہو کر دعائے غضب مانگے کو ماباؤ کہتے ہیں۔ جب اہل مہادیوں نے حضرت حمزہ
 کی طرف سے سنا کہ آنجناب ماباؤ کے لئے تیار ہیں تو اچھا بیچ ناپا ہوا اصفانی دلت
 سے پیڑ سے لہ باہر ماباؤ تو نہیں کرنا چاہیے کیونکہ ان غالب سے کہ اس مرد خدا
 اور اس کے فرزندوں کی دعا حق قلم سے رو نہیں کرے گا۔ یا اظہر وہ اس شہر پر بلائے
 عظیم کو بلکہ اظہر ان نازل ہوگی۔ البتہ کسی ایسی جہاد میں کی دعوت کریں جو ان کے ہوجائے
 ان میں سے ایک نے شہر غنصہ آگے بڑھا اور حضرت سے درخواست کی کہ اگر حضرت شیعہ
 عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں کہ چار سے سات تے آئیں اور آپ کی تائید
 العہدہ اور قیادت کا اقرار کریں تو ہم آپ کی تجدید اہل اور قیادت پر ایمان لے سکیں گے
 جب اس قسم کی درخواست حضرت قیوم ازل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پہنچی تو فرمایا
 کہ میں بات کو وہ لوگ محال سمجھتے ہیں اللہ تعالیٰ متا و رہے۔ آسان کر دے گا۔

واقیعہ حاشیہ سفر سابقہ سے آگے اللہ تعالیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علامہ ابو جعفر النعمانیؒ فرمادیا تھا
 آپ کے اصحاب کو۔ "ہر شاعر کے چہانہ و مثنوی علامہ سوز و غم ہو کہ وہ مطلب انش حب جاہ و
 ریاست و عزت نہ دیکھن است۔" ہر گز حضرت جلیلہ کے منکر بھی تھے اور اسلام سے برگشتہ بھی تھے۔

اسی اثنا میں ایک شخص جان محمد نامی رہتا
بان محمد جالندری کا مشاہدہ اللہ تعالیٰ علیہ جانہ دھرسے کہ حضرت حمزہ
 خدمت میں حاضر ہوا اور سلسلہ قادریہ میں مرید ہوا تھا۔ اور صبح شام حضرت حمزہ
 خدمت میں حاضر رہتا تھا کہ ایک گھڑی بھر بھی جدا نہیں ہوتا تھا چنانچہ جب غفلت
 میں آئے اندر تفریق خرابا ہوتے تو وہ باہر دروازے پر دست بستہ کھڑا رہتا۔
 علامہ ابوبکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ حضرات الانس میں جان محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مذکور
 نہانی لعل کرتے ہیں کہ ایک روز میں شام سے پہلے ہی دروازہ پر کھڑا ہوا تھا کہ حضرت
 حمزہ اصفانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے فرمایا کہ میں ایک کام بنانا چاہوں گی کہ سو گئے
 میں نے عرض کیا کہ میرے والدین آپ پر دربان ہیں۔ کیوں نہ کر سو گئے گا حضرت حمزہ
 نے مجھے ایک انورٹ دے کر فرمایا کہ حافظ رحمت کے باغ میں چند ایک درویش ملے
 جھٹکے ہیں۔ ان کے پاس جہاؤ ان میں ایک درویش بھی ہے کچھ چرسے پر چھٹک کے داغ
 اسے ہوا اسلام کہنا اور یہ اخروٹ دے کہ لانا میں حسب اشداد باغ میں گیا۔ تو
 جہاؤ چند قلندر بیٹھے ہیں۔ ان سے تقوٰت سے فاصلہ ہر ایک درویش بیٹھا تھا جب
 میں نے مجھے دیکھا تو بوجھ کر کیا کہیں حضرت حمزہ اصفانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرے
 پاس بیٹھا ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ پھر اخروٹ میں سننے آئے رہا۔ اور حضرت حمزہ
 اس دم عرض کیا۔ اس نے کہا مجھے آنجناب نے بلایا ہے۔ اٹھ کر میرے ساتھ چلا رہا۔
 صورت میں وقت حجاب میں بیٹھے تھے وہ اگر دوسری طرف بہہ گیا۔ اتنے میں حضور
 نے مجھے اشارہ کیا کہ فرہو لاؤ میں دوزخ و دہاں گیا جہاں قہر بکا رہے تھے۔ ہاں
 نہ کر آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنجناب نے فرمایا کہ ان کے پاس سے جاؤ۔
 جہاں اٹھ کر گئے تو دیکھا کہ وہ شخص بھی آنجناب کی خدمت کا ہوا گیا جسے اس نے کہا کہ
 حضرت حمزہ اصفانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں سے جاؤ۔ جب ادھر لنگاہ کی

تو دیکھا، کہ اور بھی حضرت مجدد العارف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے ہیں۔

قطب شمالی میں حضرت غوث الاعظم کی جلوہ فرمائی | اپنے حضور تیرا اول

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میرا حال پوچھا، آنجناب نے فرمایا کہ فلاں شخص کا بیٹا ہے۔ اس درویش نے کہا اچھی بات ہے، اسے کہنے کی سبب میں مر رہا ہے۔ آنجناب نے فرمایا سلسلہ قادریہ میں اسے کہا میں اس بات کی مٹا دیا کرتا ہوں کہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی ملاقات کرواؤ۔ علاوہ انہوں یہ بات نہ کہہ سکے، دلیل پوچھا گئی، درویش نے پہلے کہا گایا ہے، اسے میں حضرت مجدد العارف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اٹھ کر لوٹا اور چند دھپے بھرے اسے فرمائے اور بیت الخلاء جا کر وہاں سے خارج ہو کر تازہ دھوپ فرمایا اور مجھے پاس بلا کر منہ دیا، کہ جان محمد! کیا قطب تبار سے کوئی پیچھے نہ ہو، کیا یہی ہے استاد قطب کی کوفت یا پھر فرمایا کہ غور سے دیکھو کیا دیکھتا ہوں

کہ وہ ہستارہ آہستہ آہستہ سرخ ہوئے لگا اور دھپے لگا۔ اور حرکت کر رہا ہے۔ جہاں وہ ہستارہ پڑتا ہے اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ ان کے درمیان میں سے ایک شخص نرہ سیمہ پر پیش نکلا، اور فی الفور ایک ٹکڑے اندر چلے گئے اسے اکھڑا، تو آنحضرت مجدد العارف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ان کی خدمت سے بکا لاؤ۔ اور سلاؤ پیش کرو۔ یہی حضرت زین العابدین علیہ السلام اور جلالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ میں نے حسب اللہ الشاہد حضرت

عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ کی خدمت میں سر جھکا دیا۔ اس موقع پر حضرت مجدد العارف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر فرماں حاضر تھے اور یہ باتیں سن رہے تھے۔ اور واقعہ وہ کہ وہ سب تھے۔ یہ دیکھ کر سب کتب پر حزن رہ گئے۔ بعد ازاں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ یہ کچھ حضرت شیخ احمد مجدد العارف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے ہیں۔ اُسے قبول کر لو کیونکہ دین و دنیا کی بہتری ہی میں ہے اور

مگر حضرت مجدد العارف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اولیائے اہل بیت سے افضل ہیں۔ ان کا مکر چونا ایمان کے بھن جانے کا موجب ہے۔ جو شخص اپنے ایمان کی سلامتی کو چاہے اسے در حضور کے تمام کلمات کو دل سے قبول کرے۔ تمام اہل مجلس نے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس نصیحت کو اپنے کانوں سے سنا۔ اور آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حال مبارک کو ظاہری آنکھوں سے دیکھا۔ یہ نصیحت کر کے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مجدد العارف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نصیحت ہو کر قطب شمالی سے طرف مشرق ہوئے۔ اور پھر اس میں غائب ہو گئے۔ اور قطب تارہ اپنی اصلی حالت میں آگیا۔

جناب غوث پاک کی تشریف آوری کی تصدیق | کہ بارہا حضرت خلیفہ

نہم و نوبہ سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان گوہر فرماں سے سنا، انہوں نے حضرت حمزہ اللہ قریب شالٹ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور انہوں نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیارت خود اس مجلس میں موجود تھے۔ شہر بھر میں جتنے منکر موجود تھے سب نے توبہ کی اور آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہو گئے۔

مسائل تصوف کے نگاروں پر تصرف | رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، کہ

میں مسدود کر جان محمد علیہ الرحمہ باغ سے لایا تھا۔ وہ سلسلہ قادریہ کا اس وقت کا بھگوان علی تھا حضرت مجدد العارف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر پاپا تھوڑا کیا۔ بعد ازاں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ اور قیومیت کا اقرار کروا دیا۔ باقی فقرہ جو اس باغ میں بیٹھے تھے سب کے سب مٹ کر اہل بیت کے مختلف مصلوحتوں کے نگار بن گئے۔ بعد ازاں

حضرت قیوم اہل مجدد العتہ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سب کو بلا کر ہر ایک پر اپنا تصرف کیا۔ صبح کے فریضے میں بیٹھا شے سے فارغ ہوئے اور یہ معاملہ سلسلہ مجری کے ماہ ذی الحجہ کی نوہن تا بیج جمعہ کی رات کو طے ہوا۔

اسی سال حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت قیوم ثانی معصوم زہنی عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قطبیت کی خوشخبری عنایت فرمائی اس کی منتقل کیفیت یوں ہے کہ حضرت قیوم ثانی معصوم زہنی عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے حکمت و ثابت میں کہتے ہیں کہ جب میری عمر چودہ سال کی تھی تو خواہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ میرے بدن سے ایک نور نکلا ہے جس سے تمام جہاں روشن ہو گیا ہے اور وہ نور تمام جہاں کے ذمہ سوز سے میں دھنس گیا ہے اور وہ نور آفتاب کی طرح ہے اگر وہ نور جہاں پر ہے تو جہاں میں اندھیرا پھیل جائے۔

جب میں نے یہ خواب حضرت قیوم اول مجدد العتہ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت ارشاد میں عرض کیا تو فرمایا کہ تم اپنے وقت کے قطب بنو گے۔ مجری اس بات کو یاد رکھتے۔

سے چلیں گوشت اُن احسن غذا دار
کو اسے ناپیتے من دیں رو زنگار
تو آفرین قطب نوران منوئی
زمین میں حکایت بسا آوری
دیں لوح یک حرف نہ گزراشتی
ہر آنچه بہت آدم تو برواشتی

سلسلہ: حضرت شیخ احمد سرمدی مجدد العتہ ثانی نے فرمایا کہ اس زمانے میں میرے ثانی (مجاہدین) ہوں گے اور زمانے کے قطب قرار دیے گئے۔ میری طرف سے یہ خوشخبری ہے میں نے بوجہ محنت کے وہ تمام مقامات جو تمہاری تہمت میں تھے عطا کر دیئے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں مولانا محمد علی گیلانی

کی حاضری اور ارادت

اس سال حضرت قیوم اول مجدد العتہ ثانی سلسلہ مجددیہ کی معقرت نامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خوشخبری دی گئی کہ آپ کے سلسلے سے قیامت تک بیعت لوگ وابستہ ہوں گے سب بیعتے جائیں گے اور پھر اس کے اظہار کرنے سے بھی آفتاب مامور ہوئے۔

حضرت قیوم اپنے سالہ مبارک و معاد میں تحریر فرماتے ہیں: ”وَأَمَّا فِي خَلْقِ قَدَرٍ فَتَحَقَّقَتْ“ اپنے پروردگار کی عنایت کو وہ لفظ کا ادھوں سے بھی بیان کر دے۔ ایک مرتبہ فقیر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ: اپنے اہل کے ایک مجلس میں بیٹھا تھا اور اپنی مجلس میں اس قدر نگران تھا اور یہ دید اس قدر غالب آئی کہ جس وضع موجودہ سے اپنے آپ کو بالکل بے مناسب پایا۔ اسی اثنا میں من خواص لکھنؤ و مرفعتہ علیہ السلام جس نے اللہ تعالیٰ کی خاطر تواضع کی اللہ تعالیٰ نے اس کا مرتبہ بلند روایا۔ ”کے مطابق اس دور افتادہ کو خاک و غبار سے اٹھایا گیا اور یہ آغاز آئی غفرت لاک و ملن تو مسلک الی بوسط اولیٰ بوسط بغیر الی فیہا القیۃ“ ہم نے قیامت تک تمہیں اور نیز ہر اس شخص کو جس نے تمہیں وسیلہ یا خواہ واسطہ سے خواہ وہ کس غیر منسوب دیا اور بار بار میری فرمایا ہے کہ لوگ و شب کی کھنکھانہ نہ رہی بھر دیا کہ

انہیں بلایا تو لوگوں پر بھی ظاہر کر دیا۔

اگر بادشاہ بدمعاش ہو تو اس کے ساتھ ساتھ
 رات کو نہ سوتے تھے۔ بے شک تیرہ پروردگار کی مشفق ہست
 دیکھتے ہیں۔

اسی سال مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی
 جو علما کے وقت کے بادشاہ اور
 بزرگ مفسر تھے۔

جنہوں نے ہر علم میں کوئی نہ کوئی کتاب ضرورت تصنیف کی ہے جسے طالب علم تحصیل علم کے
 آخری درجہ میں پڑھتے ہیں۔ اور جنہوں نے اکثر علمی اور فنی کتابیں لکھیں اور شرح کی
 جس سے دینی علماء فوائد کثیر حاصل کرتے ہیں۔ بلکہ آپ کی شرح اور حواشی کے بغیر کوئی کتاب
 حل نہیں ہو سکتی۔ حضرت ترمذی مولیٰ اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ کچھ
 قاسم سیالکوٹی کہہ رہے تھے کہ واقعہ یہ ہے کہ مولوی صاحب کا ایک شاگرد نام
 شاگردوں سے ملاقات اور ان کی اور ذہین تھا۔ اس کی طبیعت ایسی رسانی کہ مولوی صاحب کے
 دوسرے شاگرد اس سے لگے نہیں کھاتے تھے۔ مولوی صاحب کو اس سے بڑا ہی پارہ مند
 اتفاقاً وہ چند روز سبق کے لئے آیا۔ تو مولوی صاحب نے اس کی بات نہ کرنا چاہی۔ جب
 حاضر خدمت ہوا اور مولوی صاحب نے اس کے درجہ پوچھی تو عرض کی کہ چند روز میں
 ہاتھ لگے ہیں۔ ان کے مطالعہ میں مستغرق ہو گیا تھا۔ انہیں پچھوڑ کر کسی اور کتاب کے مطالعہ
 کوئی نہیں چاہتا تھا۔ پھر وہ وقت بقیل سے نکال کر مولوی صاحب کو دیکھے۔ جب آپ نے

ان اور ان کا مطالعہ کیا۔ تو ایسا کلام پایا جس کے علوم و معارف بالکل نئے تھے تو نازہ زبیر
 اور شریف علی کے شیریں مذاق تھے۔ یہ دیکھ کر مولوی عبدالحکیم حیران رہ گئے۔ کہ یہ کس
 بزرگ کا کلام ہے۔ ایک شخص نے جو حضرت حمزہ العالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کاتب ہیں

سے مشرف ہو چکا تھا اور اس وقت مولانا اس مجلس میں موجود تھا کہ کہ یہ کلام حضرت
 حمزہ العالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔ مولانا عبدالحکیم ایک ہی نظر میں حضرت ترمذی
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علوم و معارف کے مطالعہ سے آپ کے کلمات عقیدہ اور روحانیہ کے
 صنف ہو گئے۔

اسی اثنا میں ایک سال مولانا عبدالحکیم صاحب نے حضرت متجدد العالی رضی اللہ تعالیٰ
 وغریب میں دیکھا۔ آپ نے مولانا کو فرمایا۔ قیل اللہ شہر زور دہ فی خودی و حیلہ
 ترمذی اللہ تعالیٰ کو جو دوسرے انہیں اپنی شخص میں کہتے تھے۔

حضرت متجدد العالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فراموشی سے مولوی صاحب کا سیدہ متجدد
 ہو گیا اور دل ذکر کرنے لگا۔ بلکہ کراچی کے سب سے بڑے مولوی صاحب پر عجب
 حالت طاری ہو گئی۔ جب بیدار ہوئے تو اپنے دل کو ناکر پایا۔ اور حالت ذکر کا اپنے آپ
 میں مشاہدہ کیا۔ اسی وقت نیاز مند ہی اور دعا و توبہ کی التماس کے لئے حضرت ترمذی
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کی اور لوگوں کو کہنے لگے۔ آج سے میں حضرت شیخ
 حمزہ العالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ پھر چند روز بعد حضرت حمزہ کی خدمت
 میں حاضر ہو کر رہ رہے۔ آپ نے ترمذی اللہ تعالیٰ عنہ کے اثبات میں ایک رسالہ بھی
 "قول القصدید" لکھا ہے۔ واقعی اس میں نہایت ہی قوی دلائل و براہین بیان کیے
 ہیں۔

حضرت متجدد العالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تلامذہ میں اور معنفین نے آپ کے ہم درجہ کار تلامذہ
 اور علمی مجددین کو حضرات کی معنفین میں دیکھتے تھے۔ سب سے زیادہ اہم کی ایک اہم علمی تحریک قرار
 دیا ہے۔ یہ تحریک جن کی قیادت میں تھی۔ جو اس کا ایک روحانیت کے ناکامات کو کہہ کر ابھی ہی اس
 (وہ لکھتے ہیں)

دینے حاصل ہے مگر ماہر سے آئے تھے) ایک کی کڑکھٹ کو ہاں لگی ہوئی دور میں ختم کیا۔ سب کو بھی روایت کو نہ پوچھا
 کر لیا۔ وہ سال کی قید کے بعد جب آپ باہر آئے تو لوگوں نے اسلام کی حرالت پیدا ہو چکی تھی۔ آپ نے
 قید کے خاتمہ پر پہنچ کر اس کے ساتھ گاہ میں رہ کر عین غفلت اور احوال کو اسلام کی حکمت سے روشناس
 کیا۔ جہاں تک اس صلہ کی اور دوبارہ کا دعوت ختم کرنے کے بعد جب دوبارہ مسوہ ہند آئے تو
 پرنسپل کا نقشہ بدل چکا تھا۔ تاہم کچھ خاصہ ہے کہ حضرت شیخ احمد سرمدی ایک قہر کی شکل میں کفر
 کے مخالف ہی رہے۔ ان کا ہندو پناہ لین کر ان کی خانقاہ میں کھڑے تھے۔ اور جان مونیاد اور بے عمل
 علماء و محدثوں کے کوتاہ کرنے سے پہلے تباہ ہو چکے تھے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریر ایک احیائے دین کی کامیابی آپ کی
 شخصیت علمی کا عمدہ نمونہ ہے۔ آپ نے ایک طرف تو ان کا علم حاصل کیا جو دین سے محبت رکھتے
 تھے۔ اپنے منتقبات کے ذریعہ پیدا کر لیا۔ اور دوبارہ کی ہندو لہز پر روشنی کے خلاف اسلام کی
 بڑی کامیابی حاصل کیا۔ دوسری طرف میں ہر علم کو کرام کو جرات و ہمت پر کادہ کیا اور ایک انجمنی
 دین کو کوئی شک نہ کیا۔ آپ کے منتقبات نے جہاں سیاسی اور علمی بیاری پیدا کی وہیں عقلیت
 سونپا اور شاخ کو روحانی تربیت کے لئے تیار کیا۔ جس کو آپ علمی کا ثمرہ یہ بتلا کر بے حد نصیحتیں ایک
 انجمنی قیادت نے پھری جو مولیٰ افواج (دہادی امداد) باشرعاً باجود روحانی منہ بننے پر مشتمل تھی۔ اس کی بنیادی
 قیادت نے لے کر اور جہاں تک کی جماعت کے تمام عقائد کی دیواریں بنا کر رکھ دیں۔ دہادی کا یہ طریقہ
 امداد اور جاہل جمعیات میں تحریک کے سامنے بے حد نظر کرنے لگے۔ اور ایک وقت کیا کہ میں عقل پر بار
 سے ان کے دماغ میں دینے۔ علماء جن کے خلاف ان کا کام جاری ہے۔ غلطی دہادی کے مکران حضرت
 مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعلیمات سے سرشار ہو کر مساجد کی تعمیر و ترمیم میں لگ پڑے۔ دینی
 قوانین کے خلاف اور غلط و دس گھبر کے حقوق کے مخالف بن گئے۔

مولا عبدالحکیم سیکوٹی کیلئے علی انداز میں
 حضرت خیر و اہل حق علی کی حریت کا اعلان
 خواجہ بادشاہ شہزادہ احمد علی صاحب
 مجلس میں تمام سربراہ حاضر تھے۔ وہاں کو کہ چھوڑا کہ انجمن کی تجویز الف اور قیادت میں ہم
 لوگوں پر تو انہیں میں شمس ہے لیکن اگر کوئی مخالف علم میں رہے تو وقت کا تمام ہمارا دین کا
 قول حرام خاصہ کے لئے سزا ہو گا۔ الف اور قیادت کا اعوان کرے تو مخالفوں کے
 لئے قوی دلیل موجود ہے گی۔ یہ ذکر میں سے بھی ایک گھڑی گذری تھی کہ تمام اہل مجلس حضرت
 مجدد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت حضور خواجہ اسرار احمد سے اندر کو حضور کا بیٹے
 تھے۔ لیکن اور قیادت سے وہ نہ کو معلوم کر کے ان لوگوں سے پوچھا کہ مولیٰ عبدالحکیم اس وقت
 کیسے ہیں۔ سب نے عرض کی کہ آج کل حصول فتوہ میں بیٹا کے زمانہ میں بعد از ان انجمن
 نے فرما دیا کہ مولیٰ صاحب نے میری طرف ایک خط لکھا ہے اسے دیکھو۔ انجمن کے
 فرستے ہی قاعدہ نے ایک خط انجمن کو دیا۔ حاضرین نے عرض کی کہ مولا امداد عبدالحکیم کا
 خط ہے۔ جب کہ اس کی پڑھا تو اس میں حضرت مجدد کے بارے میں بہت سے عجیب
 فقرے لکھے تھے۔ ان میں ایک یہ ہے۔ "امام روحانی صاحب سبھی صاحب مدد
 الف ثانی"۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ بعد ازاں اس میں اپنا خوب اور اپنی حالت سب
 کچھ عرض کی۔ یہ مولیٰ عبدالحکیم صاحب کا پہلا خط تھا۔ جو آپ نے حضرت مجدد الف
 ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ارسال کیا تھا۔

امام عبدالحکیم سیکوٹی کی اور امداد کی زندگی کے زبردست عالم دین تھے۔ آپ علمی اعتبار پر
 علامہ زمان اور شہرت کے لحاظ سے علامہ زمان کا ہم عصر تھے۔ آپ نے مولانا محمد الدین گنجی سے اکثریت
 علم کیا۔ اور حضرت محمد الف ثانی کی ہم کتب ہوئے کہ ساتھ ساتھ آپ کے کمالات کے معترف

کو عمارت فرمائی۔ بعض نے مزید کہہ کر انہیں اپنے سے انٹھائی اور حسبِ محکمہ زندہ دلوں سے
خافہ سے بہی راتوں سے اٹھنا دیا۔ بعد ازاں سر میر نے یہاں حبیب آباد بنایا۔ اسے
رضعت خواہ۔ تو اسے پاؤں دایم رکھا۔ بلکہ اس شہر سے بھی اسٹیشن پاؤں رکھا۔ تاکہ لوگ پہنچنے
سے پہلے لابی نہ ہو۔

جنگل میں حضرت شیخ حمید نے
سلسلہ مجددی کی اشاعت کی
کے فقیہوں مبارک آج تک وہاں موجود ہیں۔ ہاں کہ اگر مغلین ان علویوں کو باغی میں سمجھ کر پھینچ لیں، جس سے شفا کے کلی کے صلیب پر پڑے کہ حضرت قیوم اہل حق اللہ تعالیٰ علیہ السلام کی طرف حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیامت کے بعد سے ہیں ایک خط لکھا۔ اس میں ان مبارک کی بہت سی تعریف کے بعد یہ لکھا، فمصلحہ انشیخین ہو احمد بیٹا احمد مدین، وہ وہ محمدوں کے دریاں ایک ایک احمد ہے؟ یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت امام جدیدی علیہ السلام کے

میں نے سچا یہ کہ جس نے غفلت و غلامی کے لئے خود کو فدا کیا ہے اور حضرت زکریاؑ کا معاملہ ہے
 نہایت غریب ہے کہ آپ ان مشائخ میں سے ہیں جو نے حضرت زکریاؑ کی دعا پر عمل کر کے اپنے بچے کو
 پیدا کیا۔ انھیں شکر و تحسین کا حال دیکھا جاتا ہے۔ علامہ ہیں کہ ان کا اصل کام اور سبک کا تعلق ہے اپنے حجت
 کے لئے کہ حضرت عیسیٰؑ سے بدست کہ وہ اس کا سال میں ایک مرتبہ کے لئے طرح پر ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کے ارشاد
 پر ان کا آئے اور اظہارِ حق کی اہمیت کہ ان کے لئے حضرت عیسیٰؑ کے طریقہ اور مریض خاص ہے۔
 (ذیل آیت ص ۱۸)

میر یوسف سر قندی کا معاملہ

اسی سال میر یوسف سر قندی علیہ الرحمہ فوت ہوئے۔ جب حضرت خواجہ بہر گاہ باقی باللہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے نام میں وہی حضرت محمد وصال ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے کیا۔ تو ان میں سے ایک میر یوسف بھی تھے۔ حضرت فوت خواجہ صاحب نے خاص طور پر میر کی سفارش کی کہ اس کا کام ضرور سرانجام کرنا۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سفارش کو قبول فرمایا۔ لیکن میر یوسف فقط مرید ہی تھے۔ سلوک سے انہیں کچھ بھی حاصل نہ تھا۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں وہ کبھی سلوک میں ترقی نہ کی۔ نہ انہیں روف کی کام کے واسطے اور نہ انہیں یہ چاہے گئے تھے۔ اسی سال سفر سے واپس آئے۔ اذہ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا جسے آنجناب نے انہیں انور قلبی سکھایا۔ انہیں روف و دیار ہو گئے۔ یعنی کوفریہ ترک ہو گئے۔ آنجناب کی خدمت میں اطلاع دی گئی کہ میر یوسف فزوح کی حالت میں ہے۔ حضرت تیسرم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فی العلور تفرغ نہ لائے۔ اور حسب وعدہ توجہ خاص اور اپنی باطنی شہادت الشافی۔ توجہ کرنے میں میر یوسف کے باطنی پردے کھل گئے۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی حالت میں جو کچھ میر یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عزم کی۔ تو فرمایا کہ یہ اپنی حالت میں کچھ توبہ کی توجہ کے بعد اس نے باطنی حالات بیان کئے۔ تو آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ واسطہ ورجع کے حالات ہیں۔ توجہ میری منزل و فوادی۔ میر یوسف نے باطنی حالت تقریری مرتبہ عرض کئے۔ تو فرمایا کہ یہ باطنی اشتیاقی حالت ہیں۔ اللہ تعالیٰ لا شکر کے کچھ سے وعدہ فرمایا ہوا۔ جو میں نے حضرت خواجہ علیہ السلام سے سنا ہے۔ حضرت محمد زکریا رحمہ اللہ کے واسطے سے کچھ چاہئے۔ (گھلنے سے بعد ترجمہ روشن جان پر سجاوا گیا۔ شوشہ علیہ من فوت ہوئے۔)

تیسے عاشق مہر و بخت سے لگے، حضرت محمدؐ کو کہا جتنا ماری عمر کے عہد کے نیچے سہاڑے اگلا منے بعد قبر کے روشن کان پر سہاڑا لگا۔ شہ شہ میں فوت ہوئے۔

باقی باللہ عزوجل تعالیٰ علیہ کے کیا تھا۔ بعد ازاں حضرت قیوم اول آئے۔ آپ کے منہ سے بھی میری صفت جہان بگنی تسلیم ہوئے۔

اسی سال حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنوں کو اپنی خانقاہ سے جہاں وہ چار ہزار سال سے سکونت پذیر تھے نکال دیا۔ ان کے ٹھکانے کی وجہ یہ تھی کہ ایک رات حضرت محمد مصطفیٰ خاتونِ ارحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیت کے حجرے میں سوئے تھے کہ جنوں نے ان حجرے میں کھیلنا شروع کر دیا۔ ان کے شور و غوغا سے حضرت خاتونِ ارحمت بیدار ہوئے کیونکہ وہ جن و دوائے کو بھی کھٹکنا نہ تھے۔ اور چاہتے تھے کہ اندر آکر انہیں تکلیف پہنچا دیں۔ اتنے میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بیدار ہوئے۔ اور متعجبی فرمایا۔ آنحضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کما یہ فرمان تھا کہ جن آہیں میں کھٹکے تھے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے گائے ہیں۔ سب کو تباہ کر دیں گے۔ آج صبح علی بن ابی طالب میں آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آواز دی کہ محمد سیدنا و وارثہ نہ کھولنا۔ ہم جن ایک ہمارے صباگ گئے۔ بعد ازاں حضرت مجدد الف ثانی قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنوں کے بادشاہ کو بلایا۔ جب وہ حاضر خدمت ہوا تو بہت ہیست معافی مانگی۔ اور جو جن حضرت خاتونِ ارحمت کو تکلیف دینے کے لئے آئے تھے۔ ان کو جان سے مار ڈالا۔ اور کئی ہزار جن جو مکان اور خانقاہ کے گرد و فواح میں رہتے تھے انہیں نکال دیا۔ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب قوم جن کو ہم نے گھر سے نکالا تو سب وہاں سے دھتے ہوئے اگلے محلے کو چار ہزار سال سے وہاں رہتے تھے۔ اور وہ کھٹے تھے۔ اپنا ساز و سامان ساتھ لے کر نکلتے تھے۔

بعد ازاں جنوں کے بادشاہ نے **میرزا شریف علی دین جہاں کا قیام** عرض کیا کہ ہم مدت سے انجناب کے خدمت بہت ابروم کے منتظر تھے۔ سوا اللہ تعالیٰ لا کاست کہ ہے کہ ہم انجناب کے دیدار

فائز بنانا تو اس سے شرف ہونے۔ اب ہم امیدوار ہیں کہ آپ کے مراد ہوں گے۔ اس بار سے میں بہت منت سماجت کی تو آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنوں کے بادشاہ کو مدد اس کے ٹھکانے کے مرید کر لیا۔ جنوں کے بادشاہ نے اپنے ایک مرید کو کئی ہزار جنوں سمیت انجناب کی خدمت میں بطور وکیل بھیجا اور ایک ہفتے بعد جبکہ روز خود بھی انجناب کی خدمت بامبارکت میں حاضر ہوا۔ یہ وہی جنوں کا بادشاہ ہے جس نے مولانا عبد الرحمن کو انجناب کی بعثت کی تو مخبر بنی ہی تھی۔ وہ جب کہ پہلے لکھا گیا ہے کہ اگر جن حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بصیرت سے باطنی ملوک حاصل کرتے رہے۔ جن جنوں کو جنوں کے بادشاہ نے انجناب کی خدمت میں چھڑا دیا۔ ان سب کے سب انجناب کے مرید ہو گئے۔ انجناب نے انہیں خانقاہ اور گھر کے ارد گرد مقبوضی ہی نہ کر دی۔ اور جملہ جو جن حضرات سرزمین کے فواح جہاں میں رہتے ہیں۔ وہ انہیں جنوں کی اولاد ہیں جنہیں جنوں کے بادشاہ نے انجناب کی خدمت میں چھڑا دیا تھا۔ وہ سب کے سب اس محلہ کے پاسبان ہیں۔ جنوں میں نہ کوئی پر دست درازی کرتے ہیں۔ نہ کسی اور جن کو کرنے دیتے ہیں۔

ایک روز میرے اسسٹنٹ والد بزرگوار نے فرمایا کہ میرے **میرزا شریف جہاں** اس وقت کے دادا بزرگوار میرے چچا کی شادی کے موقع پر کراچی کی جہت سے رو گئے۔ تو کیا دیکھتے ہیں کہ بہت سی عورتیں مل کر ناگوار رہی ہیں۔ اور خوشیاں منا رہی ہیں۔ دریا فست کہ یہ معلوم ہوا کہ یہ جہت میں تھیں۔ یہ لہجہ عام کیوں گاتی تھیں۔ عرض کی کہ یہ زیادہ کی شادی ہے۔ اس واسطے ہم خوشیاں منا رہی ہیں۔ اس محلہ کے اکثر جن لوگوں کو کھلائی دیتے ہیں۔ لیکن کبھی کو آج تک تکلیف نہیں دی۔ بہت سے صاحب حال اشخاص نے معلوم کیا ہے کہ یہ جن سب کے سب حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہیں۔ حضرت قیوم اول اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے رسولوں کے گرد و فواح میں بہت سے نیک جن اب تک رہتے ہیں۔ مگر انہوں نے عبادت کی سعادت

حضرت قیوم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ "مہدء و معاد" کے اخیر میں لکھتے ہیں کہ ایک روز اللہ تعالیٰ نے جنوں کا حال جو پرستگشت فرمایا معلوم ہوا کہ تمام روئے زمین پر حضرت جبرئیل امین نہیں جو جنوں سے خالی ہو لیکن ہر ایک جن کے سر پر ایک فرشتہ چڑھ گیا۔ مثلاً یہ ہے، اگر داسر ملائے تو فنا اس کی سرکوبی کرنا ہے جب اللہ تعالیٰ کسی کو تکلیف دینی چاہتا ہے تو جن پر سے فرشتے کو پٹا دینا ہے۔ اور وہ جن خود کش میں اگر لڑگوں کو شکست دیتا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی کی قومیت کے سال بیزم کے واقعات

حضرت مجدد الف ثانی کی برکت سے قیومت کے تیر چوبیس سال ایک روز حضرت قبرستان سے عذاب اٹھ گیا۔ قیوم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرحد کے بنی اپنے چلے دھا حضرت امام ربیع الدین تھیں سرحد کی قبر کو نہایت کے لئے لشریب کے لئے غارتہ کے بعد امام صاحب کے مزار پر سارے قبرستان کی حضرت کے لئے جناب الہی میں غازی و انجائی الہام ہوا ہے ایک شہر کے لئے اس قبرستان پر سے عذاب اٹھا لیا۔ پھر انیس کی کو اسے بڑو دکھ تیری جست کی کو انیس انیس حضرت اور تیارہ کر پھر امام ہوا کہ ایک جہنم کے لئے اس قبرستان والوں سے عذاب اٹھا لیا گیا ہے۔ انجناب نے پھر انیس کی کو الہام ہوا کہ اچھا کہت سال کے لئے اس قبرستان پر سے ہم لے لے

اٹھا لیا۔ پھر اسکا کی فرجناہ، ہادی سے افضل و کرم حکم ہوا کہ ہم نے اپنے فضل سے لکھا کہ اس قبرستان سے قیامت تک کے لئے عذاب اٹھا لیا ہے۔ اسی سال ایک روز حضرت قیوم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد بزرگوار خود مزار الہام میں سرحد کے مزار پر زیارت کے لئے لشریب کے لئے۔ اس وقت انجناب کے دل میں ایک حدیث شریف کے سنوں کا خیال آیا کہ جب کسی عالم کا لکھ فریب سے ہوتا ہے تو اس میں روزگ صاحب قبر کو عذاب نہیں ہوتا۔ یہ خیال آئے ہی الہام ہوا کہ ایک کی عین آدھ کی کے سبب ہم نے اس قبرستان سے قیامت تک کے لئے عذاب لیا۔ آئندہ بھی جو شخص اس قبرستان میں دفن کیا جائے گا ہم اپنے فضل و کرم بخش دیں گے۔ پھر سرحد کا تمام قبرستان اسی مقام پر سے جس کی بابت انجناب خود بخبر ہی ملی تھی اس قبرستان کے مرکز میں انجناب کے والد بزرگوار کا مزار مبارک ہے۔

اسی سال ایک شیخ نے سے اگر حضرت قیوم اقل مجدد حضرت شیخ بچی کا خواب [الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے۔ ملا بدایین حضرت انیس ہیں لکھتے ہیں کہ میں شیخ نے مجھ سے بیان کیا کہ میرے مرید ہونے سبب یہ ہوا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا ایک جنازہ بڑی عظمت و ملاحات سے بہت جس کے ساتھ بڑا ہجوم ہے، بلکہ تمام گرسخت و آئندہ دیا۔ بھی نظر آئے ہیں تھا مارا و الفیر کے مشائخ خواجہ عبداللہ کی سرمدتہ موجود تھان خواجہ بہاء الدین شہید خواجہ عبد اللہ احرار اور کئی بزرگ اس شہر سے یہ وجود رکھتے ہیں۔ اسنے میں میں نے ایک بزرگ سے پوچھا کہ یہ کیوں بزرگ بنا رہا ہے اور یہ لوگ کس کے منتظر ہیں۔ اس نے کہا کہ اس ملک کے آئندہ کا جانا رہے۔ اور یہ سب افسانہ لاف و بلب کے منتظر ہیں جو اولیائے امت سے افضل ہیں جب وہ لشریب لہجے کے شب و روز کا لکھنا

کی جاننے کی کیونکہ وہ امامت کو نہیں گئے۔ اور ہم سب ہندو ہی ہوں گے۔ اسے میں ایک مولا
گنیم گول نامی عبیدی کہنا چاہتا ہوں۔ فرار پشانی، بلذیبی، مرغیش بڑا گنیمت پرست ہے
اسلام کی طرح حسین اور حسین مجتہدی کی طرح تشریف لائے جن کی جینا فی پرستہ و دین
کے انوار و نشان تھے اور شکل و صورت بڑی باعجب تھی۔ تمام ادلیا نے توحش کی اور سب کے
سب دسلبست کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے اس کے چوکرا امامت کی۔ اور بعد ازاں جنانہ
اصٹا یا گیا میں نے ایک سے پوچھا کہ اس امام کا نام و مقام کیا ہے۔ اس نے کہا ان کا اسم مبارک
حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی یعنی اللہ عزہ اور ان کا وطن سرہند شریف ہے۔

میں جاگا تو اس بزرگوار کے دیدار ناقص لافارسی طلب میں بے قرار ہو گیا۔ صبح
چھوڑ کر قطب الاقطاب کی طرف نکل پڑا۔ جب سر پہنچا اور حضرت شاہ کی زیارت سے
ہوا۔ تو پوچھ رہا کہ میں نے غلبہ میں کیا تھا۔ بعد میں وہی تھا۔ میں نے اس درگاہ کو
پر دے کیا ز اور خانقاہ طایبہ پناہ کے گرد حوزہ مریضہ طاعت کیا۔ اور جو کچھ دیکھا وہ
بیان سے باہر ہے۔

حضرت ہادو الدین نقشبندی
حضرت ہادو الدین نقشبندی
حضرت قیام اقل یعنی اللہ تعالیٰ عنہ کا غصہ برحق
اس نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک روز حضرت کے ایک
مکرم نے مجھ کو کہا کہ حضرت مجدد الف ثانی یعنی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ دعویٰ ہے کہ اگر خواجہ
بہا الدین نقشبندی کسی مرد اس وقت زندہ ہوتے تو میری خدمت کرتے۔ مجھے یہ سن
تجربہ ہوا۔ میں نے کہا یہ تو حضرت مجدد الف ثانی یعنی اللہ تعالیٰ عنہ کا اعزاز بیاد نہیں
اس قسم کی باتیں بیان کر لائیں۔ اتفاقاً انہیں وہ دن میں عرض طمان میں مبتلا ہو گیا۔
رات ٹھنڈی مرض میں کیا دیکھتا ہوں کہ فرشتہ میری جان قبض کر لے کے آسمان سے
وڑا ہے۔ اسے میں حضرت خواجہ بہا الدین نقشبند قدس سرہ کو آمودہ ہوتے ہیں۔

فرشتہ کو فرستے ہیں کہ سب بڑا وہ کو زندگی بخشی گئی ہے تم جاؤں چلے جاؤ۔ فرشتے نے پوچھا
کہ سب کیا ہے؟ فرمایا کہ یہ مر جاتا تو تین آدمی کا فرج ہوتا ہے۔ پھر جسے خطاب ہو کر فرمایا
کہ اگر یہ حضرت مجدد الف ثانی یعنی اللہ تعالیٰ عنہ نہ ہوتا تو اس نے ہرگز اسے ہرگز بلایں کی ہے۔
پھر فرمایا۔ لیکن ان کی نشان اس سے بھی اعلیٰ و ارفع ہے۔

اسی سال سلسلہ چلنے کے ایک
خواجہ معین الدین اچھے جی فرستے ہیں
سہارن پور میں شیخ حضرت قیام اقل ہند
اللہ تعالیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہونے انہوں نے مرید ہونے کے بعد خود بیان کیا کہ
سلسلہ میں نے خواجہ معین الدین تبشیر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو خواب میں دیکھا کہ کسی
ان کی کشتی کے لئے بچے ہیں۔ ایک کے آگے آگے فرج جاری ہے اور شاہانہ عہد
خدا کے ہونے ہیں۔ اسے میں ایک شخص نے مجھے کہہ کر ترسے آباد اور اس سلسلہ حیدر میں
مرید بنے۔ تم کہیں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہونے سے جس نے کب
لکھو کہ جہاں کچھ مناسبہ دیکھ جاتا ہے۔ اس نے کہا کہ انہوں نے خواجہ معین الدین میں بھی رحمتہ اللہ تعالیٰ
علیہ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں کیا فرق دیکھا کہ ان کے پاس کیا نہیں
تھے کہ ان کو حضرت مولیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفیٰ علیہ السلام علیہ و آلہ وسلم کے فرق
مراستہ کو جاننے ہوئے ہوئے وہی خواجہ صاحب علیہ الرحمہ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
میں ہے۔ انہوں نے حضرت خواجہ معین الدین میں چھ دن سفر کرنے کے شخص کو فرمایا کہ اسے کچھ
کہہ کر دیکھو کہ وہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اویات سے امت سے داخل
میں شریعت کو فروغ دینے والے اس مقامت ہائے ہر جاہد ثابت رکھتے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں اکبر اول کی ملاقات

[illegible]

شیخ عبداللہ مدنیس سرگودھہ کے روزنامہ مبارک میں دفن کیا گیا لیکن وہ بالائی اٹھنی پھنس چکا تھا۔
بہرگوں سدا کے بڑی جھنڈے سماعت اور آواز دھار کی اس مرتبہ کہاں سے اپنی دفعہ فرزند خان
وہم کشنم کو اور حضرت عیسیٰ خانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ کو خلافت کے لئے فدیہ دیا حضرت
ابن کثوم اسی وقت نرسا کی حالت میں ہی نہ کہ دشمنوں نے کہ حضرت مخدوم مبارک باد
دی کہ جب سبیلوں کے لئے اس کو فدیہ مبارک باد اور خوشخبری کیسی سنہ۔ بعد ازاں الہام ہوا کہ
جیسے کہ ہمارے بیٹی اور کشنم کو اپنے مول کیلئے علیہ السلام سے جو حضور خدای حضور اسے
کہتے ہیں میں سے نہ کہ جو کشنم کو کہتے ہیں چنانچہ حق تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچ
فرمایا ہے۔ شکیبہ کا کہ حضرت عیسیٰ خانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں؟ اور وہ دنیا اور دوزخ
اس واسطے کہتے ہیں کہ تم کشنم کو نکاح کیلئے علیہ السلام سے کریں۔ حضرت خاتم النبیین سے
اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے خط پہنچا دیا اور باقی تمام دنیا اور فرشتے گواہ بنے نکاح
سے فارغ ہوئے۔ اسی ہی کشنم کو اسی دنیا سے سدا رہا کشنم حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے لوگوں کو تمام اہل قوم سے منع فرمایا اور خوشی منانے کے لئے حکم دیا۔ سب سب مل کر کہنے لگے
اشھاد ان حضرت عیسیٰ خانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہیں دیکھنا ہوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نام انبیا و اول فرشتوں
سمیت اس خبر کے کہ ہر اہل اس طرح میں چھپے وہاں کے بعد لوگوں کو کہنا کہ اسے حضرت
کو حضرت خاتم خدای رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روزنامہ مبارک میں دفن کیا گیا۔ تو حضرت نے فرمایا کہ میرے
جنازہ قبر میں نہ کیا گیا۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح سے انہ کو پکار دیا۔ نیز فرمایا کہ تم کشنم کو
جبر کے افکار و برکات ایسے معلوم ہونے لگے کہ کسی ایک دل کے میں نہ ہیں گئے۔ کیونکہ کہ
قبر پر نہ بوجھ کا ظہور ہے۔ ان دو پر وہ فرشتوں کے وصال کے بعد بھی وہاں نہ تھے۔ بلکہ
بکثرت سر رہے تھے۔ اسی حال میں حضرت عیسیٰ کے سب سے بڑے فرزند اکابر اور اولاد

[illegible]

حضرت فیروز نے یہی ملکہ تجویز فرمائی تھی، خواجہ صاحب علیہ الرحمہ کے عرف پر ایک
لٹاؤں گندہ خواجہ، حضرت قیصر ام رکن علیہ السلام کا اعلیٰ حضرت خواجہ عبد صادق رحمہ اللہ
کا خلیفہ کے جہان سے پریشانی ہوئے تھے کہ ایک شخص تھا کہ میں وہاں رکھ کر لایا۔
وہ بھی کہ یہ نیا پیر ہے، چونکہ انہوں نے کو صاحب رسول خدا علیہ السلام کی ملیہ
اسلمت سے بددعا غایت محبت اور وفایت تھی، اس نے طعام میں سے نذر اٹھایا۔

بجّت کا ٹکڑا اور حضرت محمد الفثانی کا روضہ

[illegible]

نور و دیاں سے چکا اس کا علم بھی نہ تھا۔ وہ کیفیت سے منز و مبرا تھا۔ یہ نور دیکھ کر
مجھے خواہش پیدا ہوئی کہ مجھے اس زمین میں دفن کیا جائے۔ اور وہ نور میری خبر پر پہنچے یہ
بات میں نہ اپنے جسے پہنچے اور مصداق کو جو صاحب ستر تھا بنائی۔ اللہ یہ بھی بتایا کہ
میری یہ خواہش ہے نعمت کی خدمت سے میرے اس خزندار بچہ کو یہ دولت مجھ سے پہلے
نصیب ہوئی۔ اور خاک سکھو دے میں اس دہائے نور میں شرف ہو گیا۔ صاحب غیبت
کو نہ تہل ہی مانتی ہے۔ یہ شہر اس واسطے ہی بزرگ ہے کہ یہاں بیٹا جو بڑے اویار اللہ
میں سے تھا۔ اس میں آرام کئے ہوئے ہے۔ موت بعد نظر ہوتا۔ کہ وہ نور جو بطور دولت
دکھا گیا ہے وہ میرے ہی قلبی نور کا منہ ہے جو میرے دل سے سکھ کر دیاں میں طرح درخ
ہو گیا ہے۔ جیسے مشعل سے پیر فرخ۔ کہہ دے کہ سب کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اور
یہ کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔

ایک روز حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت خواجہ محمد صادق کی قبر پر
کھڑے ہو کر فرمایا کہ مجھے بڑے شے کے برابر غریب کی طرف دفن کرنا کیونکہ میں بھی بہت
میں ایک روز ہے۔ یعنی روضہ قدیم کا بھی پورا انتخاب کے وقت میں تھا کیونکہ آج کل روضہ
مبارک کا کھن بہت وسیع ہے جس زمین کی بہت قیمتی روضہ ہوئے کی خوشخبری دی گئی
تھی۔ اس کی حد متقرر کر دی گئی ہے اور اسے باقی زمین کی نسبت اونچا کر دیا گیا جس پر خاتم
محمد صادق کے مرقہ پر خالیشان گنبد بنایا گیا۔

قبیلہ ادبا ایک طرف سے گئے | جب حضرت قیوم اقل مجدد الف ثانی رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا۔ تو آنجناب کی
وہیت کے مطابق حضرت قیوم ثانی خواجہ محمد عمر مرقہ اولیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خانقاہ
الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنجناب کے شانہ کو گنبد میں لائے اور دفن کیا جا یا حضرت
خواجہ محمد صادق کا مرقہ گنبد میں غریب کی طرف نہایا۔ نال تھا جب کمال زمین پر ادبی نور

آپ کا مرقہ از روئے ادب ایک گھر مغربی کی طرف بہت گیا۔ اور حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کا کسی قبر میں دفن کیا گیا۔

جب حضرت خاندان الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا تو حضرت قیوم ثانی خواجہ
محمد سوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم دیا کہ ان میں سے کسی گنبد میں دفن کیا جائے۔ لوگوں نے
عرض کیا کہ اب یہاں اور قبر کی تلاش نہیں باجناب کے مرقہ کو کہ بالضرورت میں دفن کرو۔
لوگوں نے مجبوراً کمال زمین پر لیا۔ اور روضہ مبارک کی چاروں دیواروں پر بہت گہنیں۔
اور روضہ مبارک میں جو فرش بنایا گیا تھا۔ وہ غائب ہو گیا۔ اب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کے روضہ مبارک میں جو عجب منبت پیچھا منبت اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تین مرقہ
میں۔ اور جو احاطہ روضہ مبارک کے گرد آگاہ ہے اس پر تین گنبد ہیں۔ ایک حضرت شیخ محمد علی
علیہ الرحمۃ کا جو آنجناب کے چھوٹے فرزند تھے۔ دوسرے حضرت خاندان الزکوة رحمۃ اللہ
تعالیٰ علیہ کے فرزند مولوی فرخ شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تیسرا آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا۔

حضرت خواجہ محمد صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت قیوم ثانی کی عمر مرقہ اور کی وفات کے بعد حضرت قیوم اقل مجدد الف ثانی
آپ کو اس کا علم تھا | ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت غمگین ہوئے۔
کیونکہ ایسے فرزند کے لئے جو مساندت ہو مرقہ بنو کر گیا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ
ان کے علم فضل اور بزرگی کا مستقل حان حسب موقع نکھانے لگے گا۔ ایک ہفتہ تم پر پس
کے دفن میں حضرت قیوم ثانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ
کی طرف سے الہام ہوا ہے کہ میری عمر پندرہ اسیلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی منبت کے
مطلق تیسرے سال لوگوں کا وہ میرے لئے اللہ تعالیٰ کی صفائے مہر مقرر ہو چکی ہے اللہ
تعالیٰ کا شکر ہے کہ یہ منبت بھی مجھ سے دوست نہیں ہوئی۔ اب میری عمر کے دس سال اور
باقی ہیں۔ میرے دوسرے فرزندوں کی عمر اب بڑی دراز ہوئی گی۔

انبیاء کے عزاء سرمنہ کے ایک ٹیلے پر اسی سال حضرت قیوم اہل بیت و اہل تہائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جگمگ کی سیر کے واسطے ہامہ رنگے شہر کے باہر جنوب شرقی کو نکلے۔ ایک بلند ٹیلے پر اپنے قدم پر نہایت مہذب سے مشرف فرمایا۔ نگاہ کی ناز و نبی ادا کی۔ اور دریک طرفہ کھٹے کے بعد لوگوں کو نشانہ یا کر کشتی نظر سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس ٹیلے پر انبیاء کے قبرے ہیں بلکہ ان درگاہوں سے قہر سے ملاقات بھی کی ہے اور کھٹے کہا ہے کہ ہم اس مقام میں آرام کرتے ہوئے ہیں۔

چنانچہ حضرت قیوم اہل بیت و اہل تہائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہی جگہ کا دروہو جہاں مکتوب حضرت خاتون اربعہ کے نام لکھا ہے اس میں تحریر فرمایا ہے کہ جو انبیاء و صلحہ السلام ہند میں بدحوش ہوئے ہیں اور اسی جگہ پر آرام کرتے ہوئے ہیں، قہر پر نظام ہوئے ہیں نہ ان سے ملاقات کی۔ کھٹے نظر آتا ہے کہ ان کی قبروں سے کھٹے شیعہ آسمان تک جا رہے ہیں۔ اگرچہ ہندوستان کے شہر کی پر دی ہوئی ہے، بلکہ ایک شہر نے بعض کی دوسرے، بعض کی تین، بعض پر دی کی۔ مگر نظر کشتی سے معلوم ہوا ہے کہ ان میں سے کوئی ہوا انہیں بھلائی کی پر دی چاہے شخصوں نے بھی کی ہو۔ اگر تیر چاروں تو ان کے نام پر قبروں کے نشان تپا سکتے ہوں جو انہی اس مقام پر لکھ کر ہوئے ہیں ان کی قلعہ خداوندی مختلف دے ہے۔ سب سے صحیح روایت یہ ہے کہ تین پیغمبر مرسلین پر مدفن ہیں ایک روایت کے مطابق یہیں عیسیٰ مرسل نبی اور بھی مدفن ہیں۔

مضافات سرزمین جلالہ پیغمبروں کی قبریں ہیں میرے دوست ۱ فرمایا کہ ایک روز حضرت قیوم ثلاث حجۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مقام کی زیارت کے لئے گئے۔ جہاں پیغمبر مدفن ہیں خاک سے غبار ہو کر لوگوں کو فرمایا کہ اس مقام پر چالیس

پیغمبر بیٹھے ہوئے ہیں، لیکن ان میں سے بعض طوفانِ فرح سے بھی پہلے کے رجوت شدہ ہیں۔ اس جگہ ایک کی پانی کی طرف "برس" نام ایک گاؤں ہے جو انبیاء کی جہت کا ہے۔ اور پیسلہ بھی ان انبیاء کے وقت آباد تھا۔ جو لوگ ان انبیاء کے پیروکار نہ بنے ان پر ایمان نہ دے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس میں بھی کتبہ بالاکر دیا تھا۔ شہر سرمنہ کے چاروں طرف کے خاصے پر ایک گاؤں مستحکم نام ہے یہاں بھی پیغمبر ہوئے ہیں لیکن ان کے لوگ جو قسمی سے ان پر ایمان نہ لائے، جن تعالیٰ نے اپنا غضب ان پر نازل فرمایا انہوں نے پتھروں کی بارش کی تھی اور وہ سب کے سب ہلاک ہو گئے۔ پیغمبر وہاں سے ہجرت کر کے "برس" میں آئے۔ اور یہیں وفات پائی۔

طبع رہے کہ اس قدر انبیاء جو یہاں بدحوش ہوئے ہیں، یہ ایک ہی وقت میں نہیں تھے بلکہ ایک ایک یا دو دو مختلف وقتوں میں آئے ہیں۔ اور ملاقات کو خدا کی طرف بلائے آئے ہیں۔ حضرت حمزہ و اہل تہائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ پیغمبر کے دوسرے عہد و کتبہ اس بات کے قائل نہیں تھے کہ ہندوستان میں کوئی پیغمبر یا نبی بدحوش ہوا تھا۔ بلکہ اس کا انکار ہی کرتے آئے ہیں۔

حضرت قیوم اہل بیت و اہل تہائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی مکتوب میں جس میں ہندوستان ان انبیاء کے رجوت شدہ ہوئے کا شہادت بیان فرمایا ہے، دیکھتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی لکھنویات اور ہندوستان کے اہل بنو ہریان کہتے ہیں، وہ انہیں انبیاء کے علم سے بعض حقائق پروری کیے ہوئے ہیں۔ یہیں تو ان کے معتدل اقبالِ خدا کی الوہیت پر کوہِ کمان کے ہیں، نبی، رسول اور پیغمبر سب اللہ تعالیٰ کی ناسی ہیں نہیں معلوم قلمِ ہندی زبان میں ان کے لئے کہا نظر ہے

لہ قلمِ ہندی زبان میں ہمیشہ کہتے تھے۔

اسی سال حضرت فہم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش ہوئی اور
 حضرت محمد کے منکوبات جلد اول کی تفسیر ابھرائی۔ اور ان کے پیشانیوں پر
 کی علامت اسلام میں اشاعت کی تفسیر ابھرائی۔ اور ان کے پیشانیوں پر
 منکوبات میں جو کچھ لکھا تھا وہی جلد میں بھی منکوبات میں لکھا گیا۔ اور ان کے
 اصحاب طالب علموں کے حوالے سے لکھا تھا کہ ان میں حضرت خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کتاب فہم اقل کی تفسیر لے کر آئیں۔ اس جلد کے جامع شیخ یار محمد
 خان غازی علیہ الرحمہ ہیں جو حضرت فہم اقل رحمہ اللہ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قصہ و حال
 لکھتے ہیں۔

حضرت محمد الف ثانی کی نگاہ میں حروف مقطعات کے مطالب

جب اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے قرآنی حروف مقطعات کے اسرار حضرت
 محمد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ظاہر کئے۔ جو سائنسہ انبیاء کے کسی پر ظاہر نہیں ہو سکتے
 تھے یا صاحب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہ اجمعین کی صحبت پر غیر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
 اس دولت سے شرف جو دے سکے۔ اور یہ امر انصاف پر مبنی ہے کہ ان کا خاصہ ہیں۔ فہم
 پر یہ اسرار ظاہر ہوئے ہیں۔ حضرت فہم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اکثر اصحاب اور فضلاء
 انجمنیہ سے انتہائی کی۔ کہ ان اسرار سے انرا دعوت میں بھی آگاہ کیا جائے۔ اور
 انجمنیہ نے فرمایا کہ صاحب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے کے

سے لے کر آج تک یہ کسی پر ظاہر نہیں کئے گئے۔ دوسرے دو درکار ہیں اپنے ہاتھ
 روں میں سے صرف ایک شخص کو اس بات کے قائل بنانا چاہوں۔ حضرت محمد کا اشارہ حضرت
 عروۃ الوثقیٰ قدیم ثانی معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف تھا۔ بعد ازاں حضرت
 فہم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر ان میں اسرار حروف مقطعات تشریف کا انشا فرمایا۔

امام ابو نعیم دمشقی رحمہ اللہ نے بھی حضرت فہم اقل رضی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور علامہ الدین
 اسرار مقطعات کا القاء فرمایا۔ حضرت فہم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسرار مقطعات حضرت قدیم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 پر القاء فرمائے تو کسی چیز کو اس سے مطلع کرنا چاہو۔ دیکھا کہ غفلت میں بلا کر اہل
 فرمائے۔ مجھے غفلت میں حضرت فہم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نہایت منت حاجت
 سے عرض کی کہ جو اسرار حروف مقطعات کے حضرت قدیم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
 آپ کو القاء فرمائے ہیں۔ میں بھی ان سے سرفراز فرمایا جائے۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ
 اس سے پیشتر میں نے خود کو کئی مرتبہ حضرت قدیم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس بارے
 میں انتہائی کی۔ تو آپ یہی فرماتے رہے کہ اس پر اسرار کے غرض میں حق تعالیٰ نے یہ اسرار
 حوالے سے انبیاء و پیغمبر اسلام کے کسی پر ظاہر نہیں کئے۔ سو وہ بھی انہیں پہچانے آئے ہیں
 اب حضرت خاتم الویل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مخصوص اصحاب کو ان اسرار
 سے واقف فرمایا۔ بلاشبہ بڑا نہروست دشمن ہے کہیں چوری چوری سنتا نہ ہو۔ میں نے پھر
 عرض کی کہ حضرت محمد کو یہ قدرت حاصل ہے کہ شیلان کو دوزخ کرے۔ تاکہ چوری دوزخ کے
 جب میں نے بہت ہی منت سماجت کی تو حضرت فہم اولیٰ محمد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ نے اس بارے میں سخت کھانکھایا۔ اور آگاہ انہی سے اہانت طلب کی جب ان اسرار
 کے اظہار کے لئے اہانت پر قربان ہو کر جنس اور شیلان کو یہ دیکھتا ہے خود میں قہر
 اٹھاتا ہے اور مجھ کو غفلت کے مکان میں سے جا کر نکال دیتا ہے۔ اور اگر وہ غفلت کی صفیں

کھڑی کر دی گئیں۔ چنانچہ مرشدوں نے ایک دوسرے پر کھڑے ہو کر آسمان تک پہنچا دیا۔
 پھر تمنا ہے ان سربراہانِ اعلیٰ فرما کر فرمایا کہ تین دن تک کسی بی وضعیوں ایک خط بھی
 میں نہ بہے۔ مرشدِ غازی فرمایا اور سنت مذکورہ وقت برپا کر کے اس کے مواجہی
 شغل میں مشغول نہ ہوتے۔ جب حضرت خذرا علیہ السلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سربراہانِ
 فرما تے تھے تو میں پریشان ہو جاتا تھا۔ انہیں فرماتے تھے مجھ معصوم مجھ کئے، تمہیں؟
 شوق تھا کہ فراموشی صورتِ مقلات کے سرآمد معلوم ہوں۔ میں پریشان ہو کر عرض کیا کہ
 جاسکے گا۔ میں روزِ یک ایسی ہوتا ہوں کہ وہی کچھ کہتا ہوں تو میرے ہاتھ سے وہی
 صبح کی نماز کے بعد یہ معاملہ شروع ہوتا۔ اور وہی کہتا کہ تو میں پریشان ہو کر عرض کیا کہ
 کے وقت ختم ہوتا۔ اس وقت حضرت ہند نے ان کے اظہار سے تاکید منع فرمایا کہ اگر وہی
 پھر بھی یہی دہرایا تو کلامِ کلام حاشہ کا۔ اس کے واسطے قادرِ تبارعینے کا مذہب
 گئے۔ فرمایا کہ اسے دور ہو گئے۔ طالبِ پھر ہو گئے۔ میں میں شخص میں منصبِ تہذیب
 کی امتداد و توسیع کی سرآمد نہ ہوتے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں
 سرآمد کو بے یقین ہو کر حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اعلیٰ کیا۔
 حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت خذرا علیہ السلام رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ نے اپنے بعض علوم و معارف حضرت عیسیٰ علیہ السلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت
 میں عرض کئے تو انہیں نے فرمایا کہ مقلاتِ شرعی کے سرآمد ہی ہیں۔ حضرت قیوم ثانی
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سرآمد کو ہر نماز، عشا کے بعد یا تمام حضرت قیوم رابع علیہ السلام رضی اللہ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اعلیٰ فرمایا۔ ہر رات عشرت اور تہجد کی نماز کے وقت حضرت قیوم رابع
 حجت اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان سرآمد کا ظہور سمجھا۔

فرمایا جسکا اندھا مال چاہتا ہے اپنی رحمت سے معلوم کرنا ہے اللہ تعالیٰ صاحبِ فضل و عظیم
 ہے نہیں ہے معلوم و اسرار کشف الحقائق مقاماتِ غیرِ مذہب " میں شرح و بسط کے ساتھ کچھ
 لکھیں۔ کلاس کتاب کی تعلیم کا باعث بھی ہی معلوم و اسرار ہوتے ہیں۔
 جب حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کتاب کا مطالعہ کیا تو فرمایا کہ اس
 ایک کلام و معارف بہت ہی عجیب ہیں جو ان کلاس کی نے نہیں دیکھے۔ اللہ تعالیٰ نے
 ہر پرکار کر کے ہیں۔ ان کا کلمہ انہیں ہر حروفِ کلمہ اس نعمت کا شکر یہ بجا لاء کر پڑھنا۔
 حالے نہیں اپنے اپنے جیسے سے ممتاز فرمایا ہے۔ نیز فرمایا کہ کچھ اس کتاب میں مقلات
 قیومیت کے حقائق و معارف ہیں۔ اس واسطے ہم اس کا نام کشف الحقائق مقاماتِ تہذیب
 کہتے ہیں۔ عورت مقلات کی تاویلات اور مشابہات بعض مقلاتِ عیسیٰ علیہ السلام سے بھی بیان
 ہیں۔ چنانچہ جب سے مراد ذاتِ ابدیہ (ظاہر ہونا) سے مراد قدرتِ ملی ہے۔ لقبِ اقام
 ہم سے مراد و المیعنی مدلی ہے۔ جو محبت کے لئے لائے ہیں۔ اسی قیومیت کے بیان
 فرماتے ہیں۔ لیکن ہم یہ کہہ کر ہوا میں سرآمد مقلات کی شان کے لائق نہیں۔ وہی علی
 علی کیا کریں۔ معلوم ہیں۔ اہلینِ حق ہی نہیں۔ گمان اسرار سے واقف ہونے قیوم رابع
 کو ہی نہیں تھا۔ یا جب رسول خدا علیہ السلام علیہ السلام علیہ السلام کے صحابہ کرام تھے۔
 نہیں معتقد کتابا ہے۔ اس وقت کلمات لکھے ہیں۔ اگر کوئی انصاف کی نگاہ سے
 میں دیکھے تو اسے معلوم ہو جائیگا کہ کچھ زیادہ استہانہ بیان کی ہے۔ اور اسرار و
 مقلاتِ شیعہ ذات اور انصاف ذات کے تمام علوم و معارف انہیں سرآمد سے محال کر
 کر دیتے ہیں۔

حضرت قیوم رابع علیہ السلام سلطانِ الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہایت ہرانی سے
 محمد فطیر محمد اسرار کو اعلیٰ علیہ السلام کتاب کو حروفِ مقلات مقلاتِ قیومیت سے سرآمد

بڑے بڑے حیدر علی و حسن و قندلہاں کے مختلف لشکر کر کے منجاب تعجب و انقلاب کی
جلالت کو ظہور کھینچتے تھے۔ اس زمانہ کے سائنس و لاطین کے بلونما سچوں نے آفتاب
کی غلامی کا غاشخہ یہاں سے کھینچ لیا۔ اور ازراست کا پالا کائن میں پٹایا۔

از جنہو فیہ او مضت استلیم
جنہو ہر سوز و سخت و دہشیم

زمانہ ہر کے بڑے بڑے اولیا،
زمانہ کے شعلہ حضرت مجدد کی خدمت میں | حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی خدمت کو پہلے دیکھ کر کے پورے پورے قرب کا موجب سمجھتے تھے اور تمام جہان کے
چھوٹے چھوٹے بیعت و شریعت بادشاہ و تمام چاروں طرف سے اس طرح آفتاب کی
خدمت میں حاضر ہوتے۔ جیسے پورے شمع پر نکل ہوتے ہیں۔ کیونکہ آفتاب امت محمدی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام گدشتہ و آئندہ اولیاء میں سے افضل تھے۔ اور تمام
اہل جہان مشرق سے مغرب اور مغرب سے شمال تک رقی، روضی، بحر، شفا، سالک و کمال
باطنی ترقی، ہدایت و فہدیان و ولایت، ایمان، اللہ تعالیٰ کی طرح کی نعمتیں فیض و
ہدایت و غیرہ وغیرہ سب کا حاصل کرنا حضرت محمد کے طفیل اور دیکھنے سے یہ عینہ تھا۔
آفتاب کا افادہ آپ کی توجہ کا مستحق نہیں اور افادہ سے لے آفتاب کے ارادہ کی ضرورت
نہیں۔ بلکہ اس طرح اور چاند کی روشنی کی طرح خود بخود قفیل کے طور پر موجودی کی ہر ایک
چیز پر چمک رہے ہیں۔ جناب کے طفیل ہزار ہزار افراد و درجے سے غفلت سے نکل کر
ساحل برادر ہو بیٹھے۔ اور آفتاب کی کعبہ سے گرجی کے جنگل کے بنے شمار گرجہ و
گورہ شاہراہ ہدایت پر آئے۔ ہر روز ہر درجہ آدمی و نبی و انما تک کے آفتاب کے عریہ
ہوتے تھے۔ اور آفتاب کی ایک ہی فوج باطنی سے تقلید کا لباس انارک پر پائے عین سے
مشرف ہوتے اور ولایت کی فائز سے لقمہ ابد ہوتا ہے اکل حاصل کیا کرتے تھے۔ اور ہر درکار

کے امتثال قرب سے ہیں سے اور وہم و خیال میں بھی نہیں آسکتا اور جسے آئندہ اور گدشتہ
اولیا میں سے کسی نے حاصل نہیں کیا مشرف ہوتے تھے۔ جب ان لوگوں نے حضرت مجدد کا
تعریف اپنے آپ میں افادہ کیا تو آفتاب کی صحبت و معنی کے عاشق بن گئے۔ آپ کے
حضور میں گویا ان کی کھینچی ہوئی، خروقی، درلوب و اندک سے نفس و یاد کی طرح فور
گھرنے لگے۔ جب تک ان میں بربط رب العالی نہ خطاب نہ تھا کسی کی زبان نہ نکلتی
آفتاب کی مجلس کی عظمت اور وہب کے بہشتان میں کسی امیر و وزیر بادشاہ، قہر خاقان
و جان و غیرہ کو بات کر کے کی عقل نہ تھی، بلکہ ایک دوسرے سے ہمت جیت کر کسی کی جڑ
نہ ہوتی تھی۔ جب حضرت محمد ان کی طرف رخ فرماتے تو یہ لبتے بہت خود بخود جاتے کہ ان
سے جواب تک نہ دیا جاتا۔ اگر چاہتے تو فی الفور کھڑے ہو جاتے۔ اور آفتاب کے
انصاف میں جھکتے۔ اور جب تک آفتاب بھر بیٹھنے کے نہ فرماتے۔ بدستور جھکے رہتے
اور جب جب حکم بیٹھتے تو آفتاب کہا کہ ان قبیلہ ادیب کی غرض میں اعجازت کسی کو بیٹھنے
کی حرکت نہ ہوتی۔ آفتاب عالم پرہیزی اللہ تعالیٰ عنہ تھا جس طرف کر کے لوگ مل گئے
اور حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں وصل اولیٰ اور خدمت کو کھانا تھے۔ تو کئی وقت
چاہیں صرف اسی پر گفتاری جاتی ہے۔

نور علیہ کو اہل اولیاء و طالبان مولا۔ نور علیہ
کامران وقت کا بے مثال اجتماع
اور جن پرستوں کا ایسا مجمع جناب پیغمبر خدا صلی
اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے ہمد سے کہ نہ آج تک جہان میں پیدا اور آئندہ قیامت
تک ہوگا جو طالبان حق حضرت قیوم اول محمد العنب ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت
میں تھے جو شخص نہیں سمجھتا، سمجھتا نہیں۔ ہاں خدا کا ایک ظلم کتبہ ہو۔ بکا ہ
اشنا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک مرتبہ کہنے کے علاوہ دے کر دور و نزدیک
کے شہروں اور ملکوں میں بھیج دیا تھا۔ جس کی کرب و غم و ماوراء النہر بیٹوں اور شہرستان

میں سے کوئی ایسا عارضہ نہ تھا۔ جو آفتاب کے شعلہ سے غالی ہو گیا ہو۔ اور گولونا در مندرجہ
کے صوبوں میں سے کوئی قبیلہ نہیں دیکھی جہاں آفتاب نے اپنے مخصوص احباب اور مریضوں کو
خلافت دے کر مقرر فرمایا ہو۔ آفتاب کے ہر ایک خلیفہ نے اپنے اپنے مقام کو عقیدہ
مٹا کر کے ہر سہ استغناء سے مرعہ چھوڑ کر حق کی نیچ و نیل کا غنڈہ اور اور کا ملنہ
باندھ کر کے دین مبین کا سچا گمراہ کیا ہوا تھا۔ چنانچہ بیچ اور بدعنوانی کے تحت نشین باہر
ایران و فلان کے حاکم و ظہر و جان مبر کے بادشاہ و ولایت اور شہروں کو ہدایت و فرائض
کی علامت نشان آستان کی نمک پر سجھہ کرنے ہوئے۔ نہایت گدزو اور بدردم غایت منہا
سے چٹائی گھسکر دونوں جہان کی رعادت حاصل کرتے تھے۔ اپنی نیا زمینی اور اڑت
کے بارے میں عرضیاں مدعہ مخوض اور بدلوں کے حضرت فہیم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی
خدمت میں ارسال کرتے۔ اور آفتاب حضرت محمد کی عنایت و مہربانی کے بموجب ہوتے۔

اسی سال مشیخ
مشیخ بریل الدین جہا نگیر کے لشکر کے رہنما بنے | بریل الدین رحمہ اللہ غازی
کو جو آفتاب کے مخصوص شغاف میں سے تھے۔ سلطان مندرجہ بالا کے لشکر کی خلافت
دے کر حضرت محمد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مقرر فرمایا۔ آپ کے لشکر کی جہم پرستی
کو جب سلطان جمال الدین گہرا دھلی فی اندر ہوا۔ تو ارباب سلطنت نے اس کے بیٹے جہا
لوخت پر بٹھایا۔ اس نے بھی ابتدا میں آپ کی طرح اپنے آپ کو خلافت سے سہہ کرنا
شروع کر دیا تھا۔ اور اپنے باپ کی دوسری رسم یا طر کو رواج دیا۔ اس کا وزیر
اعظم اور دیکھن طبع بھی دین مبین کا بڑا بھاری دشمن تھا۔ سلطان کے مزاج میں ولوی
خلط غالب تھی۔ اس واسطے جو کچھ چاہتے تھے۔ اسی پرستہ دھلی کر دیتے۔ اگر بادشاہ کے
سنے پر سلمان رعایا خوشیاں منائی تھیں۔ کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے میری غلبہ فر سے دینی کلائی۔
لیکن جب کہیں کہ وہ باریک حادثہ بکھرتا ہے تو بہت گہرا اسے اور حضرت فہیم اول صمد

الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نصرت میں آکر تھوڑا سا ہی کی اور غلبہ کفر کے دھبہ کے
سے فوج بیچ کی دیکھناست کی۔ حضرت ہندو نے فرمایا کہ حسب تک ہم اپنے آپ پر
تکلیف کیا کرنا کر رہے تھے۔ مگر خدا اس بدست خدا ہی نہیں پائے گی۔ بعد ازاں مشیخ
بریل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کو خلافت عنایت کر کے جہا نگیر کے لشکر میں بھیج دیا۔ حضرت
کے وقت مشیخ صاحب کو فرمایا کہ نہیں شاہی فوج میں قبولیت عامہ نصیب ہوگی۔
اگر کسی باعث سے تکلیف جی پیچھے تو مستقل مزاج رہنا اور بیماری امانت کے بہرہ ور
سے حرکت نہ کرنا۔ اگر مستقل مزاج نہ رہے تو خود بھی تکلیف اٹھانے کے اور بھی بھی تکلیف
ہوگی۔ فی الواقع بادشاہ کے لشکر میں مشیخ صاحب کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ اگر اذکار
سلطنت نے مشیخ سے جہج کیا اور لشکر کے ہزار پر آدمی مر چکے اور ہر روز اس قدر
جہج ہوتا کہ بڑے بڑے امیروں کو بڑی شکل سے مشیخ صاحب کی زیارت نصیب ہوئی۔
آفتاب کے خلاف حسرت اور حسد کی آگ میں جلنے لگے۔ اسی زمانہ میں مشیخ صاحب نے
ایک فتاح کے لئے اصف جاہ و مر کے باپ احمد اللہ زکی کی طرف سفارشی کی۔ لیکن
آفتاب کو کچھ نیچے اور علمیا دے تھے۔ جیسے کوئی اوشے دوست کی طرف گھٹا ہے لیکن اس
نے مشیخ صاحب کے لحاظ سے اس محتاج کی ضرورت کو پورا کر دیا۔ اتفاق سے اسی وقت
اصف جاہ اپنے والد کے پاس آگیا۔ اس نے مشیخ صاحب کا رخسار دیکھا کہ پرکھا۔ تو پوچھا یہ
کون ہے۔ جو میں اس طرح کے دعویٰ آفتاب سے یا کر رہا ہے۔ حاضرین میں سے ایک
نے بتایا کہ مشیخ بریل الدین نے لکھا ہے۔ پھر پوچھا یہ کبھی کام مر ہے یا اس نے کہا
حضرت ہندو الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مر ہے۔ حضرت ہندو رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کا ام باک سکن کو سنا ہے کہ اس کی طرح بیچ آفتاب کھاتے تھا۔ اور اس کے دل و غ سے
آگ کا دھواں نکلتا۔ اس سے پیش تر جو اسے حضور سے شفقت بخشی تھی۔ کہ بونکر وہ
خود دین مبین کا دشمن تھا۔ اور آفتاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روز بروز دین مبین کو

زلیبہ وزلیبہ حاصل ہوئی تھی۔ اس سے مولوی باگرس نے بادشاہ کو کہا کہ جو کل شہر سرشاہ میں حضرت شیخ احمد قزلباشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک لاکھ جوارہ فربہ پیش چلی گئے، وہ جوارہ ہیں۔ دوسری طرف ایران، تورمان اور پنجشال کے بادشاہ ان کے بہتے لیاؤ منہ اور مرید ہیں، چاہے ان کا ایک فیصد شہنشاہی لشکر میں بھی لکھ کر رہا نہ۔ انہیں کے نام ازبکین غنٹ اس کے مرید ہیں شیخ صاحبہ حضرت حمزہ (غنائی) کے دربار میں غنٹ کی کہ اس ہے اگر تاج لکھ کر نہ جانتے تو ایک اشارے سے یہاں قدر تو بھی اٹھنے کر کے ہیں کہ باغی اور حال کسی کو بادشاہ سے دانگھا کیا ہو، اس طرح شاہ اسماعیل پہلے خیرشاہ اس نے بھی مریدوں کو ہی جمع کر کے بارہ ہزار سوار کا قافلہ لے کر کے غنٹ لیلین پر قبضہ کر لیا تھا، جب شیخ صاحب اس قدر فائدہ دیکھ کر لیلین کے گزشتوں اس کے مقابلے طلب فرما لیے تو پھر لیلین کیا جانے لگا۔ بہتر ہے کہ اس کا اندازہ پہلے ہی کر لیا جائے۔ اس کے لئے سب سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ شیخ بایق التوبہ صاحب کے چوغلیہ شہنشاہی لشکر میں ہیں اور ان کے پاس جو لوگ جانتے ہیں انہیں غنٹوں روک دیا جائے کہ وہ شیخ بایق التوبہ سے اور فربہ نہ رکھیں۔ بعد ازاں شیخ صاحب (حضرت حمزہ وغنائی) کو بار کا مریض کر دیا جائے۔ اگر فراموش ہوئے تو یہ سچا ہے کہ قید کر دیا جائے۔

جہاں کہ آصف جہاں کی پاستیں انگیا اسٹن کر ڈرا اور محرم باد کہاند کوئی ٹھنسی سیٹھی
بدیع الدین سے مدد فرما کر سے یہ حکم سن کر بھٹی منجھت لا اعتقاد آندو رفت سے
لک گئے کوئی غصہ طور پر آئے جاتے رہے۔ اور بعض واضح واقعات و حلائیہ کا کشف
شیخ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے۔ ان دن رات چرنا کے پاس حضرت
قدیم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر ہوتے لگے۔ تمام گلی کوچے، بازاروں، گاؤں، شہروں
کا تمام لوگ محرم و سہیل گماچیا جی ہو گیا۔ بادشاہ نے جاسوس مخبر کر کے جو خبر

حضرت محمد اور ایک کے غلام کی خبر پہنچا کر حضرت قتیبہ کے بعض ملاک عداوت
جنہیں عام لوگ نہیں سمجھ سکتے تھے کشمیر پہنچا دیئے ان عداوت کو بیان کرے۔ دین مہمان
کے بعض دشمنوں نے ان عداوت کو بدوشاہ سے اس طرح بیان کیا کہ شیخ صاحب حضرت
ابو العباس ثانی اپنے کپ کو بیاد رو کر جاتا ہے۔ اور اپنے مریدوں کو جناب سے بوجھنا
سے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صاحب کرام کے برابر کرتے ہے۔ اس واسطے یہ کہنے اور دشمن
ان فتنہ مند کے ہرے میں دایہ سبایہ بائیں کرنا تھا۔ لشکر میں سے جو شخص بدیع الدین
کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ وہ اور عجب شایہ ہوتا شیخ صاحب کو گویا بدیع مانع فرماتے
کہ میرے پاس کم اکرا کر۔ میرے پاس سے کہیں تک نہیں بھیجی ہے۔ اس پر مقرر شیخ بھیج دیتا
صاحب نے نہایت بڑبڑائی کے ساتھ ہی ایک عرض حضرت قیوم ابن ابو العباس ثانی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کی خدمت میں کہی۔ جس میں سالہا اجراء عرض کرنے کے بعد افتاس کی کہ مجھ سے
گورائے ہمارے ہوں۔ اس کے جواب میں حضرت امجد نے شیخ صاحب کو ہمت نہ ملے اور وہ اس
دباؤ مستحق مزاج رہنے کی سخت تاکید فرمائی۔ اور فرمایا کہ میرے ملک بغیر ثانی کی فکر سے نہ
بنا۔ خواہ کسی قسم کی تبلیغی نہ کیوں نہ پہنچے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کوئی حکم نہ
ہوگا اور میرا کرامت کی ہمت نہ کھائے۔ سو کرامت کے لئے غفلت و سہ۔ ان شاء اللہ تعالیٰ
غفریب ان کا اظہار ہوگا۔ واثقی اس کے بعد شیخ صاحب سے بہت کرامت ظاہر
ہوئیں۔ چنانچہ ایک روز کوئی بہر شیخ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو شیخ صاحب نے
اسے فرمایا کہ اس لحاظ و فساد کو کسی طرح فرو کر۔ اس میں بھت بگشت نہ دوگا۔ نہ کھا
مجھ سے یہ امید نہ رکھو جو ناقابل بیان بات ہوگی۔ جس جنیل کے طور پر اچھی جا کر بدوشاہ
سے کہوں کہ شیخ صاحب نے سخت ناراض ہو کر فرمایا کہ اگر تم اپنے دوستوں میں
پہنچے نہیں اور حضرت محمد العباس ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بدوشاہ (الشیہ) میں اس قریب حاضر ہے
جس کا یہ کہنا بل کرے ہیں تو اللہ تعالیٰ تجھے مری بابت کرنے کی مہلت ہی نہ دے۔ تم

حضرت مجدد الف ثانی کو جہانگیر کے دربار میں طلب کیا گیا

[illegible]

جہانگیر کے دربار کی سیاسی تدابیر | اسے جہانگیر حضرت قدیم اول محمد الف ثانی
دعویٰ تھا کہ خانی غزنی کی طرف سے حضرت بدلتون جو گیارہویں صدی کے پچھلے سالوں میں پیدا ہوئے۔ اور
ذریعہ تہذیب و تمدن اور مہینوں کی دراست اس کی فکر میں تھا کہ اگرچہ جہانگیر محمد الف ثانی
دعویٰ تھا کہ خانی غزنی کو کس قسم کی ملکیت میں پناہ ملی جانتے۔ ایک روز تمام خانوں نے قلعہ
میں بادشاہ کے دربار میں بیٹھ کر پیش کی کہ ایک ملک جو آج بھیج کر اپنا ملک شیخ صاحب
اور محمد یوں کے محل کو دینا چاہتے۔ وزیر نے کہہ دیا کہ یہودی تدبیر ہے کہ کٹر لشکر اور
فوج کے بہت سے اہلکشمش مجتہد الف ثانی نے رضائے خانی غزنی کے غریب ہیں اور
روز روز بہاری خبروں کی جستجو کر رہے ہیں۔ اور فوج شاہی کا اگرچہ جہانگیر کے علم
میں ہے۔ اگرچہ شیخ صاحب کے لشکر کے لئے مقرر بھی کریں۔ تو انہیں اس امر
میں اطلاع ہوگی۔ تو فوج کے سپہ سالار بادشاہ کو دیں گے۔ اور فساد برپا کریں گے
میں سے تمام ملک شمس و دوسری نعل اور فساد برپا ہو جائے گا۔ خطروں سے بعض کی یہ رائے
کوئی کہ نہیں ہندوستان سے نکال دینا چاہیے۔ وزیر نے کہا۔ یہ تدبیر بھی درست نہیں۔
لیکن شیخ صاحب کی زبان میں خوش بانی اور دہائی اس قدر ہے کہ جہانگیر میں جانتے
تاکہ لوگوں کے غیبت و فریب نہ ملتا ہے۔ اور اس وقت دنیا کے اکثر بادشاہان
کے سر میں ہیں۔ اور ان کے خلفائے تمام جہان میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اور ہزار ہا ان کے طرفدار
میں داخل ہیں۔ جب وہ دیکھیں گے کہ ہم نے ان کے پیشوا کو ملک بدر کیا ہے۔ تو ضرور
ہم سے بدلہ لینے کے لئے کہہ رہے ہوں گے۔ اور توہان و خراسان کے بادشاہ جو
ان کے سر میں ہیں۔ وہاں پہلے شیخ کے چنگاں ان کے لئے عزت و باغ و آلودہ کھڑے
ہوں گے۔ اور ہندوستان کے امیر بھی باقی ہو کر ان سے بل جائیں گے۔ اور تمام جہان
میں دشمنی کے پر کھسب ہو جائیگا۔ اس وقت بڑی مشکل ہوگی۔ اور ہندوستان و اور کے

جاری رہا کہ تم فوراً اپنے اپنے علاقے میں چلے جاؤ۔ چنانچہ خان خاں کو دکن، سید صدر
جہاں کو مشرقی مالک، خان جہاں لودی کو ملک مالوہ، خان مظفر کو گجرات، اور رہما بہت
خان کو کابل کا حاکم مقرر کر کے بھیج دیا۔ غرضیکہ ہر ایک کو کسی نہ کسی علاقے کا سردار کر کے
روا کر دیا۔ جب یہ اپنے اپنے علاقوں میں پہنچ گئے تو بادشاہ نے حضرت قیدم اول
مہندو العت ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک خوش بھیج کر کہیں چاہیے اور جناب
کے شعلہ کی زیارت کا ارشاد کیا ہے۔ امید ہے کہ جناب قدم فرما کر عنون احسان اور
اپنے دیراز فرشتہ آثار سے شکور فرمائیں گے۔ اور ساتھ ہی ایک حکم مرشد کے حکام کے نام
لکھا کہ جس طرح جو سیکے شیخ صاحب کو یہاں جموا دو۔

دفعہ ہفتم صفحہ مایعہ سے لگے، دولہاں لودی، زمیندار جہاں، سید صدر جہاں، سکندر خان لودی
اسم خان، قائم خان، بیہاوی خان، مہین خان اور رضی خان کے احکام کے مطابق ہر کسی کو ہر حال میں
ہیں۔ ان حضرت کے ہم آہ کے مکتوبات میں اسلام کی دہر مانی مستثنیٰ کے احکامات، فرمایا جیلے اسلام کے
مٹنے نہیں دے اور اپنی دینی زادہ داروں کے نبوی کریم اور دین اسلام کی برتری کے لئے تمام کو پس
پہنہ اور الفاظ میں گوارہ کیا۔ آپ سے یہ بارہا ان حضرت کو آکا کہ کہ وہ اپنے حضرات میں خالص اسلام
کے احیاء کے لئے تمام کریں۔ اور جہاں تک ممکن ہو چاہیں گے وہی کر دیں کہ وہ بے دینی جو مانت کو
ٹکاس کر دے۔

سکتا ثانی میں حضرت محمد العت ثانی کے ایک شخصیت شیخ فرید خان رضی عنہ کے نام موجود ہیں میں
میں آپ سے جہاں کی خدمت میں پہلے ہر وقت کہہ رہے تھے اسلامی رومات سے ملنے کی کوشش کرتے ہر روز
دعا اور پڑھتے آپ سے دوسرے ارادہ کو بھی نہایت، کیجئے، کھتہ جہاں نے ان تمام حضرات کے لئے شاہی
وہاں مہار کو دے دیے۔ گو وہ باطل و کفر سے دور مقامات پر تھیں کہے جاتے تاکہ حضرت محمدی
گرفتاری پر ہر لوگ دارالاسلامت میں پہنچا کر دے کرے پائیں۔

حضرت مجاہد العت ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہ خط پہنچے ہی سفر کے اسباب کی تیاری کرنے
لگے۔ اور اپنے فرزندوں حضرت خید ثانی معصوم رضی اللہ عنہ، ابو الفتح رضی اللہ عنہ، علی اعجاز اور حضرت
فرزاد احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چاروں طرف پر پاؤں میں بھیج دیا۔ کہ جس جگہ بادشاہی کہیں
مٹے تاکہ کسی قتل کی کہ آپ اپنے متعلقہ میں سے کوئی شخص بھی شہر میں نہ چھوڑیں۔ لیکن
حضرت مجاہد نے فرزندوں کو ساتھ لے جانے میں مصمت نہ سمجھی۔ حضرت کے دست اعلیٰ
جہاں اور دوسرے آدمیوں کے گھبراہٹ اور بے چینی ظاہر کی۔ لیکن انجناب نے سب کو
آسودہ دی اور مصیبت کی کسر و تحمل سے کام لینا۔ اور فرما کر صرف ایک سال یہ کلیف
چھو کر دے گی۔ بعد ازاں یہ ششہ آرام سے بدل جائے گی۔ تم لوگ خاطر جمع رکھو پھر
مرد و عیال کو حضرت فرما کر اپنے حرفہ پانچ مریوں کو ملا کر انجناب کے شعلہ ایک
جزا چھ سو سٹے سے کر دیں۔ رفا نہ ہوتے۔ بادشاہ نے صاحب انجناب کی آشریف کھدی
کی فرستائی۔ تو اپنے تمام ارادہ کو حضرت مجاہد کے استقبال کے واسطے بھیجا۔ اور اپنے
خاص شیعہ کے پاس انجناب کی خاطر غیر نصیب کر دیا۔ اور شعلہ اور مریوں کے لئے بھی
لگے۔ انکے نیچے گواہے۔ ورنہ پھر یہ بادشاہ اور انجناب کی ملاقات کا وقت مقرر

علی ابن دین جہاں گاہ کہ وزیر اعظم میں نے حضرت مجاہد کے خلاف دربار میں سازش اور کذب بیانی
سے کہ آپ کو قید کر لیا تھا نہ جانا۔ کہتے جہاں سے خدایہ خاصا وسیع اسلاف اور مصلحتاً بعض
ہو اس کے اندر اور مزینات کا رنگا۔ نور محمد میں جہاں گاہ کہ بیانی قتل جہاں کی مکرانہ کارناموں
حضرت علی کا والد اور شاہنشاہ جہاں گاہ کہ وزیر احمد خاص احش جہاں کی (اور) کا سپہ سالار تھا جہاں
نے اسے نفع نہایت سے ترغیب کر کے کہہ دیا کہ میں جہاں اور خلیفہ غفران گھر نہ جانا تھا۔ بعض
اگرچہ چین۔ ویر و جہاں حسین علی گڑھ میں کہہ دے کہ اسے حضرت مجاہد العت ثانی سے کمال دشمنی
تھی اور وہ اس دشمنی بغیر کسی دیکھ نہیں کرے گی۔ اسباب ہو گی۔ اسے جہاں گاہ کہ بیانی
و بعض شعلہ کے مصلحتاً

جس وقت ملازم چوتھا تھا اس وقت سچ نمدا پر طرح طرح کے ظلم و ظلم کرتا اور ظالمانہ انتقام
 نافذ کرتا۔ جب انجناب طرین فرما ہوئے اس وقت بادشاہ اتالیق کے تخت پر بیٹھ کر
 اٹا سر یکھا اور علی کا دم مار رہا تھا اس وقت ہوائے دیکھتا سپرد کرتا لیکن حضرت تعلیم
 اقول مجدد العتباتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی قسم کا ادب بجا نہ آئے یعنی کو سلام علیک یہی
 نہ کیا۔ دوسرے امیر بھی کاب بادشاہ ضرور انجناب کے قتل کا حکم دے گا کیونکہ اس کی
 عادت تھی پورے اس ادب میں سر مشرق فریق کرتا اسی وقت اسے قتل کروا دیا۔ انجناب کے
 خلیفہ اور مریدوں نے تعالیٰ جوتی تھی کہ اگر خدا نخواستہ انجناب کو تکلیف پہنچی تو جس طرح
 بھی بن چکے گا۔ ہم بادشاہ اور وزیر کو کہہ دیا میں ہی تعذیب فرما دوں گے لیکن بادشاہ
 انجناب حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احوال کا دنیا بھی معترض نہ ہوا یہ دیکھ کر وزیر
 جہاں وہ گیا پھر دفتر قندہ بری کرنا چاہا۔ چنانچہ بادشاہ کو کہا کہ یہ وہ شخص ہے کہ جو
 اپنے آپ کو تمام انبیاء سے افضل بناتا ہے اس کے جواب میں انجناب حضرت مجدد
 نے فرمایا کہ حضرت علی المرتضیٰ کو اللہ تعالیٰ وحید جو ہر مخلوق سے ان کے پیروں میں
 واقع لوگ انہیں حضرت مسکین اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اشیاء کے بعد تمام حق فروع
 انسان سے افضل ہیں فضیلت دیتے ہیں ہزار سال سے ہم ان پر برکتیں کے منہ پر
 شہادت ہماری جہاں مار رہے ہیں دراصل یہ گالی انجناب نے دے کر کوئی تھی۔ کیونکہ
 وہ بھی شہید تھا اور وہ حضرت مجدد کے معترف رسالہ شیعہ کا مطالعہ کر چکا تھا۔ دراصل
 وزیر کو جو انجناب سے دشمنی ہوئی اس کا ہمت دسی رسالہ مفا بعد ازاں انجناب
 نے فرمایا کہ میرے نزدیک تو ایک ادب کا سرگشاہ کبیرہ کی طرح ہے۔ یہی امیری
 بات کیونکہ کہہ سکتا ہوں جو میری کتاب و سنت کے خلاف ہو یعنی میں کس طرح اپنے
 آپ کو انبیاء کے برابر یا ان سے بڑھ کر کہہ سکتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی اکبر ہماریں جو میرے
 حق میں وارد ہوتی ہیں انہیں میں نے حسب قدر اعلیٰ نظر کیا ہے جو میرے شاہینائے

جنس سے ممتاز ہونے کا ذریعہ ہے۔ سوا انبیاء ہمارے اپنے نہیں ہیں۔ یہ بات مغل سلیم
 والا کو کوئی نہیں یاد کرے گا۔ بادشاہ نے کہا۔ والہی ہمارے خیال بھی ایسا ہی تھا کہ آپ علیہ
 ہی بزرگ صالح اور متقی ہیں آپ کے کہوں اہل حق کی مخالفت ظاہر ہوگی جب غیر
 عین اعصاف جاہ نے دیکھا کہ یہ وہی مظلوم ہے چلا۔ تو بادشاہ کو کہا کہ شیخ صاحب کوئی بادشاہ
 سلطنت سبیا نہیں لائے اس پر بادشاہ نے حضرت فریم اول مجدد العتباتی رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ کو کہا کہ آپ کوئی آداب بجا نہیں لائے حضرت مجدد العتباتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 نے فرمایا کہ اب تک میں سوائے خدا اور رسول کے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کسی کا ادب
 بجا نہیں لایا۔ ہمارے دین اسلام کا ایک طریقہ ہے کہ جب ہم فرنگ نہیں ہیں جتنے ہیں تو
 ایک دوسرے کو سلام علیک کہتے ہیں چھکاس اس کی نسبت مجھے معلوم تھا کہ آپ اس کا
 جواب نہیں دیں گے اس واسطے میں نے سلام علیک بھی نہ کی۔ بادشاہ نے کہا۔ مجھے
 سجدہ کہو حضرت مجدد نے سمجھتا ملازم جو کر لایا کہ میں نے سوائے خدا کے کسی کو
 سجدہ کیا ہے اور نہ کرنا گا ایسی بری بات مجھے سمجھ نہ بھی جاتے۔ بادشاہ نے کہا
 مجھے سجدہ کرنا نہیں کرنا گا۔ حضرت مجدد نے فرمایا تم ہرگز ہرگز جسے سجدہ نہیں کروا
 سکتے۔ تاہم عبدالرحمن مفتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو حضرت مجدد کا قدیمی خلع و مہر بہت
 عمل کیا کہ چونکہ جان بچانا فرض ہے اس لئے میں فتویٰ دینا ہوں کہ اس وقت شہید
 گئے سجدہ کرنا ضروری ہے حضرت مجدد نے فرمایا۔ مگر فتویٰ میرے ہے ہے میرے بیٹے
 نہیں ہزار بادشاہ و افسان کے صحابہ نے راہ خدا میں پائے جانے قرآن کریم میں
 بھی ان کی سنت کو حاصل کرنے کے لئے راہ خدا میں جان فدا کیا۔ لیکن سجدہ نہیں کرنا
 پڑ نہیں کرنا گا۔

جب بادشاہ کو معلوم ہو گیا کہ وہ کسی طرح مجھے سجدہ نہیں کرے گا تو کہا ان کا
 سجدہ صرف اتنا ہے کہ ذی سر کو ہم کر دیں باقی آداب میں نے معاف کر دیے کیونکہ

جائے ان سے شرم آتی ہے۔ چونکہ یہ میری زبان سے نکل گیا ہے اس واسطے آدابِ شایعی ضروری ہیں کہ چونکہ ابھی تک سیراکوئی اعظم نما جنہیں حضرت عہدِ الفت ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں اس بات کے لئے کبھی شرم نہیں جھکاؤنگا۔ پادشاہ نے اپنے ہندو خاص افسروں کو کہا کہ شیخ صاحب کے سر کو پھر کڑوا جھکا دو اور پھر انہیں کھینچے اور مال سے کر دھست کر دو کہ پھر دیکھو کہ ان سے شرم آتی ہے۔ بڑے بڑے قوی امثال دس اذیراٹھے۔ اور انہوں نے حضرت عہدِ الفت ثانی سے سر مبارک کو غم کرنا

چاہا۔ برہمچارہ نور مارا کہ قدم سے ختم کریں۔ لیکن میرے ہنر ہنر ہنر۔ حالانکہ انجناب حضرت عہدِ بہت اڑکھ لڑم تھے۔ اور جناب کی گردن مبارک بہت بادیک تھی۔ امر اسے اس قدر زور کیا کہ آئینا ہلکا ہلکا سے ٹھونک بٹھکا۔ لیکن آئینا بک کی نگاہ جو آسمان کی طرف لگی ہوئی تھی۔ اسے نہ بھرا سکے۔ بعد ازاں پادشاہ نے کہا کہ شیخ صاحب کو اس سچے سے دوا دے سے جو پادشاہ کے رو بہ تھا۔ لہذا اس سے گزرتے وقت تو سر ہلکا چلے گئے کہ یہ دروازہ قہر آدم سے چڑھا تھا۔ آئینا بک نے اس دروازہ سے گزرنے کے لئے چلے اپنا قدم مبارک اندر رکھا۔ اور پھر سر کو پھلنی طرف جھکا کر اندر داخل ہوئے۔ جب وہ یہ نے یہ حالت دیکھی تو پادشاہ کو کہہ کر کہ کچھ شیخ صاحب کی اشارہ کرتے ہیں۔ اس اشارے کا مطلب یہ ہے کہ تمہیں مہتاب و نعمت اور سعادت اپنے پاؤں سے پکا مال کروں گا۔ جب آپ کے حضور میں میں نہ گھبر کرتے ہیں۔ تو ان غلہ کو کھینچے ہیں کہ باہر نکل کر کس قہر میں روکھیں۔ بلکہ اس گئے۔ پھر شہ پہلے کہ ملک میں ہزار ہا قلعہ برپا ہو گئے۔ اسی صورت میں علاج مہلک ہو جائے گا۔ دیا مہ تیغ پھر ہاتھ نہیں لگے گا۔ ابھی شیخ صاحب کو قہر کہ لیتا تھا پھر وہ بڑی رعایت اعطاء فرماتے گئے۔ اور بعد میں کچھ پھانا کچھ ملید نہیں ہوگا۔ پادشاہ بھی قہر سے کہنے پر مجبور ہو کر آئینا بک کے جوس کرے پر راضی ہوا۔

ہندوستان کا ایک بڑا اعلیٰ جو بہت حضرت عہد کا ایمان دیکھ کر دربار کا پرست تھا۔ اس میں میں موجود تھا۔ جب بہت مہ راجہ سلطان ہو گیا اس نے حضرت عہد کی انتقامت اور استقلال کا مشاہدہ کیا۔ تو اس کے سینے میں کھڑکی تیر بھی قہر اسلام سے جل گئی اس

حضور عہدِ الفت ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے یہ وقت بڑا دشوار اور کوشش تھا۔ کچھ جاگیر کے دربار میں اور خاص کر یہ دین داروں کی سازش کا مطلب ہو گئی تھی۔ وہ کہہ کہ پادشاہ کے سامنے لاکر دین انہی کی تھلڑا رومات کے سامنے جھٹا چاہتے تھے۔ پادشاہ جو انگریزین جہالت اور شایعہ جہالت سے آہستہ چاہے کہ اشارے پر احکام نافذ کرنا چاہتا تھا۔ حضرت عہد کی آتشگلی چالیں مہلک رہی۔ اور میں گزرتے تھے کہ آپ نے اسلام کی اہل حق پر ایک عہد تک قائم کیا تھا۔ وہ راہی مملہ جامع ہو جھٹلے پھر مختلف غاصب کی بالادستی کو کوکھتا تھا۔ اپنی غصب کی وقت اور یہ پڑی گی بڑی پر آپ کا مہ باکر تھا مگر مشابہت کے خلاف اس کے دھوکے نہ لگاؤی راستہ ہلا۔ آپ نے فرج اور بارگہ انگریزی اسلام پر بندہ حر کو دوست بنایا۔ ان کے افسانہ سازی حیثیت سپہ سالار اور انہیں اپنے سکونت کے ذریعہ دین کی اس پر بندہ کر دیا تھا۔ آج ارا الفضل، فہمی، قہر مبارک اور اکبر کے چہان اعلیٰ کے عہد تیر پر بندہ کرنے والے عمل اور تغیر کو جو عہد تیر لگا کر کہہ کہ ان کی ہلاکی کی بدعت اور رسالت ابھی تک دربار اور ملک میں رائج نہیں۔ آہستہ چاہے جیسے پر کار و دربار اور نور جہاں میں بھی مستحکم عہد تیر ماضی کی راہوں کی حفاظت میں سرگرم نہیں۔ حضرت عہد کے استقلال اور انانیت قہر سے ان باجلی اور لوں کو شک ہر جا دیا۔ املار و بارگہ نہ کہہ کہ باوجود آپ نے سب سے

جائے ان سے شرم آتی ہے۔ چونکہ یہ میری زبان سے نکل گیا ہے اس واسطے آدابِ شایعی ضروری ہیں کہ چونکہ ابھی تک سیراکوئی اعظم نما جنہیں حضرت عہدِ الفت ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں اس بات کے لئے کبھی شرم نہیں جھکاؤنگا۔ پادشاہ نے اپنے ہندو خاص افسروں کو کہا کہ شیخ صاحب کے سر کو پھر کڑوا جھکا دو اور پھر انہیں کھینچے اور مال سے کر دھست کر دو کہ پھر دیکھو کہ ان سے شرم آتی ہے۔ بڑے بڑے قوی امثال دس اذیراٹھے۔ اور انہوں نے حضرت عہدِ الفت ثانی سے سر مبارک کو غم کرنا

چاہا۔ برہمچارہ نور مارا کہ قدم سے ختم کریں۔ لیکن میرے ہنر ہنر ہنر۔ حالانکہ انجناب حضرت عہدِ بہت اڑکھ لڑم تھے۔ اور جناب کی گردن مبارک بہت بادیک تھی۔ امر اسے اس قدر زور کیا کہ آئینا ہلکا ہلکا سے ٹھونک بٹھکا۔ لیکن آئینا بک کی نگاہ جو آسمان کی طرف لگی ہوئی تھی۔ اسے نہ بھرا سکے۔ بعد ازاں پادشاہ نے کہا کہ شیخ صاحب کو اس سچے سے دوا دے سے جو پادشاہ کے رو بہ تھا۔ لہذا اس سے گزرتے وقت تو سر ہلکا چلے گئے کہ یہ دروازہ قہر آدم سے چڑھا تھا۔ آئینا بک نے اس دروازہ سے گزرنے کے لئے چلے اپنا قدم مبارک اندر رکھا۔ اور پھر سر کو پھلنی طرف جھکا کر اندر داخل ہوئے۔ جب وہ یہ نے یہ حالت دیکھی تو پادشاہ کو کہہ کر کہ کچھ شیخ صاحب کی اشارہ کرتے ہیں۔ اس اشارے کا مطلب یہ ہے کہ تمہیں مہتاب و نعمت اور سعادت اپنے پاؤں سے پکا مال کروں گا۔ جب آپ کے حضور میں میں نہ گھبر کرتے ہیں۔ تو ان غلہ کو کھینچے ہیں کہ باہر نکل کر کس قہر میں روکھیں۔ بلکہ اس گئے۔ پھر شہ پہلے کہ ملک میں ہزار ہا قلعہ برپا ہو گئے۔ اسی صورت میں علاج مہلک ہو جائے گا۔ دیا مہ تیغ پھر ہاتھ نہیں لگے گا۔ ابھی شیخ صاحب کو قہر کہ لیتا تھا پھر وہ بڑی رعایت اعطاء فرماتے گئے۔ اور بعد میں کچھ پھانا کچھ ملید نہیں ہوگا۔ پادشاہ بھی قہر سے کہنے پر مجبور ہو کر آئینا بک کے جوس کرے پر راضی ہوا۔

ہندوستان کا ایک بڑا اعلیٰ جو بہت حضرت عہد کا ایمان دیکھ کر دربار کا پرست تھا۔ اس میں میں موجود تھا۔ جب بہت مہ راجہ سلطان ہو گیا اس نے حضرت عہد کی انتقامت اور استقلال کا مشاہدہ کیا۔ تو اس کے سینے میں کھڑکی تیر بھی قہر اسلام سے جل گئی اس

علا گردن نہ بھی حسین کی جہاگیر کے آگے ۵ وہ ہنر میں سہ ماہہ تک لگا پھان

نے وزیر احمد جاہ کو کہا کہ شیخ کو میرے پاس قید کرو۔ وزیر نے جانا کہ چونکہ وہ مخالف
دین اسلام ہے کہ وہ شیخ صاحب سے قید میں ہر اس لوگ کہے اس لئے اسی کے
حوالے کیا۔ جب حضرت مجددی اشد تعالیٰ احمد اس کے قید خانے میں پہنچے تو وہ نہایت تسلیم
و تحکیم سے پیش آیا اور اپنی پاسبانوں کا اور خود مسدود متعلقین کے مرید ہو گیا۔ اور صبح شام
سلاطین، اہل تہذیب اور دوسرے سالکوں کو قیوم دینا بدستور اوقات منقرض پر ہونے لگا۔ اور گرد
گرد وہ لوگ اکوڑ ہوئے گئے اور ارشاد کا ہنگامہ گرم ہوا۔ جب اس امر کی اطلاع
وزیر شیعان نظیر کو ہوئی تو بادشاہ کو کہا کہ قریب ہے کہ کوئی فتنہ برپا ہو۔ شیخ کو کسی
ایسے قلعے میں نظر بند کرنا چاہیے جو مصالحت و مسالمت میں بے نظیر ہو۔ بادشاہ بھی
یہ بات مان گیا اور قلعہ گڑھیادو جو چھانوئی سے چوبیس میل کے فاصلے پر ایک نہایت اونچی
پہاڑی پر واقع تھا اور بند و مستان کے تمام قلعوں سے مضبوط تھا۔ وہاں راقول رات
حضرت مجددی کو مہر شعلہ و دریاؤں کے پہنچا دیا گیا۔ اور وہاں کے نگہبانوں اور پاسبانوں
کو تاکید کروئی کہ کسی کو قلعہ کے اندر جانے کی اجازت نہ دینا اور وہاں تک ممکن ہے
مکان ہو شیخ اور اس کے شاگرد سختی سے رکھو۔ بلکہ درپیشانیوں سے اس بات کے
لئے اپنے ایک رشتہ دار کو نہایت باختم اور شفیق انتخاب کیا۔ قلعہ میں مامور کر دیا۔

حضرت مجدد الف ثانی قلعہ گوانیار میں

جب حضرت تہذیب اول ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قلعہ گوانیار میں پہنچے تو حکم قلعہ
اور پاسبان وزیر اور بادشاہ کے حکم کے مطابق بڑی سختی سے پیش آئے۔ اسی اثنا میں جو
خدا تعالیٰ کے انتخاب کے ہمراہ آئے انہوں نے سخت ناراض ہو کر پاسبانوں کو کہا کہ تم ساری ایسی
تبیہ تم خیال کرتے ہو گے کہ بادشاہ نے ہمیں تلبیہ کہہ کر کہہ دیا ہے۔ یاد رکھو ہم حکم الہی سے
میں آئے ہیں۔ اور ہمارے مد نظر اور کام ہیں۔ یہ کہہ کر اپنے اور قلعہ کی دیوار پر بیٹھے اور
کہنے لگے کہ دیکھو ہم ابھی دیوار چھانڈ جاتے ہیں۔ اسی طرح بعض خلفائے اور کلمتوں
کا افسار کیا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں جھڑک کر فرمایا کہ تم میری نظر ہار
کو مست کی قدرت نہیں۔ جو تم کہنے لگے ہو۔ بات یہ ہے کہ ہم اس جفا کو برداشت کرنے
کے لئے مامور ہیں۔ جب پاسبانوں نے یہ حالت دیکھی تو سب سست پائے اور قلعہ کی اور
حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی مانگی۔ اور عرض کی کہ ہمیں اس معاملہ
کی خبر نہ تھی۔ بعد ازاں وہ سب کے سب مرید ہو گئے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایام حبس میں اشد تعالیٰ کا شکر ادا
تھے اور فرماتے کہ یہ مصیبت ہماری شہادت نفس کا نتیجہ ہے۔ اس سے ہماری باطنی
ترقی اور عروج ہو گا۔ قلعہ والوں میں سے ایک نے قید کی وجہ دریافت کی تو حضرت
مجدد نے فرمایا کہ تباری شامت اعمال اور یہ آیت پڑھی۔ قاتل صواب کھون بہ جبینہ

قیما کسٹنڈنٹ ایسٹنڈنٹ جو کچھ تھا تو اسے باعینوں نے لٹکا دیا اس کی وجہ سے فرما کر
میں نہیں نازل ہوتی ہیں۔ یہ قصہ درمحل کی دہرا خیمہ بپو پو سے طور پر غالب آتی
اور دوستوں کو بھی فرماتے تھے کہ تم کہہ کر عمل کو خود پسندی اس طرح ملایا کہ
دین ہے جیسے کڑی کو لگ۔ جن دنوں آئینہ بظن نظر بند تھے تو حضرت محمدؐ اور آپؐ
کے دو فرزندوں کے ساتھ تمام سالوں اور اولیاء اللہ کی باطنی ترقی مسدود ہو کر رہ گئی
حضرت محمدؐ اعلیٰ ثانی یعنی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخالفت آپؐ کے نظریہ پر نہیں
بجائے تھے جوئی کا اظہار کرتے اور حضرت محمدؐ کے حق میں طعن و ملامت کرتے تھے چنانچہ
انہیں دنوں آئینہ بظن کے ایک صاحب نے آپؐ کی خدمت میں ایک خط لکھا کہ ارسا
کی پس میں تعلق حاصل باطنی اور علامت خلق کی شکایت درج مکتی حضرت محمدؐ نے اس کے
جواب میں یہ لکھا۔

”الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَنَحْمَدُهُ بِمَا عَلَّمَنَا بِهِ عِلْمًا وَبِمَا عَلَّمَنَا بِهِ عِلْمًا
عالم لوگوں کی ملامت اور جفا کی داستان ہے۔ چنانچہ ان لوگوں کا مخلص خیال ہی خیال
ہے اور ان کے دلوں کے نگار کے لئے مصغر ہے۔ یہ تعجب نہ کہ وہ رش کا باعث بن گیا
ہونا چاہیے۔ جیسے اس قصہ میں بھی لکھا۔ نو مزور شروع میں اس معلوم ہونا تھا کہ کثیر
اور گواہ کے لوگوں کی ملامت کو لڑائی فضا میں پس پٹ کر پے در پے جیسے جیسے
اور کام لیتی ہے بلندی کو پہنچ رہا ہے میں نے کئی سال جہاں تربیت میں بسر کیے اور
کئی منزلیں طے کیں۔ اب جہاں تربیت کی فہم آئی۔ تاکہ میں اس کی منزلیں بھی طے
کروں تو میرے لئے ضروری ہوا کہ صبر کیا بکری کا اشتیاق کروں اور جہاں جہاں بظن
کو کیا خیال کروں آپؐ سے جو یہ کھلے کہ جب سے نظر بندی وقوع میں آئی ہے
نہ ذوق رہا نہ حال ہمزوی تو یہ تھا کہ وہ حق اور حال پہلے کی نسبت دگنا ہو گا۔ کیونکہ جو
کی جفا اس کی وفائی نسبت زیادہ لذت بخش ہوتی ہے۔ آپؐ سے تو عامانہ رنگ ہیں

ہمت کی ہے۔ اور محبت ذاتیہ سے دور جا پڑے ہو جہاں کی قدر بہ نسبت جمال کے
زیادہ ہوتی ہے۔ اور اللہ کے بندے تکلیف کو راحت سے بہتر تصور کرتے ہیں۔
کیونکہ جمال اور انعام میں محبوب کی مراد کے ساتھ اپنی مراد بھی ملی ہوتی ہے۔ اور جہاں
اور تکلیف میں خالص محبوب کی مراد ہوتی ہے۔ جو محبوب کی مراد کے خلاف ہوتی ہے
میں اس پر جو وقتہ اور حال وارد ہے۔ وہ سابقہ وقت اور حال سے مخالفت اور اعلیٰ
ہے۔ ان دونوں میں بڑا بھاری فرق ہے۔

قیمہ و بندگی عظمتیں
قیمہ کے دلوں میں ایک تکت ہے حضرت لبر و اعانت ثانی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میر محمد نعمانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف
ارسال فرمایا تھا۔ وہ یہ ہے۔

”اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَنَحْمَدُهُ بِمَا عَلَّمَنَا بِهِ عِلْمًا وَبِمَا عَلَّمَنَا بِهِ عِلْمًا
اگر میں غائب الہی سے دشمنی نہ تھا تو اللہ تعالیٰ کے غضب اور جہاں کی صورت میں میں
ہوتی، قید غلامی میں نظر بند نہ ہوتا۔ تو ایمان شہودی کے سنگ کو پے سے کبھی نہ
گور نہ تھا۔ ظلال خیال و مثال کے کچوں سے نہ نکلتا۔ ایمان یا غضب کی شہادہ میں مطلق
الغنا نہ ہوتا۔ آئینہ بظن سے غضب سے، میں سے علم میں۔ اور پورے طور پر جہاں
کو نہ تھا۔ دوسروں کے قبول کو ہر اندازہ نہروں کو غضب بڑے کامل فوق اور جہاں
سے حاصل نہ کرتا۔ جسے ٹھکی دینے ناموس کے خوش گوار شربت اور خوشامی و رسوائی کے
موسے دار میں نہ چھٹا۔ خلقت کی علامت وطن کے جمال کا لطف نہ اٹھاتا۔ لوگوں کی
جہاں بظن کی جس سے محفوظ نہ ہوتا۔ اور موسے کی طرح خصال کے ذخیر میں بکری کا شکار
ارادہ و اختیار نہ کرتا۔ اور آفاق و انفس کے سرسبز اور آفرینہ انظار، انابستہ و اشتیاق
فل اور احساس کی حقیقت کو حاصل نہ کرتا۔ اور اللہ تعالیٰ کی پے پر ادائیگی کے منظر پر
قنطاس کو چھوٹات اور کبریا کی پے پر ادائیگی کے منظر پر۔ نہ دیکھ سکتا۔ اور اپنے

کپ کو ایک نور و ذلیل، بے اعتبار ہے ہر جہے اقتدار، خارج اور مغفرت معلوم نہ کر سکا۔ "وَمَا أَجِبْكَ فِی شَیْءٍ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِیْمُ" اور میں اپنے آپ کو پاک باز نہیں کہتا ترقی و ترقی سے عقیدہ نہ رکھتا۔ "فصل برائی کا نشانہ ہے کہ جو کچھ کام میرے رہنے سے بیشک میرا رہت ہے جیسے والا میری اگر اس پر ہیبت کے گھر قدید خانہ میں اللہ تعالیٰ کا فضل محض منور فیوض اراوت اور پہلے درجے عظیمات و انعامات اس سکین شکستہ بال کے شامل حال نہ ہوتے۔ تو قرب تھا کہ میں نا امید ہو جاتا، لیکن اللہ تعالیٰ کا مشرک ہے۔ کہ میں نے مجھے مصائب کی برکات سے آگاہ سے رکھا، جنہا کے وقت مجھے عزت سے رکھا، فضل کی عانت میں مجھ سے بیک کی، اور غصہ بھر، رنج اور تکلیف کے وقت شکر کی توفیق دی، اور مجھے انبیاء کی متابعت پر ثابت قدم رکھا اور مجھے اولیاء و صلحا کے آثار اور ان کی محبت پر قائم رکھا، اللہ تعالیٰ کا درود اور سلام انبیاء علیہم السلام پر ہو۔

انہیں دونوں انجانب کے خلفاء اور مرید اور اہل و عیال بہت گھبراتے کہ اس منظر بندی سے انجانب کی کب رہائی ہوئی، جب ان کی گھبراہٹ اور پریشانی میں سے بڑھ گئی، تو حضرت قیوم اقل مجدد العنبتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی تسلی و تسکین کے لئے پیغام بھیجا کہ خاطر جمع رکھو جس کام کے لئے میں نے اس قید کو اختیار کیا، اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اسے نکل کر دیا ہے، اب مجھے جلد ہی اس قید سے رہائی ہوگی، لوگوں نے یہ خوش خبریاں سن کر بہت خوشیاں منائیں۔

اسی سال انجانب کے مرید غلام شیع احمد مدنی کا وصال ہو گیا، جب اس کی اطلاع انجانب کو ہوئی، تو بہت افسوس کیا اور غم اٹھایا۔

میر سید احمد علی رحمۃ اللہ علیہ انجانب حضرت مجدد العنبتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقبول خلیفہ تھے فرماتے ہیں کہ جن دنوں بادشاہ نے انجانب کو تکلیف دی

اگر دیا کے علم میں قید کر دیا، ان دنوں میں کوئی نہ تھا، مجھے اس معاملے کی کوئی خبر تھی، میں نے اپنا کہنا کہ جہاں بادشاہ نے انجانب حضرت مجدد العنبتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زبردستی بنا کر شہید کر دیا ہے، اس وحشت از غیر کو سن کر میں بہت گھبراتا، میران و پریشان ہو کر رہ گیا، بازار میں تیار کر معلوم کروں، یہ خبر سچ ہے یا جھوٹ۔

جما کر بازار کے ایک کونے میں چند سوداگر بنی کے آڑے ہوئے ہیں، میں ان کے پاس اور سلام کر کے بیٹھ گیا، ان میں سے ایک نے میرے اچھے و خلیق دیکھ کر دھڑکھڑکے ہوئے، وہ وحشت ناکھ و نٹائی، اس نے پڑو در دل سے آہ سرد بھری اور اس کے چہرے کا رنگ بدل گیا، دیر تک حرا فرمایا، بعد ازاں مجھے کہا، کہ خاطر جمع رکھو حضرت مجدد العنبتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زندہ ہیں، میں قید میں ہیں، مجھے اس کے مراقبہ کر کے اور غیب کی خبر پڑے سے حیرت ہوئی، میں نے پوچھا کہ تم نے انجانب کو دیکھا ہے، اس نے دعائیں، انجانب فیض کاب کا اٹھائے مرید ہیں، میں سن کر ان سے بڑی منت صاحب سے گھر لے گیا، اور اس کی منجھنی سے اپنے دل کو تسلی دی، میں نے پوچھا کہ تم کتنا دیر انجانب کی خدمت میں رہے، اور کیا کچھ حاصل کیا، اور تم کچھ کر رہے ہو، میں نے کہا میں پنجاب کا رہنے والا ایک سوداگر ہوں، میرے بول میں حضرت غوث الاعظم مجدد العنبتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں، چنانچہ ہر روز نماز کے بعد ان کی خدمت پر حاضر ہونے کے لئے جا کرتا، اور بڑی حاجی سے اپنی ضرورتیں ان سے عرض کر لیا کرتا، اور سلسلہ قادریہ کے وظائف و اذکار کر لیا کرتا تھا۔

ایک رات حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نیند اور سیرابی کی دیرمیان حالت میں دیکھا، میں نے آپ کے پاؤں پر سر رکھ دیا، آپ نے فرمایا کہ ظاہر میں ہی کوئی چہرہ نہ ضروری ہے، میں نے عرض کیا کہ شیخ زمانہ میں سے جو سب سے کامل و نابہداس کا نام فرمایا، میں ان کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا، حضرت غوث الاعظم

نے فرمایا کہ سرمد میں حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو تمام
اور باطنی علوم کے جامع اور تمام اولیائے امت سے افضل ہیں۔

میں نے حسب اشارہ و عمل الصباح سرمد کی راہ لی۔ اور حضرت مجدد الف ثانی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور حقیقت واقع حرم کی، اپنے صاحب سے
میرے حال پر عبارت فرمائی۔ اور ہندو مسلوک سے مجھے سزا دے فرمایا۔ اور تھوڑی مدت
میں میرا کام سنبھال دیا۔

میں وہاں حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نظر بند رہے۔ آج صاحب کے ایک
حضرت مجدد کو تسلی دیتے ہیں

میں دیکھا کہ دو گھر طرف سے گرد ہا گردہ دو سہ پیچھے آ رہے ہیں۔ میں نے پوچھا غیر یہ ہے
کیوں دوڑتے ہو؟ انہوں نے کہا حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس

قدر میں نظر بند ہیں۔ اور حضرت خاتم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم صاحب
مجدد کی حجر پرستی کے لئے تشریف فرما ہوئے ہیں۔ اس لئے لوگوں کی زیارت کو دوسرے

چلے آ رہے ہیں۔ میں بھی ان میں داخل ہو گیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
کا شوق و دیار مجھ پر غالب آیا۔ سبب یہی اس قدر کے دروازہ کے قریب پہنچا تو لوگوں

کا شور و غل تھا۔ اور حقیقت میں باوجود کہ کھڑی ہو گئی۔ ایک گھڑی بعد شہر میں شوق
گیا۔ کہ جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کو سب سے پہلے فرمادیا۔ اور جس کام کے لئے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ
عنہ اس کام کو اختیار کیا تھا وہ کام اللہ تعالیٰ نے سر انجام کر دیا ہے ماسی اللہ

انکہ ایک سال پہلے ہی۔ ترک کہتے ہیں کہ یہ سوا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ
عنہ ہیں اور ان کے پیچھے پیچھے ہجرت آئے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آ رہے ہیں

میں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زانوے مبارک پر ہاتھ رکھ کر پوس دیا اللہ
سے شوق کے نہیں رہنے لگا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے فرمایا کہ جب
کہ یاد کرو گے۔ مجھے موجود پاؤ گے۔ جب میں جاگا تو دیکھا کہ میری آنکھوں سے
کی طرح آشوب جاری ہیں۔

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی کی گرفتاری پر مغل سپہ سالاروں اور ائمہ میں بغاوت

عجب ہندوستان کے لوارشا خان غاناں۔ خانبہاظم۔ سید محمد جہاں۔ اسلام خان
بت خان۔ مرہٹے خان۔ قاجار خان۔ تہ بہت خان۔ خاں جہاں لودھی، سکندر لودھی،

جہاں خان، اور دیگر باخاں وغیرہ جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید
تھے۔ آجانب کی گرفتاری اور قیدی و حشر اور خبر کشی تو بہت قلمیں ہوئے۔ اور

ہر کسی کی نایاب کے لئے باہمی خط و کتابت کرتے تھے۔ آخر سب کی یہ ساقی منہری
کاہل کے حکم کو بہت کساں کو اپنا سرافتر کر لیا جائے۔ اور باقی تمام ائمہ حضرت ہندو

سے مرید تھے۔ فروغ اور خزانے سے اس کی مدد کی۔ علاوہ انہیں پستان ہندوستان اور
اور جہاں کے بادشاہوں سے جو حضرت مجدد کے مرید تھے۔ مدد طلب کرنی چاہی۔

دورہ بالا ائمہ پر مستندہ طور پر حوائے اور فوجیں کاہل بھیج دیں۔ وجاہت خاں نے
ہی اس بڑی ہم کو اپنے دستے لیا۔ اور ہندوستان میں مشغول ہو گیا۔ دوسرے گلوں

حضرت محمد العث ثانی قلعہ کو الیارسے باہر آتے ہیں | اسی اثناء میں ایک حادثہ
 اور خاص بدیم اور مخصوص احباب و اہل بیت سے ہوا۔ اور مجلس عیش و نشاط گرم مہنی کو ایک
 بادشاہ نے اپنے نادوں کو کھانا دیکھو، شبیخے احمد سرہندی مجدد العث ثانی رشتہ
 اہل بیت سے آ رہے ہیں، لوگوں نے منسوب ہو کر کہا کہ سلیخ صاحب نوگوار الیارسے قلعہ
 میں قیدی ہیں، اور آپ کفر میں ہیں، ان دونوں شہروں کے درمیان کوئی دو مہینے کا سفر
 ہے۔ بادشاہ نے کہا دیکھو اسی آئے۔ اثناء میں حضرت مجدد العث ثانی سنا ہی مجلس میں
 تشریف فرما ہوئے، انجناب کی تشریف آوری سے تمام حاضرین مجلس حیران رہ گئے۔
 حضرت فیرم اقلی مجدد العث ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بادشاہی خدمت میں بادشاہ انصاری
 اور بڑے درو سے زمین پر دوسے مارا اور خود غائب ہو گئے۔ بادشاہ کی پندیاں بچ بچو
 ہو گئیں، لوگوں نے بچ بچو کر اٹھایا، دیر تک سختی کی حالت میں رہا، جب مجلس کیا، تو
 تو معلوم ہوا کہ وہ کسی قسم کی جاہلوں کا شکار ہے، چنانچہ پیشاب بند ہو گیا، شاہزادہ انصاری
 نے باپ کو عسکری کہ نہیں ہے نہیں کہا تھا کہ کسی بنا سے حکم میں گرنا ہو گئے،
 اس شخص کو دیر کی بدولت تیس ماہ تک تکلیف اٹھانی پڑی گی، بادشاہ سخت شرمندہ
 و خجیان ہوا، اسی وقت حضرت فیرم اقلی مجدد العث ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں
 ایک جرنی کہیں، جس میں اپنی خطاوں کی بیست صفائی ملاحظی اور عرض کر بھی کرنا بیاد
 گواہیارسے شریعت لائیں۔

رہائی کی شرائط | حضرت مجدد العث ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خواجہ میں
 لکھا کہ میرا آواز ہر طرفوں سے ہو گا اگر وہ شرطیں نہیں
 مثلاً وہ ہوں، تو میں آؤں گا، ورنہ نہیں، اقلی یہ کہہ کر اپنا وقت کر دے۔
 دوسرے یہ کہ بندوستان کے تمام مالک شہر و سرزمین جو صوبہ میں مرقی تھے ان میں

از سر نو تعمیر کر دو، اور اپنے دربار عام کے دروازے پر ایک مسجد بنو، اور تاکستان
 گراس میں ناز ادا کروں، تلبس سے یہ کہ اپنے ہاتھ سے لڑکا کر دو، اور حکم سے
 دو کہ تمام مالک شہر و سرزمین ہر گاہوں اور نصیب میں گاہے و گاہے کی جائے، چوتھے یہ کہ تمام
 اشتقاہ شرعی و مثلاً قاضی، محتسب، مفتی و غیرہ علماء کرام میں سے مقرر کئے جائیں،
 پانچویں کہ غرض میں سے جو زمین لیا جائے، چھٹے یہ کہ تمام احکام شریعت کو مکمل حفظ و
 کیا جائے، اور باطل و بوم و آئین کو ترک کر دیا جائے۔ بدولت دور کی جہاں سے ساتویں
 کام قیدی رہا کئے جائیں۔

اور سر راونا نے خواجہ میں دیکھا تھا | حضرت مجدد العث ثانی رہا ہو گئے | کہ تمام اہل حضرت قیوم، اول مجدد العث
 ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا کے بغیر دو نہیں ہوں گے، اور انجناب کی توجہ کے بغیر سلاطین
 بھی قائم نہیں رہے گی، اس واسطے بادشاہ سنان تمام شلوں کو غنود کر لیا، اور اپنے
 ہاتھ سے عمدہ عمدہ امر کو انجناب کی خدمت میں پہنچا، تاکہ انہیں نہایت نفع بخش
 سے لکھائی میں لائیں، جب میرے پہنچے تو انجناب بھی امر الہی کے مطابق قلعہ سے
 باہر آئے اور جو قیدی مذکور سے اس قلعہ میں بڑے خطر رہے تھے، انہیں بھی رہائی
 دی گئی، انہوں نے غرض کی کہ اب اس کہ چھوڑ کر اور کہاں جائیں، اس واسطے وہ بھی
 انجناب کے عہد ہوئے، چنانچہ اب اس کہ کی اولاد سرہندی میں موجود ہے، بندوستان
 کے باقی تمام قیدی بھی انجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم کے مطابق رہا کئے گئے، انکے
 راہ میں جس شرط تھی، یا موقوف سے انجناب کا گذر ہوتا، وہاں مسجدیں اور در سے
 تعمیر ہوتے جاتے اور اشتقاہ شرعی بظہر نہ لگتی، اور جاہلوں کا وکشی کے خلاف
 مضر فرمانے، حسب بادشاہ سرہندی میں پہنچے، تو سرہندی کے تمام چھوٹے بڑے لوگ
 منانے میں حروف ہو گئے، انجناب کے استقبال کو باہر نکل آئے، اکثر شعرا نے

اس خوشی میں حصہ قصائد بڑی خوشنسخہ الحفی اور نکشی آواز سے پڑھے۔

ایک روایت ہے
رمانی کے بعد جگمگر کی تیار پرسی اور اس کا علاج کہ آنجناب حضرت محمد
 العشاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود فرمایا کہ درود پڑھو اور خوشی مناد کی طرح خوشی
 کا دن ہے۔ حضرت حمزہ و سرہندہ میں تین دن اور بقول بعض زیادہ دن رہ کر شاہی
 لشکر کی طرف جس وقت کشتیاں بنا رہا تھا۔ روانہ ہوئے لیکن بڑے لاکوں کو آنجناب
 نے سرہند میں ہی چھوڑا۔ بادشاہ جہانگیر نے آنجناب کے استقبال کے لئے اپنے بیٹے
 اور وزیر کو بھیجا۔ جو آنجناب کو نہایت تعلیم و حکم سے لشکر میں لے آئے۔ ان دنوں
 بادشاہ ہماری کس ہنر پر لیا ہوا تھا۔ اس میں اللہ کی بھی طاقت ملتی جب حضرت
 حمزہ بادشاہ کے بستر کے قریب فطریقہ لے گئے۔ تو بادشاہ نے دعا سن کر شفا کے لئے
 انہماں کی۔ حضرت حمزہ العشاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: تمہاری شفا نثری احکام
 کے احساں پر موقوف ہے۔ جو من کی جو شرطیں جناب نے فرمائی تھیں۔ وہ تو میں نے
 قبول کر دیں۔

حضرت انہم اقل حمزہ العشاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دھوکے لئے پانی دو لکھا۔ تاکہ
 نماز ادا کر کے بادشاہ کی شفا کے لئے دھوکا کریں۔ دھوکے لئے سونے کا ٹوٹا اور تھال
 لائے گئے۔ حضرت حمزہ نے فرمایا اسلام میں سونے چاندی کے برتنوں کا استعمال حرام
 ہے۔ بادشاہ نے پوچھا حرام کسے کہتے ہیں۔ آنجناب نے فرمایا وہ چیز ہے جسے
 اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہو جہانگیر بادشاہ
 کو دین اسلام سے اس قدر بھی واقفیت نہیں تھی کہ وہ یہ جانتے کہ حلال حرام کسے کہتے
 ہیں۔ بادشاہ کی رگم کور جہاں جو پس پردہ بیٹھی سبکدوش رہی تھی۔ کمال درجہ کی فحش
 اور حقیر تھی۔ اس نے بوری لوٹا اور تھال دھوکے لئے بھیجا۔ حضرت حمزہ نے دھوکا

کر کے نماز ادا کی۔ اور نماز سے خارج ہو کر بادشاہ کی شفا کے لئے تیار ہوئے تو بادشاہ کو
 فرمایا میں دھوکا کرتا ہوں اور تم اللہ تعالیٰ کے سامنے گواہ کرو۔ تاکہ حق تعالیٰ تم پر رحم کرے
 بادشاہ نے کہا مجھے رونا تو نہیں آتا۔ میں آپ سے سر نہ لگا کرنا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے
 سامنے جانتا نہ کھڑا ہوتا ہوں۔ حضرت حمزہ العشاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے دھوکا دیا تاکہ
 شفا کرے۔ بادشاہ کی بیماری جاتی رہی۔ تاکہ حضرت حمزہ کی خدمت میں قریب ہونے کا باعث
 بنے۔ اور توجہ کی اسی چمن سے حضرت حمزہ نے اسے اپنا سر جوڑ لیا۔

ایسی وقت بادشاہ نے قطعی حکم جاری
ہندوستان میں اسلامی قوانین کا نفاذ کیا کہ آج سے تمام ممالک عرصہ کے ہر
 شہر قصبہ اور گاؤں میں مسجدیں اور مدرسے بنائے جائیں گے۔ اور کھلم کھلا یا نارعل
 اور گلیوں میں گھاسے کا گوشت فروخت نہ ہوگا۔ اور تمام خیروں میں خانی اور خشب خور
 ہوں گے۔ اور ناگیندی حکم دیا۔ کہ ہر قسم کی بدعت اور غیر اسلامی رسوم کو غائب کر دیا جائے
 جائے۔ اپنے آپ کو سجدہ کرانے سے لوگوں کو منع کر دیا۔ اور اس بڑے فعل سے توبہ کی۔
 اسی وقت ایک کانٹے منگ کر اپنے بازو سے دوڑائی۔ باقی امیروں نے بھی دربار عام کے
 دورانہ پر گنا کو کٹی کی۔ اور گھاسے کے گوشت کے کباب پکرایا۔ نہ دھیروں
 سمیت کھائے۔ دربار عام کے دورانہ کے قریب ایک مسجد بنوائی گئی۔ جہاں گیارہ بادشاہ
 اور ارباب اس مسجد میں آیا۔ اور یہ وقت قیوم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امامت ہو رہا تھا
 باجماعت ادا کی۔ سخاوت خوش ہوئے۔ اور دین اسلام کو زیبہ دینیت حاصل ہوئی۔ غلبت
 کو رواج ہوا۔ رونق ملی۔ سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ہر جہاں ہوا عظمت
 و بدعت مٹ گئی۔ ہندوستان کے تمام حامی اسلام بادشاہ سے حضرت حمزہ العشاء رضی اللہ تعالیٰ
 کے منون احسان ہوئے اور اس نعمت عظمیٰ کا شکر یہ سب لائے۔ ایک شاعر نے
 حسب ذیل اشعار کہے۔

بسیار روئے نہیں بزرگنت آباد
براعت خارق اس قطب ہندوستان
تو دادی منبر اسلام را الفت حلیب
تو برگزینی تا قوس را بجائے نال
زبانے تو قوی گشت باطنیہ اسلام
کہ از تمام کفار گشت بد ویران

ایکستانجی مثال

امعان النبوۃ اور دوسری کتابوں میں جو جناب سرور کائنات
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حالات میں لکھی گئی ہیں، لکھا ہے کہ جب غنڈہ جہزی
کا شہر تمام جن میں ہو گیا اور وہ دن میں اسلام کو ترقی اور رونق پورے گئی، نہ کہ
قریش کو دیکر بخشنے لگے۔ وہ دن رات اس فکر میں رہتے کہ کسی منہ کی تکلیف جناب
پہلے جہنم سے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچائیں، چنانچہ ایک روز مسجد الحرام میں عین
ہو کہ مشورہ کیا کہ اگر حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو معصیہ کرام رضی اللہ عنہم
کسی خاصی جگہ پر کیا جائے، اور جو یہ فروخت، ولین وین ان سے بند کر دیا جائے
اور شہر کے تمام آدمیوں کو بھی منع کیا جائے، کہ ان سے لین دین نہ کریں، اور عرب کے
تمام قبیلے ان سے صلہ رحم اور رشتہ داروں کو قطع کر دیں، اس کے متعلق میں ایک
کاغذ پر ملاحظہ فرمادے پر لکھا دیا جائے اور حضرت تمام امتیں
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو معصیہ یعنی بائٹم اور دوسرے صحابہ کے ایک مذہب میں ہے
شعب ابوطالب کہتے ہیں نظر نہ کرو مالک اور اس کے گروہوں پر پہرہ بٹھا دیا کہ ان

سلا توجہ: آج سے پندرہ سال پہلے اور دوسرے ہو گئے تھے، حضرت غلبہ مصران کی برکت سے نانہ
بہار ہو گیا، آپ نے منبر اسلام کو بند کر دیا، آپ نے قوس کی آواز کو اذان کی آواز سے
نہی کر دیا، آپ کے ہاں وہ اسلام مضبوط اور قوی ہو گیا، جو ایک قوم سے کھٹاکا پناہ دیتی
سے کہ وہ اور وہاں چلا تھا۔

میں سے کوئی باہر نہ آئے ہائے، میں ہیں سے اگر کوئی بے جاہ ضرورت، کے واسطے
بھلا بھی تو اسے ہست، ہست تکلیفیں پہنچائی جائیں، شہر کے کسی باشندے کو اجازت
نہ ہوتی کہ ان سے خرید و فروخت کرے، سب کوئی سوداگر آتا تو تصور لوگ شعب
سے نکلی کہ کوئی چیز ان سے خریدے لیکن قریش مسلمانوں کو تکلیف دینے کے لئے
اس چیز کی چوٹی قیمت دے کر خرید لیتے، اور وہ چار سو سے خالی یا پندرہ سو چھ
جاتے مسلمانوں کے لئے یہ بڑا بڑا نقص تھا، ہشتہ کے بعد بعد شکل ایک آدمی کو
ایک کھوکھو کاٹنے کے لئے بھیجے، اور وہاں اوقات یہ بھی پانچ دھاتی، پچاند کے بائیس
بھی تھا اور جو تھا ہی وہ بھی پھانسیا اور مسلمان کھلا، جو کہ ستر قریب ترک ہو چکے
تھے تین سال کی کیفیت رہی، ہشت کے ساتویں سال شعب میں داخل ہوئے، اور
دسویں سال تک ان کے بعض رفیقوں غلبہ و زور پوری چوری ان کے لئے کھانا بیچنے
جب دوسرے قریشی شہزادین ہشام اور ابو جہل وغیرہ کو اس امر کی اطلاع ہوئی، کہ
کسی نے کوئی چیز شعب میں بھیجی ہے تو وہ اس سے راستہ،

ایک روز حکیم بن حرام نے اپنے ایک دوست کو کہا کہ بڑے انوس کی بات
سے کہ ہم تو مسجد احمد بن ابی بکر میں، اور ہمارے بھائی، مہن اور ماں باپ
وہ میں حاضر مست رہیں، اس نے کہا میں ہی اس سے سخت ناراض اور نفیدہ ہوں، تو
گئی اور کوئی اس مسئلے میں اپنا طرفدار بنائیں، دونوں شوق ہو کر ایسی بیان کے
پاس آئے اور تجویز پیش کی، اس نے کہا وہاں کو بھی اس میں نہ کہ کچھ نہیں چاہیے
اتفاقاً ابوالبحری نے جی بھی تجویز پیش کی، یہ نمونے اور نہ کچھ بلا مشورہ کیا،
اور آخر قرار پایا کہ جس طرح جو سکے کل وہ کاغذ پھانسیا جاتے جو قطع صدیقی کے
بار سے کسی کو معطل کے دوا دے رہے، ابن حرام نے کہا میں یاں شروع کروں گا
اور تم نے میری ناسخ کرنا ہوگی، دوسرے دن جب قریش مسجد الحرام میں اکٹھے ہوئے

2

چونکہ حضرت محمد و آلہ کا بی بی اشراف علیہ السلام حضرت خاتم النبیین صلوات اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نسب اکل اور منطبق کرتے ہیں اس واسطے پر پشت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دین مبین قدیمی صلوات اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نسب پر ہوتی اور چریت و عظمت کے قلع و قمع

اسد نقاشی کا یہ طریق چہ کہ میرزا

پہلے جزیرہ سال بعد اسلام کی تقویت کا اصول

[illegible]

تو حکیم ابن جبرام نے اپنے ساتھیوں میں سے ایک کو کہا، میں نے سنا ہے تو نے اپنے
رشتہ داروں کو شغب میں لکھا نا بھیجا ہے۔ اس نے کہا میں نے بھیجا ہے، چھر چھکھ نے کہا تو
نے اچھا کیا ہے۔ صد رحم کا حق اور اکیلا۔ (میں نے) اس کو اچھا یعنی بھروسہ افکار اور بڑے غصے
نے کھنگلے گا تو نے کیوں بھیجا۔ حکیم ابن جبرام اور ابو الطریقی نے کہا کہ اس کو صلہ رحم سے
کیوں منع کرتے ہو۔ بخدا ہم بھی ایسا ہی کریں گے، اور صد رحم بکھلا لیں گے۔ اور اس
کا خد کے پڑے پڑے کروں گے۔ ابو سفیان نے بھی ہمت سے فریض سے ان
ان کی مدد کی اور ابو حبل سے منظر لکھا۔ ابو حبل نے کہا، تم میرا مامور پکا کر آئے ہو،
اسی انشائیہ ابواب شغب سے باہر آئے اور اگر کہا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
کے اللہ نے خبر دی ہے کہ یہ کاغذ میں میں صلہ رحم کی قطع کے باسے میں کہا ہے۔ اس پر
ایک کبوتر اتر کر گیا تھا جس کا نام کے سوا باقی تمام حروف کو لکھا تھا ہے اگر محمد صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس میں خبریں آجائے تو اسے صلہ صحابہ رہا کرو۔ اور اگر کھو جائے
تو میں صلہ اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تکرار کے حوالے کرتا ہوں جو تکرار کے بدل میں گئے
کرنا۔ سب قریش اس بات کو مان گئے۔ اور اس کاغذ کو دلوں سے اُتار کر کھولا۔
تو واقعی جہالت اٹھ کر۔ جو نواز جا ملینے کی بسم اللہ یعنی ہر کے سوا باقی تمام حروف
کو لکھا گیا تھا اور کاغذ پر سب کا نام دلن ملک نہیں۔ یہ دیکھ کر قریش نے آنحضرت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بلوایا۔ چونکہ حکیم ابن جبرام اور ابو سفیان وغیرہ نے جتنا
ہاتھ پیچھے کیے اور اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رہائی میں مدد کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس خدمت
کی خاطر ان میں سے ان کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس دور میں
اس قدر تکلیفیں برداشت کی کہ تو ان صاحبِ خدمت میں گھر کے صلہ اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بلوایا۔
نہ جہان میں پھیلا۔ اور مشرق و مغرب، جنوب و شمال میں اسلام کے پھلنے سے لبرنے کے صلے
میں شغب سے مختلفہ حاصل ہوا تھا جو پھر روکا کر کے سب کا انتہائی دھبہ اور کل امتیاز و

سے نفی رکھتے ہیں۔ وہ معلوم کا فاضل ہے کہ جس پر تکلف ہوتے ہیں اس پر شریعت کی
حدیث کے گناہ بھی ظاہر ہوتے ہیں۔ جیسا کہ انبیاء پر ہوتے گئے ہیں۔ انہیں کہ
سے انہوں نے شریعت کو زینب دیا۔ بلکہ انبیاء میں شریعت پر بیعت ہوئے۔
عبداللہ تعالیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں صلح و صلح سے صحت میں کو زینب اور
تاریکی بخشی۔ اور احکام شریعت کی تعمید کی۔ چونکہ انبیاء نے اولی الامر میں صحت اور
برداشت کرتے آئے ہیں اس لئے حضرت عبداللہ تعالیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں
گوارا فرمایا۔ اور جو حدیث، جناب سرور کثرت سے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہ وسلم نے فرمائی ہے
"عاملاً صحتی کا منبیلہ جن امور میں صحت کے کو لیا ہے
کے انہیں گوارا کر رکھتے ہیں۔ وہ بھی ان جناب پر صادق آتی ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے منہ پر ہیں بیعت ہوئے۔

ہندوستان میں اسلام کا بول بالا | جب حضرت قیوم اول محمد علیہ

اسلام کو دعوت فرمائی ہوئی مسلمانوں کی حمایت اسودہ ہو گئی۔ اور بادشاہ کی بھاری جانی دہی
تو بادشاہ نے بری مروت و ماحبت سے ان جناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے پاس ہی رکھ
لیا۔ وہ دن تھا کہ جب حضرت عبداللہ تعالیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے حجرا ہوا
تو وہ جاگ ہو جائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی حضرت عبداللہ میں نصیر ہے
ماصور ہے۔ تاکہ اہل مشرک کو ہدایت اور امن و نصیب ہو اور فرجوں کی اصلاح کرے۔
اس واسطے حضرت عبداللہ کو وسوسہ نہیں ہے۔ بادشاہ اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب
تھا۔ ہر روز اپنے خزانہ و خیر اور مغفرت کے لئے ان جناب سے التوا کرتا۔ ان جناب فرما
خاطر جمع رکھو۔ نہیں اس وقت تک ہندوستان میں داخل نہ ہوں گا جب تک کہ انہیں اپنے ساتھ
ان سے نکلے۔

ایک روز حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ایک
ایک پادشاہ کا حشر | جن خواب میں گیا دیکھا کہ اس کو شرفا قلم ہے۔ لوگ جوع و فرج

گور ہے ہیں یا ختم ہیں چند آدمیوں کو میں نے دوزخ میں دیکھا کہ طرح طرح کے عذاب میں
گور فرما رہے ہیں اور لوگ ہر لہاں اور طوفانی پناہ لگتے ہیں۔ فرشتے انہیں کھینچتے ہیں۔ عذاب ہے
دوزخ کے ساتھ بچھو انہیں کاٹتے گھاہ رہے ہیں۔ الہام تھا کہ آپ کی تہذیب اور شریعت
کے نکلے ہیں۔ میں نے عذاب کے فرشتوں سے پوچھا کہ ہمارا بادشاہ اکبر کہاں ہے؟ انہوں نے
گھسا دوزخ میں۔ مجھے ایک گھسا دکھایا گیا جس میں ایک بھٹہ یعنی صفیہ صدیق کو لٹکا کر رکھا
تو اس میں ایک چوہہ یا مٹھا فرشتوں نے کہا یہی آپ کا بادشاہ اکبر ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ
نے آپ کی خاطر اس عذاب میں گرفتار کر رکھا ہے۔ میں نے اسے صدیق کے نکال پارکا
الہی ملک عرض کی کہ اسے پروردگار! میں نے اسے عاف کر دیا ہے۔ اب انہی اسے بخش
بھلاؤں میں تعالیٰ نے اسے بخش دیا۔

جب ہما گھر بادشاہ نے حضرت عبداللہ کے اپنے باپ کے معلق پر خوش ہوتی رہی۔
نوبت کوئی ہوا اور بہت سا عرصہ قیوم اول کے گناہ میں جب حضرت قیوم اول عبداللہ
اللہ تعالیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے شہید عبداللہ اور قیامت کے حکم کو
دوزخ میں دیکھا ہے۔ تو وہ جان سے بعض لوگوں کے جلی میں دوسرے والا اور وہ غلطی
کا شکار ہو گئے۔

اسی اثنا میں میر تقی میر علیہ الرحمہ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ واکرم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زینب نے فرماتے ہیں کہ میر تقی
لوگوں میں احادیث کو رو کر جو شخص شیخ احمد عبداللہ تعالیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منبیلہ
وہ ہمارا معتبر ہے۔ اور جو ہمارا مقبول ہے وہ مقبول خدا ہے۔ جو شیخ احمد عبداللہ تعالیٰ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقبول ہے۔ وہ ہمارا بھی مقبول ہے۔ اور جو ہمارا مردود ہے وہ مردود

خدا ہے۔ میرے نفع نے کہا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میں تو آنجناب مجدد کا مقبول ہوں
اسٹن میں جناب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو فرسادا مقبول ہے وہ
کشیخ احمد کا مقبول ہے اور جو نہ فرسادا مقبول ہے وہ کشیخ احمد کا بھی مقبول ہے۔ اور لوگوں
نے بھی اس بارے میں حقائق خواص دیکھے کہ جو شخص حضرت فہیم اول مجدد العظمیٰ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر ہے اسے ضرور دوزخ میں فذاب ہوگا۔ کیونکہ حضرت فہیم اول
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بزرگی اتحاد دین سے ثابت ہے اور حدیث سے اتحاد گویا اسلام
کے دوسرے رنگ کا انکار ہے۔

فہیم اسلام نے اسلام کے چار رنگ بیان کئے ہیں۔
اسلام کے چار رنگ | اقل، دکان، دوسرے، حدیث، تیسرے، چار۔
چوتھے، فہیم۔

علاوہ انیس محدثین کے وہ اقوال جو آنجناب مجدد العظمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی
بزرگی کے بارے میں متواتر پہنچے ہیں، جہاں پہلے بڑی ہو چکا ہے۔ ان میں ایک یہ ہے
کہ منصب فہیمیت، کمالات نبوت کا انکار نہ ہو کہ بڑی ہو جیسا کہ دوزخ کے لائق ہے
یہ کہ ہے کہ آنجناب کا منکر دوزخ میں ہو گا کہا جائیگا، اگر کوئی پوچھے کہ یہ کچھ منکر ہو گا
کہ منصب فہیمیت کمالات نبوت میں بدلے ہو تو اس کا جواب یہ ہے۔

کہ حضرت فہیم اول مجدد العظمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مکتوب میں لکھا ہے
کہ میری بزرگی احادیث سے ثابت ہے۔ علاوہ انیس، آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
پرہیز کیلئے مرید جو کہ قطب سارہ شفیق تھا۔ اور اس میں سے حضرت خورشید اعظم
رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود راہ جو کہ اور حضرت فہیم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قومیت اور
تجدید اہل سنت کے صرف ہوئے۔ اور لوگوں میں اسی اس کا اعلان کیا۔

علاوہ انیس مولوی عبدالحمید صاحب، مجدد اللہ تعالیٰ عنہ یا کوئی جو اپنے زمانہ

میں تمام علماء کے سردار تھے۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے پس آنجناب
قرآن کی سند ہے۔ اور شہادت کے لئے واجب ہے کہ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
ارشاد کو قبول کریں۔ حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب کوئی نے اپنے علم و تحقیق کی روشنی میں
حضرت کشیخ احمد سرسندی کو مجدد العظمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرار دیا تھا۔

مغلیہ دربار میں نور اللہ شہسوری اور دوسرے ایرانی شیعہ علماء کی آمد

نور اللہ شہسوری کی ہندوستان میں آمد | جب دین اسلام کا حضرت فہیم اول
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز بلند ہوا تو زمین سے زبیرہ حاصل ہوئی۔ اور سنت نبوی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہندوستان میں پہنچ گئی اور اہل سنت، بدعت، مہمیت ہوئی۔ اور
مذہب اسلام کو پورا پورا عروج ملا اور حق اپنے مرکز پر آشوبرا جیسا کہ آئینہ کریم سے
ظاہر ہے۔ **”كُلُّ حَقٍّ اَلْحَقُّ وَكُلُّ اَلْبَاطِلِ زَوْتٌ اَلْبَاطِلُ كَاثِرٌ تَهْتَكُوهَا“**
تو ہر ایک شہر قبیلے اور گاؤں میں مسجدیں اور مدرسے بنائے گئے۔ اور ہر ایک مسجد میں
ہزار یا لوگ عبادت الہی میں مشغول ہو گئے۔ ہاشواشی فکر کے ہزار آوازی حضرت مجدد
کے مرید بن گئے۔ اور ہندو نہ لاس آتا کہ پائے تحقیق سے مشغول ہوئے۔ ہر صرح و نام
مذہم میں ہزار سے زیادہ آدمی حضرت مجدد العظمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حلقہ میں حاضر تھے جن
میتوں کی خوب گرم بازادی ہوئی۔ اور ہندو دنیا کو ترقی ہوئی۔ یہ حالت دیکھ کر

پہننا۔ دربار عام کیا اور نور اللہ شہرستری کو بلوایا۔ اس نے اپنے مقصود کے مطابق اپنے
گستاخوں کو لشکر شروع کر دی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی امانت میں آگے بڑھے
فرزادہ شاہ نے ایک دست احمق معگو کو اس کے پاؤں تلے رندوا ڈالا۔ اور جو لوگ
نور اللہ کے ساتھ ایران سے آئے تھے سب کو قتل کروا ڈیا۔ وزیر آصف جاہ اس

عملے نور اللہ شہرستری کے علاوہ مغل کے دربار میں بہت سے سپہ سالار اور رفیق راہجو اکبری
ذو دریں میں سے جو آدمی گھٹا تھے، چھانے ہوئے تھے۔ وہ دربار میں صوبہ کرم رضوان علیہ السلام
علیم کو سبب دشمنی کرتے۔ ان کے متعلق سو فیصد گستاخ کرتے۔ ان میں شاہ فرخ اندر شیرازی اور
بڑی اور عجمی اور اشتر۔ انھوں نے اپنی ہی طرف سے مغل کے دربار سے جادہ وزیر

کی پناہ میں دینا سوتے پھرتے تھے۔ ظاہر معشوقی غامضہ تو صابہ کرم رضوان اللہ علیہ السلام
کو اعلان کیا گیا۔ دیا۔ یہ لوگ اکبر کا ایمان تو سلب کر ہی چکے تھے۔ لہذا جب ان کے دربار
پر بھی چھانے لگے تھے۔ ایک اور دربار میں سے کہ مل نور اللہ شہرستری پر سردار صوفیہ اسلام
کے خلاف چلنے لگے گستاخوں کو رہا تھا۔ تو دربار کے ایک عالم نے لاشہرستری سے پوچھا کہ آپ تیرے خلاف
طیانی علیہ السلام کے بندے ہیں کیا نظر یہ کہنے سے وہ دربار کو ان غمخواروں کے لئے دودھ بٹھا دیا
ایک مہینہ تھا جو باغیہ لے لے کر آئی اور جب رپا۔ اب اسی عالم نے لاشہرستری سے پوچھا۔ دربار
میں چلنے پھرنے کی رعایت کی رہے۔ اس نے کہا کہ میں نے اس سیم کو چھوڑ دیا ہے۔ وہاں میں
وہ دیرہ دین بول۔ ان غمخواروں میں سے ایک وہ ہندوستان کا مہاراجہ ہے۔ اب جہاں تکیر گویا اور سیم
دیا۔ اس جہاز کی گنگی زبان گدی سے کھینچ دو۔ تو دربار کو نور اللہ شہرستری کو چھوڑنے
کے لئے بڑی حسد و ساجت کرنے لگی۔ گرجا بھگت نے کہا۔ جان من! جان دا ہم ایمان شاہ
ام۔ (جان من۔ تیرے جان چھو دی ہے ایمان نہیں دیا)۔ اور شاہ جوں کے شہید تانت کو باطنی کے
پاؤں تلے رندوا دیا۔

اس واقعہ کے بعد شہرستان ہزا۔ اور جل بگن گیا۔ شیطان نے اسے دغا دیا اور اس
نے اپنی کوئی اندیشہ نقل پر چھوڑ کر دین محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرار
کا اعلان کر دیا۔ اور اپنی شہر کی کوڈر کرنے کے لئے لوگوں کو کہا کہ یہ لوگ ناحق مجھے شہید
کہتے ہیں گانے کو تیرے سامنے بیچ کر یہ تو بے رحم نہ آئے۔ ہاں ہر جب کسی اسلام
کے تعلق کوئی پست ہوئی تو اپنے آپ کو شہید کی طرف دغا دینا ہر کرتا اس حال سے
نا کام رہ کر اس نے عیاہا ہوں کو روپیہ سے گھٹایا کہ ان کو شہید بازاری سے باقی
دین اسلام سے مخوف ہو کر عیسائیت کے قریب ہو جائے۔

حضرت قیوم اول محمد الفشانی کا عیسائیوں کے مناظرہ

خانی شیعوں کا مرکز نور اللہ شہرستری بنا گیا۔ تو وزیر آصف جاہ قیوم شہدہ رنج و الم
اور جعفر علی دہلوی کی وجہ سے اسلام سے بےزار ہو گیا۔ اور اس نے پوپ کے دربار کو بلوایا۔
کہا کہ بادشاہی میں حق یہ قائم نہ رہے۔ جب پاپی لوگ آئے تو دربار سے بادشاہ سے
ان کی بری تعریف کی۔ اور بری عزت سے ملاقات کرائی۔ انہوں نے اپنی شہریت بانی اور
سحر بازاری کی۔ کہ بہ وقت بادشاہ بے اختیار ان کا تکیفہ و فریضہ پوچھا۔ اور انصار علی
کے فحش شہ دین کی تصدیق کرنے لگا۔ ارادہ کیا کہ انھیں دین قبول کرے۔ چنانچہ ایک
روز اس نے تہنیک کر لیا کہ اب نصاریٰ کا دین اختیار کرنا چاہیے۔ اور اسی کا نسا دھونا
چاہیے۔

جب یہ خبر حضرت محمد الفشانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنی۔ تو آپ سخت ناراض

ہوئے اور اگر بادشاہ کو کشتہ نمایا تری حالت پر صفت افشوں آتا ہے۔ یہ کسی شقاوت
انگیز عقل ہے اور اگر کسی کی بات ہے کہ منوع شدہ دین کو اختیار کرنے پر مائل ہے۔
ابھی تک بلکہ برائیاں جو اپنے باپ سے سیکھیں اور نہیں جو نہیں۔ اور گشتہ ہائوں
کی تلقین نہیں کی کہ ایک اور برائی کرتے گئے ہو۔ اور گناہ پر گناہ کرنے کے لئے آمادہ
ہوئے ہو۔ یہ بدعتی کی راہ طے کرنا عقل سے بعید ہے۔

چہ دین مست۔ ان کے گھر مشن زخموں شد

چہ عقلست ایک سرشار جنوں شد

ہم لب ناک بارگاہ انبی میں دعا میں کرتے رہے ہیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ سعادت
فرمائے تم پھر ایسی نصیبت میں پھنستے ہو جس سے۔ ہائی حال ہے۔ بادشاہ نے عرض کی
انہوں نے مجھے کرامت دکھانی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ کرامت نہیں۔ بلکہ عیسائیوں کے
تفسیر ہے جو سب کے سب اللہ جل جلالہ سے ملے ہیں۔ اس لیے انہیں میرے سامنے بلاؤ۔ ان سے
کیونکر کرامت ظاہر ہوتی ہے۔ بادشاہ نے ان پادریوں کو بلایا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی
اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی ساری عقیدہ بازی سلب کر لی۔ پادریوں نے کہا۔ حضرت عیسیٰ
علیہ السلام کو آپ بھی مانتے ہیں اور ہم بھی فرقی نہ ہے کہ آپ حضرت محمد رسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مانتے ہیں۔ اور ہم نہیں مانتے ہیں ایسے دین کو
جسے دونوں فرقے مانتے ہیں وہ سچا ہے۔ حضرت مجدد نے ایک اسلامی سوال پوچھا کہ
تم یہودی دین اور توہمت مانتے ہو۔ اور یہودی تمہارے دین کو اور تمہاری انبیاء کو
مانتے ہیں۔ مگر تم کون کبھیوں اختیار نہیں کر لیتے۔ ہمارا جواب یہی ہے۔ پادریوں

علیٰ کہ کیا دین ہے جس کی رہنمائی لکھ کر رہا ہے۔ اور یہ کسی عقل ہے جو جنوں اور بالکل
بے سرشار ہے۔

کے گناہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیغمبر کو ایسا مجروح عطا کیا۔ کہ وہ مردہ کو زندہ کر سکتا
ہے۔ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے پیغمبر
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اس دنیا سے رحلت فرمائے ہوئے ہزار سال کا عرصہ
ہو گیا ہے۔ لیکن آج بھی اس امت محمدی سے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہماریسے غلام
موجود ہیں کہ اگر کہیں تو ایک اشارے سے آسمان زمین پر آکرے۔

میرے (محدث کا لقب) والد بزرگوار نے

حضرت مجدد الف ثانی کا حلال

است عز و لو شقہ فیتم ثانی حضرت محمد مصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سزا جو فرما سکتے
تھے کہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس وقت فرمایا کہ مجھے قیامت کا اس قدر
خوش کیا ہے کہ اگر یہ پادری کہیں تریں آسمان کو زمین پر بھیج دوں۔ بادشاہ تو را کہ
ہوئے ہے ہم سب تباہ ہو جائیں گے۔ اور کہنے لگا آپ کی کرامت خود کوئی علامت
نات میں بھی کو شہ نہیں۔ جو کچھ میں کہتا ہوں میرا جی کہتے ہیں مگر میں ایسی کرامت
سعادت فرمایا جاوے۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے پادریوں کو اپنے
باس ملا کر ایک نیلے قفس سے دیکھا تو سب کے سب زمین پر گرے اور مر گئے۔
انی کے پادریوں کو انصاف نہ فرمایا کہ اگر کہا جاوے تو میں پھر انہیں حکم خدا زندہ کر
سکتا ہوں یا انہوں نے کہا میں چاہتا ہوں۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے
حوالہ درصحبہ کہہ کر قسم یاد کیا۔ اللہ تعالیٰ فرمایا سب زندہ ہو گئے۔ اس کے
باوجود دین نصرت پر اسے دے۔ باقی دوسروں سے بھی ایسا ہی معاملہ کیا پھر وہ کیا
بکر زندہ۔ لیکن وہ باوجود ایسی کو امتداد دینے کے کہ وہ ولایت پر نہ آئے۔ بلکہ اسی اپنے
خمس پر اسے رہے۔

یہ دیکھ کر بادشاہ نے ان کے قتل کا حکم دیا۔ چنانچہ سب کو شمشیر سے دریغ سے

قوم اول جند اللہ: انہی میں اللہ تعالیٰ نے کی خدمت میں خاص فرمایا، اور نہایت عاویزی ہے
انہی کی کام میں بند توہر فرمایا، کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے فتح و نصرت عطا فرمائے
آئینہ بپائے فرمایا، یہ عیسائیوں کی خدمت میں نہایت ہے جو نور نے ان کے حق میں کی تھی
نہیں کہ میں اپنے کئے سے بچھڑا ہوں، مندرجہ ہوں اور توہر کرتا ہوں۔

گوئیوں اور نور ہم باہم نہ امت

قیامت دیدہ ہم میں از قیامت

جب بادشاہ نے جس سے زیادہ آہ و زاری اور منت دعا کی تو آئینہ بپائے جند اللہ تعالیٰ
نے فرمایا، خاطر جمع رکھو کہ تمنا اللہ تعالیٰ سے ہمدرد کر لیا ہے کہ جب تک ہم زندہ ہیں تو ہی
ہندوستان کا بادشاہ رہے گا، ہم کسی اور سلطنت نہیں کرنے دیں گے، جاؤ تو اللہ تعالیٰ کی
فتح پر حکم کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں فتح دے گا۔

بادشاہ نے آئینہ بپائے جند اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق رہی سہی فتح کے ساتھ
دشمن پر حکم کیا، خبردار یہاں گیا، اور اس سے وعدہ ہوا، مگر جمع کر کے بزرگوں اور شاہی سے
اس کا ہم نے توہر کی انہی کی سب نے غیظ کی خوشخبری دی، بعد ازاں حضرت قیوم
اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کی کہ مجھے کام بزرگوں نے اپنے کشف کے
ذیل فتح کی خوشخبری دی ہے، آئینہ بپائے جند اللہ تعالیٰ سے ہمیں اس پر نہایت ہوشیاری سے
امیدوار ہوں کہ اس معاملہ میں بھی توہر فرما کر فتح کی خوشخبری عنایت فرمائیں گے۔

دین کے دشمن اور راہِ اقبال کے مخالف، بدوا میں کچھ نہ فرمایا کہ ان رشتہوں میں
شاہزادہ کی فتح تو منظر نہیں آتی، لیکن کام کا انجام اچھا معلوم ہوتا ہے، شاہزادہ نے
دوسرے منافع کے لئے، مگر وہ کہہ کر کہ باپ سے پھر راضی نہ ہو کر دی، بادشاہ نے
بھی دوسرے شاہزادوں کو اس کے مقابلہ پر بھیجا، مگر کشتِ حرم کے پوسے جہاں پہلے
کو بھی کو نہیں بچھڑا۔

علاء الدین تہارن رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت مجدد صابغہ کے پشت پناہ تھے

علاء الدین تہارن نے ہمارا اس کردار و نواح میں ایک درویش صاحبِ خوار و کرمانہ رہتا
ہے اور اس کی کشت نہایت علی و برکی ہے۔ تو اس نے کہا کہ اس سے پوچھا کہ وہ کیا ہے
کہ باوجود اپنے معادی لشکر کے مجھے فتح نہیں ہوتی، حالانکہ میرے باپ کے اکثر امیر بھی
مجھ سے بڑے ہوتے ہیں، اس شخص نے اس بارے میں توہر کی، اور کشف و فرست کے بعد
فرمایا کہ اس زمانے میں پادشاہ نے غصہ میں جن کے مشورے پر یہ کام مقرر ہے، جن توہر کی
فتح پر راضی ہیں، لیکن جو خاص جو سب سے بزرگ ہے اس بات پر راضی نہیں ہوتا، پوچھا
وہ کون ہے؟ فرمایا شیخ احمد سرہندی مجددِ اہل سنت، رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مزاری سلطنت
پر راضی نہیں، شہر دوسے نے رات کو چوری چوری آکر حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی خدمت میں عرض کی کہ میں قیوم الاولام سے جناب کا غلام ہوں، چنانچہ قید سے دور
بھی نہیں ہی آئینہ بپائے جند اللہ تعالیٰ سے لا جھگڑا رہا، اور باپ کے کسی مرتبہ مخالف
ہوا، تعجب ہے کہ آئینہ بپائے جند اللہ تعالیٰ سے سلطنت پر راضی نہیں، آپ نے فرمایا کہ میں نے
اللہ تعالیٰ سے ہمدرد ہوا کہ باپ کے کہ جب تک نہیں زندہ ہوں تیرے باپ کی سلطنت
خاتم رہے گی، فکر کرو و سب میری فکر کا خاتمہ ہونے والا ہے، فریب ہے کہ کہیں اس خاتمہ
خانی سے کوئی نہ کرنا، اور تہذیبیت، محمد مصمم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے جاؤں، خاطر
جمع رکھو میرے بعد سلطنت تمہارے ہاتھ ہی آئے گی، باطنی سلطنت محمد مصمم کے ہاتھ
ہوگی اور ظاہری سلطنت تمہارے ہاتھ، اس کا کسی سلطنت، باطنی میری اولاد میں ہے
گی اور ظاہری تمہاری اولاد میں، لیکن خبردار میری اولاد اور طریقہ کی عزت و حرمت
اور ادب و آداب اسی طرح غرور خاطر رکھنا، شاہجہان اس خوشخبری سے نہایت
خوش ہوا، اور آداب سب لاکر اس وقت مرید ہوا، شاہجہان نے حضرت مجدد

سے مرگے کچھ مانگے تو کہنے لگے۔ چنی دستہ ایک ایک حصہ ہستی فرمائی۔ آج تک وہ دستہ شاہان
ہند کے عثمانیہ میں موجود ہے۔ شاہان ہند میں چنی کی کہ آنجناب کوئی ایسا اعلان فرمائی
سے جس کی اپنی سلطنت میں نافذ کروں تاکہ بطور باوجود باقی رہے۔ حضرت فہم اقل رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اپنے سرخ حشوش کو بزرگوں پر اور عیسائیوں کو سرتاج اس سے پیشتر
شاہن شاہ کے خیموں میں سرخ و سفید رنگ، دھاریاں دھاتی خیمیں آج سے ہم نے تمہارا نام
شاہ جہاں رکھا ہے۔ (اصل نام شاہزادہ خرم ہے مگر حضرت مجدد نے شاہزادہ کا نام شاہ جہاں
مقرر فرمایا۔ اب تک ہندوستان کی سلطنت اسی کی اولاد کے قبضہ میں ہے۔ اور جہاں کی قطب
القطبی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں ہے۔ اور قطبیت نامہ کا منصب
آنجناب کی خوشنبری کے بموجب انشاء اللہ تعالیٰ آنجناب کی اولاد میں قیامت تک رہیگا۔

دارا شکوہ کا روئے | دارا شکوہ نے بڑا زور لگایا کہ کسی طرح حضرت مجدد الف ثانی
قیم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تکلیف پہنچائے لیکن شاہ جہاں کی وجہ سے کوئی دھڑکائی
جب وہ اس بار سے میں شاہ جہاں سے مشورہ کرنا تو وہ سخت ناخوش ہو کر اسے منع کرانے لگا۔

اسی سال مکتوبات کی دوسری جلد مسمی ہوئی
مکتوبات مجدد الف ثانی میں | اونیوری شروع ہوئی۔ تیسری جلد کے شروع میں
اللہ تعالیٰ کی رضا شامل تھی | آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نوقت
فرمایا کہ میں اس قدر علوم و معارف کھ رہا ہوں کہ اگر میں حق بھی ہے یا نہیں۔ اسی شاہ
میں تمام جہاں کو قبا سے تمام علوم و معارف میں نہ ہی کچھ میں ماوراء ہم کچھ ہیں کہ ان

دارا شکوہ خاوند مجاہد سے جو تینوں لکھ لکھ اس کی تفصیلات ہم روئے العزیز کی

جلد دوم میں بیان فرمیں کر رہے ہیں۔

میں ہماری مرضی ہے۔ ایسے میں معارف کچھ ملے۔

فرد آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ان علوم و معارف کے کچھ دفت روشن
مطلوبین کو دور کر دیجئے ہیں۔ کہ کہیں ان معارف میں غمازی ذکر میں پہنچا چکے ہوں یا نہ
پہنچا جلد میں آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود تحریر فرمایا ہے۔

اسی سال حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے معزز فرزندوں حضرت عروۃ
اور قیوم ثانی اور حضرت خاؤن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو سرسند سے طلب فرمایا۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکتوبات تیسری ذیل اور اشاعت اسلام
کی ایک ذمہ دہت دستاویز ہے۔ یہ تین حصوں پر مشتمل ہیں۔ پہلی جلد مکتوبات میں مکمل ہوئی۔
دوسری جلد مکتوبات میں پانچ حصوں کی پہلی تیسری جلد مکتوبات کو اختتام پہنچا دیا۔ یہ مکتوبات
مقامات ملوکہ علیہ السلام کا ایک عمدہ نمونہ ہیں۔ مدنی حصہ مکتوبات اعلیٰ ملوکہ و ملوکہ عظام
میں درج ہے۔ یہ مکتوبات میں ان کا ترجمہ ہوا۔ اور ہر ملک میں ان کی پہلوانی ہوئی۔ شریعت و طریقت کے
تجربہ نگاروں کے لئے کجایں مقرر ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی جہانگیر کے ساتھ ہندوستان کے دور سیر

خواجہ پاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ برکات الامجد میں کہتے ہیں کہ جہانگیر بادشاہ ہند کے ساتھ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا بعض شہروں، قصبوں اور گاؤں سے گزرنا حکمت سے بخانی نہ تھا۔ کیونکہ وہاں کے باشندے آپ کی خدمت بابر کے دربار میں ہو کر آغناپ کی نظر کشیداری برکات سے بہرہ ور ہوتے تھے چنانچہ ایک سفر کا واقعہ یہ ہے جس میں خود بھی آغناپ کی خدمت میں تھا۔ کہ ایک روز بادشاہی لشکر ویا کے چنپ کے کنارے ایک گاؤں میں پہنچا۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خادموں نے اس گاؤں کے قریب نیلے لگا سے اتنے میں میں نے آغناپ کو دیکھا کہ وہ نیلے پیادہ پا اس گاؤں کے کوچے میں آئے۔ میں آغناپ کے پیچھے دوڑا جب مجھے دیکھا تو فریاد کر دی کہ میں آتا ہوں کہ اس گاؤں میں کوئی مسجد ہو۔ وہاں چل کر تازہ دھوکہ کریں۔ اور نماز ادا کریں۔ ابھی چند قدم نہ گئے تھے کہ ایک نہایت متعجب و خوار ہوئی آغناپ نے دے وہاں وادو کر کے دو گنا تدا کیا۔ اس گاؤں کے ایک فیر نے مجھ سے پوچھا کہ یہ کون بزرگ ہیں۔ میں نے بتایا تو وہ وہاں سے دوڑ گیا۔ اور ایک ضعیف عمر آدمی کو جو وہاں کا فیر دار تھا۔ اور مسجد کے پاس ہی اس کا مکان تھا۔ بلا دیا۔ اگرچہ اس میں چلنے کی طاقت نہ تھی لیکن آغناپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے واسطے اس کی راہنمائی فرمائی۔ آغناپ

کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آغناپ کے قدموں پر سر رکھ دیا۔ اور
تکلیف و سعادت بدایم ما افستد
اگر تر آگد سے بر مستم ما افستد

اس وقت اس نے آغناپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدد تمام مردوں کے ضیافت کی اور مد تمام
مستقلین مردوں کا۔ اس گاؤں میں آغناپ کی بابر کے توجہ سے ایک صاحبہ ہندو دکاندار کی
ہوئے۔ رخصت کے وقت ایک منزل تک وہ سب آغناپ کو دوا کر گئے آئے۔

جب حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت مجدد کی لاہور میں تشریف آوری
کئے۔ تو اس شہر کی تعلیمت شیخ ظاہر کو عنایت ہوئی۔ اور سرسند کی طرف روانہ ہوتے
سب شاہی صحیفے سرسند میں نصب ہوئے۔ تو حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ
بادشاہ کی ضیافت کی کھانا کھانے کے بعد بادشاہ نے کہا کہ ایسا لڑکھانا
میں نے زندگی بھر نہیں دیکھا یا بھگوان آغناپ سے انصاف کی کہ چنپ اپنے ہاتھوں کو
دائیں تاکہ وہ ہمارے باوجود چوں کو کھانا پکائے کی تعلیم و تربیت کریں۔ آغناپ
نے فرمایا تمہارا ہے ہاتھ چوں سے اسیا کھانا نہیں پک سکے گا۔ پھر انصاف کی کہ اگر میں
کھانا تو چنپ میرے لئے کھانا اپنے باوجود چوں سے عنایت فرمایا کریں۔ یہ بات آغناپ
نے منظور فرمائی۔ اور آئندہ آغناپ کے باوجود چوں سے ہر روز چنانچہ بادشاہ کے قلع
کا کھانے لگا۔

ایک روز بادشاہ حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے در دولت سے اسٹوکر دکان گاہ
میں واپس آ رہا تھا۔ راستے میں لوگوں کے مکافوں کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ گھر کیسے بے جا
بے سلیقہ بنے ہوئے ہیں۔ ہمارے شیخ صاحب کی ساری کی آمد وقت میں وقت
آگئی۔ حکم دیا۔ ان لوگوں کو گروا دیا جائے۔ چنانچہ اسی وقت دکان چل کر اٹھ گئے۔

جنب آئینہ یعنی امامت خانی عنہ کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو بادشاہ کو بہت ہجر کا کرم
 و درویش اور غریب آدمی میں جس آدھ وقت تک بھی کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ یہ وقت
 تو بدشاہوں کو ہوتا کرتی ہے۔ بادشاہ نے آئینہ کی خاطر کمانٹ کے ماحول کو بہت
 سارے دیے دیے تاکہ کسی اور جگہ مکان بنالیں۔

جہانگیر کا مزاج | سوداوی مزاج تھا۔ اس سے کام بھی سودا ہوں کے سے ظہور
 میں آتے تھے۔ چنانچہ انہیں دلوں سر میں ایک دفعہ آدھی رات کے وقت حضرت
 قیصر اقلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پادشہ ہی جلس سے اٹھ کر اپنے دوست خانہ کی طرف نظر پڑے
 لے جا رہے تھے کہ آئینہ یعنی امامت خانی عنہ نے اٹنا سے راہ میں دیکھا کہ شہر سرحد
 کے دور میںوں کو ننگے سر پہ پٹت پادشہ سے جا رہے ہیں۔ آئینہ نے لے لے لیا
 انہیں ایسی بے قراری سے کہا ہے جاتے ہیں۔ انہوں نے عرض کی کہ بادشاہ کا حکم ہے کہ
 انہیں عورت سے ملنے سے منع کرو۔ اب ہم قتل کے لئے مقرر ہیں لے جا رہے ہیں۔
 آئینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں وہیں ٹھہرایا۔ اور خود بادشاہ کی طرف لوٹ گیا۔
 اس وقت بادشاہ یکم فور میں سمیت ننگا اوپر کتر پڑا تھا کہ آئینہ نے جاکر
 خواب گاہ کا پردہ ہلایا۔ بادشاہ نے پوچھا کون ہے؟ جو اس وقت پردے کو ہلاتا
 ہے آئینہ نے فرمایا میں ہوں احمد بادشاہ حیران رہ گیا کہ آپ کیونکر شریف لائے
 عرض کی کہ جنب تو امی بہن نے زلیف فرستے۔ اس وقت تکایت کا موجب کیا ہے۔
 آئینہ نے ان دونوں رعیدوں کی سفارش کی۔ بادشاہ نے عرض کی کہ یہ دونوں میرے
 ہمسفر لائے گئے نہیں آئے تھے۔ ملک کے خلاف تھے اس واسطے میں نے ان کے
 قتل کا حکم کیا ہے۔ آج تک ہر کوئی حکم میں تھا۔ آئینہ نے فرمایا انہیں معاف کر دو۔
 یکم نے جو آئینہ کی معتقد تھی۔ بادشاہ کو کوئی تہجد ہی میری تھی میں سے کہ جلدی دنیا

د۔ میں تو کسی اور مصیبت میں بھٹو گئے۔ بادشاہ نے عرض کی کہ میں نے جنب کی
 ماحول نہیں بخشا۔ لیکن ان کے ہاتھ ضرور کاٹے جا سکیں۔ تاکہ میرا حکم خانی نہ جائے۔
 سب نے فرمایا اور معاف کر دو۔ بادشاہ نے عرض کی کہ میں نے بھی معاف کیا۔ لیکن سو
 اسے ضرور نگرا ہے جائیں۔ آئینہ نے فرمایا۔ ایسی باتیں مست کہو۔ بالکل معاف
 عرض کی میرا حکم بھی نہ نہیں کر گیا۔ لیکن جنب کی خاطر انہیں بالکل معاف کرتا ہوں۔
 آئینہ نے فرمایا وہ شہر میں معاف تھے۔ تم نے انہیں معاف کیا۔ اب انہیں غفلت اور
 سم دو۔ تاکہ ہم انہیں عورت حاصل ہو۔ بادشاہ نے عرض کی کہ میں نے آئینہ کے حکم سے
 ان کی جان بخشی کی۔ اب ان کے لئے آئینہ اور چیزوں کے لئے فرماتے ہیں اس وقت
 انہوں اور غفلتوں کا تھیل دار مسلم نہیں کہاں ہے۔ انہیں نے فرمایا جو خاص مصلحتیں
 آئینہ میں موجود ہیں۔ یہ سی دے دو۔ اور تم بادشاہ کو جس وقت چاہو اور ملگا
 چھو۔ جبکہ تم بادشاہ کو کہنا جو کہ تمہی آئینہ فوایتے ہیں جلدی دے کہ حضرت
 اور کہیں اور آفت نہ آئے۔ بادشاہ بھی ہوا ہوا تھا۔ جو کچھ آئینہ نے فرمایا فوراً
 کیا گیا۔ دو خاص مصلحتیں اور دو ہزار روپے دے کہ آئینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 روپے لے کر جہاں سپاہیوں کو لکھو واکر آئے تھے۔ پہنچے۔ اور دونوں رعیدوں کو رہا
 جا اور غفلت اور روپیہ دے کہ بڑی عورت سے شہر میں لائے۔

جہانگیر سرسید میں | جنب بادشاہ نے سرسید سے اہل خانہ چاہا۔ تاکہ
 آئینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے اب سرسید
 ہی رہتے دو۔ بادشاہ نے عرض کی کہ میں جنب سے جدا نہیں رہ سکتا۔ لیکن جنب
 کی خاطر اور تقویٰ سامعہ شہر سرسید میں لے کر لیتا ہوں۔ چنانچہ چار مہینے شہر سرسید
 میں رہا۔ بعد ازاں دہلی کی طرف روانہ ہوا۔ اور آئینہ کو بھی ہمراہ لیا۔ چنانچہ آئینہ
 سے پاس تک بادشاہ کے ساتھ میری۔ جس گاؤں سے آئینہ کا گذر ہوتا۔ وہاں کے

یہ مختصر مختلف ممالک میں اور مدائن میں نے ہر جا کہیں کسی معرفت کے ہارسے میں کسی نے
بانت کی۔

البدیع حبیب یہ مکشوع شیخ فدا الحق نے اپنے باپ شیخ عبدالحق عورت و عوی و عتہ
اللہ تعالیٰ علیہ کو دکھایا۔ فراس کے مہار کے ہر حضرت مجدد الوت ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے زوہد و عتہ نہ گئے۔ اسی اثنا میں شیخ عبدالحق عتہ دہری نے خواب میں دیکھا
کہ تمام اولاد سے امانت بخت ہیں اور حضرت شیخ فدا الحق ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چند عورتوں
کو قوم دے رہے ہیں۔ اور تمام اولاد سے امانت حبیب سے قوم دے گا کہ لئے انناس
کرستہ ہیں۔ صبح کو شیخ عیان و برقیان ہو کر حضرت قیو قول مجدد الوت ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی خدمت میں خود حاضر ہوئے اور آئینہ کی تجدید الوت اور قیو کت کر کے رکھا۔

حضرت شیخ عبدالحق عتہ دہری حضرت فدا الحق نے کہ ہم عصر تھے اور اس کا دور بہت
زحمان اور عزم و جدت کے ساتھ رہے۔ آپ نے حضرت مجدد الوت ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس قدر خدمت کئے
اور وصاحت طلب کی کہ ان اشعار میں اور خط و کتابت میں ہر جا کہیں ایک فاضل و نازک زبان عتہ و عتہ
کے اپنی زبان میں شیخ عبدالحق دہری میں مثال کو دیتے۔ چنانچہ کہ عالم ہیں اور ایک مجدد الوت و
شریعت کے مدین انہماں و تقسیم کی کہ جب بھی بخت تھی جسے حضرت مجدد الوت ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے بعض ممالک میں سے امانت اور امانت کا سنگ کے کہ بخت اچھا۔ حضرت یہ ہے کہ
حضرت مجدد الوت ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چاہت اور وصاحت پر حضرت عبدالحق عتہ دہری
میں اور ثانی علیہ علیہ ہو گئے تھے۔ اور اپنی زندگی میں نہ صرف جو کہ عتہ ایک حضرت مجدد الوت
ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے امانت سے اتفاق کیا۔ اور آپ کی فرست سے روحانی فیض حاصل کیا۔

در شب ۱

کہ انجب حضرت یعقوب علیہ السلام کا حضرت یوسف علیہ السلام پر اسی قدر مبتلا ہوئے
میں کیا و عتہ۔ انجب ایک ہر کے لئے خوش و رہنے بعد ازل فرمایا کہ لاشہ اللہ تعالیٰ
عزیز یہی راز ظاہر ہو جائے گا اور میں مفضل کو کہہ دوں گا۔

عجائب کا شمع برکات الاحمد میں بیچتے ہیں کہ شیخ فدا الحق میں سے اٹھے۔ تو
حضرت مجدد الوت ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے فرمایا کہ یار دلی سے یاد یا بہر بات مجھ سے
پوچھتے ہیں کہ مکشوع نہیں ہوا۔ اس واسطے میں خوش رہا۔ جب اس جوان نے
سوال کیا تو میری توجہ شخصی مجھ پر مبذول ہوئی۔ اور راز ظاہر ہو گیا۔ سو کاغذ غلم دولت
موجود رکھا۔ دوسرے دن ہی آئینہ سے غلم دولت اور کاغذ شگہ کر فرمایا کہ آج تجھ
کے بعد اس کی مفضل کیفیت مجھ پر مختلف ہوئی ہے۔ اب دل سے زبان پر اور زبان سے
غلم پڑا ہے۔ یہ فرما کر بیٹھے میں مشغول ہوئے۔ اور صحیفہ کو بوسہ بنادیا۔ چنانچہ وہ
مکتوب دوسری جلد کے آخر میں ہے۔

جب وہ رسالہ نقل کو دیا تو ایک غلم سے مجھے کہا کہ اس مکتوب میں غلم پڑے
کے خلاف مندرج ہیں۔ نیز اس میں آئینہ کے اعلیٰ خاص میں بھی درج ہیں۔ دوسری
طرف شیخ فدا الحق حضرت مجدد الوت کے مضمون سے میل ملاپ رکھتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ ان
لوگوں پر خاص اس راز ظاہر ہو جائیں اور ان کے اختلاف و افتاد کا باہت نہیں۔ میں نے
یہی بات حضرت مجدد الوت سے کہی۔ آئینہ میں یہ پوچھا کہ کسی معرفت سے جو میرے پرانی
نہیں۔ کوئی ایسا مراد نہیں نہیں کہ عتہ میں سے عرض کی کہ حضرت عتہ یعنی محمد علیہ
عتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و سلم جس کی نسبت آپ نے اپنی ذات سے کہے ہیں حضرت
مجدد نے مکرر فرمایا البتہ اس کا ذکر میں نہیں ہوا ہے۔ پھر مراد یہ ہے کہ بعد میں شعر زبان مبارک
سے فرمایا ہے

یارب ان غنہ نخل کر بختی منان سے ہدم تراز چشم حسود و جنس

ہائیں وہی کتباً مذکور ہے حضرت خواجہ میر گل بابا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تلمیذ
شیخ سہم الدین کی طرف کتب کتب کما جواس بہت پر ولادت کرتا ہے کہ شیخ مذکور تاجخانہ
کی تہذیب اور ارقیہ حقیقت کا اعتراف کر چکے ہیں۔

شیخ عبداللطیف حضرت دہلوی کا حضرت
محمد الف نانی پر اختلافات سے جو

ہم شیخ عبداللطیف حضرت دہلوی کا ایک سہوہ
یہاں نقل کر رہے ہیں۔ یہ سہوہ حضرت
خواجہ میر گل بابا باقی باللہ فرس سترہ کے تلمیذ
اور شیخ حضرت خواجہ کمال اللہ تعالیٰ علیہ کے تلمیذ سے نقل کیا گیا ہے۔ یہ ان کو
ہیں سے ہے جو خواجہ سہم الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف عنایت خاصہ سے لکھے اور
حضرت خواجہ کمال اللہ نے جمع کئے۔ اس سہوہ کا اردو ترجمہ یہ ہے۔

”اللہ تعالیٰ الٰہ کب کو زندہ اور سلامت رکھے اور جنہوں کے سر پر آپ کا سایہ
عاطفہ ہے آپ نے ان دو دلوں میں اپنے حالات کی اطلاع نہیں
بخائی یا تو اس واسطے کہ بشریت کا تما مزہ ہے یا اس واسطے کہ آفاقی حقیقت
سے پاک رہیں۔ امید ہے کہ تاج تاج اپنی محبت سے عافیت سے مطلع ہو کر
مسرور و شگور فرمائیں گے۔ آج کل محبت کی آنکھ حضرت مجدد الف ثانی حضرت
شیخ احمد سرمدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فوجیت آثار اشیاء کے وصول ہونے
کی نظر ہے کہ جن کی دعا قبول ہو کر ائمہ عظیم پیدا کرے گی۔ ان دونوں
حضرت مجدد الف ثانی سے مجھے درجہ غایت محبت ہے اور آپ کے طفیل
منا فی باطن بھی حاصل ہوئی ہے۔ بشریت کا کوئی پردہ اور شہادت کا کوئی حجاب
وہاں نہیں رہا۔ مجھے معلوم نہیں یہ بات کیوں اور کہاں سے نصیب ہوئی۔
طریقہ اور سلسلہ سے قطع نظر بھی دیکھا جائے تو عقل سلیم یہی کہے گی کہ ایسے
عزیزوں اور بزرگوں کے حق میں بدظن نہیں ہونا چاہیے۔ میرے باطن

میں ذوق و جہلن اور غلبہ حال میں ہے کچھ ایسی عادت پر لگی تھی جس کو
نہاں پر سے طور پر ادا نہیں کر سکتی۔ اللہ تعالیٰ وہی کو بچھڑے والے اور
احوال کو ہلنے والے پاک ہے۔ ممکن ہے کہ بعض غلام مریدین کو تہذیب
اس بات کو دور اور عقل سمجھیں۔ لیکن مجھے معلوم ہے کہ صحیح صورت حال
کیسے اور کیونکر ہے۔ زیادہ کیا کہوں اور کیا کہوں۔ حقیقت احوال اللہ
تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔“

خواجہ باہم کہتے ہیں کہ حضرت

حضرت مجدد پر سرکار دو عالم کی نظر شفقت

عقد دہے اسی سال کے مابعد
کے آخری عشرے میں فرمایا کہ آج عجب ماحول ہو رہا ہے۔ میں اپنے نعت پر تنکیر لگانے
بیٹھا ہوں۔ مجھے غم و غصہ ہے کہ اسی جنم پر میرے ساتھ کوئی اور اگر بیٹھ گیا ہے۔ کیا دیکھتا
ہوں کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں جو فرماتے ہیں کہ میں قبلے
واسطے اپنا ستارہ رکھنے کے لئے آیا ہوں جو آج کس بلبل نے کیسی کے واسطے نہیں
لکھا۔ میں نے دیکھا کہ اس ہزارت نامے کے ترقی میں وہ انصاف و عظیم درجہ سے جو اس
جہاں سے تعلق رکھتے ہیں اور اس کی پشت پر وہ عنایات کثیرہ دیکھی ہیں جو عالم آخر
کے متعلق ہیں، چنانچہ یہ بات حضرت مجدد نے مکتوبات کی میری جلد میں تحریر فرمائی
ہے۔

نہ اسی سال حضرت سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت مجدد ولادت
ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خوشخبری دی کہ قیامت کے دن آپ کے طفیل ہزار در ہزار
مخلوقات نجات پائیں گی۔ اور آپ کا سلسلہ بددبب کثرت افضل دوسرے اولیائے امت
سے زیادہ ہوگا۔ اور حق تعالیٰ میری کوشش امت آپ کی شفاعت سے جنت میں داخل
کرے گا۔ حضرت فرما اقل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ خوشخبری سنی۔ تو

شکرانہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نیاز کے طور پر طعام بکایا اور یہ خوشخبری لوگوں کو بھی سنائی اور یہ بات عام لوگوں میں بھی مشہور ہو گئی۔

[illegible]

جو ہوا۔ میں تو ایسی سرشاراؤں کا اس نے آپ کی بات کی ذرا پر ہوا نہ کی، مگر آپ
نے اسے متعلق کر دیا، اس واقعے سے آپ بڑے متڑھ ہوئے اور علامت شاہی ترک
کر دی اور فقرہ کی خدمت اختیار کر لی، اس زمانے کے بہت سے مشائخ کی خدمت
میں حاضر ہوئے اور ان کی خدمت کی، لیکن کسی سے باطنی کشش نصیب نہ ہوئی، حتیٰ
کہ ایک بزرگ آپ نے ایک گزشتہ فیروزہ سے پوچھا کہ کیا سبب ہے کہ میں کشش
نہ کرتا ہوں، لیکن یہ بات حاصل نہیں ہوئی، اس نے کہا کہ یہاں نصیب حضرت مجدد العتثی
کی خدمت میں ہے جو اس وقت تمام اولیائے امت سے افضل ہیں، انہیں سے نہیں
کشش باطنی نصیب ہوگی، اور انہیں کی توجہ سے بہت سی نعمتیں حاصل ہوں گی، آپ
نے یہ خوشخبری سن کر حضرت قیوم اعلیٰ مجدد العتثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عالم پناہ گاہ
کا رخ کیا، انشا اللہ راہ میں حضرت قیوم اول مجدد العتثی ثانی کے خلیفہ حاجی خضر سے ملاقات
ہوئی، آپ کی پہچان تمام مشہور جہانیت تھی، اس واسطے انہیں سے طریقہ علیہ کے خواست کیا
بھرتے اور کچھ وقت حاجی خضر ہی کی خدمت میں رہے اور مقامات عالیہ سے مشرف
ہوئے، چونکہ آپ کی استعداد کمین بڑھ کر تھی، اس لئے حاجی صاحب سے پوری تسکین نہ
ہوئی، تو حاجی صاحب نے آپ کو دیکھتے ہی بھیج دیں حضرت قیوم اول مجدد العتثی ثانی سے
اللہ تعالیٰ حاکم کی خدمت میں بھیجا، آپنا ہمنامہ دیکھنے کی آپ کو قبول کیا، اور توجہ اور
اپنی نسبت خاصہ کے انعکاس سے شرف فرمایا، جس کے شیخ آدم بوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
کی باطنی تسلی و تسکین ہو گئی، اور اس طریقہ کی خداداد ہمت سے مشرف ہوئے۔

پہنچانچہ محکمات الاموال میں شیخ آدم بوری صاحب لکھتے ہیں کہ شیخ کی بڑی
توجہ ہمارے بزرگ سالر سلوک سے بددعا بہتر اور افضل ہے، اسی لئے ہمیں قریب پور روکا
کے انسانی سفارشات پر پہنچایا، آئینہ بزرگ نے فرمایا کہ تجھ پر اللہ تعالیٰ کا بہت بہت نیکو
و احسان ہے، کہ تو ان کمال کمال کو پہنچ گیا، آج کل کا زمانہ اور ہی کوئی ایسے مقامات پر

پہنچا ہے، یہ جو کہ ہے حضرت مجدد العتثی ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توفیق کی برکت سے ہے
آج بھر میں بھی آئینہ بزرگ نے محمدی سنت اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم خدمت پر مامور فرمایا، اہم
ہی میں حقیقت ان کی ہی خوشخبری میں عین فرائض اور سرچشمہ میں خلافت سے نفع
فرمایا، بعد ازاں حضرت مجدد کا وصال ہو گیا، اور ہم مجبوروں کے سینوں پر داغ ہجرت
دے گئے۔

عمل کے وقت آئینہ بزرگ کے راست نما ہوئے، وہ یہ کہ اگر لڑکوں نے آئینہ بزرگ
کو وصال کے وقت نماز میں دیکھا، میں دلا باطمینان دو سال آئینہ بزرگ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے وضع مبارک پر رہا، اور کمال کمال کا متمتع و میں سے حاصل کیا۔

حضرت شیخ آدم بوری کی شاہی انگلی میں مقبولیت | قیوم اول مجدد العتثی ثانی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ آدم بوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو وہی سے عنہ و زادوں کے لئے
بہت سے تحفے دے کر سرحد بھیجا، اور انگلیاں اپنے مریدوں میں بانٹنے کے سوسوار بھی
شیخ آدم بوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ کر دیئے، جب شیخ صاحب سرحد سے
واپس آئے، تو شیخ صاحب کی گشتہ مجلس کا اثر ان لوگوں پر ہوا، گو وہ مرید نہ ہوتے
تھے، لیکن مجلس میں داخل خانوں میں بیٹھے، وہ شیخ صاحب کے بہت متعجب ہو گئے، اور
دریا غلی سے شیخ صاحب کی بڑی تعریف کی، چنانچہ دریا خان بھی شیخ صاحب کا متعجب
ہو گیا، حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ صاحب کو کوئی کی تہ بہت کے
قابل پایا، تو خلافت سے شرف فرمایا، پہلے پہل پوشش صاحب کے مرید ہونے، وہ بڑی
تلمو سوار تھے، شیخ صاحب نے یہ وہ ترہ و نشان کے مشکور رہے، چونکہ ان دنوں
دریا خان پشاور کا سردار تھا، جو پشاور میں سے آئے، وہ دریا خان کے پاس آئے
اور دریا خان صاحب نے پشاور میں سے بڑا ہمارا سپردار رکھا، (پتہ حاشیہ انگلی پر)

اور دیا خان شیخ صاحب کا معتقد تھا۔ اس لئے وہ بھی شیخ صاحب کے معتقد ہو جائے
اور مرید بن جاتے۔ اور ان کی دیکھا دیکھی اور پختان بھی مرید ہوتے۔ اور شیخ صاحب
کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ چنانچہ ابوشاہ نے ذکر کر شیخ صاحب کو دنگر سے نکال
دیا۔ جیسا کہ انشا اللہ تعالیٰ سب موقع ذکر کیا جائے گا۔

اس سے پہلے شیخ صاحب کا نام آدم خان تھا۔ جب حضرت قیوم اول مرتد
الغنائی فی حق اللہ تعالیٰ اعز سے خلافت عنایت فرمائی تو خانی کو حذف کر کے شیخ آدم
مقرر منصب دیا۔

دقیقہ حاشیہ صوفیہ سے لے کر وہ چھابیری وہ میں چار ہزار سواروں کا کمانڈ تھا۔ مگر شاہ جلال
کے دور حکومت میں حبیب جہاں نے صاحب خان کو سپرد عہدہ عظم قرار دیا۔ تو خان جہاں چرچہ آرا
بھی تھا۔ اور بادشاہ کی قدر اور فت کا مالک تھا۔ شاہ جہاں کے خلاف ہو گیا۔ وہ دیا خان کی
دنگنیت پر بھروسہ پر آنا دو ہو گیا۔ حیدر آباد دکن سے اٹھا اور شاہی فوج کے خلاف کئی بار لڑائی
ہوئی۔ شاہ جہاں نے اسے معاف بھی کر دیا۔ دوبارہ دیاہ میں ضرور منزلت دی۔ مگر جہاں
۱۰۰ مسقر شہزادہ کو ہوا سے نکلا اور دیاہوں کے علاقہ میں چار پہنچا۔ وہ مالوہ میں پہنچا تو شاہی
لشکر کے کمانڈروں عہدہ خان اور مظفر خان نے بار بار اتنا قہقہہ کیا۔ خان جہاں نے پچاس شاہی باغی
پکڑ کر جیل کے باج کی سلطنت میں داخل ہو گیا۔ جیسو سنگھ کے بیٹے علیک لاج پور جیل سے
خان جہاں کو مدد فرمایا۔ اور ۱۰۰ آدمی انشا فی مسئلہ میں شاہ جہاں کے لشکر کے تھری رستوں پر حملہ
کے کہ وہ دیا خان اور اس کے بیٹے کو قتل کر دیا۔ یہ دونوں خان جہاں کے بہترین سپہ سالار تھے۔
(تاریخ ان کی زندگی زیر نگین پڑی جو شان صفحہ ۵۵)۔

حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں اکابر علماء مشاہخ خراسان و بدخشاں کی حاضری

مولانا الدین اور خواجہ ہاشم اپنی مشہور تالیفات میں روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت
مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض خاص اصحاب نے حضرت کے مکتوبات کی
پہلی جلد بدخشاں خراسان اور ماوراء النہر پہنچائی۔ پہلے دفتر میں دوسرے دفتروں کے
مقابلہ میں انتہائی مخالفت درج تھے۔ لیکن پھر بھی آئینہ کلام و عقائد و بیگز
مشاہخ امت بدرجہ اعلیٰ و افضل تھا۔

آسمان نیست بر عرض آں در سفر و
وہ لبس مالیت۔ شیش خاک تو

اس وقت وہاں کے علماء و مشائخ اپنے وقت کے ممتاز اہل کمال تھے۔ اور انہیں تک
حضرت مجدد الف ثانی کے مرید نہ ہو سکے تھے۔ جب انہوں نے مکتوبات کی پہلی
جلد کا مطالعہ کیا تو خوشی سے مجرم گئے۔ دین تعین کر کے بعد بتے پناہ دیا
و شاکہ کی۔ اور معتقد اور مرید ہو گئے۔ اور کہنے لگے۔ مہتکات الدنیا و آخرت
کہ ہندوستان کے ملک میں اس قبہ کا بزرگ جو مشائخ امت کا امام ہے۔ ظاہر ہوا
ہے اور مصفا ہے یہ مصرعہ پڑھا۔

بتاد کی دران آب حیات است

اکابر مشائخ ایران کے خطوط اس ملک کے مشائخ اکابر مثلاً ارنشاد میر محمد، مومن بنی، اور علمائے جدید مثلاً مولانا ربانی حسین قنوازی اور افضل القضاۃ مولانا نوگل کے ایک ایک سرو کے ہاتھ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں نیاز مذکورہ خطوط بھیجے۔ اس ایک مرد سے وہ خطوط اخیر میں حضرت جہد کی خدمت میں پیش کئے۔ اور ان بزرگوں کی طرف سے وفور محبت و عقیدت کا اظہار کیا۔ ان بزرگوں نے عرض کر بھیجا تھا کہ اگر بعض امور بہر کسی منفعہ بدنی اور دنیوی مضافہ مانع نہ ہوتے تو ہم آج جناب کی خدمت میں حاضر ہو کر بانی عمر جناب کے در دولت پر ہی بسر کرتے اور ان وفادار و محاسن سے جن کو نہ آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں نے سنا، اقتباس کر سکتے۔

چونکہ مذکورہ بالا رکاوٹیں سب لہ ہیں اس لئے انتہاس یہ ہے کہ ہم نیاز مندوں کو اپنے نفس مریدوں میں شمار کر کے غافلانہ کرم و نوازیوں سے ان نیاز مندوں کے احوال پر توجہ فرمائیں۔ گہم رنگہ بظاہر مجبور ہیں لیکن بیاطن حضور علیؑ اس ایک مرد نے زبانی عرض کی کہ مجھے ان بزرگوں نے اس مقصد کے لئے بھیجا ہے کہ ان کے لئے جتنا سے ان کی عقیدت و ادبیت کا اظہار کروں چنانچہ وہ بہرگوں کی طرف سے آئینہ جناب کی خدمت میں مرید بنوا۔ شخصیت ہونے وقت انتہاس کی کہ وہ ان کے بزرگوں سے گناہا کے بلند معارف میں کرسکتواریت کے دوسرے دفتروں کے بارے میں انتہاس کی ہے کہ اگر کوئی مستوجب مشکل برحقانہ عالی ارسال فرمائیں تو میں عنایت بھرگی حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دست مبارک سے چند عظیم کلمات تحریر فرمائے اور کرسکتواریت کی تہری جلد کی ایک جزو اس ایک سرو کو عنایت فرمایا۔

اس ملک کے بعض بزرگ جو بعد میں ہندوستانی آئے وہ کہتے تھے کہ میں وقت

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معارف و احوال پہنچے ہم سب قدرۃ العرفان شیخ علی بن علی، میر یوسف وغیرہ مشائخ اور علمائے خدمت میں تھے ان کے مطالعہ کے محنت اور دوسرے مشائخ اور علماء و فقیہ و فاضلین اگر تھیں کر تھیں کر سکتے۔ اور فرمایا کہ اس بزرگ کی قدر تاج کے گلوں کو کیا ہے۔ اگر سلطان العارفین یا بزرگ بطنی اور سنیہ اندہ جہد بغدادی وغیرہ اس وقت ہوتے تو آئینہ جناب کی غلامی اختیار کر سکتے اور ان و مال سے مرید ہو جاتے۔

میر میر کشاد عمر قندی مدیا رحمۃ ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ ایک امت میں حضرت الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدسی آیات مستورات کا مطالعہ کر رہا تھا جب میں خطوط پر پہنچا تو آئینہ جناب نے ان اولیاء کے بارے میں لکھا ہے جو اس میں ارسال ہوئے اور توجہ و جدوی کے قائل تھے۔ آئینہ جناب ان کے بارے میں فرماتے ہیں ان بزرگوں کو اصل صداقت کو بخیر معلوم ہے کہ یہ تہا کی کے بخیر سے مکمل کہہ حاصل پا سچے ہی ہیں۔ یہ مطالعہ کر کے حسب ذیل شعر خود بخود دلی سے زبان پر۔

جہد شیخ مار مشر عرب فاس	کہ سلطان ہزاراں با نرید است
مرجان مسدیان مریداں	جہد و شبلی و شیخ فرید است
عمیق طیش خالی کہ از چہ نیست	ہوا از سید عالم رسید است
کہیں صوفیا کے چمن سنبل	کہ حق دل آفتابش آفرید است

اسی سال ایک ندامت طلب حق پرست بزرگ

نزدیکی طرف راستی میں جس نے بیت سے بزرگوں کی زیارت کی تھی ان سے فوائد حاصل کئے تھے حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر

ہو کر مدینہ آیا۔ اس کے مرید ہونے کا سبب یہ ہوا جیسے وہ خود بتاتا ہے کہ میں
میں لٹکا کر چند عورتوں کے کبا کہ فتح پور سکری میں ایک ایسا درخت تھا کہ آکا ہے۔ حج
بوجھاتا ہے اور کبھی لوہار۔ اب مدت بعد ظاہر ہوا ہے۔ میں نے ارادہ کیا کہ میرا
بزرگ کی خدمت میں بل کر طلب حق کریں۔ چند اور اہل مرتبت عورتیں بھی میرے
ہیں۔ ہم نام کے وقت اس بارگاہ میں بیٹھے۔ جہاں وہ بزرگ رہتے تھے۔ میں نے
لوگوں کا تم جہاں ہوا ایسا نہ ہو کہ میں نے کوئی بے ادبی نہ کرنا ہے جس سے سبھا کے فائدہ
نقصان ہو جب ہم دہلی گئے تو دیکھا کہ وہ سیاہ لباس پہنے بیٹھا ہے۔ اور دو تین
ہزارہ ہیں۔ ہم سلام کر کے دُور بیٹھ گئے۔ اور میں ان عورتوں سے بھی فاسم پر ہوا
اگر وہ ہمیں بھی تو فتنہ چھ پر غلام نہ کر سکے۔ ایک گھڑی گزرتی گزرتی پانی بھی نہ
نے آپس میں اس کے سیاہ لباس کی طرف اشارہ کیا۔ اس نے فوراً سے ہی عرض
ہو کر کہا کہ فیروں سے ہنسی چلی خشک نہیں۔ وہ چیراں رہ گئیں۔ کہ تارک
ہیٹے ہونے کیجئے ہاں اب۔ سوائے اس کے اور کچھ معلوم نہیں تھا۔ کہ اس نے ہا
کشت اسلام کیا ہے۔ ڈھکے نیم جان ہی ہو گئیں۔ وہ واپس کا حصہ تھا۔ فوٹیں نہ
کا اظہار کیا۔ اس بزرگ نے فرمایا کہ اس وقت حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی
اللہ تعالیٰ عنہ قلب وقت قیوم زمان اور تمام اہل اسے امت سے انجمن ہیں۔ جب ان
کی خدمت میں حاضر ہو کر منہ سے سیراب نہ تھا۔ تو چھوٹی ندیوں سے کیڑ بکر لگا
نے دیدہ و دانستہ کہا کہ بے شک وہ بزرگ ہیں۔ میں نے بڑی تعجب سے مٹی سے
کا ارادہ بھی ہے۔ لیکن ابھی تک حاضر خدمت نہیں ہو سکا۔ اس نے کہا کہ میں چھوٹے
ہو گلائیں تمام فلاں دن دُور کے دف حضرت مجدد کی خدمت میں حاضر ہونے
پر یہ باتیں ہوئیں۔ ہم کچھ ہمیں لگتے ہوئے یعنی اس نے غلابہ فرمایا۔ حال
وقت چھوٹے روز حضرت مجدد الف ثانی کے دیوان گنگوڑی ہوئی تھی۔ اس

تھے اس پاس نہ تھا۔ اس واسطے میں نے اقرار کیا کہ میں اس آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
خدمت میں حاضر نہ ہوا تھا۔ اس بزرگ نے کہا کہ میں نے اس اہل بار کے سردار کی ناپست
اور انشاء اللہ تعالیٰ ایک دفعہ اور کر دے گا۔ جو شخص اعتقاد سے آنجناب کی ناپست
ہے اس پر دوزخ کی آگ حرام ہو جاتی ہے۔ نرمی آنجناب کی خدمت میں جاؤ تو
معا ہے حاصل ہو جائے گا۔ جو عورتیں اس بزرگ کے ساتھ تھیں انہوں نے بھی
اسی طرح غلابہ غلابہ سنا۔ بعد ازاں وہ شخص صدق اعتقاد سے آنجناب کا مرید

حضرت مجدد الف ثانی حضرت محمد معصوم قیوم ثانی کو خلافت عطا فرماتے ہیں

قیومیت کے بائیس سو سال حضرت تیرم اقل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
فرزندوں کے خزانے میں جو کر تیرم میں تھے۔ بار بار مضطرب ہو کر انہیں یاد فرماتے۔
پہنچے خواجہ باکسم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں آنجناب کی خدمت میں
تھا۔ میں نے بار بار اس بات کا شہادہ کیا۔ کہ سب کچھ کوئی اعلیٰ درجے کی نصبت
حضرت جناب کو حاصل ہوئی۔ تو میرے شوق سے اچھا پہنے ان دونوں فرزندوں کو یاد فرماتے
ہوں۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حسب ذیل کلمات جو میرے قول کی تائید کرتے
ہیں۔ اپنے فرزندوں کی خدمت کیجئے۔
مکتوب: اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ

مہا تپ ہے اور ان کے نہ پانے سے جگر کا بپ ہو جانا ہے، میرا شوق فہم اسے شوق
کی لذت لیا رہا ہے کیوں کہ اس مسئلہ ہے کہ میں فد کو بپ کہنے سے بہت ہوتی ہے
اچھی بیش کو باپ سے نہیں ہوتی، مگر اصل پور فروع کے لحاظ سے معاملہ برعکس ہے۔
یہ کہ جہ کو شافوں کی ضرورت نہیں ہوتی لیکن شافوں کو بڑا کی ضرورت ہوتی ہے لیکن
مشیت ہر یزدی اسی بات کی مقتضی ہے اور شوق اگر بدرجہ غایت ہو جائے تو ہوس کر
ہی کھینچ لیتا ہے واقعی

و رشتہ نہ بکد حسن الی ماند ہم سچیز

والسلام

پھر ہی سال شمشب سے اپنے دو دنوں

منصب قومیت کی تفویض | فرزندوں حضرت فرہانی مدد مرنانی عروہ الوطنی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت محمد سعید خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف حسب ذیل خط لکھا۔

”جل جلالہ تمہارے اعمال کی طرف متوجہ اور تمہارے کمال کو خواہاں رہتا ہے
میں صبح کی غار کے بعد میں خاموش بیٹھا تھا کہ ظاہر ہوا کہ یہ خلعت، رخصت
جو میں پہنے چوستے ہوں، مجھ سے جدا ہو گئی ہے ایک دوسری خلعت مجھے عطا
ہوئی ہے، دل میں خیال آیا کہ دیکھئے یہ خلعت ناکہ کسی کو ملی ہے یا نہیں پتہ
دلی اندر دینی کہ یہ خلعت ناکہ میرے فرزند ابوبکر محمد مصمم کو ملے، ایک لمحہ
بعد میں نے دیکھا کہ واقعی یہ میرے فرزند کو مرحمت ہوئی، اور وہ ساری کی
ساری خلعت اسے پرانی گئی، اس خلعت ناکہ سے مراد منصب قومیت
ہے، جو بظاہر نہایت اور بحکیم نام جہان سے متعلق ہے اور اس کی وسرہ
سے میں اس عرصہ جمیع سے مربوط رہا، اور صہب یہ خلعت جدید کا معاملہ

میرے پیارے بیٹا! مجھے شک تم بھی ہادی محبت کے متناق اور خواہاں ہوں گے
اور میں نے بھی تمہارے دیکھنے کا فی طور پر اندازہ نہ ہوں، لیکن کیا کروں انسان
ساری کمزوری میں کمی پڑی نہیں ہوتی، میں اس شادی لشکر میں نے اختیار ہوں، یہاں
ہر ایک گھڑی رہنے کو اس جگہ پر کسی گھڑی مضمر ہے چر ترجیح دینا ہوں، بکول کہ
کچھ یہاں میں رہے معلوم نہیں کہ کسی اور جگہ کچھ ہو، اس مقام کے عدم ممانعت ہی جدا
اور یہاں کے موانع اور مقامات کا فوجہ نہ لگا سکتے، جہاں گھر بادشاہ جیسے کس جہان سے
منع کرتا ہے، حالانکہ میں اسے اپنے مولیٰ کی رضا مندی اور عطا بیت کا ہر پوچھنا لکھتا
اور اس قید کو دونوں جہان کی خوش قسمتی مانتا ہوں، خصوصاً ان پرانگی کے دونوں
کاروبار کچھ عجیب ہی ہے، اے ان طرف کے دونوں میں عجیب و غریب افتاد اور اشارہ
ہن ہن، ناز اور عجیب غریب حاصل ہوتی ہیں، اس وقت فرزندوں کا خیال

میں گواہ اس کے ظہور سے رہا کی کہ بعد ہر چھوٹے عید اللہ تعالیٰ کو اس خاص لشکر کا
رکھنا میں بہترین کا خیال ہے کہ اس طرح ہر جگہ آپ کی بکرا کی کر رہا ملے، خدا کا حضرت
اللہ تعالیٰ عوام میں را بطوں کو ہم جگہ کا مطلب سلطنت کے حقوق، القصد پر یا کر رہے گئے، حضرت
نے اپنے بیٹوں کو تیار کر لیا کہ اگرچہ میرا لشکر گاہ میں رہتا، اور جہاں ایک کے دہلی کے قریب ہونا ظاہر کر دیا
اور یہ نتیجہ ہی ہے، مگر بہت ہی افسانہ ہے، اور اشارت کی ہے پناہ روحانی میں
جیسے میں وہ کسی میٹر کر رہی ہیں، دوسرے حضرت خیر اللہ تعالیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قیام
در بار اور حکومت کا وہ بار جس ایک ہونے نظر پر رکھنے کا ضمیمہ بن گیا، آپ نے ہی قیام میں وہاں
کی اصلاح، اعلیٰ سے سطح، سب سے ماحول سے دوستی، اور ہر شے جو ہے با اثر افروغی کر
ہیں جو کر کا دعا کا اس کے نتائج مستقبل میں ہے پناہ منید برآمد ہوئے۔

(مرتب ہے)

اشر کو پہنچ جائیگا۔ تو یہ اشر جانے کی مشق ہو جائے گی۔ جو بعد میں اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے میرے دوسرے پیارے فرزند محمد سعید کو عطا فرمائیگا میں نے اس بارے میں انتہائی سہم و نظر ہو گئی ہے۔ میں وہ لوگ نہ ہوں کہ اس منصب کے قابل ہو کر انہیں آمادہ کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا شکر سہا لائیں۔ بلکہ اس ہے۔

قوله تعالیٰ اَعْلَمُ اَنْ تَاوَدَّ مَسْكُوْدًا وَ قَلِيلٌ مِنْ عِبَادِيَ
الَّذِينَ يَكُوْنُوْنَ اِلَىٰ ذٰلِكَ مُشْكِرُوْنَ۔ معلوم ہے کہ میرے بندوں میں سے کتنے لوگ

فاسد بہت کم ہوں۔ چنانچہ ۸

اس مکتوب کے پیچھے ہی جو اولیٰ خدمتِ نداد سے حضرت قیومِ اولیٰ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے روانہ ہوئے۔ بشرطِ مذہبیت سے مشرف ہونے کے چند روز بعد دونوں صاحبزادوں کو خط لکھ کر فرمایا کہ اب مجھے اس جہان سے کسی قسم کی وابستگی اور دلچسپی نہیں رہی۔ اور یہ منسوبِ قیومیت محمد مصدوم کو عطا ہوا ہے۔ اب مجھے اس جہان میں جانا چاہیے۔ اب پہلے کی علامتیں ہی ظاہر ہو رہی ہیں۔ چنانچہ حضرت قیومِ ثانی کی خدمتِ تعالیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مکتوبِ ہدایت کی پہلی جلد میں اس مجلس کا حال یوں تحریر فرمایا ہے۔

”بس وقتِ حضرت قیومِ اولیٰ مؤید الوفاء ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس ہندو فلسفہ قیومیت سے سرفراز فرمایا۔ اس وقت حضرت مجددِ آدم دوم دونوں بھائی موجود تھے۔ حضرت مجدد نے فرمایا کہ اس مجمعِ گاہ سے میں چل کر جاؤ۔ قیومیت حق ہو گئی عطا ہوئی ہے۔ اب سے تمام خط و کتابت دینی و دنیاوی معاملہ میری قیادت سے ہوگی۔ اس سے اب اس جہان میں میرے رہنے کی کوئی ضرورت مجھے معلوم نہیں ہوتی۔ جب میں نے انجمنیت کی

زبان مبارک سے آپ کے اس جہان سے وادیِ قرب میں کوٹ کر جانے کی بابت سفارش تو گئی تھی۔ انجمنیت نے قیومیت کی خوشنویسی دی تھی لیکن وہ خوشی فوراً زائل ہو گئی۔ جگر پھٹنے لگا۔ آنکھوں میں آنسو مبر آئے اور بارے میں علم کے زبانی بند ہو گئی۔ سننے کی طاقت نازل ہو گئی۔ جب حضرت نے میری طبیعت میں ایک ایک تبدیلی دیکھی تو اندامِ لطیف و کرم فرمایا کہ تم مت کرو اللہ تعالیٰ کا طریقہ ایسا ہیوں ہے کہ ایک کو اپنے پاس بلانا

سب سے دوسرے کو اس کی جگہ قائم مقام کرنا ہے۔ جب جناب پیرِ نورا علی اللہ تعالیٰ علیہ السلام کا وصال ہوا۔ تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہاشمین ہوئے۔ ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ۔ چونکہ مجدد اپنے آپ میں اس کام کی قابلیت نہیں پاتا تھا۔ اور علامہ بریلوی رحمہ اللہ کا برائے حضرت اثر ہوا تھا۔ اس واسطے کچھ بول نہ سکا۔ اور جو باتیں انجناب سے چھپتی تھیں۔ اس وقت ان میں سے ایک ہی نہ پچھ سکا۔ باقی کسی نے شک کیا کہ اس ہے۔

وہی گذشتہ پرکھ مذکورہ حکایت

اسے خاندانِ غرائبِ زبانِ قوسیتِ نمود

انجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ وہ قیومیت برہم پری قیومیت کی نسبت زیادہ راضی اور خوش ہیں۔ جب انجناب نے دیکھا کہ میرا رنج و الم بدرجہ طاقت سے تو فرمایا ابھی میرے کوٹ میں کچھ عرصہ ہے لیکن چھینا ہوں کہ قطع کیا ہے۔ ایک لمحہ کی قیومیت کے بعد فرمایا کرامت یہ ہے کہ

ہست یہ ہے کہ جب تک میں زندہ ہوں تمہارا قیام مجھ سے ہے اور
اگر وہ عالم کا قیام تم سے اس کے میرے گمزدہ دل کو گوارا نہ ہوئی نہ

طہیت پختہ کی خوبیت کی شرط ہے | اس واقعہ کے ایک سال بعد
ہوا ایک دن یہ معاملہ ڈاکٹر صاحب کے پہلے عشرے کا ہے اور انہماک کا معاملہ
مستند کو ہوا۔ یہ منصب قیومیت کی تعریف اس سے پہلے بھی گئی ہے۔ میں پر اس
کے بیان کی چنداں ضرورت نہیں۔ قیومیت کے لئے ضروری شرط طہیت پختہ ہی ہے
یعنی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت مجدد العارف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
طہیت پختہ کی جسے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خوشخبری میں عنایت فرمائی۔ یہ منصب حضرت
مجدد العارف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے کسی ولی کو نصیب نہیں ہوا تھا۔ کیونکہ یہ شرط
ہر چکی علی قیوم ہزار سال بعد ہوگا۔ یہ شرط اولو العزم پیغمبر کے ہے۔ اس کے قیام کے
بعد پھر کسی قیومیت پر اور انبیاء اور رسول آئے۔ چونکہ آپ شراب مراد کا ناسط
اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تابع تھے اس واسطے انہیں یہ مقام نصیب ہوا۔ دوسرے
یہ کہ حضرت مجدد العارف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک کام اور پیش تھا جو جناب پیغمبر خدا
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر خلوت کے متعلق تھا۔ جیسا کہ افشا اللہ تعالیٰ عنہ
بیان ہوگا۔ اس واسطے انہماک نے یہ منصب اپنے فرزند کو عنایت فرمایا۔

چار خلفائے راشد اور چار قیوم | ایک اور وجہ یہ ہے کہ چونکہ قیامت
نزدیک ہے اس واسطے جو چیز پریدہ ہو جانی
ہے اسے زیادہ مضبوط کر دینا ہے۔ اس واسطے وہ بین متین کو مضبوط کرنے کے لئے پہلے
دوسرے چار قیوم آئے۔ حضرت مجدد العارف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسل کے لئے خلفائے
راشدین کے اسماء نقل فرمائے۔ اس سے مراد یہ تھی کہ پہلے وہ چار قیوم ہوں گے۔

ہیسا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد پہلے وہ پہلے چار قیوم ہوں گے۔

ذاتی محبوبیت کی عطا | مذکورہ کہ حضرت مجدد العارف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
ذاتی محبوبیت خانی میں جو خلوت تہمتی پر موقوف ہے عنایت فرمائی جیسا کہ پہلے بیان ہو
چکا ہے۔ یہ محبوبیت ذاتی جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے سوائے
حضرت مجدد العارف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا ان کے فرزندوں کے کسی ولی کو عنایت
نہیں ہوسکتی۔

قیوم ثانی کے لئے تمام خلفاء و عہدہ کی کو بہت کا حکم | حضرت مجدد العارف ثانی
قیوم ثانی عروۃ الوثیقہ صمد ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے حضور میں خود مستدار شد
پر بٹھایا اور تمام خلیفوں اور مریدوں کو حکم دیا کہ ان سے بیعت کریں۔ سب نے عنایت
اور شہادت حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کی۔ خلفاء کے تمام معاملات آپ
کے سپرد کیے گئے اور خلیفے اور مرید بھی ان کے حوالے کئے گئے۔ حضرت مجدد رضی
اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے تمام خاص و عام اصحاب کو حکم دیا کہ قیوم ثانی کے حلقہ میں بیٹھا کریں۔
جو شخص حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں مرید ہونے کے واسطے آتا، آپ
اسے قیوم ثانی کی خدمت میں بھیج دیتے۔ خود مرید کرتے۔

سرسبز دہلی آشری یا قیوم خلوت میں گذار سکے | میں آئے تو انجناب رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے خلوت طعن اختیار فرمائی۔ اس کو تو زہد و بیاض خلوت کا اور شاؤ کرنا تھا
کی امامت کرنا۔ سب کچھ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بذات خود سر انجام فرمایا کرتے
آپ صرف جہم کے روز خانقاہ میں تشریف لایا کرتے۔ تاکہ لوگ انجناب رضی اللہ

تعالیٰ عندہ کے دیدار فاعل ہاں اور سے مشرف ہوں۔ باقی دنوں میں کسی کو مجال نہ ملی، کہ خلوت میں آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو، صرف خودندوں کو اجازت ملتی، باقی تمام مرید اور شاگرد حضرت عروج الوفا کی قیامت میں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے، اور ہوسوک حضرت تلم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں کیا کرتے تھے، وہ اسب حضرت قیامت میں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں سمجھا دیتے۔

حضرت مجدد الف ثانی کی جہانگیر کے شکر سے ستمزد میں آمد

اس وقت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر شریف بائیس سال ہوئی تو نوگوں کو فساد کیا کہ محسوس ہوتا ہے کہ میری عمر ستمزد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق تریسٹھ سال تک ہوگی، اس سبب سے میری زندگی کا ایک سال اور باقی ہے، اس واسطے آنجناب اس بات کی کوشش کرتے تھے کہ باوجود اس خدمت ہو کہ سرسبز اور فخر سے جاؤں، وہاں ہی رہوں، اتفاقاً ایک روز حضرت خواجہ حسین الدین چشتی قدس سرہ کے روضہ مبارک کی زیارت کے لئے بھیجے گئے، اور چونکہ وہ قمر مبارک کے ساتھ مراجعت کے بیٹھے رہے، جب وہاں سے اٹھے تو فرمایا کہ خواجہ صاحب نے حق مہمانی ادا کر دیا، اور طرح طرح کی منہ پائیں کیں، اور بہت سی اسرار کی باتوں پر گفتگو فرمائی۔

چنانچہ ان میں سے ایک حضرت خواجہ حسین الدین چشتی اجمیری کا تھنہ آیا ہے کہ مجھے فرمایا کہ اس شکر گاہ سے جانے کے لئے اتنا اصرار نہ کروں، اس لئے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی پر چھوڑ دیں، سبب وہ چاہے گا، نمود ہی ہواں سے خدمت پر جاؤں گے، اٹھنے میں اس زار کے خادموں نے حضرت حسین الدین چشتی قدس سرہ کا مبارک خلافت جو سرسبز بنایا چھوڑا جاتا تھا، اور پانا بادشاہوں کو دیا جاتا تھا، جسے وہ عمارت کی طرح صندوقوں میں رکھنے لگے، حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کیا، اور عرض کی کہ آپ سے بڑھ کر اس کے خلیفہ اور کون ہوگا، آنجناب نے فرمایا کہ اس کے اپنے خادم کے سپرد کر کے آہ سرد میری اور فرمایا، چونکہ اس سے اچھا کوئی لباس بازگاہ میں نہ تھا، اس واسطے مجھے غایت فرمایا، اور فرمایا کہ اسے ہمارے کفن کے لئے سنبھال کر رکھنا۔

خواجہ باختر مجدد الف ثانی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ انہیں دنوں ایک رات میں تختہ کے وقت میں آنجناب کے حجرہ خاص کے نزدیک آکر کھڑا ہو گیا، توجہ اندہ سے روئے کی ایک درز ناک آواز سنائی دیتی تھی، جب چہ اس کے سوار پر کلان رکھ کر کوشنا، تو معلوم ہوا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑی وقت سے صاحب فیل شعر چڑھ رہے ہیں اور در رہے ہیں۔

باوجود از زندگی ماہ سے شدہ سیر از وقت

چرخ خوش بودے کہ مکر اور دانی یافتے

اور بار جہانگیر سے حضرت مجدد کی ستمزد میں آمد

ی۔ بارشاہ نے آپ کے ہزار پر آپ کو دین چاہنے کی خدمت دی، سبب اس سفر کے دارالافت اور ستمزد میں شرف لائے، تو وہاں کے رہنے والوں نے آنجناب کا سنا دیا

کیا اور مارے خوشی کے چھوٹے نہ ساتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اکیلا شکر بجالائے۔

سے
دیوارِ درخشش سجود کر دند
شکرانہ ازل درود کروند

اس سوزِ بین کے رہنے والے "السعود احمد" ہی بیکار تھے۔ آپ نے اپنے دورِ دولت کے قریب ایک عہدہ نگار اپنی شہرت کے لئے اعتبار فرمایا جس سے سوائے جس کے ہمارے باہر لکھنؤ نہ لگاتے، اس خلوت میں سولہ فرزندوں اور دو تین مخلص شاگردوں کا اور کسی کو جانے کی اجازت نہ ملتی۔ سچے سچ ایمان والوں کی اور خواجہ ہاشم کو بھی خدمت کے لئے اس خلوت میں جاتے کی اجازت تھی، باقی بنگالہ اور شمالی مریہ کرنا، ساکنوں کو قہر دینا، خانقاہ کی امامت کرنا، حضرت عروۃ اور شفیع مہمدم زمانہ قیام ثانی یعنی اللہ تعالیٰ عہد کے سپرد تھا، انجمنِ کتب نے اپنے نام پر پونہ کو حکم دے دیا کہ حضرت عروۃ اور شفیع یعنی اللہ تعالیٰ اعظم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہیں اور انہیں کے حلقہ میں بیٹھا کرے، چونکہ بعض کمالات ان سے باقی رہ گئے، اس واسطے انجمن نے فرمایا کہ ہر مہمدم اکمل امامت کیا کرو، تاکہ جو نہیں کمالات الہی کے انتہائی مقام پر پہنچا دوں۔ خلوت کے شروع میں چند سالیں بھر کر فرمایا کہ بابِ بوعلی و تلاقِ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مشرب بہت حالی ہو گیا، فاضل کی مجلس کو خلعت سے خالی کر دیا گیا۔

مشرب عالی تکس رسائی | خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر کائنات ہمدرد
میں سمجھتے ہیں کہ آخری عمر میں حضرت مجدد اللہ ثانی
یعنی اللہ تعالیٰ عہد کا مشرب اس قدر عالی ہو گیا تھا کہ انجمنِ کتب کے رہنے اور
کال سے کمال خدا، اور اصحاب بھی فوائدِ خدائیں الہی سے مل گئے تھے، ان دنوں جو
بعض دوستوں کی طرف مکتوب کیجئے کہ ان میں دنیا سے ہزاری کا ذکر ہوتا، اور

بعض حضرات میں نورِ سیرِ فخر سے کہ اب عمرِ آخر ہوئے پر آئی، دیکھتے کیا پیش آتے۔
خواجہ ہاشم کشمیری کی دکن کو روانگی | خواجہ ہاشم کشمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے
ہیں کہ میں نے عزم کی کہ ملک دکن میں کوچ
کلی خلعت کے امور میں نہ ملتی ہے، اگر اجازت ہو تو وہاں اپنے بال بچوں کو لے
آؤں، انجمن نے یہ پروا نہ کیا اور اجازت عینیت فرمائی، پھر میں نے عزم کی کہ منجاب
دعا فرمائیں تاکہ پھر اس کی جی جلدی نصیب ہو، فرمایا ہم دعا کرتے ہیں، کہ آخیت
میں آسکتے ہوں گے، تب سے خواجہ ہاشم کو اس دنیا میں انجمن کی زیارت نہ ہونی چاہیے کہ
خواجہ صاحب کے خلعت لینے کے سبب بعد از خدمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حال
برگسب۔

داستانِ کربلا کی پندرہویں تاریخ کو راست کے وقت حضرت
زین العابدین کی آخری تاریخ | امام مہمدم زمانہ یعنی اللہ تعالیٰ عہد کی والدہ نے دعا لے کر
اور اس رات کی برکت کے لئے حضرت قیام ثانی یعنی اللہ تعالیٰ عہد سے انعام کیا، اچانک
فلان مبارک سے نکلا کہ آج کی رات اجل و امید کی ہے، اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے، کہ
میں کا نام دفترِ سنی سے مل گیا ہے، اور میں کا نام لکھا گیا ہے، جب آپ نے سنا
تو فرمایا کہ تم تو شک و شبہ میں یہ بات کہو، اس شخص کی کیا حالت ہوگی جو ہمیشہ خود
دیکھتا ہو کہ اس کا نام صفحہِ حق سے مل گیا ہے، اور اندازِ ساش فی بعض مخصوص عمر میں
ہو سہل نہیں، نئے انسان کی کہ انجمن کے خلوت اختیار کرنے کی کیا وجہ ہے، فرمایا کہ
اب اس جہان سے کوچ کرنا ہے جس بہت عجز اور عرصہ رہ گیا ہے، اس نے ضروری ہے
کہ سب سے قطعاً اعلیٰ کے لئے شہادت اختیار کروں، اور استغفار میں مشغول ہو جاؤں اور
یہ ایک ہم نگاہی اور باطنی عبادت میں صرف کرنا اور پس ضروری اور لائق ہے اور
برسات عام بھیج میں نصیب نہیں ہو سکتی، پس تم مجھ سے دست بردار ہو جاؤ، اور

جیسے اللہ تعالیٰ کے پیرو کرو لیکن دراصل غلویت اختیار کرنے کی وجہ یہ تھی کہ ان جناب
اللہ تعالیٰ اہل نے علامت و صہاست کو ملا کر مٹا تھا۔ مباحث کا یہ مطلب ہے کہ اس وقت
خوش شکل جو یعنی آئینہ، ابرو، ہونٹ، ناک وغیرہ عمدہ ہوں۔ باقی اعضا متناسب
اور پسندیدہ ہوں۔ رنگ سرخی لئے سفید ہو۔ اور علامت یہ ہے کہ مذکورہ بالا صفات
نہ ہوں۔ بلکہ کوئی ایسی چیز ہو جو بے اختیار دلوں کو اپنی طرف مائل و گرویدہ بنائے
یہ صفات ہر جیسے کہ بعض اشخاص ایسے ہوتے ہیں کہ گو کیسے ہی خوش شکل لیکن وہ دلکش
دلربا نہیں ہوتے۔ بہت سے ایسے ہیں کہ خوش شکل نہیں ہوتے لیکن دلربا ہوتے ہیں
پس صاحت سے علامت بند چہا بہتر ہے لیکن اگر وہ دونوں مل جائیں تو نور علی نور
ہیں۔

از ان ارقون کہ سہا قی فیہ فی الخلد

حررناں راند مرماند و دستار

علامت کہ حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبوبیت سے
مناسبت ہے۔ اور صاحب کو غلت، برا بھی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔

پناتچہ بدین شریف ہے۔ "انا ملیح و انشی و صفت اصبح" میں بھی
سے ملیح ہوں اور میرے بھائی یوسف علیہ السلام بھی ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی صاحبیت کا ظہر حضرت یوسف علیہ السلام میں
حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اس صاحبیت کو طلب فرمایا ہے

درو و ایلانی کی اہمیت کے وقت کما صدقیت علی ابراہیم و اہل بیتہ

پڑھیں۔ اہل بیت غلویت پر موقوف تھی۔ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
کو ہر مسئلہ تک غلویت سیر نہ ہوتی۔ اور دعائے کے بعد بھی امت کی ذمہ داری اور انتظام

نصرام میں معروف رہے۔ کیونکہ ہر ایک کا اعتراف قبولیت کی خاطر ہزار سال کا مخلوق
ہوا ہے۔ ہزار سال بعد جب حضرت قیوم ازل یعنی اللہ تعالیٰ عند پیدا ہوئے۔ تو جناب
سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے منصب قیومیت اور مخلوق کے متعلق
باقی خدمات مثلاً شفا عت، رحمت وغیرہ سب ان جناب کو عطا کرنا فرمائی۔ اور اس
خرج آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو صلوٰۃ خاص میں قیام فرما ہوئے۔ اور
یہ مقام جو صلوٰۃ پر موقوف تھا اختیار فرمایا۔ علاوہ بریں بعض کمالات الہی اسم
نور کے متعلق تھے۔ ان کمالات میں جناب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
روح مبارک میر کرتی تھی۔ دس ہزار سال کے عرصہ میں ختم ہوئی۔

نیز یہ ضروری تھا کہ امت محمدی صلی اللہ تعالیٰ
کمالات محمدی کا ظہور | علیہ وآلہ وسلم میں کوئی ایسا شخص ہو جس پر ان تمام کمالات کا

ظہور ہو۔ سو حضرت محمد توفیق اللہ تعالیٰ عنہ پر ان کمالات کو ختم کیا۔ اور حضرت
صلوات پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت قیوم ازل یعنی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کمالات الہی کا ظہور رقم فرمایا۔ صفات کا جمال جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق ہے۔ اور ان صفات کی تفصیل حضرت ابراہیم علیہ السلام

سے مناسبت ہو جاتی ہے۔ ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تفصیل جمال طلب
فرمائی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حقیت تفصیل سے اور ہے جس

سے نیچے کا معلوم۔ پس امت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں سے کوئی ایسا
شخص ہونا چاہیے تھا۔ جو حقیقت اور تحت تفصیل ہو۔ تاکہ تفصیل کے کمالات اس پر

نعم کئے جائیں۔ اور ان کمالات کو کثرت سے فوق تک پہنچا ہے۔ پس حضرت خاتم المرسلین
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سے کہ ہزار سال تک کمالات تفصیل پر ہم کو آخر
کہ مناسب تھے ظاہر ہوئے گئے۔ اور وہ ہزار سال بعد حضرت قیوم ازل بعد دعائے

ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اللہ تعالیٰ سے پورے کئے حضرت قیوم اولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے ان کمالات کو جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش
کیا جنہوں نے دنیا و آخرت کے تمام مقدمات مثلاً قیومیت، شفا، صحت، رحمت و غیرہ
سب کچھ آپ کے سپرد کیا۔ اور حضرت قیوم اولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ خدمت اپنے ہاتھ
کے سپرد کی۔ اور خود جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت
مرفوع ہوئے۔ اور یہی وجہ تھی کہ جناب نے خلقت اختیار کی۔

گفتہ الحقائق مقامات قیومیت میں صلاحت و صباحت کی آمیزش اور تمام سوال
جواب مفصل درج ہیں۔ اس مقام پر مفصل درج کرنے کی گنجائش نہیں۔

صاحبزادہ سعید کو خاص خوشخبری
حضرت قیوم اولی مجدد الف ثانی رضی
اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سعید عصر اور ضیاء
دہر کو خوشخبری دی کہ قیامت کے دن جو شخص چہشت میں داخل ہو گا۔ اس کے نامہ اعمال
پر قلمی مہر ہوگی جسے تک قلمی مہر نہ ہوگی مہر نیست میں داخل نہ ہو سکے گا۔ اسی واسطے
اختیار کا خطاب شانزں اور چتر رکھا گیا اور باقی تمام خدمات مثلاً بیومیت، لکھنا، دیکھنا
کو درخت کی آگ سے بچانا، بھلاط پرست آسمانی کے ساتھ گزارنا، جہل بیڑان و غیرہ
سب حضرت تمام معصوم ثانی قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کیے چنانچہ آپ کو عہدۂ
الوہابی کا خطاب دیا گیا۔ حضرت قیوم اولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خازن اور مخزن کو وہ خدمت
پہنچائی جو کہ آپ نے بیومیت کے بعد پہنچی تھی۔ اور ساتھ ہی خوشخبری دی کہ تمام کمالات
الہی جو اللہ تعالیٰ اپنے اپنے فضل و کرم سے مجھے عمت فرما دے، ان سب کے انمولی مقام پر
میں نے مجھ پر بھی اللہ تعالیٰ عہد کو پہنچا دیا۔ اور یہی قوت دے دی، اور عہدۂ الوہابی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تمام کمالات الہی بالاصلات عنایت فرمائے۔ اور اہلک لیتیت
محمدی سے اللہ تعالیٰ نصیب داکہ وسلم پر جو خوف ہے۔

حضرت قیوم اولی مجدد الف ثانی کی چند کمالات

حضرت قیوم اولی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات مبارک اس مرتبہ بہت
اعلیٰ و ارفع ہے کہ اگر جناب کی کمالات اور خفاقی عبادت، بیان کر کے جناب کا وصفت بیان
کیا جائے۔ لیکن چونکہ مروجہ کی عادت ہے کہ ولید اور انبیاء کے احوال میں ایک ہی طور
افضل میں ان کے سب عبادت اور کمالات بیان کر رہے ہیں۔ اس واسطے کہ بھی اگر جناب کی
جس ایک کمالات اور خواص عبادت جو اختیار جناب کے مختص تھیں ان میں سے اس کتاب
میں لکھا ہوں۔ حقیقت میں کہ امت لازمی ہے کہ میری ایک حالت سے دوسری حالت
میں سے جائیں۔ اور ایک مقام سے دوسرے مقام پر پہنچا دیں۔ سو اس قسم کی منزلہ
انتہی اختیار جناب کے بعد کہ میری اور خلیفین سے اب تک تمام مروجہ ہیں اور
انصار اللہ تعالیٰ قیامت تک، ان کا نظریہ اس طرح ہوتا ہے گا۔ دوسری قسم کمالات
جو کمالات سے تعلق رکھتی ہے وہ کہ امت اور ولایت میں داخل نہیں بلکہ قیامت
اور مجاہد سے برتر خوف ہے۔ کیونکہ حج اور حجوت و دفن شامل ہیں۔ چنانچہ پوران کے
حکماء اور شہد و نشان کے برہنوں سے بھی ایسے بائیں بطور اسرار و تصور میں آتی ہیں۔
اور اہلک لیتیت سے جو کمالات کا تصور ہوتا ہے۔ آخری عمر میں وہ اس بطور کہ امت کی بات
بڑے شہر سے جو تھے ہیں کیونکہ ان کا مقولہ ہے کہ دنیا، عیبر الہیہ تمام کا مذہب ہی کا نبی
اور اولیاء کا مذہب کمالات کا ظاہر ہوتا ہے اور ان میں کا مذہب اہلک لیتیت کا نبی

اور کی کرنا ہے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے کوئی کرامت ظاہر نہیں ہوئی۔ کیونکہ وہ اطاعت خداوندی اور اتباع رسول میں اس قدر سرگرم اور مصروف رہے کہ انہیں کرامت کے اظہار کی فرصت ہی نہ ملتی حالانکہ ان کی ولایت باقی اولیاء کی ولایت سے کہیں اہم کو ہے۔

سیدہ میں کائنات کے احوال کا انکشاف
خواجه باشم جزائری رضی اللہ عنہ نے میر خیر نقاش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے بھائی سعد الدین رضی اللہ عنہ سے سنا، جو فرماتے تھے کہ میں چند روز قبل مجید العتباتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بدگاہ عالم شاہ بولٹا تھا جس کی صحبت کی برکت سے نہایت عجیب غریب احوال انکشاف ہوئے۔ بلاذقت سجدہ کی حالت میں زیر ہاتھ ان کے حقیقت کے حالات اور دیگر احوال نظر آئے۔

مجھے خیال آیا اور میرے بڑے تعجب کی بات ہے کہ حضرت مجید العتباتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بڑے بزرگ ہیں لیکن کوئی کرامت یا خوارق جو عالم کون کے متعلق ہو، انہیں ظاہر نہیں ہوئی۔ یہ خیال آئے ہی میرے احوال میں بعض اوقات ایسی آگاہی عجیب میں تھیں جسے عاجز گایا۔ تو میں سمجھا کہ یہ اس خیال کا نتیجہ ہے۔ فیصلہ تو یہ کہ اور اپنی پگڑی گھنے ہیں ڈال کر انہیں کس کے تھکوں پر سر رکھ دیا۔ انہیں کس کے برابر اٹھا کر وہاں کھڑا کر دیا کہ وہاں کس کی صحبت کا نتیجہ ہے۔

کرامت یا استقامت
یادوں کو واضح دیکھ کر جو شخص اپنے پروردگار سے کرامت یا استقامت اس قسم کی کرامت کی توقع رکھتا ہے، وہ کسی اور شخص کی تلاش کرنے اور جو شخص پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت و اتباع کا احساس اور ذات و صفات کی معرفت کا خواہاں ہے، وہ چند روز میرے پاس گزارے اور دیکھ کر اتباع و سنت کیا ہے، پھر فرمایا کہ کرامت بھی ایک طرح سے پیغمبر کے معجزے ہیں

یعنی اولیاء اللہ بھی کرامت کے اظہار پر آمادہ ہوتے ہیں، بشرطیکہ جن کی تقویت ہو اور ایسے وقت میں جب دشمن اسلام کا ظہور ہو اور پھر بھی ولایت کے ظاہر کرنے پر تیار رہنے کے واسطے نہیں، بلکہ صرف کافروں کو منع دینا کے واسطے۔

خواجہ باشم جزائری رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ حضرت قیوم الاول مجید العتباتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے تعین کو ہم سے مجھے یہ قدرت عطا فرمائی ہے کہ اگر اس لشکر کا کسی پر تو یہ کہیں تو ایک جہان اس سے معجزہ ہو جائے اور میں اس کو دیکھ کر ہب نہ وہ زمانہ ہے شری پروردگار کی مرضی اور میں اس لیے معجزہ نہ کر سکے گا چاہتا ہے، جوں جوں قیامت نزدیک آتی جاتی ہے اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو چاہتا ہے اور کرامت اظہار و کرامت کا سبب ہوتا چاہتا ہے۔ اور اولیاء اللہ صاحب معجزات بھی اپنے آپ کو معجزہ نشین کی طرح چھپاتے ہیں۔ لیکن اس میں اللہ تعالیٰ کی مرضی نہیں کیونکہ اگر وہ کوئی شخص نہ اختیار کریں تو بہت سی مخلوقات کو معجزہ الٰہی حاصل ہو سکتی ہے۔ تاہم ان کی معرفت بہت اعلیٰ و اشراف ہے کیونکہ اس کا تعلق ذاتِ محبت سے ہے جو پھر اعلیٰ اور ہر گز ہوگی وہ بہت کم شخصوں کو بلا کر ہے۔ اور ایسی معرفت میں کرامت بہت کم ہوا کرتی ہے چنانچہ اہل بیت سے جو اس معرفت کے اہل ہیں، محدود سے چند معجزات ملے ہیں۔

چنانچہ حق تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شان میں جو کرامتیں ہیں ممتاز مقام کے مالک ہیں، فرمایا ہے "وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ قِطْعَ الْاَلْبَتِ اَنْ يَّخْلُقَ اَنْبِيَاۡتَ" "یعنی ہم نے موسیٰ کو وہ طاقت عطا کی کہ وہ چاہے تو میرے حکایت فرمائے۔

جو ولایت حضرت عہد اولیاء باقرہ اور حضرت مجید العتباتی میں امتیاز
البت ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے اولیاء کو حاصل تھی اس کا تعلق اسرار و صفات کے مظاہر (سایہ) سے تھا، اس لحاظ سے کہ کرامت کا تصور سزا کرتا تھا، جیسا کہ عام اولیاء کی نسبت مشہور ہے۔

ہزارہا لوگ لڑائی کے کلاسات سے مشرف ہوتے ہیں اور جو چیز عام ہوا کرتی ہے وہ ہمیشہ سے لوگوں کو ملتی ہے اور خاص غصہ چند ایک آدمیوں کو غایت ہوتی ہے، یہی وجہ ہے ہزار سال سے پہلے اولیائے بہت کچھ ظہور کیا اور ہزار سال بعد کم اسب یا نام نہاد مجدد اہل ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چند ایک کرامات کا ذکر کرتے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چند خصوصیات کا معجزہ قرآن ہے | کرامت قرآن مجید کا ملامت ہے جس میں جناب سے ذات و صفات الہی کے معارف و حقائق بالکل شریعت کے مطابق بیان فرمائے ہیں جو کلام اولیائے کرام کے بیان کردہ حقائق و معارف سے بدرجہا بڑھ کر ہیں۔ یہ بھی مسند نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سب سے بڑا معجزہ قرآن مجید ہے جس وقت میں چیرکا و راج ہو۔ اسی قسم کا معجزہ انبیاء کو عطا کیا گیا کہ ان کا کرم و جہت پر غائب آجائے۔

حضرت موسیٰ اور علی علیہما السلام کے معجزات | اسلام کے عہد میں مادہ و کثرت روح خدا سوا اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا شریعت فرمایا جس نے اس وقت کے تمام جادوؤں کو ہر پہلو پر حضرت علی علیہ السلام کے وقت میں طبعیوں کا بڑا دور تھا چنانچہ تمام حکم شمشاد افلاطون اور طلائیس اور بالینس وغیرہ اس زمانے میں تھے اس نے حکم ملحق نے حضرت علی علیہ السلام کو مردہ زندہ کرنے کا معجزہ عنایت فرمایا جس سے وہ حکیم اور طبیب عا ہوا آگے۔

حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں فصاحت کا زمانہ کا بڑا دور دورہ تھا۔ پناہ عرب کے شاعر نے اپنے اپنے قصائد کا غز پر کلام کرکے کہہ کر آستانہ پر چسپاں کر دیئے۔ اس سے اللہ تعالیٰ نے حکایت شریفیت جو فصاحت

بلالت کی کمالیت کا نمونہ ہے جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فصاحت و بلاغت سے دیکھ کر تمام شاعروں نے اپنے قصائد کے تمام کاغذ پھاڑ ڈالے۔

حضرت مجدد الف ثانی کے عہد کی معاشرت | حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وقت میں حقائق و

روح کا عام رواج تھا۔ چنانچہ شیخ شامی کی مجلسوں میں انہیں کا ذکر نہ تھا۔ اور یہی علم انہیں بکثرت تصنیف ہوئی جس سے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر نسبت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق دوائی وہ وہ حقائق و معارف مشکوٹ فرمائے جو ہزار سال کے عہد میں کسی دلی الشریعت میں نہیں آئے تھے یہی حقیقت شریعت ہے جس کے لئے انبیاء و معجزات ہوئے اور یہی کلام مجید کی معرفت ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے انجناب پر عطا فرمائی۔ یہ مثال اس کے کہ زمین اولیاء کے حقائق و معارف میں شریعت کے مخالف ہیں ان میں بعض دست انداز کے قابل تھے۔

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ | تصنیفات و حقائق و معارف پر نہیں جلد مکتوبات اور سامت رسالے ہیں۔ پہلی جلد میں انہی کی تعداد کے مطابق تین سو تیرہ مکتوبات ہیں بشری حد میں اس حد میں کہ شاید کے موافق تیار کئے ہیں۔ اور تیسری جلد میں قرآن شریف کی سورقوں کے عہد کے برابر ایک سو چودہ مکتوبات ہیں۔ رسالے سات ہیں۔ اول مبارک و مادہ دم و معارف و فیہ، سوم مکاشفات غیبیہ، چہارم اثبات نبوت، پنجم روشنیہ، ششم تہذیب شریعت و طہیہ، ہفتم شرح رباعیات خواجہ باقی باللہ قدس سرہ العزیز۔

ایک رسالت حضرت قیوم قطب ستارہ میں حضرت غوث الاعظم کا تخت۔ اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تلاش سے بھی قہر سے قلب تارہ شق ہوتا۔ اور لوگوں کی درخواست کے مطابق اس میں سے حضرت اہل علم رضی اللہ تعالیٰ عنہ خواہو رہے۔ اور لوگوں میں تشریف لے آئے جنہیں حاضرین نے غامری انھوں سے دیکھا۔ اور آنجناب کی تہذیب و الفنا و قہر مت کا اقرار کیا آپ قلب تنار سے کی طرف واپس تشریف لے گئے اور فطب اپنی اصل بگڑ چکی۔ جبکہ کہہ رہے ہیں سال میں اس کا افضل ذکر کیا گیا ہے۔

میر سے دو عالم (آپ) والد بزرگوار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک کیا گروہ خدا حضرت قدیم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کبیر کا نسخہ نکال کر حضرت جہد کی خدمت میں پیش کیا اور عرض کیا کہ اس سے اس قدر سوا بن سکتا ہے جو جہد کے تمام حکم دوسرے نکل کے برابر ہو۔ یہ طافا کے درویش کے اخراجات کے کام آئے گا۔ حضرت جہد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ میں ہی ایک کام تجھے بتا دوں گا۔ بشرطیکہ گورے۔ پھر یہ تجھ سے یہ نسخہ لے لوں گا۔ اس نے عرض کر قربان مافی جناب آپ کا حکم سبھا لاؤں حضرت قدیم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خادم کو حکم دیا کہ جس وقت ہم بہشت اٹھلائے۔ باہر نکلیں تو ظہر بولہ باز سب کچھ اس شخص کو دے دینا۔ اور اسے کمنار شہر سے باہر جا کر دیکھئے۔ اس نے حسب الارشاد بلا کہ است وہ بول بول نہ رہے رہا اور جنگل کی طرف بھاگتا ہوا۔ جب شہر سے باہر نکل کر اسے دیکھا تو خادم ظاہر ہوئے تھا۔ یہ دیکھ کر حیران ہوا۔ آنجناب کا مریہ ہو گیا۔ اور باقی عمر آنجناب ہی کی خدمت میں بسر کر دی۔

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یسٹ خانہ کی برادری ایک سید و رحمت اللہ تعالیٰ بیان کرتا ہے۔ "میں نے ملک دکن میں ایک بت نماز دیکھا۔ ایک روز میں نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کی زبان مبارک سے سنتا تھا کہ مسلمان جس قدر ہوئے جنوں کی تو میں کبرے کیوں کر آیا کرنے سے گئے راہ خدا میں غارتوں کا سا قہر لے گا۔ اس نصیحت پر عمل کرنے کے لئے میں اس شخص سے میں جا پہنچا اور سدرے جنوں کو فخر دیا۔ یہ سارا واقعہ ایک جندو جات نے دیکھ لیا اور بہت خاندان کے عافطوں کو اطلاع دی۔ اطلاع کا دونا تھا کہ ایک ہزار آدمی ہتھیار لے کر میرے گھر آئے۔ آپ نے میں حیران نہ کیا۔ اس دن میں سے جہاں بھی دشوار تھا۔ میں نے شہید ہونے کی تھان لی۔ اور باطن میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف فریاد کی کہ میں نے جناب کے فرمان کے مطابق یہ کام کیا ہے۔ اب آپ مجھے ان کافروں سے بھلی دوا دیں۔ اسی آہ زاری میں یہ کائنات میں آواز پڑی کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مٹی کے حاضر ہیں دیکھو دیکھو ابھی تہدی حمایت کے لئے گئے تھے ہیں۔ جب کافر دیکھا۔ پچھتے تو میں نے دیکھا کہ ایک شیعہ ہے چالیس سوار نوجوان ہوتے جنہوں نے گھڑوں کو ایڑی لگا کر ان منہوں کو پکڑ کر دیا۔ وہ ان سواروں کو دیکھتے ہی دم دبا کر بھاگ گئے۔

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دریافت کرتے ہیں کہ شہر بھاگ گیا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاص مریدین نے اسے لے کر سے بیان کیا کہ ایک دیہات میں شہر میرے سامنے آیا جسے دیکھ کر میں بہت ڈرا۔ مجھ پر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف توجہ کی۔ میرا اٹھا کر ناہی تھا کہ آنجناب وہاں تشریف لے آئے اور پوری طاقت سے اس شہر کو عصا مارا جس سے وہ شہر یوں کی طرح خوں دبا صاگ اٹھا۔ اور آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی غصے سے بھاگے۔

نوشہ۔ واضح رہے کہ میں کرامت کا بیان تو کر گیا ہے۔ ان میں سے اکثر خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نزاکت کتاب برکات الاحمدہ میں سے لی گئی ہیں۔

خلافت شریع کی قبر کی داستان | حضرت قیوم اقل مجدد العتباتی رضی اللہ

عنه تعالیٰ اعزہ کے خلیفہ حضرت شیخ بریل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ عید فرماتے ہیں کہ ایک روز میں ایک دوست کی شرکت و صحبت سے ایسے شیخ کی قبر کا زیارت ہو گیا جس سے حضرت مجدد العتباتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندگی میں ناراض تھے۔ کیونکہ اس سے بعض باطنی خلافت شریع ظہور میں آئی تھیں، جیسے کہ توہین چلا گیا۔ لیکن وہ انہماک کی غفلت سے دنیا تھا۔ مگر اس دوست کی مخالفت بھی ایسی تھی تا کہ جب میں نے اس شیخ کی تربیت پر ترجیح کر رکھی۔ تو فی الغور ایک غفلت کی منہبیر بنی۔ دیکھائی دیا۔ جو میری طرف سے غفلت کی نگاہ سے دیکھ رہا تھا۔ حبیب میں نے غور سے دیکھا۔ تو معلوم ہوا کہ اس کی آنکھیں حضرت قیوم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سی ہیں۔ پھر ہونے ہوئے اس شبہ کا تمام یہ ہے کہ حضرت قیوم اقل کا سا ہر گلیا اور بڑے فہرستہ میری طرف متوجہ ہوا۔ میں نے اسے مزاحیہ چور دیا اور جلدی اللہ کو توہین کی۔

جزای کی شفا | حضرت قیوم اقل مجدد العتباتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک دوست کو مرض حیدر ام کو گھرا ہو گیا۔ لوگوں نے اس سے بنا جانا تھا۔ بدینہ چور دیا۔ اور کندہ کشی کر لی۔ جتنی کہ ایک روز اس کے ایک خاص دوست نے بھی ساتھ کھانے سے صاف اٹھا کر دیا جس سے وہ سخت اعزہ دلی ہوا اور رخصت ہو گیا۔

قیوم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں انہماکی حضرت مجدد العتباتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اڑام لطف حکم کو توہین فرمائی۔ اور وہ بیماری اس سے نازل کر کے اپنے پرے لی۔ چند روز بعد اس مرض کا داغ آنجناب کے باطن پر نمودار ہوا۔ لیکن اس شخص پر ہم و نشان بھی نہ رہا۔ دو سال اور فرزندوں نے یہ حالت دیکھی تو غمزہ ہو کر اس مرض کے دفعہ کے لئے عرض کی کہ تو آپ نے فرمایا کہ کچھ روز مجھے عزم دے رہے ہو۔ جب لوگوں نے بہت منت و حاجت کی کہ کبرائے خدا اس مرض کو اپنے آپ سے دفع فرمائیں۔

تو آپ نے ان کی خاطر یہ جیسا ہی ایک درخت کھار پر ڈالی جس سے وہ خوشگ ہو گیا۔

موسم بیل گلیا | رضی اللہ تعالیٰ عنہ جگہ اور بیان کی سیر کے لئے تفریق نے گئے۔ جن سے وہ میں گری کی شدت۔ اور اگر وہ بیمار اور پاس کا غلبہ ہو گیا۔ آپ کے بزرگ فرزندوں عالی مرتبہ دو سالوں اور باقی لوگوں پر سخت دشواری آگئی۔ یہ لوگ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ساتھ چارہ پا جا رہے تھے۔ لیکن بہت ادب کوئی شخص عرض کی جو اسے ذکر سکھاتا۔ میں نے آنجناب سے خود ہی مولانا محمد علی صاحب فاضل سے فرمایا کہ دوسری کی شدت اور عبادت کی کثرت۔ دوسروں کو کھیلنا دے رہے ہیں۔ مولانا نے عرض کیا کہ جب آپ پر غور و روشن ہے۔ پھر کسی کو عرض کر سکتے ہیں کہ عذر دست ہونے حضرت قیوم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسکرا کر گستاخ پیغم سے آسمان کی طرف دیکھا اور ہوں میں کچھ بڑھا۔ ابھی چند ایک قدم گئے ہوں گے کہ بال کا ایک بھڑا نمودار ہوا۔ اور آنجناب اور اصحاب کے برابر گر گیا اور عرض اس قدر بادشہ ہونے لگی جس سے غبار مچنے لگا۔ یہ ذکر کچھ دیر ہوا جسے پھر شامی مقتدی ہر جہاں مشرق ہوئی۔ حالانکہ یہ کوئی برسات کا موسم نہ تھا۔

ایک نوران مسند نے بیان کیا کہ مجھے حضرت معاویہ کے دشمن کو سزا | ان آدمیوں سے سخت دشمنی تھی جنہوں نے حضرت علی کو مہم اللہ تعالیٰ عہد اکبر سے جنگ کی تھی۔ خصوصاً معاویہ سے۔ ایک رات حضرت قیوم اقل مجدد العتباتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان کی حالت شریف کا ملاحظہ کر رہا تھا۔ وہاں پر گھبراہٹ ہوئی کہ امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا بھلا کہنا ایسا ہی ہے جیسا حضرت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور یہ کہ جو عذاب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پڑا عذاب کئے دے گا۔ وہی حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پڑا عذاب کئے دے گا۔ لیکن یہ تحریر پاچہ کو سنت ناراضی پڑا اور کہا کہ یہ کیسی بے مزہ روایت ہے جو اس شخص (حضرت قیوم اول) نے بیان یوں کی ہے۔ میں نے حضرت مکتوبات کو تو میں پر بھیج دیا۔ اور دوسرے پتھر رکھ کر سو گیا خواب ایک کا دیکھتا ہوں کہ حضرت قیوم اول مجدد الوفاء ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے شخصیں بے نظرب لائے ہیں۔ اور میرے دونوں کان کھینچ کر فرماتے ہیں۔ ارے نادان (تو کہ) تو ہمارے رکھے ہوئے پر اعتراض کرنا ہے۔ اور ہمارے کلام کو زمین پر بھیجتا ہے اگر یہ بات میرے کہنے سے تیرے دلی پر اثر نہیں کرتی تو اسے تیرے بڑے حضرت علی المرتضیٰ شریف زکریا رحمہ اللہ تعالیٰ وجہ انکرم کے پاس سے چلوں۔ کہ تو غلطی سے ان کے صحابیوں کا شکوہ دشمن ہے۔ چنانچہ حضرت مجدد الوفاء ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے کھینچ کر ایک باغ میں لے گئے جہاں ایک دروازہ تھا۔ آپ نے اس دروازے پر دست کچھ کیا۔ تو دونوں نے میری طرف دیکھا اور اٹھنا نہ کیا۔ بعد ازاں آنجناب چھ اس بزرگ کے نزدیک لے گئے۔ اور فرمایا کہ بزرگ حضرت علی المرتضیٰ شریف زکریا رحمہ اللہ تعالیٰ وجہ انکرم ہیں۔ ان سے سنو کیا فرماتے ہیں۔ میں نے سلام کیا۔ حضرت علی المرتضیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ وجہ انکرم نے نماز گزشتہ میں سے فرمایا کہ شہید وار۔ جناب پتھریلے صحابہ علیہ السلام علیہ وآلہم و آلہم کے صحابہ کا شکوہ اور کٹن مڑونا اور نہ انہیں ملامت کرنا ہم صحابی نہ تھاں ہیں۔ اپنے اپنے معاملات کو ہم جانتے ہیں۔ پھر یہ بھی جانتے ہیں کہ ہم کس نیت سے اختلاف کیا تھا۔ پھر حضرت قیوم اول مجدد الوفاء ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اجماع ہاں کہے کہ فرمایا کہ ان کے زبان سے میری سزا پھینکا درد نہ گراہ ہو جاؤ گے۔ اس سبب سے مجھے یوں کیا کہ اس کے باوجود میرے دل سے دشمنی نہ گئی۔ حضرت علی

کرم اللہ تعالیٰ وجہہ انکرم یہ بات معلوم کر کے سنت ناما میں سے کہے اور حضرت قیوم اول مجدد الوفاء ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ ابھی اس شخص کا دل صاف نہیں ہوتا۔ پھر حکم دیا کہ اس کی گردن پر ایک پتھر ماریں۔ حضرت مجدد الوفاء ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے اندر سے میری گردن پر ایک پتھر رسد کر دیا۔ پتھر کھانکے میں کہا کہ اب ان کا عذاب میرے دل سے نکل گئی ہے۔ جب میں جاگا تو مجھے کائنات میں میری گردن پر موجود تھا۔ بعد ازاں میں نے اس عقیدے سے توبہ کی۔ اور حضرت قیوم اول مجدد الوفاء ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عذاب مٹا دیا گیا۔

ایک ایک میرے نے جو آنجناب یعنی حضرت مجدد الوفاء ثانی کا ایک معترض | اللہ تعالیٰ اعزہ کامرید تھا۔ جب سنا کہ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی وزیر کے گھر نظر میں لے گئے ہیں۔ تو دل سے کڑوا۔ اور کہنے لگا کہ حضرت مجدد الوفاء ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان کے لئے مناسب نہیں کہ دنیا واروں کے گھر نظر میں فرما ہوں۔ آنجناب کے ایک فicus درویش کے گھر لگا کر وہ مسلمانوں کی کئی بڑی کے واسطے نظر میں لے گئے ہوں گے۔ یا کوئی اور ضروری کام ہوگا۔ لیکن میرا اعتراض یہ حال اچھا نہیں۔ وہ خاموش ہو گیا۔ اس دولت مند جوان نے خطاب میں کیا کہ بہت سے کتوال مسلمانوں کو کہہ کر اسے پیٹ گئے ہیں جیسا کہ کوئی گروہوں اور غریبوں پر اگر کہے اور پھر یہ نکال کر اس کو زمین کاٹنا چاہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ تو حضرت مجدد الوفاء ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اعتراض کرنا ہے۔ اس سزا میری عاجزی سے معافی مانگی اور توبہ کی۔

ایک بہت بڑے وزیر عالم حاجی علی خان رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک عالم دین کا مشابہ | علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں حلال کی ایک مجلس میں محمد تھا۔ اس کی بات پر حضرت مجدد الوفاء ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر آیا۔ اس عالم نے آنجناب کے حق میں بلاست تمیز تین مروجہ ہیں۔ میں نے اسے کہا کہ میں حضرت مجدد الوفاء

[illegible]

فرشتوں کا ادب | اقوم اول، حمزہ العتہ ثانی، رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح ہیں ایک خواجہ باہتم محمد اللہ تعالیٰ علیہ بکشتہ ہیں کہ میں نے حضرت

ابا سچی کہی تھی جس کا پتلا مصرعہ یہ ہے۔

تو آج صبح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کسی کی تعریف میں دوسرے کی ذمہ داری نہیں جو علی علیہ السلام کو لڑائی کی بجائی کہتا تھا خلافت ادب ہے کیا کہہ کر فتنے قائم و خالص کے ٹوڑ دیکر اللہ تعالیٰ سے خواہ و ادایا ہی کیوں نہ ہوں۔ بہر حال افضل ہیں اس وقت مجھے مولانا رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ کا سب سے قبل شعر یاد آیا۔

بہ عنایت حق و فاضل حق گھر ملک باشد یاد مستثنی ورق

ترجمہ : اللہ تعالیٰ کی عنایت اور خاصہ دین محمدی کے بغیر خواہ کوئی بفرشتہ بھی
ہو اس کے نامہ اعمال میں مسیحیہ ہی رہے گا ۴۰

لیکن یہ سبب ادب و معنی میں کسکا تھا، کیونکہ اس میں بھی ترک ادب تھا، یہ خیال
آتے ہی آفتاب نے فرما کر تم نے مولانا رام بختا شانی علیہ السلام کے شعر یہ جو سہ کیا ہے
یا تو میں اور مولوی صاحب خاں صاحب حق اور انبیاء سے ہوں گے یا مولوی صاحب نے
اور دوسے شکر فرمایا ہو گا۔

ایک شورشِ عصب
ایک سفر میں حضرت قیامِ اول بقدر اہلِ آنہ فی سنی اشد
انسانے اعلیٰ سے ہائی انکھا کہ کہ فریاد کہجے دکھاہی دیا ہے کہ
اج بلاستہ نظیر نازل ہوگی وہ بارہ فریاد کہ باقی دو سونوں کو بھی اطلاع دے دو کہ کہہ دوا
پڑھیں۔ بسو اللہ الذی لا یجترع مع اسمہ منشی فی الاصل
ولا فی السامع وہو السمع العذو ویکلمات المقامات من
شعر ما خلق۔ اور بار بار پڑھیں تاکہ تمہارے دل و جان اس بلا سے محفوظ رہو
دو تین گھنٹی بعد بعض گھنٹوں میں آگ لگی۔ اور اس قدر تیزی کہ شہر کے لوگ رستے
بجھانے لگے۔ اور اکثر کیوں کے گھر مع مال اسباب جل کر خاکستر ہو گئے۔ جو چیز
آگ سے پہنچ گئی وہ چوری ہو گئی۔ اس شجائب کے ایک شخص مولانا عبد الرحمن کا اسباب بھی
آگ میں جل گیا۔ وہ بڑی مشکل سے اس شجائب سے اپنے اہل و عیال کو بچا کر خدمت میں حاضر ہوئے۔
آپ نے فریاد کہ تم نے دے دے کہ وہ کیوں نہیں پڑھی۔ اس نے عرض کیا کہ مجھے کسی
نے اطلاع نہ کی۔ اس شجائب نے دو سونوں کو صرف اُنش فرمائی کہ تم کہتے اسے کیوں اطلاع
نہ کی۔ جس جس نے وہ دعا پڑھی۔ وہ بغضِ خدا یصح و سلامت رہا۔

دکن کا ایک فقیر | ایک فقیر کن میں رہا کرتا تھا۔ ابھی وہ انجناب یعنی
اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر نہ ہوا تھا۔ لیکن قدم ہستی کا

خلافتِ عادت اس سجادہ فقیہ پر ذرا قہر نہ کی، لوگوں نے عرض کی کہ وہ بڑے مشائخ سے ہے، اور جناب کی بہت سی مہربانی کا امید وار ہے، آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، واقعی ایسا ہی ہے، لیکن کیا کروں، اس کی پستیابی پر جلی قلم سے لفظ آ نکلا، بگدا ہے، تمام دوست حیران رہ گئے، کچھ مدت وہ خافقاہ میں رہا، بعد ازاں منکر ہو گیا اور آنجناب کا مرید نہ ہوا، اور آنجناب کی کثرتِ حروف بہ عروتِ درست نکلی۔

ایک فقیر نے جو اجماعی آنجناب کی خدمت سے ایک زمانہ صحبتے با او لیا، اس وقت نہیں ہوا تھا، ایک عارف نے آنجناب کی خدمت میں ارسال کیا کہ کیا وجہ ہے کہ جناب پیچہ چرخہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پہلی ہی صحبت میں تمام صاحبِ اولیاء اسے افضل پوچھا یا کرتے تھے، آپ نے فرمایا کہ اس کا جواب بسمِ شعیبی پر موقوف ہے، جب وہ حاضر خدمت ہوا، تو اس نے کہا میں نے جناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پہلی دفعہ حاضر ہونے سے چھ پر وہ حالتِ طاری ہوئی جو بیان سے باہر ہے، حضرت قیوم ازل مجدد العتباتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ تمہارے فضل کا جواب ہے، اب یہ گیا ہے میں نے سرِ جناب سے قدموں پر رکھ دیا، اور عرض کیا کہ کچھ سید

ایک دن ایک صاحبِ جلِ سید ایک صاحبِ دل سید کے غرور کا علاج حضرت قیوم ازل مجدد العتباتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس کا قہقہہ دیکر اس قدر جلدی تھا کہ جو شخص اس کے پاس پہنچتا، اس کے دگر کوڑھتا، اس نے اکثر مشائخ سے خلافتِ حاصل کی تھی، اور حضرت مجدد العتباتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے بھی اس بات کی امید رکھتا تھا، لیکن حضرت قیوم ازل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس کا یہ غلبہ ذکرِ اویشائخ کی خلافت دینا اس کے لئے غرور کا باعث ہو گیا ہے، جس سے اس کی ترقی کی راہ بند

اشتقاق پر جو غایت رکھتا تھا، ایک دفعہ اس نے آنجناب کی خدمت میں ایک خلیفہ بگھا جس میں اپنے اشتقاق کی مفصل کیفیت عرض کی، حضرت مجدد العتباتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے جواب میں بگھا، تمہارا خط مطالعہ کرتے وقت تمہارے ادوگر ہست نورانی انبساط دکھائی دی، آپ کا یہ کمزور و بیکچہ کر حاضر خدمت نہ ہوا، اور کچھ عرض خدمت میں رہا، آنجناب نے اسے خلافتِ عنایت کیسے شصت فرمایا، اس کے گرد و قراع میں اس سے ہزار ہا لوگوں نے فائدہ اٹھایا، اور فنا و بقا حاصل کی، اس کے نور سے تمام گرد و قراع منور ہو گیا اور آنجناب کا قول بر عروتِ بے شکلا۔

خانِ خاناں کا منصب اعلیٰ صمدیہ تھا، مدت سے دکن کا حاکم تھا، اچانک بادشاہ کے وزیر کے ناموں سے ہول سے وہاں سے معزول کر دیا گیا، وہ شیطانِ سیرت وزیرِ خاناں اور اس کے فرزندوں کا جانی دشمن بن گیا، خطرہ تھا کہ کہیں قتل نہ کر دے، اس بارے میں اس نے حضرت قیوم ازل مجدد العتباتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ذکر کرنے لگا، اس کی آنجناب نے جواب میں بگھا کہ ظاہر میں رکھو تمہارا کام مختصر یہ ہے سے بھی اعلیٰ ہو جائے گا خانِ خاناں نے میرے کچھ جو اس کے پاس تھے، کہا میری عقل نہیں پہنچے، کہ بادشاہ کے منصب سے بچ جاؤں، کیونکہ وزیر کے لئے سنبھ سے چاندور لٹ سے لوگوں نے سنبھیاں کھائی ہیں، لیکن شانِ دہلی دیکھو کہ ایکسری ہستی کے اندر آنجناب کی توجہ سے ملک دکن کی مرادیں کا حکم شاہِ خاناں کے نام صادر ہوا، اور بادشاہ کے پہلے کی بہت براہ کراس پر عمر بیاں ہیں۔

ایک سجادہ نشین کا مشر محمد اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طریقہ تھا کہ ہر ایک دین و شریعت پر مہربانی کرتے، لیکن

ہو گئی ہے۔ پہلے اس کے ذکر تباری کو سلب کرنا چاہیے۔ اگر آئینہ سلب کرتے تو
تسکینت کرتا اور یہ معصوم کہتے۔

ہر چہ اندر خانہ بود آن طوطا زہر

جب چند روز گذر گئے تو آپ نے اسے بلکہ سیدہ میں ملندہ احوال سے متعرف
فرمایا اور نصیحت کی کہ بطنی مسائل معنی ہونا چاہیے۔

حضرت قیوم اعلیٰ مجدد
حضرت مجدد اپنے بھائی کی موت کی خبر چٹنے لگا | اعلیٰ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے جوئے بھائی شیعہ محمد زود رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کسی کام کی خاطر قہر ہوا گئے
انہیں دونوں آئینہ بٹنے لگوں کو فرمایا کہ عجیب معاملہ ہے کہ جب میں محمد زود کے کسی
احوال کی طرف منوج ہوا تو سیرا اصرار کیا لیکن دیا یا۔ بلکہ تمام روئے زمین پر مذکور
جب چرخ چڑھی تو اس کی فیر چمے دکھائی دی۔ چہرہ زود بعد اس کے پورا ہوا ہے
کہ خبر دی کہ اس کا انتقال ہو چکا ہے۔

جن دونوں آئینہ مجدد اعلیٰ ثانی رضی اللہ تعالیٰ
بارش روک دی گئی | عذرا جیسے میں نے ماہ رمضان المبارک موسم
برسات میں آیا۔ آپ نے حسب عادت قرآن شریف پڑھ کر پھیل راتہ تلاوت کے وقت
بہ سبب بارش مسجد کے اندر تلاوت کی۔ ہوا کی گرجی اور قلعن کی وجہ سے آئینہ اور
دکستوں کو بڑی تکلیف ہوئی۔ نماز کے فارغ ہو کر لوگوں کو فرمایا کہ ہم نے اللہ تعالیٰ
سے درخواست کی ہے کہ رات کو بارش نہ ہوتا کہ مسجد کے باہر دھبی سے نماز ادا
کر سکیں۔ ہمیں امید ہے کہ باوجود ہضای کے اخیر تک رات کے وقفہ بارش نہ ہوگی۔ افسر
ایسا ہی ہوا۔ چنانچہ ۲۹۔ ۳۰ رمضان تک رات کو بارش نہ ہوئی۔ عید کی رات نہ لے
کہ چہر بارش شروع ہو گئی۔

جس مسجد کی دیوار شک ہو گئی اور اس قدر زبردستی ہو گئی کہ
گرجی دیوار رک گئی | اس گرجی کے اب گرجی۔ لوگوں کو تین ہو گیا۔ کہ ابھی گرجا نیکی
فی اس کے پاس میں ڈھانا تھا۔ حضرت زود نے فرمایا کہ جب تک ہم یہاں ہیں نیکی
گرسے گی۔ آئینہ اب اس شیعہ دیوار تلے نماز ادا کرتے رہے اور مراقبہ
کے ہمے پھر ذکر و قش میں مشغول ہوئے۔ لیکن وہ بدستور کھڑی رہی جب آئینہ
لے دیں سے کوڑھ کیا تو دوسری گرجی۔

لا حولہ الا باللہ ایک بار حضرت مجدد اعلیٰ ثانی رضی اللہ تعالیٰ
لا سور کا ایک مکان | حضرت زود ادا کرنے کے بعد ایک اچھی خاصی صبح
حضرت کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا کہ رات اس مکان کے پاس کوئی وجہ سے حال نہ
ظاہری طور پر اس کے گرسے کی کوئی علامت نظر نہ آتی تھی۔ لوگوں نے جہل میں کہا کہ
اس سے بڑے شہر حال مکان اور بہت موجود ہیں۔ اس میں کوئی کسر ہے۔ آج ہی رات
واقعہ تھا کہ وہ مکان یکایک زمین پر آ رہا۔ اس مکان میں ایک بڑی سوئی ہوتی
تھی۔ بفضل خدا صبح و سلامت رہی۔ لیکن جو لوگ اس مکان کے قریب تھے۔
ان پر ایسی ٹھیس و خیرہ پڑے۔ حضرت مجدد اعلیٰ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا
کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ آج رات کوئی شخص اس مکان کے قریب نہ آئے۔ جد
نہاں فرمایا کہ اس بڑی کولا کو وہ نہ دے۔ جب اسے مکان کے طبقے سے نکالا تو
یکل صبح سلامت تھی۔

ایک حکم نے اپنے دشمن پر چڑھائی کہنی چاہی
فیہر کا غلط کشف | پیار سے پہلے اس نے ایک فیہر سے استفادہ کر دیا۔
فیہر نے اسے فیہر کی خوشخبری دی۔ چنانچہ وہ امیر اس فیہر کی خوشخبری سے اس دم کے
لے آمادہ ہوا۔ لیکن پیہر اس کے کہ وہ دشمن کا سامنا کرے اس فیہر روتے

خدا تعالیٰ میں آئی ہے اور اسے فاسد ملک نہیں رہے گی۔

ایک روز آنجناب اپنے مکتوب کا آغاز کسی کفر و فساد سے ہو گیا تو فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ بارگاہ احمدیہ کی کہانی اور احمدیت کے سراپہ سے اس میں لکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت کا ظہور ہو رہا ہے۔

مکاشفات عینیں میں لکھا ہے کہ بلحاظ صفات حق پہناؤ و تحاطر کی ذات کافی ہے۔ بلکہ نفسی صفات سے مستغنی ہے یعنی جو کچھ صفات سے ہو سکتا ہے ان صفات سے قوت جبروان کی ترشہ کے لئے کافی ہے۔ شوقِ امور کہ سب سے دلچسپی اور ازارہ وغیرہ صفات سے وابستہ ہیں، اگر یہ صفات، متفق نہ بھی ہو سکیں، تو بھی صورتِ ذات ہی سے یہ کام ظہور میں آ سکتے ہیں اس میں یہ لحاظ نہیں ہو گا کہ وہ ذات جو بڑے باطن و علم میں موجود ہیں، نہ کہ خواص ہیں، کیونکہ یہ ہلکے اہل صفت کے عقیدہ کے خلاف ہے بلکہ باوجود استن کے ذات صفات موجود ہیں جو ذات پر مبنی نہ اندر کے ہیں، اسے ایک مثال سے واضح کرنا ہوں۔ وہ کہ باقی بالذات جندی سے یعنی کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اس کو طبی میلان کہتے ہیں، پس پانی کی ذات غمِ قدس، حیات اور ارادہ کا کام دیتی ہے، اگر علم ہوتا تو پانی کی طرف نہ جاتا۔

نیز مکاشفات عینیں میں لکھتے ہیں کہ ذاتِ اولیٰ جیسے ذاتِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے تو بیکار آتا ہے۔ وہ ذاتِ اولیٰ ذات ہے۔ جو کلماتِ شانِ کلام بلکہ قرآن مجید میں منتقل ہوا ہوتا ہے۔ یہ ان کا اجمال ہے اور یہ حقیقت ہے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قابلیت ہے۔

مکاشفات عینیں میں یہ بھی درج ہے کہ قرآن شریف کا ہر حرف نامکملات کا جامع ہے بلکہ عملِ طور پر اور کہ خاص فضیلت کسی بھی صورت میں ہے۔ یہی چھٹی صفت میں ہے، اس بارے میں چھٹی بری بڑے کا کوئی لحاظ نہیں

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک موعظہ لکھا کہ میرے فلاں ملک کو فوج کی خوشخبری دی ہے، آنجناب اس بارے میں کیا فرماتے ہیں، مکاشفات نے اس کے جواب میں لکھا کہ تمہارے گفت میں خطا ہوئی ہے، میری دانست میں یہاں اس کے برعکس ہے۔ اسے جلد ہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اطلاع دو کہ وہ الیں آجائے۔ درویش نے اسی وقت ایک آدمی اس امیر کی طرف روانہ کیا کہ غنیمت پر چڑھنا کی نہ کرے۔ لیکن چونکہ امیر خود جلوں گیا تھا، اس واسطے آدمی وہاں پہنچ نہیں سکتا تھا۔ دو چار روز بعد سننے میں آیا اس امیر کو شکست ہوئی اور وہ نہایت خسار حال سے واپس آیا، چنانچہ چچہ ذوالعقبہ ملک سب کچھ خواہ مخواہ۔

حضرت قیوم اول خیریتہ الرحمۃ مجدد الف ثانی کے مکاشفات

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکاشفات، مسکو ہمت کے فخر و اور سالوں میں مثل مکاشفات صبر و خیر بہت کچھ ہو سکتے ہیں، اس کتاب میں ان تمام مکاشفات کے ذکر کرنے کی گنجائش تو نہیں، البتہ چند ایک مکاشفات نیتاً و تبرکاً یہاں درج کئے جاتے ہیں۔

ایک روز حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مراقبہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ تمہارے گھر اور خانقاہ کے گرد و فواح میں ایک بادشاہ بڑا بھاری لشکر لے آیا ہے، اور ہمیں خانقاہ میں بادشاہی بارگاہ منعقد ہے، الہام ہوا کہ یہ فراموشیت ہے میرے واسطے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ جو تمہاری

البتہ ہر ایک صورت ہر ایک کیفیت بلکہ ہر ایک جگہ میں ایک خاصہ فرض نہیں ہے، یہ جیسا کہ مسلمانوں اعلیٰ میں ہر ایک شان تمام شیعوں انہی کے جامع ہے۔ ممکن محض طور پر علاوہ انہی ایک خاصہ نہایت اور تاثیر مخصوص ہے۔ پس قابلیت دہنے میں جو کچھ کہ اس جگہ میں ہر ایک شان تمام شائقان کی جامع ہے۔ اس مرتبہ میں نقل کا اعتبار ہے نہیں تو فیضان مسلمانوں دائرہ وصل میں داخل ہیں۔

آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ جب طریقہ قادری میں کشفی نظر کی جاتی ہے تو نہایت غور و تفہیم جو یہ سہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہر حضرت شاہ کمال قدس سرہ کا سا اور کوئی دکھائی نہیں دیتا۔

نیز فرمایا کہ سورج کو بے تکلف دیکھ سکے ہیں لیکن شاکھان قدس سرہ کے پیر شاہ سکندر علیہ الرحمۃ کے دل پر نگاہ نہیں ٹھہرتی کیونکہ اس میں سے نور کی شعاعیں بہت تیز نکلتی ہیں۔

کشفی نظر میں ایسا معلوم ہوتا کہ تمام دنیا کو دعوت نے ایک تار ایک پردے میں گھیر لیا ہے جس میں نہایت دو لایت کا نور جگہ جگہ کی طرح دکھائی دیتا ہے۔

آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے کئی مکتوبات اور رسائل میں کہا ہے کہ خاص اور اصل نسبت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں حضرت جبریل کا ہے تو یہ میں نے پڑا۔ مجرورہ اصل نسبت خانبہ بدگئی۔ اور ولایت اعلیٰ کے کمال ذات غالب آئے۔ لیکن ہزار سال بعد وہی نسبت جو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے وقت تھی، دوبارہ ظاہر ہوئی۔ یہ اشارہ ہے اور اپنے خلفاء کی طرف ہے۔ باقی تمام اولیہ کمال میں تھے۔

محکمہ قیادت ہر لحاظ میں کھلے کر سببہ فتنہ بند یہ سلوک کی

قابلیت پر واقع ہے۔ اور باقی سلسلے اس کے دائیں بائیں ہیں، چنانچہ فرماتے ہیں کہ یہ سلسلہ (فصلی اعلیٰ) اولے حق اور ذات حق کی طرف سب سے افضل اور سابق ہے۔ اور خانبہ پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت خاص بھی اسی سلسلہ میں ہے جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی کی شب و رز کی عبادات و معمولات

حضرت قیام اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا محل عبادت و عبادت ہر عرصہ میں سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق تھا۔

پچنانچہ خواجہ ابوالحسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے سنت رسول کی پیروی | ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ عمل اور کام کیا چیز ہے، جو کچھ ہمیں غایت فرمایا گیا ہے۔ محض اس کا فضل و کرم ہے، اگر کوئی کام اس فضل و کرم کے لئے بہانہ ہے، تو وہ مشابہت پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا کام کا وارث مداراسی مشابہت پر سمجھیں ہیں۔ اسی مودہ پر فرمایا کہ میں استقباب کو اسی پر طوطی رکھتا ہوں کہ جب یہ دھوئے وقت یہ ارادہ کرتا ہوں کہ پہلے دائیں رخسارے پر پانی پڑے۔

ایک روز کا ذکر ہے کہ حضرت قرآن مجید کھینے والی سیاہی کا اقدام | تہذیب اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ معارف کھینے میں مصروف تھے، جلدی سے پیشاب کے لئے اٹھے اور پیشاب

میں داخل ہوئے مگر فرزا ہی باہر نکلا کئے۔ تو ان کو سمجھتی ہوئی کہ وہ بارہا اپنی جلدی کہوں
والپس ۲ گئے۔ لکھتے ہی آنجناب نے پانی منگو کر انگوٹھے کو دھوایا۔ اور پھر سینہ اللہ
میں دوبارہ گئے۔ جب وہاں سے گئے تو فرمایا کہ سب میں سیت اٹھائیں داخل ہوا تو
دیکھا کہ میرے انگوٹھے پر سہا پکا داغ ہے۔ جو حرف قرآن کی کفایت کا سامان ہے
اس واسطے مناسب نہ سمجھا کہ سب ہی سمیت وہاں بیٹھوں۔ گو بول کی امت ضرورت تھی
لیکن قرآن ادب کے تقابلاً میں آنجناب نے اسے روک رکھا۔

اسی طرح ایک روز جو بیت الخلاء میں داخل ہوئے تو خطابی سے پہلے دایاں پاؤں
اندھ کر رکھ دیا۔ کس روز احوال پتہ نہ ہے۔

ایک صوفی کو ایک لطیف نصیحت | ایک دفعہ مولانا صلاحیہ جیلانی صلیب
الرحمہ کو فرمایا کہ شہلی میں سے چند ایک
لوٹک کھال لاؤ۔ وہ چھ دانے کھال لائے۔ آنجناب نے جھوٹ کر فرمایا کہ دیکھو یہ بھی
صوفی ہے انہیں اس سے نہ سنا کر۔ اٹھو و تروصب ماحوش و ترک تعایت
مصعب ہے۔ اگر اٹھنا لگائی کہ پسندیدہ عمل کے موافق تمام دنیا و آخرت بھی دے دیں
تو بھی سبھو کچھ نہیں دیا۔

کاغذ کا ادب | ایک روز اپنے تخت گاہ پر تنہیکہ لگا کر شریف فرما
نیچے ایک کاغذ لکھائی دیا ہے۔ معلوم نہیں کس میں کچھ لکھا ہے یا نہیں۔ پھر فراموشی
دوبارہ آپ نے تخت پر بیٹھا جائزہ دیکھا کہ کسی کو حکم دیں کہ تخت کے پیچھے سے
کاغذ کھائے۔ گویا آنجناب نے اپنی صورت میں تخت پر بیٹھا ہے اور بی سہا۔

حافظ قرآن کا ادب | ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک حافظ جس کے پیچھے قرآن
تھا۔ قرآن شریف پڑھنے میں مشغول تھا۔ جب آنجناب

خٹہ لگا کر فرمایا کہ جہاں پر خود شریف رکھتے ہیں وہاں قرآن زیادہ ہے۔ جسٹ
اپنے پیچھے سے کھال دیا۔ تاکہ اس کاغذ سے اور پیچھے نہ بیٹھیں۔ آنجناب حتی المقدور حضور
کے مقابلہ کا کام کرتے تھے۔ اور دوستوں کو بھی حکم دے رکھا تھا کہ کام عودیت کے
مقابلہ میں کیا کرو۔ اجازت کو مدخل نہ دو۔

خبر فرمایا کہ دنیا دار اہل عمل ہے اور آخرت کی کسبیت حضور باطنی کے متعلق کام میں
ادب کرنا ضروری رکھتے ہوئے نہایت کوشش میں مشغول ہوا کرتے ہیں۔

حضرت قیوم اول رضوان اللہ تعالیٰ علیہ کے جن رات کے احوال کو محد دروڈ ظائف
حضرت قیوم ثانی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ اور دوسرے غنائے نے بڑی شرح و بسط کے ساتھ
لکھا ہے۔ لیکن میں یہاں جملہ زبان کرنا چاہتا ہوں۔ دھوہ خدا۔

لوامہ چشم رعدا رضوان اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ کے
ایک صحنہ نام کی کتاب میں ایک واقعہ نقل کیا ہے۔ مخدوم آپ کے لئے آپ حضور حضرت
اور ہدایت کے متعلقہ دیگر سالن کا بہرہ نسبت کیا کرتا تھا۔ جیسے یا تو اس وقت حضرت
ملی ہے۔ جب حضرت مجدد الف ثانی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ خواب قبول فرماتے ہیں۔ بارگاہ
کے دوسرے تہائی جہت میں۔ ان وقتوں میں جیسے اپنے ذاتی کاموں کے لئے موقع
ملا ہے۔ باقی وقت آنجناب کی اطلاع حاصل کیا رہی کہ سبب جیسے فرصت نہیں
ملتی۔ اور یہی آنجناب کے اعمال کا بیان کیا۔

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی
حضرت مجدد کے حضور کے کا طریقہ | رضوان اللہ تعالیٰ علیہ کا عمل یہ تھا کہ کہانی
رات نے کہ بیدار ہوتے یا کسی اور صلیب کو اس وقت اور عیسویہ حضور پڑھتے۔
کمال احباب اس سے رو بہ تہذیب و تہذیب کو ملو کر رہتے۔ لیکن احضار دھوئے وقت شمال کی
طرف رخ کر لیتے۔ سواک ہر وضو کے وقت ضروری استعمال کرتے۔ ہر ایک وضو کو

بہن مرتبہ دھوئے، اور ہر دفعہ اس عصفوکا پانی ہاتھ سے صاف کر دیتے، جس کا ذکر پہلے
دیتے، عمل و امانت جیہ پر کرتے تھے، ہر عصفوکا دھوئے وقت کچھ شہادت و معائن
دعا کے پڑھتے ہر احوال و بیٹ کی کتابوں میں لکھی ہوئی ہیں، اور وضو سے فارغ ہو کر کھانا
کی طرف گونہہ پہنچے، دیکھتے، اور اس وقت کی دعا سے مآثور پڑھتے، ہر احوال و بیٹ
کی کتابوں میں لکھی ہوئی ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت
دانت کے محوالات | تو ہم اول بنی اسرائیل کا عہد سومر تہ سورہ یسین پڑھتے، اور پھر
کے بعد مراقبہ کرتے، اور صبح سے دو تین گھنٹہ پہلے سنت کے مطابق سوچتے، تاکہ
”تہجد یوم النہد“ دو تین دنوں کے درمیان جاگنا، جو پھر صبح کو سیدہ
چوکر فہر کی ستیوں گھڑتیں ادا کر کے بند رہے بلکہ شیعی ”سیدنا اللہ و جلالہ
سبحان اللہ، العظیم و جلیلہ“ پڑھ کر مسجد میں آکر فرض ادا کرتے۔
بعد ازاں اشراق تک اصحاب محبت حلقہ بنا کر مراقبہ کرتے، اور اپنے رومے منہ کی
پر ہادیک پیرا اٹھتے، جب سورج اچھا نکل آتا، فوجار کھٹے، نماز اشرق و وسطہ سے
میں فرات کے ساتھ آ کر نہ ادا کرتے، بعد ازاں اس وقت کی تسبیحات اور اویہ مآثور پڑھ
کر گھر تشریف لے جاتے، اور بل کھان کی فہر تیری کرتے، و دعا کے بعد تین امور میں
علم احکام و فرمانے، بعد ازاں خلوت میں چار قرآن شریف کی تلاوت کرتے، اور
تلاوت کے بعد درو بخون کو بل کر ان کے حال پر توجہ فرماتے، اور انہیں ترغیب
دیتے، اور انہیں ایک مقام سے دوسرے مقام پر پہنچاتے، عدم و معارف اور
امر و نہی صمد کو بیان فرماتے، اور بیانات کے ساتھ وقت نسبت اتفاق اور نفعت
عطا فرماتے اور سچے ایسا ہوتا کہ حاضرین میں سے ہر ایک کی استعداد اور مسائل
کے مطابق کچھ امر کے لئے اس وقت فرماتے اور جو حال اسے اس پر وارد کرتے

اس کی اطلاع پہنچتے، اور تمام دوستوں کو عالی ہمتی مسنت کی پر وی، دائمی ذکر حضور
مراقبہ اور حال کے چھاننے کی تاکید فرماتے، اور فرماتے کہ اگر کوئی ایسا فعل کرے جو
جو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق ہو، تو ایسا فعل تمام دنیا و فیاض چھوڑ کر بھی کر لو،
اور ساری دنیا کے شے ہاتھ آئے تو بھی غیبت سبھو، کہ تم نے شیخوں کے
بارے میں حق فرمایا ہے۔

خلیفہ طیبہ کی یہ کاست | خلافت کے بار بار پڑھنے کی ترغیب دلاتے، اور فرماتے کہ
کاش ساری دنیا اس کلمہ کے مقابلہ میں ایسی ہی ہوتی جیسے قطرہ سمندر کے مقابلہ میں کپے
تھے، عام جہاں بنی دیا جاسے، اور پڑھتے ہیں داخل کیا جاسے، تو بھی گناہش ہے، اگر
اس کلمہ کے کلمات کو تسلیم کیا جاسے، تو تمام جہاں ابد الابد تک محمود اور مبارک ہو
جاسے اس کلمہ کی عظمت و برکت حاصل ہوئے کہتے، واسطہ پر منحصر ہے، جتنا کہنے والا
بڑا ہوگا، اس کی برکتوں کا تصور زیادہ ہوگا، اس سے زیادہ اور کوئی آرزو نہیں، کہ
کوئی شخص کسی کو نے بن گھس کر یہ کلمہ کرے۔

علم فقہ کی ترقی و ترقی | انجانب دینی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے احباب کو فقہ کی کتابوں
علم فقہ کی ترقی و ترقی | علم فقہ کے لئے کلمہ دیتے اور فرمانے کہ تم اسے دین سے
شرع میں سے احکام کی تحقیق کرو، جو اچھا ہو اس پر عمل کرو، کیونکہ خدا پرست سے
ہمت و درموجہ جانے کی وجہ سے غفلت و بدعت کا غلبہ ہو گیا، پس زمانہ میں سنت
نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و کلمہ کے نور کے ساتھ نہایت نہیں، انجانب کی صحبت کا اکثر
دفعہ خاموشی میں گزرتا، کبھی مسئلوں کی غیبت و حجب جی کا ذکر تک نہیں ہوتا،
انجانب حضرت عتہ الفت ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا احباب اور حاضرین میں ہر ایسا
دعوت ہوتا کہ کوئی بات تک نہ کر سکا، حضرت محمد و کی غیبت کی یہ کیفیت تھی، کہ باوجود

کس قدر حالت عظیم وارد ہونے کے متون مزاجی کے آثار جناب پر نظر نہ ہوتے تھے
کبھی کسی فکر کا جوش و خروش یا چند جملہ جانا غلبہ میں نہ آیا، حتیٰ کہ آہ نلک نہ بھی
خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جناب کے چہرہ مبارک پہ کبھی
پہننے لگے، یا عین اوقات صاف حالیہ بیان کرتے وقت آنکھوں اور رخساروں پر
سرخ جھلکی ملتی، ہر دلوں میں حرارت سی معلوم ہوتی، جب ان باتوں سے فارغ ہوتے
تو صورت میں آنکھ بکھرتی، نماز صلی اور کر کے محل کے اندر نقر عین، لپٹا کر اپنے فرزندوں
میں بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے، اگر کوئی فرزند یا درویشیں حویو نہ ہوتا تو فرماتے کہ
اس کا بند رکھ چھوڑو، طعام سے فارغ ہو کر اس وقت کی مقررہ دعا میں پڑھتے
آخری دلوں میں جب کہ آنجناب نے غلوٹ اختیار کر لی تھی، اور اکثر روز سے
ہوتے تھے غلوٹ نماز ہی میں کھانا تناول فرماتے تھے۔

آنجناب جیسا دعاء گو کہ کہتے ہیں دعاء کے
کھانا کھانے کے معمولات | ابد سورہ فاتحہ نہ پڑھتے تھے کیونکہ صحیح عبادت
میں اہل کار کے لکھیں ذکر میں نہ آیا، ہر روز ایک وند وہر سے پہلے کھانا تناول فرماتے اور
وہ بھی بہت ہی مختصر، پھر بھی آنجناب فرماتے کہ کیا کوئی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ
وسلم کی پیروی کرتے ہوئے کھانا کھانے کی عادت ڈالنا ہوں، لیکن انہیں پڑتی کچھ فرماتے
تھے کہ یہ کھانا ہی ہے جو عارف کو فرشتوں سے برتری میں ملاتا ہے، تبجد کے وقت اس
کی مثال صوفیہ رکھا کر دو، کبھی دو چار تیس سے بھی کچھ کم تناول فرمایا کرتے تھے، اور چار یا
بھی دو جو سیر کی ساقہ ثانی جاتی ہیں، آنجناب کو چھ پر کبریٰ اور دس سے گشت سے
زادہ رعیت تھی، چنانچہ اس کے کباب دس غلغان پر موجود ہوتے تھے، کھانا کچھ بٹے
خوش روغ و خوش طعم اور احتیاط و انزوا سے تناول فرماتے اور دوستوں کو بھی ایسا کرنے کی
تائید کرتے کھانا کھاتے وقت بائیں گھٹنے کو زمین پر ٹیک کر دایاں پا اس پر رکھتے

یا کھڑا رکھتے، بعض دفعہ مجلس میں دونوں ٹانگوں اٹھا کر کھانا تناول فرماتے تھے، دوپہر
کا کھانا کھا کر سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق غلغلی کے لئے
سوجاتے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ
ظہر کی نماز کے بعد کے معمولات | عرصہ میں ہر روز پہلے وقت اٹھان دیتا
آنجناب اذان سننے ہی کی انور وضو کرتے چار رکعت نماز فی الزوال اور کرتے اور
فرماتے کہ جنب نہ کر کا نہ منہ سے اذی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بیعت سے رخصت ہو کر
نماز فی الزوال کو کسی ترک نہیں فرمایا، شروع شروع میں شرابی، غلط اور فی
زوال اور کرتے تھے، لیکن آخری عمر میں قرآن شریف عظیم کرتے تھے، بعد ازاں چار
رکعت سنت والا بھی ادا کرتے پھر نماز ظہر اور کو کے حافظ سے ایک چوڑا اس سے
کہ قرآن شریف تھے، قرآن شریف سننے کے بعد سبق پڑھتے، اور پھر عصر کی نماز
اولیٰ وقت میں جبکہ کسی شے نہ ملے اس کی اونچائی کے دو چاند کے برابر ہوتا، ادا کرتے
آنجناب نے عصر کی چار رکعت نماز سنت کو ساری عمر ترک نہ کیا، عصر کے بعد سے
کو غروب آفتاب تک دوستان بل کر مراقبہ کرتے، فجر اور عصر کے حلقوں میں مریدوں
کے اعمال پر توجہ فرماتے۔

یہ وہ ہے کہ شیخ امام نبوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے طریقہ میں مستور آج تک
چلا آتا ہے، کبھی کسی علم کو سنت میں مراقبہ کرتے ہیں، لیکن حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ
خواجہ محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عصر کا مراقبہ موقوف کر دیا ہے، اس کی بجائے شاندار
بخت کیا کرتے ہیں، یہ وہ ہے کہ حضرت عروج الوٹھے قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے طریقہ میں حلقہ اور مراقبہ کے بغیر بھی مریدوں کو بہت توجہ دیتے ہیں، یعنی ساکون
کو پسند پاس زانو ڈرا اٹھا کر ایک کعبہ جدا جدا نسبت خاصہ کا اٹھا کرتے ہیں،

اگر باطن وغیرہ نہ ہوتے تو نماز مغرب بھی اقل وقت میں ادا کرتے اور سنت اور فرض کے وہ بیان **اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْمَلِكُ قَدْ عَلِمْتَ اَنَّكَ تَمْلِكُ مَا فِي الْبُحْرِ وَالْاَرْضِ** کا ترجمہ ہے زیادہ وقت نہ دیتے شام کی نماز سے فرض جو کہ دس مرتبہ ہے **اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْمَلِكُ لَا تَكُنْ يَدُكَ لَهْ لَهْ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْمَلِكُ وَكَرِهَ الْخَمْدُ** یعنی وہ کہہ دیتے تھے **قَدْ تَبَيَّنَتْ لِيْ بَيِّنَاتُ الْخَيْرِ وَابْتَدَأَتْ عَيْنِيْ فَتَحَتْ فَتَحِيْرًا** پڑھنے اس اس وقت کی آیت دعا میں بھی پڑھتے بعد ازاں چھ رکعت اوابین ادا کرتے کبھی پندرہ رکعت نماز اوابین ادا کیا کرتے تھے

بعض علماء نے حدیث کا سوال دیا ہے کہ اوابین شام اور شام کی نماز میں **اِیْنِ** کچھ رکعت ہیں سو اس میں دو رکعت سنت نماز شام ہی داخل ہیں نماز اوابین میں سورہ واقعہ پڑھا کرتے تھے غنائ کی نماز سعیدی غائب ہو جانے کے بعد کہ امام اعظم کو فی رحمۃ اللہ تعالیٰ سعید اس سے **يَا مُنْقِ لِيْهِ** ہیں ادا کیا کرتے تھے غنائ کے بعد چار رکعت نماز قیام اقبل اس طرح ادا کرتے کہ پہلی رکعت میں سورہ الم سجدہ دوسری میں سورہ ملک تبارک مجیری میں سورہ نجم وحقان اور چوتھی میں سورہ قیامت اور کبھی کبھی قتل یا ایہا النکاحون اور قتل ہوا دلتما احدث اور چاروں قتل پڑھا کرتے تھے لیکن عموماً سورہ الم چھ تبارک تہیات جم وحقان نماز قیام الیل میں پڑھا کرتے تھے اور وہ جسے بعد میں ہی پڑھا کرتے تھے امام باقر کو تاکید فرمایا کہ جسے کہ رکعت کو بھی سور میں پڑھا کر دز کی پہلی رکعت میں سورۃ الم سجدہ دوسری میں قتل یا ایہا النکاحون تیسری میں قتل یا ایہا النکاحون پڑھا کرتے تھے اور کثرت شافعی کو ثبوت حنفی کے ساتھ ملا لیتے تھے ورنہ بعد دو رکعت نماز پہنچ کر ادا کرتے تھے پہلی رکعت میں **اِنَّا اَنْزَلْنٰ** اور دوسری میں **قُلْ يَا اَيُّهَا النّٰكَاحُونَ** پڑھتے تھے لیکن آخری عمر میں یہ دو

رکعت بہت کم ادا فرماتے تھے کبھی کبھی ہفت ادا کرتے اس کی کراہیت نہ کہا غزوہ دیا ہے وہ کبھی تو رکعت کے پہلے ہتھ پیریں ادا کرتے کبھی تیسرے کے بعد اگر پہلی رکعت ادا کر لیتے تو پھر دوبارہ نہ پڑھتے اور فرمایا کرتے کہ جب نمازی سو جائے تو اسے نیت کرنی چاہیے کہ دو رکعت کے آخری حصہ میں **اَمَّا** کہہ کر ادا کر دے گا کیوں کہ ایسا کرنے سے اس کے علمائے میں اس وقت تک بیکیاں بھی جاتی ہیں جب تک کہ وہ وتر ادا نہ کرتے ۔

فیروز پورے تھے کہ لوگوں کو اجازت نہیں کہ سنت نبوی **اَحْمَدُ اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم** کے برسات و تر یا بعض سنتوں میں دیر جلدی یا تبدیل میں سے کام لیں جو لوگ ساری رات جاگتے ہیں وہ کوئی اندیشہ ہیں ہمارے خیال میں تو ہزار راتیں جاگ کر بھی مشابعت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے برابر نہیں ۔

آئینہ ربیعنا کے آخری دس دنوں میں محکمت پڑا کرتے تھے اور باروں کو یاد کرو فرماتے تھے کہ سو اتنا ثابت پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کبھی کلام کی نیت نہ کرو پورا قیل وقلیل حقیقت یہی کیا لکھا ہے ۔

آئینہ مبارک میں لکھتے **اللہ کو اس لئے پکارتا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ کو اس واسطے وہ میرے ہی کاکہ پروردگار کہے** یاد کرتا ہوں کہ وہ کہہ دے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا پروردگار ہے ؟

عطا اور ترکے ادا کر کے بعد آئینہ جلدی میتر اسراحت پر لبیک عطا سہنے سے پہلے ارے آیات مانورہ پڑھتے خصوصاً جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن صبح کی رات اور صبح کے دن کے آخری حصہ میں دوستوں کو جمع کر کے ہزار

مرتب درود پڑھتے اور پڑھاتے۔ بعد ازاں ایک گھڑی مراقبہ کر کے نہایت انگہوری سے دعا کرنے لگے۔ کیونکہ آپ ایسا کرنے کے لئے مامور تھے۔

سالہ صلوات ماثورہ جو آپ کی ہر دُعا سے زیادہ ہے یا وہ سالہ اردو جس کا ذکر غرض اللہ تعالیٰ اعظم سے متبرک فرمایا ہے۔ پڑھا کرنے لگے۔ جبکہ کی غاذیکہ وقت جامع مسجد میں اور دو دن عید دل کے وقت عید گاہ میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ یہی بڑی احتیاد ہے ادا کرتے تھے۔ حیرت انگیز کے دن راہ میں بلند آواز سے تکیہ مبرا کہتے اور کبھی کبھی فتوے کے موجب حنفی طرز پر بھی داخلہ کے آخری عشرے کو روکنے اور شب بیلای، مملکت اللہ کثرت عبادت میں صرف کرتے تھے۔ اور اس عشرے میں نہایت اتارتے۔ نہ سکہ بل مٹا دیتے۔ تاکہ حاجتوں سے ایک گونہ مل نہ پھٹے۔ کیونکہ کیا کرنا مستحب ہے لیکن عرفہ کے روز اہل عرفات کی باقی رسوم ادا نہیں کرتے تھے۔ باقی عشرہ میں دن رات سورہ والضحیٰ پڑھا کرتے۔

تربیع میں چار قرآن ختم کرتے | کی نذر۔ سفر و حضر میں باجماعت ادا کرتے۔ ماہ رمضان میں ترقیع کی نماز میں ہر مرتبہ قرآن شریف ختم کیا کرتے تھے۔ ہر ترقیع کے درمیان مراقبہ کرتے، درود و اور دوسری ماثورہ جاہل پڑھتے۔ ماہ رمضان میں علاوہ نماز کے اور ہر عید میں چار مرتبہ قرآن شریف ختم کیا کرتے تھے۔

تلاوت قرآن کا طریقہ | خواجہ ہاشم رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تلاوت قرآن کا طریقہ | آنجناب مجدد ملت ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن شریف کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ تو جناب کی پیشانی سے سارے صفات معلوم ہوتا تھا۔ کہ تلاوت پر اس قدر قری تکلف ہو رہے ہیں۔ آنجناب فرمایا کرتے تھے۔ کہ سبحان اللہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب سے کیا کیا راز قرآن شریف میں، روح فرما کے ہیں۔ جن کا علم صرف

اس کے کامل جمیع قیام ہی سے مفوض ہے۔ بعض آیات کو بہاں تک سے جانتا ہے۔ جو دوسروں سے باہر ہیں۔ نماز کے وقت خوف و دعا کی آیات اس طرح ادا فرمایا کرتے تھے کہ لوگوں کو ڈرا اور امید کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ تلاوت میں ہر ایک راوی شریف کو داخل نہیں دیتے تھے۔ سفر کے وقت دلی میں بیٹھ کر اس پر کپڑا ڈال دیتے۔ اور ہر قرآن شریف پڑھتے۔ جب مسجد کی آیت پڑھتے۔ تو دلی سے اتر کر مسجد کرتے چار سے پچاس، اسی واسطے ادا دیتے تھے۔ کہ لوگوں کے سر پر کپڑا نہ پڑے۔ جب ایکے کا ادا کرتے۔ تو رکوع و سجدہ کے وقت پانچ سات۔ نو یا گیارہ مرتبہ تسبیح پڑھتے اور فرماتے کہ خرم آتی ہے کہ ایکے نماز پڑھنے کے وقت تسبیح تین مرتبہ پڑھیں۔

نماز تمام ریاضتوں اور مجاہدوں سے افضل ہے | میں تمام سفر و قیام کو طواف رکھنا چاہیے۔ اور دل کی حضوری جو فی جہان ہے۔ کیونکہ یہی ریاضتیں ذکر کی ہیں۔ ذکر کا حکم کسی سے مگر ذکر ریاضتوں کی جو سہ کرتے ہیں لیکن بارہ سے کوئی ریاضت باجماعہ نماز کی آیت کی برابری نہیں کر سکتا۔ نماز میں فرض واجب سنت وغیرہ کو مکمل حلقہ طواف رکھنا بہت مشکل ہے اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ "اذھا تکتب یونہ" اذھا یعنی اچھا چھوڑ، تحقیق وہ البتہ بڑی ہے مگر ادھر عاجزی کرنے والوں کے پہنچے ۵

نماز تسبیح اور لوافل باجماعت ادا کرنے سے منع فرماتے تھے | نیز فرماتے تھے کہ میں بہت سے ریاضت کرتے واسطے اور سعی و تہجد کو دیکھا ہے جو دوسری ریاضتوں سے آداب تو بہت طوطا۔ کہتے ہیں لیکن نماز کے آداب سمجھانے میں غفلت کرتے ہیں۔ آپ نے مکتوبات میں اس ریاضت پر بہت کچھ لکھا ہے اور دو رکعت نماز

کے دو کمرے سے منع کرتے۔ خشاک تشریف لے کر کچھ بی بی وغیرہ ان مقبول پر تو کچھ کچھ حائر
بجھتے تھے۔ جس شخص کی حالت مشاعرے کے بال بھر بھی مخالف ہوتی، آپ اسے قبول
نہ کرتے۔ اور فرماتے کہ اب احوال شریعت کے تابع ہیں نہ کہ شریعت احوال کی تابع
ہے اور قیامت تک ایسا ہی ہوتا رہے گا۔

نیز فرماتے تھے کہ اوسرے کو اگر غیر مکمل مدینوں پر مجھے تعجب آتا ہے۔ کہ
وہ اپنی کثرت پر اعتبار کر کے شریعت کی مخالفت کرتے ہیں، اگر مصلیٰ علیہ السلام اس
دست موجود ہوئے۔ تو اس شریعت کی پہنچ کر تے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو آنے
والے ہیں وہ بھی اسی شریعت کے پیرو ہوں گے۔ ان خالی ہاتھ بے سرو پا لوگوں کی
یہ محال کہ علمائے مازیدہ و اشعر یہ کی مخالفت کریں۔ یہ بزرگ ائمہ اس نبوت کی
شہادت اور اولیائے نزدیک تھے۔

بشر کے خواص کو خواص ملک سے
خواص بشر خواص ملائکہ سے افضل ہیں | افضل کئے اور نبوت کو ولایت سے
افضل سمجھتے تھے۔ نواہ ولایت اسی کی ہی کہیں نہ ہوتی۔ جو کس پر ترجیح دیتے، اسے
آخری تازہ کو پہنچ کر عمل کرتے جو کچھ اجنبی دوسے کہتے، جوں و ہواسے دوسرے
س بارے میں انہماک مجد العرفانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی ایک محتجب کیجئے ہیں
نفس بندہ ہر طریق باقی تمام طریقوں سے افضل و اعلیٰ جانتے تھے۔ اس طریق کی بات
فرمایا کرتے تھے کہ بعد جمہار کرام کا طریق ہے۔ وہ سرے سلسلوں میں جو بانٹ آتا
ہے غیب ہوتی ہے وہ اس طریق کی ابتداء ہی میں حاصل ہوتا ہے اور یہ کس اس طریق
کی نسبت باقی تمام طریقوں سے افضل ہے۔

شیخ اکبر محمد علی الدین اہل عربی سے اختلاف کے باوجود احترام اور محبت سے ملنا
خواہیے

تعبیرت اوعضو اور مسجد کو سنی کے دنگ میں ولایت فرمایا ہے۔ انہماک طر و حضرت
برابر اسے داکرتے ہے۔ فعل اعلیٰ میں کسی چیز نہ کرتے تھے۔ احتیاط بہت فرمایا کرتے
تو اور کج کی ناز کے سوا کوئی ناز نا خود با جماعت اور انکار نہ ہوتا ہے۔ آپ لوگوں کو حاشیہ
شب رات و شب قدر وغیرہ میں باجماعت ناز نا خود ادا کرنے سے منع فرمایا۔ ہیں
بارے میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک خاص محتجب کیجئے ہے۔ بعض بزرگوں نے
ناز منہجہ باجماعت ادا کی ہے تب اس سے بھی لوگوں کو منع فرماتے تھے۔ کسی کام
کو شروع کرنے وقت ناز استعارہ ضرور ادا کرتے۔ کبھی دل کو حاضر ہاتھ۔ اور دھانے
منہجوں پر ہی اکتفا فرماتے۔ لیکن ہر بھی میں استعارہ کو لازم قرار دیتے تھے۔ دفعہ چند
ایک صحت کے لئے ایک ہی استعارہ کافی سمجھتے۔ قشہر کے وقت برابر سے استعارہ
نہ کرتے۔ جو داخل و کراہت کے درمیان ہو۔ آپ اسے ترک کرتے۔ اگلے ذوق کے
بعد دینی و دنیاوی ہم کے لئے فاکر جیہ کو عزم کر دیتے ہیں۔ آپ نہ پڑھتے نہ جہن
فرمودہ کی نازوں کے بعد ایسا کرتے۔

ہر نیک و بد کے پہنچے ناز ادا کرنے کو جائز قرار دیتے۔ فاکر جیہ کو ناز نہا ہی
پڑھنے عربوں کی پیادہ پڑی کرتے۔ اور مدین پر ماثورہ دعا بیان پڑھتے تھے۔ دفعہ میں
کے لئے قہر کرتے۔ چشم ہزار ہا عربوں کی قہر سے محتجب ہوتے۔ قبول
کی نایبیت کے لئے ہاتھ۔ استغفار اور مائورہ دعاؤں سے ان کی مدد فرماتے۔
اور فوت شدہ لوگوں کے احوال کی طرف متوجہ ہوتے۔ شروع شروع میں جب اپنے
والد بزرگوار اور پیر کے مزار پر جاتے۔ تو قبر پر ہاتھ پھیلتے۔ آخر اسے کمرہ قرار
دے کر ترک کر دیا۔ قبروں کو کچھ سے منع فرماتے تھے۔ لیکن اہل قبر سے رو
طلب کرنے کو جائز قرار دیتے تھے۔ نبوت، قبول فرمایا کرتے۔ لیکن ایسی مجلس میں
تشریف نہ لے جاتے جہاں نہ کوئی خلاف شروع کام نہ تھا۔ سوائے چند ایک مقامات

عطار، خواجہ محمد یارنا اور خواجہ احمد قدس اللہ سرہم العزیز کی بعض فوہیدہ کردہ باتوں کو پسند نہیں کرتے تھے۔ شیخ فی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بہت ہی بزرگ خیال فرمایا کرتے تھے، لیکن ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ اگر مجھے شیخ صاحب سے بہت محبت ہے لیکن تہ کے بعد کئی علم کو یوں پسند نہیں کرتا کہ دیگر اصل و عامل اس کے خلاف ہے لیکن چونکہ کثرت فی خطا ہے اس لئے غلط نہیں ہو سکتے۔

اجتہادی غلطی اور غلط تقلید
ایسی طرح اجتہادی غلط قابل توجہ نہیں لیکن مفصل غلطی قابل توجہ ہے کیونکہ ایک کا کثرت دوسرے کے لئے جہت نہیں ہو سکتا۔ آج نہایت بعض دیہاتیوں مثلاً عجم بخاری، مشکوٰۃ، قدوسی، جامع اور سلسلہ موافقہ و عجلانہ چڑھایا کرتے تھے۔ اور طلبہ کو تحصیل علم کی رغبت دلا یا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ تحصیل علم دین سلوک صوفیہ سے مقدم ہے لیکن اسوام کے فردی مسائل میں مناسبت نہ تھی، روزہ وغیرہ اور سلوک باطنی کو فرض مانتے تھے جب آج نہایت ہر کرتے تو ان دنوں میں کرتے جن میں حدیث کے سبب کرنا جائز ہے لیکن کسی خاص گھڑی کو روکنا ہونے سے پرہیز کرتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ نہایت پرہیز خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے بعد تمام گھڑیوں کی شوکت ختم ہو چکی ہے، سفر کے بارے میں جو احادیث ماثورہ تھیں پڑھا کرتے تھے، الحمد للہ اور کثرت نظر و بصیرت پڑھا کرتے تھے، مغربی سی نعمت کا بہت سا شکر ادا کرتے تھے۔ اور گھڑیوں سے اب کو ترک ہو جانے پر بہت مستغفار کرتے تھے، اگر بلا نازل ہوتی تو شکریں ادا کرتے تھے۔ اور غلطیوں کو یہ ہمارے نفس کی شامت ہے، انہیں اعمال کی دوستوں کو بھی تاکید کرتے۔ فرمایا اور خود پیری کو پاس نہ لے لیتے کیونکہ پیر اور خود پسندی اعمال کو اس طرح عیست و تباہ دہ دیتی ہے جیسے آگ اپنے من کو۔

خیز فرمایا کرتے تھے کہ جو محبت علم پر نازل ہو اسے باطنی ترقی کا ذخیرہ خیال کیا جائے۔ دوسرے غور و خوض نے آج نہایت کے بدن ملت کے احوال مفصل لکھے ہیں، بلکہ ان حالات میں الگ ہمارے ہیں، لیکن اس کتاب میں ان اعمال کی مختصر بحث نہیں، صرف تنقید اس احوال بطور عین و تیرک لکھی گیا ہے۔

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ حضرت مجدد کا لباس اور تلمیذ تلمیذانہ کا طریقہ بدینہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا طریقہ تھا، آج نہایت کا لباس بھی صحابہ کرام کا تھا، چنانچہ ایک بڑا عالم سروساگت پر ہوتا، مسواک و شہاد کی کوریں، شملہ و دونوں کھنوں کے بیچ چمک، قیوم کے برائے کا شکاف و دونوں کندھوں پر شرعی پاجامہ ٹخنوں سے اوپر تک بلکہ نصف پینڈی تک، لغزش مبارک پاؤں میں، عصا یا تھنہ میں، شہادہ کندھے پر، سہمے کا نشان پیشانی مبارک پر تھا، رضا دل پر نور چمکتا تھا جو باطنی نورانیت کی علامت تھا، آج نہایت کا قد خاصا، بدن مبارک نازک، رنگ گندم گول، آنکھیں بڑی بڑی سرخی نائل نازک اونچی تھیں، پیشانی مبارک پر عبودیت کے درمیان سے سہ کر تمام سہوہ تک ایک سرخ خط تھا، جو راس کے طرز پر چمکتا تھا، نہایت کی رعیش مبارک میں سجیدہ غائب تھی ورت مبارک بڑے بڑے، انگلیاں باریک، پاؤں بہت ہی لطیف تھے، آج نہایت کے بدن مبارک پر سوائے سر، داڑھی اور سینے پر بھی تھوڑے، کمرے اور کیمبر نال نہ تھے، لطافت اور نرمی ان کے اندر تھی کہ آج نہایت کا کرہ انداز کسی نازک جسم نازک اور لطیف سے لاف کر پر نہیں تھا، غرضیکہ لطافت و نرمی ان کے بدن پر تھی، آج نہایت کے لباس اور عادات و شمائل کو بلا بدو الدین و عبد الرحمن نے حضرت اللہ سرہم میں مفصل لکھ دیا ہے، اس میں سے دیکھ لیں چاہیے۔

حضرت قیوم اول خیمۃ الرحمن عظیم الفثنانی کے خاص

حضرت قیوم اول مجدد الفثنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام خاص ان کا بیان تو ممکن ہے۔ البتہ چند ایک مشہور خصوصیات میں پر لکھتے جاسکتے ہیں۔

خاصہ ۱: آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو من اللہ تعالیٰ نے مجدد الفثنانی بنا دیا۔

خاصہ ۲: آنحضرت قیوم اول ہوسے جو پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہمارے بعد کوئی نہیں ہوا تھا۔

خاصہ ۳: اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے آنحضرت کو خزینۃ وجود بنا دیا اور رحمت کا تمام قلمدان جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت علیہم السلام میں فرمایا۔

خاصہ ۴: حضرت مجدد الفثنانی کا بدن مبارک جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طہیث کے بغیر جو کچھ سے تخلیق فرمایا۔

خاصہ ۵: اللہ تعالیٰ نے آپ کو مجدد بیت ذاتی جو طہیث تہذیبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر موقوف ہے۔ عنایت فرمائی۔ جو اس سے پہلے کسی ولی کو عنایت نہ ہوئی تھی۔

خاصہ ۶: آنحضرت کو عظمت و ابرار اسی حاصل ہوئی۔

خاصہ ۷: آنحضرت نے راحت و صباحت کو ملایا جو آج تک کسی نے نہ کیا۔

خاصہ ۸: اللہ تعالیٰ نے آپ کو سابقین کے درجہ میں داخل فرمایا۔

والصالحون السابقون اولئک المضرعون۔

خاصہ ۹: باوجود منیت کے اللہ تعالیٰ نے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو طہیث آنحضرت کو احسان عطا فرمائی۔

خاصہ ۱۰: اللہ تعالیٰ نے آپ پر مختلفات فرمائی کے سوا رکعت فرمائے۔ جو کسی ولی اللہ کو نصیب نہ ہو سکے تھے۔

خاصہ ۱۱: اللہ تعالیٰ نے آنحضرت سے بے واسطہ کلام کیا جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کیا۔

خاصہ ۱۲: اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو کسی ایک نصیبی نہیں ملتا تھا۔

فی ربیت، محبوبیت ذاتی، احسان طہیث، غلظت، عذقت، امامت، تطہیث اور فردیت وغیرہ عنایت فرمائی۔

خاصہ ۱۳: اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو حق یقین کے مشرف فرمایا۔ نیز جسے اولیائے حق الیقین کو اسے وہ علم الیقین کا انہائی درجہ

ہے۔

آپ جتنے ہیں کہ حق الیقین کی بابت کیا کہہ سکتا ہوں اور کیا مجھ کو سنا ہوں یہ معارف و لایح کے احاطے خارج ہیں صحابہ کرام کے سوا باقی بڑے سے بڑے

اولیاء حق علمائے ظاہری کے رنگ میں ان معارف کے اور ان کے عاجز ہیں۔ یہ علوم شگوفہ نبوت سے مغنی ہیں۔ جو شہید کے بعد بطور نبیعت ظاہر ہوئے۔

ہیں۔

خاصہ ۱۴: آنحضرت نے اس قدر عجیب و غریب اور نادر و عالی علوم و معارف بیان فرمائے ہیں کہ آپ سے پہلے کسی ولی اللہ نے ذکر تک نہیں کیا۔

خاصہ : حق تعالیٰ نے آنجناب کو جاب پبیجرتا علیہ السلام کی عزت و کرم و سلطنت کی سات دسے عزت فرمائی ہے۔ یہ سات دسے سوائے صابر کرام کے اور کسی کو نصیب نہیں ہو سکتے۔ باقی اولیاء اللہ کو صرف دو درجے حاصل ہوئے۔

خاصہ : آنجناب کے تمام علوم و معارف شریعت کے تابع ہیں۔ لیکن دوسرے اولیاء بعض اعمال کے خلاف شریعت بھی ہیں۔

خاصہ : آنجناب پر حق تعالیٰ نے اولیاء، انبیاء اور فرشتوں کی ولایت و درجات خاصہ کے جو علی الاکبر ولایت صغریٰ، ولایت کبریٰ اور ولایت علیا، ہیں۔ باقی تمام اولیاء سوائے صابر کرام کے ولایت صغریٰ میں ہیں۔

خاصہ : اللہ تعالیٰ نے آنجناب پر نبوت و رسالت کے کمالات جو ولایت کے کمالات سے بڑھ کر ہیں، ظاہر کئے۔

خاصہ : اللہ تعالیٰ نے آنجناب پر کعبہ، قرآن شریف اور ملاذ کی حقیقت جو کمالات کا انتہائی درجہ سے ظاہر فرمادی تھی۔

خاصہ : اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے آنجناب کے سر میں دو تین ولایتوں (صغریٰ، کبریٰ، علیا) کمالات نبوت اور رسالت کی شہادت و حقیقت کعبہ، حقیقت قرآن، حقیقت نماز سے مشروط فرمایا تھا۔

خاصہ : اگرچہ آنجناب کے سر پر مذکورہ بالا کمالات حاصل کر چکے ہیں۔

خاصہ : حق تعالیٰ نے آنجناب کے حق و نبیائے آخرت کو رکھی تھی۔

خاصہ : آنجناب کی ولایت صغریٰ علیہ السلام تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خاص ولایت ہے۔

خاصہ : اللہ تعالیٰ نے آنجناب کو مقام رسالت سے جو کہ ولایت کا آخری مقام ہے، مشرف فرمایا۔

خاصہ : اللہ تعالیٰ نے آنجناب پر سلوک اور معرفت ذات و صفات کے تمام طریقے معکشف فرمائے۔ اور اس راہ کا کوئی کوچہ ایسا نہیں جہاں سے آنجناب کا گذر نہ ہوا۔

خاصہ : اللہ تعالیٰ نے سب پر انفعی و آفاقی اور جذب و سلوک کے علاوہ ایک خاص طریقہ آنجناب پر ظاہر کیا۔ جسے آنجناب نے اپنے کلمہ شریف میں طریقہ اقباس نبوت سے تعبیر فرمایا ہے۔

خاصہ : آنجناب کو اللہ تعالیٰ نے علم لدنی، عنایت فرمایا۔

خاصہ : اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اقرار کیا کہ جو نقص قیامت تک آنجناب کے طریقہ میں داخل ہوگا، وہ بخش جائے گا۔

خاصہ : آنجناب کا روضہ مبارک عین جنت میں بنایا گیا ہے۔ اگر آنجناب کے روضہ کی حوضی سی سی کسی شخص کی قبر میں ڈال دی جائے تو وہ بھی جنت جانا ہے۔

خاصہ : آنجناب کی زیارت کے لئے مکہ معظمہ میں مسجد میں آیا اور آنجناب کی قبر میں فرمایا کہ آنجناب کی خانقاہ کی زمین فی الواقع کعبہ کی زمین ہے۔ خاص کر کہ آنجناب کا بدن مبارک طہیث سے پیغمبری سے علیہ السلام و آلہ وسلم کے خیر کے بقیہ کا ہے۔

خاصہ : اللہ تعالیٰ نے حضرت سید علی علیہ السلام کو آنجناب کا داماد بنایا جبکہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

خاصہ : حضرت خضر اور ایسا علیہ السلام نے آنجناب سے ملاقات

کی اور اپنی حقیقت و حیات آنجناب سے بیان کی۔

خاصہ ۱ : تمام سالکوں کے مشرب اور ولایات آنجناب پر روشن نظام پرستی

خاصہ ۱ : تمام انبیاء و فرشتوں کے متعلق اور اصحاب سلوک اور اولیائے امت کے سلوک کو آنجناب نے بیان فرمایا۔

خاصہ ۱ : آپ نے کعبہ کے کہیں ایسے مقام پر پہنچا جہاں ازل وابد سکھایا گئے اور وہاں ہرگز مشتمل انجالی اس طرح دکھائی دیتے تھے جو یا آتا ہو رہے ہیں اور جو حاکمیت امتدہ ہونے والے ہیں۔ وہ اس وقت موجود ہیں۔ ماضی اور مستقبل کی دونوں کو میری چاہا۔

خاصہ ۱ : ایک تمام پر آنجناب کھتے ہیں کہ کیا امت کب جس قدر میرے مرید بنیں وہ اس قدر میرے سلسلہ میں ہوں گے۔ وہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دکھا دیے ہیں، اگر میں چاہوں تو ان کے نام و مقام بتا سکتا ہوں۔

خاصہ ۱ : اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے آنجناب کے طریقہ کو باقی طریقوں سے افضل بنایا اور اس طریقہ کو دیر واسے باقی طریقے والوں کی نسبت بہت شرف میں پہلے داخل ہوں گے۔

خاصہ ۱ : جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے کثرت سے نیک مردوں کا حق حضرت مجدد العثمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد میں ہوگا۔

خاصہ ۱ : ابتدائی دور میں حضرت علی المرتضیٰ شیعہ خدا اکرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے آنجناب پر نظام پرستی فرمایا کہ میں تمہیں اسحاقی علم سکھانے آیا ہوں۔

خاصہ ۱ : آنحضرت محمد و آلہ کفلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام کمالات و خصائص

جو مذکور ہوئے ہیں حق تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے سوائے تجدید کے باقی تمام آنجناب کے فوائد عظمیٰ کو بعد قبولیت عنایت فرمایا چنانچہ آنجناب کی اولاد میں تکمیل فرم ہوئے یعنی قیام الائمہ، قیام ثلاثہ اور قیام اربع رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

خاصہ ۱ : حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے سلسلہ طریقت میں ہونے اور آنجناب کے سب سے بڑے شیعہوں میں شمار ہوں گے۔ چنانچہ خود آنجناب نے لکھا ہے کہ حمزہ کے بعد سے خود تارست علیہ السلام و حیدر نسبت پر مشبوت ہوں گے۔

خاصہ ۱ : قیامت تک تمام نعمت کو خیر، رشد، ایمان، ایمان، عمر، شفا، رزق، روزی وغیرہ تمام دینی و دنیوی امور حضرت محمد العثمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریقوں و وسیعہ سے نصیب ہوں گے۔

خاصہ ۱ : تمام اولیائے امت نے بنی خاتم شریعہ اور مشائخ و صوفیاء و محدثین و مفسرین اور ملاح و غیرہ کو درواج دیا تھا۔ آنجناب نے سب کو مشورہ کر دیا یعنی کسی کو آنجناب کے وقت سے نہ کران بالوں سے باطنی ترقی نصیب نہ ہوگی۔

خاصہ ۱ : آنجناب کے توفیق سے قلب شہد شہنشاہ بنوا، اس سے حضرت طریقت الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نکلے اور آنجناب کی تجدید العثمانیہ و تجدید کمالات کا کوئی کو یقین نہ دلیا۔

خاصہ ۱ : آنجناب امت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے آخری مرتبہ تھے اور آنجناب نے انہما دیہ سال اس قسم کے بیان فرمائے جو

آنجناب سے پہلے کسی مجتہد نے بیان نہ کئے تھے۔

خاصہ : تمام اہل مذہب مجتہدوں نے آپ سے ملاقات کی اور مناظرہ کیا۔ ان میں سے ہر ایک کا فوراً آنجناب میں آگیا۔

خاصہ : جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے آنجناب کے مباحث پر سنے کی ضرورت تھی جیسا کہ ان احادیث سے ظاہر ہے جن کا بیان پہلے ہو چکا ہے۔

خاصہ : دوسرے اولیائے امت نے بھی آنجناب کے حضور دم و کی اطاعتیں دیں جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

خاصہ : آنجناب کے پیرو مرث حضرت خواجہ باقی باقر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آنجناب کے پیرو بھی تھے اور مرید بھی۔ اور آنجناب سے فہم احسنہ کیا۔

خاصہ : آنجناب کو دیکھنے سے پہلے آنجناب کا قطب لفظ بظاہر معلوم ہو چکا تھا اور آنجناب کو ایک منظم کی صورت میں آنجناب کا ولادت سے کئی سال پہلے دیکھ چکے تھے۔

خاصہ : حضرت خواجہ باقی باقر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملاقات سے پہلے معلوم کر چکے تھے کہ آنجناب تمام اولیائے امت کے سردار ہیں۔

خاصہ : حضرت خواجہ باقی باقر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے ایک شخص دوست کو فرمایا تھا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرحد سے تشریف لائیں گے۔ تو میں تمہارے پاس سے ان سے ملتا ہوں کہ ان کو وہ کچھ نہ ہیں تمہارا کام سنبھال دیں گے۔

خاصہ : آنجناب کے پیر نے اپنے تمام مریدوں اور غلیظوں کو آنجناب کے حوالے کیا اور خود کھڑے ہو کر آنجناب کے حلقہ میں شامل ہوئے۔

خاصہ : آنجناب کے مرث نے آپ کی خدمت میں لکھا کہ میں نے درگاہ ولایت میں نیاز مندی عرض نہیں کی۔

خاصہ : آنجناب کے پیرو مرث نے آنجناب کی خدمت میں لکھا کہ مجھے آنجناب کی خدمت میں درویشوں کی باتیں کہتے شرم آتی ہے۔

خاصہ : نیز آنجناب کے پیرو مرث نے آنجناب کی طرف لکھا کہ ہمیں اپنی خدمت کو غور رکھنا اور فضیلت سے بچنا چاہیے۔

خاصہ : آنجناب کے پیرو مرث نے آپ کی طرف لکھا: "واللہ صحتی کاسی اکثرہم نصیب" تو میں کو بھی سختی کے برابر سے جھڑتا ہے۔

خاصہ : آنجناب کے پیر نے آنجناب کی طرف لکھا: "بیخ الاسلام استقامت" اگرچہ میں خرقائی نام نہ ہوں، لیکن اگر اس وقت خرقائی نام نہ ہوتے تو بلا وجہ پر ہونے کے میرے مرید بن جاتے۔ مطلب یہ کہ وہی حال زمانہ اور تہا رہا ہے۔

خاصہ : آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیر نے لوگوں کو فرمایا کہ حضرت شیخ احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ آیا آفتاب ہے کہ ان کے سامنے ہم جیسے جزائروں تارکے نہ ہیں، چنانچہ یہ قصہ مفصل بیان ہو چکا ہے۔

خاصہ : آنجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیر نے اپنے آنجناب کو فرمایا کہ مجھے حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طفیل معلوم ہوا کہ توحید ایک سنگ کچھ سبھتا ہوا۔ یہ کہ سنا ہوا اور ہے۔

خاصہ ۱: تمام یہ مسلک ان جناب کو صرف دو چیز میں حاصل ہوا، ان جناب کے
 خصائص اس قدر نہیں کہ انہیں کوئی شاکر کر سکے، اس واسطے ایک اور
 خط لکھ کر اقدس بی بی علی اکبر پر عمل کرتا ہوں۔
 مقاصد ۱: زندہ کے برائے بڑے علماء اور مشائخ نے ان جناب کے کمالات پر بہت
 اہم تصدیق و طہر کا لوگوں کو نصیب دیا، چنانچہ مولوی عبدالحکیم صاحب
 سیکنوی جیسے جید عالم ان جناب کی تجدید کے اقرار کرتے ہوئے تھے
 جبکہ جیسے مفضل بیان ہو چکا ہے۔

حضرت قیوم اول خدیوۃ الرحمۃ امیر اہل ثانی کی یادگار و مصلحتیں

نیا نیا روزے کا راز ہے وفا کی پرہے اور سبے وفا در کج رفتار آسمان کی وضع
 بے وفا کی پرہے

کچھ امان نیست دریں خاکدان مغرور فانیست دریں استخوان
 ہنچہ دریں مارہ حرکتے است کاسہ افورہ دست تہی است

حضرت مجدد اپنے مصالح کا اعلان کرتے ہیں انھیں جو اعلیٰ کے ناز ادا کرنے
 کے بعد حضرت قیوم اول علیہ السلام ثانی یعنی اللہ تعالیٰ اعزہ نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا
 ”میں نے پہلے ہی نہیں اطلاع دے دی تھی کہ میں حضرت سیدہ سے منکر کرنے والا ہوں
 اور قضائے ہرم سے مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ میری عمر سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

و علم کے مطابق تریسٹ سال ہوگی، اب تریسٹوں سال صوم پرے کو سہے، میں بہت جلدی
 تم لوگوں سے جدا ہو جاؤں گا اور اللہ تعالیٰ کا دیدار حاصل کروں گا خدا کے بعد
 جو کچھ مجھے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے جلا
 تھا وہ میں نے تم تک پہنچا دیا۔ یہ بھی تمہیں معلوم ہے کہ محمد بنی اہل بیت علیہم السلام
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے رواج دینے میں میں نے کس قدر کوشش کی، کس قدر
 علم و کسب سنبھالا، ارشاد کی قید منظور کی، بادشاہ کے کشمکشیں رہنما بنائیں گے، اب میں
 تم سے جدا ہوتا ہوں اور تمہیں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں، میری قدامت و ملاقات اب
 قیامت کے دن جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں حساب کے
 وقت ہوگی، تم اس بات کے گواہ رہنا کہ مجھ سے اس بارے میں کوئی کمی نہیں رہی۔
 کیونکہ جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تم سے پہلے گئے کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ
 ثانی نے تم سے کیونکر زندگی بسر کی؟ سب نے ایک زبان جو کر لوں گی۔ ”یا امام! لا دلیا
 یا نائب! تم قائم الاہلیاء اور حق آپ نے شریعت کو رواج دینے اور مذہب کی تجدید میں
 درجہ انتہا کوشش کی، اور اس کو مصلحت کے دوران میں جو جو تکالیف اور مصائب
 آپ کو پیش آئے ان سے آپ سب سے صبر کیا، اور شکر الٰہی بجالانے، ہمیں سیدھی راہ
 دکھائی، تمام جہان کو گمراہی سے نکلانے کی راہ دکھائی، شریعت و طہریت و
 قربت بخشی، دین اسلام کو مدد و تقویت دی جو صاحب کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے وقت
 ہی، اللہ تعالیٰ آپ کے بڑا شہر عطا فرمائے اور انہیں الفاظ میں ہم قیامت کے
 دن جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں گواہی دیں گے؟

حضرت مجدد اہل ثانی کا اپنے مریدوں کے لئے اعلیٰ دعا
 اللہ تعالیٰ اعزہ نے حاضرین کے حق میں دعا فرمائی، اللہ تعالیٰ تمہیں بکالیت

کا انشائیہ جرحیات فرماتے۔ دنیا میں تمہاری زندگی آسودگی سے گذرے ہیں تمہیں چاہیے
کہتا ہوں کہ قرآن شریف اور سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرو اور اپنی
حق کے بقصدوں کی قربانی دہی کرنا۔ اس میں سرخرو فریق نہ لانا۔ کیونکہ ایسا کرنے سے
ہاں میں فعلی آتا ہے۔ مختلف طرح مشائخ سے سنا۔ جو فقرا و وحدت وجود کے فاضل ہیں
اور نفس و سائر کو کام میں لائے ہیں۔ وہ جیسے مدعی ہیں اور شریعت حقہ کے مخوف
ہیں۔ کیونکہ جو احوال سنا کس پر ان امور سے وارو ہوئے۔ انہیں جو طلب امور
کا ناست ہے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پیش کیا۔ انہوں نے ایسے معاملات سے منع
فرمایا۔ اس سے نہیں نے گھول کر ایسا کرنے سے روکا۔ آئندہ یہ احوال کسی پر ظاہر نہ
ہوں گے۔ اس سے فائدہ تو مغزوں کو پہنچا ہے لیکن نقصان بہنوں کو پہنچا ہے۔ بہنیں
اور طریقت پر ناست قدم نہ پڑنا۔ عمل عزیمت نہ کرنا۔ کرامت اور شخصیت کو اضمحل نہیں
داخل کرنا۔ اگر شخص اور اس پر کج بحث کرنا۔ عبادت بہت ہی کیا کرنا۔ اپنا سارا وقت یاد
اللہ میں صرف کرنا تاکہ باطنی احوال کشادہ ہو جائیں۔

شریعت کے بغیر باطنی ترقی نہیں ہو سکتی | ایک۔ باطنی ترقی شریعت پر ناست
قدم رہنے اور سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرنے کے بغیر حوالی
سے اگر کوئی شخص شریعت کے خلاف ہو۔ اس سے خواہتی عبادت یا کرامت ظاہر ہوا
تو نہیں کرامت نہ سمجھنا۔ وہ دراصل مستدرج سینہ اور حقیت میں ایسے شخص کو
معرفت الہی کا حس تک نہیں۔ وہ مراسم قہوم ہے۔ بلکہ دین اسلام میں فعلی توازن کا
موجب ہے۔ ایسی باتیں میں نے اپنے محققانہ پس منظر میں دیکھی ہیں۔ وہی واسطے یہ
باتیں میں نے حاصل نہ کر دی ہیں۔ میں اپنا کام تمہارے لئے چھوڑنے چاہتا ہوں۔
اس پر عمل کرنا کہ تمہیں تعلیم نصیب ہو۔ علم باطنی سے تمہیں جنت ہے۔

قیامت تک سلسلہ عقوبت یہیں آئیو لئے | ان تمام مریدوں کا حوالی محمد پر مشتمل فرمایا
تمام مریدوں کے حالات کی غلبہ سے | ہے جو قیامت تک میرے سینے میں داخل
ہوں گے۔ اگر کسی بچہ میں تو ان میں سے تمام مردوں، عورتوں، بچوں اور نوجوانوں
کے نام و مقام تک بتا سکتا ہوں۔ امت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے
مشرقیہ و گسٹھ اپنے سینے میں معلوم ہیں۔ اگر سب کیا جائے تو قیامت کے دن ایک
آدمی میں سے نصف سے زیادہ ہمارے سینے میں ہوں گے۔ اور قیامت تک علم داخل
و قیامت معرفت، قطبیت اور فرویت وغیرہ ہمارے سلسلہ میں رہیں گے۔ یاد رکھو میرے
فرزندوں کی عزت کرنا۔ ان سے دعا و توجہ کھینچنے کا سانس کرنا۔ معنی اور بصیرت میں ہون
نے رو طلب کرنا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں پوری پوری معرفت اور مکمل قرب حاصل کر رکھا
ہے۔ وہ ہم جہاں سے شریعت دکریم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہم سے وعدہ کیا ہے کہ ہماری
شعبت خاصہ اور تمام جہاں کی قطبیت قیامت تک ہمارے فرزندوں میں رہے گی۔ ہر
نفس میں وہ جہاں علم فعلی، ولایت و معرفت خدا اپنے زمانے میں سب سے افضل
ہوں گے۔

بعد ازاں حضرت قیوم ثانی | حضرت خواجہ محمد معصوم قیوم ثانی کو خطاب | معصوم ثانی عروہ الیقینی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ جو فرزند ہماری نسبت خاصہ اور قطبیت زمان کا عبودہ
دیکھیں گے۔ وہ تمہاری نسل سے ہوں گے۔ پھر فرمایا کہ محمد معصوم تمہارے بیٹے میری طرح
ہوں گے۔ جس وقت میرے انتقال کے بعد اسی سال تمہارے ہاں ایک لڑکا ہوگا۔ جو کمالات
اور بزرگی میں بیحد جہیبہاں ہوگا۔ واقعی حضرت عروہ و ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند
ایسے ہی ہوئے۔ خصوصاً حضرت جنت اللہ و فرج الشریعت رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ہوا۔

وہ مجدد اہل نافی وقت تھے اور یہ جو آج تک اہل نافی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا کہ اس سلسلے
تہذیب سے ہونے والا ہو گا اس سے مراد حضرت حمید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو اس سلسلے
پیدا ہو سکے۔

بعد ازاں حضرت فہیم اقول
کمال اللہ مجدد ویر چار قسوں تک نہیں گئے

کمال اللہ مجدد ویر چار قسوں تک نہیں گئے۔ یعنی غایت فرات سے ہاں چار قرن تک رہیں گے۔ اور کچھ کچھ
ان کا پیشہ و فن تک محدود رہیں گے۔ وہ کمال اللہ بارہویں صدی ہجری کے اخیر تک
ختم ہو جائیں گے۔ ان کمال اللہ سے مراد طہبنت، اصالت، قرآن شریف کے مقطعات کے
حفاظ اور قیود متبت ہیں۔

حضرت فہیم اقول مجدد اللہ نافی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال سے لے کر حضرت فہیم
چہارم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک چار قرن گزرے۔ ان کمال اللہ کا کچھ تقیہ و وقار تک نہیں
چہارم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض اصحاب ہیں رہے گا۔ پھر بالکل چھپ جائے گا۔ پھر
حضرت فہیم اقول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اپنے فرزندوں کی اہتمام سلسلہ کی
سنتی ایسے وقت پر جمی ہے۔ یعنی جتنا عصر میں بادشاہی فہیم میں رہا۔ اس عصر میں
اظہار و افسوس کی ساری آئندہ سنتی نہیں رہے۔ اپنے اپنے برداشت کر لی ہے۔ آئندہ تم پر کوئی
سنتی نہ ہوگی۔ یعنی سولہ کی سنتی میں جس میں جوں جوں آئینہ برداشت کرتے۔ توں
توں باطنی کمال اللہ میں ترقی ہوتی جاتی۔ اب بغیر تکلیف کے نہایت آسانی سے قریب باطنی
سے مشرف ہو سکتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ بادشاہ کا ہا کون کی طرف سے بھی کسی قسم کی
تکلیف نہیں پہنچے گی۔ واقعی ایسا ہی ہوا چنانچہ شاہزادہ و امرا مشکوہ نے حضرت
ہرقہ کو لٹائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تکلیف پہنچا تھے کہ لے لے بری منصوبہ بازیاں کہیں
لیکن تمام بے سود۔ حضرت فہیم چہارم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مخالفوں نے خطر پہنچانا چاہا۔

لیکن کچھ پیش نہ گئی۔ اس کا مفصل حال انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ لکھا جائے گا۔

بعد ازاں حضرت فہیم اقول رضی اللہ تعالیٰ عنہ
تیرہویں صدی کے فتنے

تیرہویں صدی کے فتنے۔ لے لوگوں کو اٹھارہویں صدی کے فتنے پر یاد
ہوں گے اور جہاں پر آشوب ہو جائے گا۔ لیکن تم سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ
وسلم پر قائم رہنا۔ شریعت اور طہبنت پر پورے طور سے کاندہ رہنا۔ اور جہاں تک
کے فساد کو مٹانا اور بدعت کو دور کرنا۔ انشاء اللہ تعالیٰ تم بدعت کشوں پر غالب آؤ گے
اور تمہیں کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچے گی۔ حتیٰ کہ وہاں کو بھی ہماری مخالفت سے آئے کسی
جہالت نہ ہوگی۔ فرادہ بدعت کو مٹانے کی کوشش کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کے جڑ کو
کو جو ہمارے فرزند اور خلفاء ہیں۔ نہیں عالم بنایا ہے۔ وہ غفلت کی طرف متوجہ رہیں گے۔
ہمارے اس سلسلہ کو اس قدر فروغ ہو گا کہ تمام جہاں مشرق سے مغرب تک اور شمال سے
جنوب تک ہمارے سلسلہ عہد سے بھر جائے گا۔ اگر ہزار مسلمان جمع ہوں گے تو ان
میں سے چھ سات سو ہزار سلسلہ کے مرید ہوں گے۔ باقی ہمارے مفید ہوں گے۔
دوسرے سلسلہ کیاب ہوں گے۔ ایک سو سو ہزار کے بعد امام مجددی علیہ السلام پیدا ہونگے
تو ہمارے طریق میں مرید ہوں گے۔ تمام کمال اللہ پھر جدی علیہ السلام پر بحث ہونگے
وہ ہمارے نسبت فاضل کو رواج دیں گے۔ اور ہمارے کمال اللہ کا یقین کر لیں گے۔ بلکہ اپنی
امانت میں بھی بات جو کریں گے۔ وہ ہمارے کمال اللہ کی تصدیق ہونگی۔ ہمارے فرزند
میں سے ایک شخص احمد نامی علیہ السلام کا ویر بیا علم ہو گا۔ لیکن ان تک اس
سلسلہ کی تعریف کروں گا۔ اس کے شروع میں میں وسط میں خود معلوم اور اس کے
فرزند اور اخیر پر امام جدی ہیں۔

حضرت امام جدی کے وزیر اعظم حضرت جہاں اولاد کے نوٹنگے
ایک روایت ہے کہ اگر آج تک

یہ بھی فرمایا کہ میری موعود علیہ السلام حضرت مجدد العارف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی کی
اولاد سے ہوں گے اور ان کے در پر اعظم احمد نام آنجناب کی اولاد نرینہ سے ہونگے۔
حضرت عروۃ الوفاقی قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وزیر اعظم ہماری
اولاد سے ہوگا۔

میرے مصنف کتابہما والد بزرگوار فرماتے ہیں کہ حضرت عروۃ الوفاقی رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد نرینہ اور حضرت غازی الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد عابدینہ
سے ہوں گے۔

حضرت قیوم ثالثہ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ عزیز میری اور
میرے بھائی عروج انصاریت کی اولاد سے ہوگا۔

خواجہ محمد پارسا اپنے والد بزرگوار کی بابت بیان کرتے ہیں کہ حضرت عروۃ
الوفاقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ قطبیت عالم کا منصب جہدی موعود علیہ السلام
نکاح حضرت مجددہ اور مروج انصاریت یعنی اللہ تعالیٰ اعینہ کی اولاد میں رہے گا۔
واللہ اعلم بالصواب۔

اگر مقامات پر حضرت مجدد العارف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے کلمات کھٹے
کے بعد تحریر کیا ہے کہ اس کے بچے گواہ حضرت جہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام
آئے دے ہیں حضرت جہدی علیہ السلام ظہور باطن میں ہمارے طریقہ کو رواج دے گئے۔
مذکورہ بالا وصیتوں کے بعد آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت مجددہ کا اوداعی سلام

اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کہ یہو! اب نہیں تم سے وداع ہوتا ہوں۔
یہاں کہیں کہیں سنہ و زمانہ شروع کر دیا۔ اور آنجناب صحت میں تشریف لے گئے۔ حضرت
مجدد العارف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیتیں تو بہت ہیں لیکن یہاں مجددہ انکی کی گئی ہیں۔
جب آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحت نماذہ میں تشریف لے گئے۔ تو تھوڑی دیر

دوپہر کو سو کر اٹھے اور فرزندوں اور اہلیت کو طلب فرمایا اور کہا کہ دوام بعد موعود
سرا آئے والا ہے۔ اس میں میں نہیں جوڑ سکھا۔ معاشرین نے عرض کیا کہ آپ مکان
بنا آجاسیتے ہیں۔ آنجناب نے فرمایا۔ نہیں مکہ میں اس جہان میں نہیں رہوں گا۔ ماہ
ذوالحجہ کے وسط یعنی ماہ میران کے شروع میں آنجناب کو حقیق النفس کا عارضہ منہ
لاحق ہوا۔ چند روز اس مرض کا غلبہ رہا۔

انہیں ایام مرض میں ایک
حضرت آنجناب عظم کے ایک شعر کی تشریح

اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آج حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما ہو کر
فرماتے ہیں کہ لوگ میرے اس شعر کے معنوں کی بابت حیران ہیں۔

أخلفت شمساً لا قلوباً و شمساً

ابداً، اخلق الخلق لا تخلق

ترجمہ: گذشتہ لوگوں کے آفتاب غروب ہو گئے۔ لیکن ہمارا آفتاب بلند افق پر
چمکا رہے گا۔ کبھی غروب نہیں ہوگا۔

اگر آپ اس کا حل بھیجیں تو آپ کو اس مرض سے صحت ہو جائے گی۔ لیکن چونکہ
حضرت قیوم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیر پروردگار کا شوق بہت تھا۔ اس لئے
ہر سبب کثرت شوق آپ آبدیہ ہو گئے۔ اور یہ دوا اللہم العزیز الخلیف الا علی،
بار بار پڑھتے اور فرماتے کہ اگر طبیب کہہ دے کہ قلم علاج ہو تو میں بیت، سا
رد پیہ را خدا میں صحت کروں گا مرن موت میں کہ آنجناب نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ
عنا عنہ فرمایا کہ کو موت بیت فرمایا کہ مذکورہ بالا شعر کا حل ضرور رکھنا۔ اور موعود
زبان مبارک سے اس کی تشریح کروں۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنجناب
کی اس وصیت کو آپ کی اہرام داری کے دفن میں پورا کیا۔ اور مکتوبات کی میری

جلد میں داخل کر دیا۔ چنانچہ اس جلد کے آخر میں بھی درج ہے۔ جو مکتوب شیخ نور محمد بہاری کے نام لکھا گیا ہے۔ اس جلد کے مکتوبات کی تعداد قرآنی سورۃ تک تعداد کے موافق ایک سو چودہ ہیں۔ اس جلد کو خواجہ یاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جمع کیا۔ اگر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چند روز کے لئے صحت ظاہری نصیب ہوئی۔ تو فرمایا کہ مرض کی شدت کے دن میں وہ ترقی اور صحت نصیب ہوئی جو صحت میں بھی حاصل نہ ہوئی تھی۔ ان دنوں آنجناب حاکم خیرات و صدقہ کرتے۔ لوگوں نے یہ چھاپا کہ آپ رفع نصیب کے لئے صدقہ دیتے ہیں۔ فرمایا شوق وصال کے لئے۔ عاشورہ کے روز منگورہ بالا وصیتیں پھر لوگوں کو فرمائیں۔ بارہوی محرم کو لوگوں کو فرمایا کہ مجھے خبر دی گئی ہے کہ چالیس پاس دن بعد تمہیں اس زمان سے اس زمان میں جانا ہوگا۔ اور مجھے میری خبر دکھائی گئی ہے۔ یہ خبر سن کر لوگ رونے لگے۔ ان دنوں خود حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بہت رویا کرتے تھے میرے ویرہ جلیل حضرت نوان الوصل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دینے کا سبب پوچھا تو فرمایا کہ حضرت ذوالجلال کا شوق وصال غالب ہے۔ پھر انہوں نے عرض کیا کہ رب اللہ تعالیٰ اسے آپ کی زندگی کا اختیار آپ کو دے لکھا ہے۔ تو اور فقہرا و عوام اس جہان کی سیر کیوں نہیں کر لیتے۔ آنجناب نے فرمایا۔ میں زندگی کی نسبت بحالت فحاشا قمار کی تیار ہر دم کوں کا۔ کہیں کہ ہواں پر بشری تعلقات اور فیو دیں۔ جو در کو بعض وقت مانع ہوتے ہیں لیکن مرنے کے بعد محض فراغت اور نجات ہوں گے۔

انہیں دنوں میں ایک روز بزرگانِ سرسند کے مزارات کی آخری زیارت آنجناب اپنے والد بزرگوار کے مزار کی زیارت کر گئے۔ دیکھ کر وہ اپنے پیشے رہے۔ بعد ازاں آٹھ کو فاتحہ پڑھا اور قبرستان کے حق میں دیر تک دعا و استغفار میں مشغول رہے۔ بجلی کے حاضر ہونے

نے عرض کی کہ کاش ہم بھی اس وقت اہل قبر ہوتے۔ تاکہ یہ دعا بہانہ عرض میں ہوئی۔ آنجناب ان قبرستان و اہل سے شجعت ہونے کے لئے گئے تھے۔ پھر اپنے ہدایتگر حضرت امام رفیع الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پر گئے۔ اور دیر تک مراقبہ کرنے کے بعد دعا و استغفار میں مشغول رہے۔ بعد ازاں پھر اپنے پہلے مقام پر واپس تشریف لائے۔ اور قریب دن کا انتظار کرنے لگے۔ رات میں حضرت کو آنجناب نے اسباب کے مجمع میں فرمایا کہ آج اس مبادیے کا پس دن محکم ہو گئے ہیں۔ دیکھئے ان سات آٹھ دنوں میں کیا پیش آئے۔ اپنے فرزند کو گرامی حضرت عورت اولیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا۔ چند روز مجھے صحت ہوئی۔ ان میں جو حکام کائنات صلی اللہ علیہ وسلم حاصل کرنے ممکن ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس لئے عامل جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم واکرم عنایت فرمائے۔ فرزند یہ شکریہ ادا کریں گے۔ کیونکہ اس حکام میں ایک سرور تھی۔ جیسے آیت الْبُحْرَ اُكْسَلَتْ لَكَوْ ذُرِّيَّتَكَوْ اَلْاَشْمُتُ عَدِيَّتَكَوْ لَوْ لَمْ تَحْيَا كُنَّا لَمَالِي ہونے پر حضرت حسین علیہ السلام نے فرمائی تھیں کہ اب جناب ہوجاے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے دن قریب آگئے ہیں کیونکہ وہیں مکمل ہو چکا تھا۔ اسی طرح حضرت قیوم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی وقوع میں آیا جو موت کے روز تیسویں صراطِ طہر کو اپنے کپڑے خود دست مبارک سے تقسیم کئے۔ چھوٹے آنجناب کے بدن مبارک پر کئی روئی دلوں پر آٹھا۔ اس لئے رجا کی سردی کے سبب پھر بخار ہو گیا اور صاحبِ فراش بنے۔ جس طرح جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واکرم بامِ مرض میں بخور سے جن معذیب ہونے اور بعد میں بخور سے آٹھا تھا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال مبارک و گید اسی طرح آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا۔ چنانچہ یہ سنت بھی آنجناب سے ترک نہ ہوئی۔ انہیں دنوں میں تعین بھی جو تعین علی اور تعین جودی سے بڑھ کر

سہ۔ بیان فرمائی، اور ہر روز انہیں معارف کے پیکھے میں منہول رہتے تھے کہ
 ہر رات بخدا ہونے لگا، آخر چھٹے روز آنجناب حیدر دافع ثانی رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ کا وصال ہو گیا۔

حضرت قیوم اول مجلد الف ثانی کا مرض الموت اور مصال

حضرت قہرّم اعلیٰ حضرت قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرض کولٹ آیا تو قہرّم صاحب کو بہت تکلیف ہوئی۔ اور اس قدر حرارت ہو گئی کہ کوئی شخص قہرّم صاحب کے بدن مبارک کو چھو نہیں سکتا تھا۔ ۲۴ صفر کو قہرّم صاحب دوبارہ بیمار ہوئے۔ اس سے پہلے قہرّم صاحب نے خادم کو فرمایا کہ اسے کھانے سے آؤ۔ ایک گھڑی بعد فرمایا کہ کھانے کے میں نے کچھ نہیں کھا۔ اس سے آگے کہنے لانا۔ پھر فرمایا کہ خوراک نہ چاہی۔ سہ آواز دی کہ آؤ۔ اس قدر کھانے کے بعد اس کی فحش کماں پھر فرمایا کہ اچھا اس قدر ناک کبھی اور کام آجائیں گے۔ جب لایا تو قہرّم صاحب نے مترہ مقدار کا کہ باقی اپنے فرزندوں کے ہاتھوں کے لئے بھیج دیجیے۔ جس قدر قہرّم صاحب نے الگ کر کے رکھے وہ روزہ استعمال نہ کیا۔

حضرت عبدالحی زبیدی کا آخری قصہ | جس کے روزِ داد و دیوارِ جہنمِ خا برکت گزری
کے نوہ کسے جامع مسجد میں اشراف اللہ
ماہنامہ فارغ ہو کر لوگوں کو فرمایا کہ یہ پہلا آخری قصہ ہے۔ اس کے بعد مجھے پھر کا دینا نصیب
نہیں ہو گا۔ یہ فرما کر گذرے بالا و خستین دو بارہ فرما دیں۔ بلکہ پچیسے بھی نہ دیا۔ اور نہ مکتبہ

فرمایا کہ سنت نبوی سے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ضرور یا بغیر و خیال رکھنا، اسی کی بابت سنت ہذا پر پس ہوگی۔ اور فرمایا کہ میری تجویز یہ تھی کہ حضرت نبی سے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق ہونی چاہیے۔ کوئی شخص میرے سر کو نہ دیکھے، میرے غسل کے وقت میرے فرزندوں اور دو بڑے خٹکے کے ساتھ کوئی میرے پاس نہ بیٹھ، میری خبر کسی گناہ مقام پر نہ آئے، فرزندوں سے غرض کہ اگر آئینہ بے سٹے پہلے فرمایا تھا کہ جو شخص بھائی کے لئے دو عشاء بنایا گیا ہے۔ وہ اس پر نیا فرمایا تھا۔ کہ اس زمین میں عرق نہ ہوگا۔ اور مقام دفن بھی اچھا نہ ہو مگر نہ دیا تھا۔ فرمایا واقعی ایسا ہی تھا، لیکن اب مجھے شوق ہے کہ جب کبھی کہ فرزندوں سے کہیں کہ میں نے خالص ہے تو فرمایا مجھے میرے والد بڑے گوارے کے قریب دفن کرنا۔ یا خیر کے پاس یا غرض میں میری قبر بنانا۔ لیکن قبر کی کوئی نہ کہ تو جسے اسے میں اس کا نام و نشان نہک

عزت کا اظہار
خواجہ کاشم جی کے شرفی علیہ الرحمۃ میں دیکھتے ہیں کہ
حضرت توحید اکی فی اللہ تعالیٰ علیہ الرحمۃ نے اس بات پر دلالت کرتا
ہے کہ جناب جی اللہ تعالیٰ علیہ الرحمۃ کی بے نقاب سے غصہ اٹھے۔
پھر خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دیکھتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ جناب
کا جمال ہو گیا ہے۔ اور میں روتا پڑا اور دھر دھر میرا ہوا۔ کہیں آیت اشد
آیت میں دیکھا ہوں۔ اسنے میں کسی نے مجھے کہا کہ یہ بڑی مسجد میں اچھی قبر ہے بس
میں میں مدینہ آیا۔ تو میری قبر کو نشان قبر سے لیکن میں کہہ رہا ہوں اسی طرح کہ خواب میں
مشیر عارف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی دیکھا۔

سائیدار عالم در دستِ کبریا
اندین دلوں کیسوں شخصِ خواب ہیں و کیسے کہ
ایک بہت بڑا درخت ہے جس کی شاخیں آسمان
فکس ہوئی ہیں۔ گویا کام جہاں پر پائے کے منہ سے ہے کیسے کہ وہ درخت زمین

پر گہر بنا۔ اور تمام مصحفیت چلا اٹھی۔ یوں یہ خواب دیکھ کر بہت ڈرنا۔ اس کے چند روز بعد آنجناب کا وصال ہو گیا۔ یہ خواب اس آئینہ پر کہ میرے موافق ہے۔ ”کھنچو حق طیبہ اصحابنا ثابته“ فرماتے ہیں۔ اور حضرت کی طرح میں کی ہر جہ میں اور شمس آسمان میں ہیں۔ چہرہ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ شریعت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درمیت تھے۔ اس لئے یہ خواب آنجناب کے وصال کے دنوں میں دکھائی دیا۔

چہب آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ دو تین قبر کے لئے وصیت | اگلے جو ہم نے قبر کے لئے مقرر کی ہیں فرزندان گرامی کو ان میں سے تو فرمایا ”اچھا جہاں تمہاری مرضی ہو دفن کر دینا“ ان وصیتوں کے بعد لوگ پھوٹ پھوٹ کر رہ گئے۔ ادا آنجناب آخری مرتبہ لوگوں سے وداع جو کہ غلویت خانہ میں تشریف لائے، اس کے آنجناب کی یہ آخری وصیت تھی۔ اس کے بعد خلق خدا کو آنجناب کا دیدار بحالیت نہ ہوا۔ گویا یہ غلویت میں ہی کہ جاتے کی اجازت نہ تھی۔ صرف فرزند اور دو تین مخصوص خدام جا سکتے تھے۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ”ہلبیت“ کو بلا کر فرمایا۔ کہ میرا کفن اپنے گھر کے دوپہر سے بنانا۔ صرف اتنا فرما کر شخصیت کر دیا۔ اس کے بعد عورتوں کو شخصیت کر دیا۔ اس شہداء میں اور نہعت میں بھی بہت سے معاذرہ و حقائق اور علوم اپنے گرامی فرزندان کو بتائے۔

وصالت ایک دن پہلے | ایک روز جب معاذرہ کے فاسر کھال کا بیل فرمایا تو سیدہ حضرت خلیلہ دہر حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ آنجناب اس آئینہ پر کھڑے لاغر ہو گئے ہیں۔ کسی اور وقت پر ان معاذرہ کا بیان ملتا تھا۔ فرمایا ”بیتا! کمال کا وقت اور کسی کی فرصت“۔

اب تو مغربی دیر بعد گفتگو کی طاقت بھی نہیں رہے گی۔ وصال کے دو تین دن پہلے خلق زیادہ ہو گئی۔ حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ یہ بھی حضرت کی وجہ سے ہے یا معاذرہ میں سنفق ہوئے کے سبب۔ کیونکہ بعض حالات کفلیم و کشمیں ہیں۔ افسوس کہ کما حقہ مکشوف و مغشور ہو جائیں گے۔ آنجناب کے عمل طور پر اپنے بڑے فرزندان کو ان سے مطلع فرمایا۔ چنانچہ اس میں سے بہت غمخواراں حضرت خیر بنی امیہ معصومہ زانیہ عروہ والہ نے رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مکتوبات کی پہلی جلد کے تراجم میں مکتوب ہیں جو حضرت روح الشریعت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ”امام کاغذ“ سے درج فرمایا ہے۔

جس صبح آنجناب کا وصال ہوا تھا، اس سے قبل رات میں میرے بھائی حضرت محمد سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر خدمت تھے۔ آنجناب نے کمال ضعف کی حالت میں فرمایا کہ مجھے بتاؤ۔ میں نے آنجناب کو بتا دیا کہ میں نے بھائی آنجناب کا پوچھ لیا تھا۔ اسی سے کہ مجھے لہزار سے متعجب فرمایا جاتا تھا کہ آنجناب نے فرمایا وصال نہ ہونے کے واسطے سے مجھے آواز دی ہے۔ کہ ارشاد و تمہیں بدلو ہے۔ میرے بند پر اور مرض بہت نئے آسمان قدر کا مارا گیا۔ جب ایک شخص غلام پر پڑھ چکا۔ تو بارگاہ اسے آواز آتی کہ بارگاہ میں نہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ غلام کب رانی کی حقیقت کا مقام ہے۔ اس سے اوپر کیا میں کہ جن صفات و حقیقت کے مقام تک پہنچا۔ جو حق و سچ ہو۔ یہ بتانا۔ صوبہ طبع صفات سے ہے۔ جو ہمیشہ اولین علی کافی ہے۔ اس کے بعد صفات کی صورتیں ہیں۔ جو بزرگترین شہیں ہیں۔ اس مقام سے اوپر میں ذاتی صفات شہادت اور امتدادات سے اصول تک پہنچا۔ پھر اس سے اوپر ذات بحکمت تک پہنچا۔ جو نسبت اور اعتبارات سے معتبر ہے۔ اس مقام میں تمام دونوں بھائی میرے ساتھ تھے۔ آنجناب نے میرے بڑے بھائی کو فرمایا کہ تم کہاں پر میرے امام بننے کے سبب میرے ساتھ آئے۔ کہ تم امام مرثیہ میں آنجناب

کی امامت دینی کرتے تھے۔ یعنی اپنی شخصیت سے حضرت خاندانِ احمد کو اس مقام پر پہنچانے اور مجھے فرمایا کہ یہاں سمیت مسجد میں نماز ادا کرو۔ اور امامت کرو۔ میں آنجناب کے حکم کے مطابق یہاں سمیت مسجد میں نماز ادا کر کے باقی وقت آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنجناب نے فرمایا کہ تم اس مقام پر پہلے قرآنِ احمد سے پڑھو۔ بعد ازاں فرمایا کہ میں اس دور میں کامل اور تہذیب و تمدن پر فخر و شرف کے وہیے پہنچا ہوں۔ مجھے قرآنِ شریف کا ہر ایک حرف سمجھنا معلوم ہوتا ہے جو کہ مخصوص ہے بلایا ہے۔ اسی خوشخبری کی وجہ سے حضرت خاندانِ احمد کو حضرت عروفا و کرامت و ائمہ اثنی عشر کے سامنے بھیجا جاتا ہے۔ لیکن غیبت اور امامت کے فرق کو میں نہیں کیا جاتا۔ یہ نہیں جانتے کہ طہل اور اصل میں بڑا فرق ہے۔ تو آنجناب چھٹے خانبہا گیا تھا لیکن عبادت و وظائف کے اوقات میں ہر موقع فرمایا کہ ہر روز نماز کی غفلت اور امامت کے اور دانا نہ بجا عبادت ادا کرتے رہے۔ اور غیبت اور طہل کا کوئی فرق نہ ہو گا۔ شت کیا۔ مشکل کے روزہ جو صفر کو جو آنجناب کا روزہ حال تھا۔ آنجناب نے ان خادموں کو جو رات کا آنجناب کی خدمت کرتے رہے۔ فرمایا کہ تم نے بہت مشقت کی ہے۔ آج کی رات اور غمت ہے۔ کل تماری تلاویں پڑھا ہے گی۔ اس رات آنجناب بار بار یہ ہنسی صرصر پڑھتے تھے۔

آج بلا واسطہ سو فی سبب جگہ و زمانہ

لکھنا کہ اس غم اور روزہ حال سے میرا خوشی میں ملا یہاں تک کہ میں کہتا ہوں۔

طلوع آفتاب کے بعد قیامت کا آفتاب غروب ہو گیا۔ اسی رات آنجناب نے وہ تمام دعائیں پڑھیں جن کا ذکر صبح بخاری اور صبح مسلم میں ہے۔ رات کے آخری تیرے جیتے میں اٹھ کر وضو کیا۔ تہجد کی نماز کر کے سو کر ادا کی۔ اور فرمایا کہ یہ ہماری آخری نماز تہجد ہے۔ اور واقعہ ایسا ہی ہوا۔ کہ طلوع آفتاب کے بعد آنجناب کا وصال ہو گیا۔ رات کا چھ تھا جبکہ ابھی

اوقات کے بعد فرما کہ آنجناب یہی فرماتے رہے۔ جب صبح ہوئی تو میری نماز باجماعت ادا کی اور حسبِ حادثہ عزا فرمایا۔ بعد ازاں نماز اشراق پڑھی جس سے ادا کی۔ اور اس وقت کی وجہ سے ماوراء پر نہیں۔ بعد ازاں فرمایا کہ ہر کون کے واسطے قتال کرو۔ خاتمہ خاندانِ احمد کی ایک مجلس میں۔ رہت نہ تھی۔ آنجناب نے فرمایا کہ قتال میں ہریت نہیں۔ احتمال ہے کہ یہ خیاب کے قطرے ہاں پہ گریں۔ اس وقت کسی آنجناب نے بڑی احتیاط سے کیا۔ قتال میں رہت نہ تھی۔ خاندانِ احمد فرمایا کہ کتاب اتنی فرصت نہیں کہ چھپا دیں۔ اور ہر تازہ وضو کر دیں۔ اب تو میں وضو سے ہوں۔ اس قتال کو لے جاؤ اور اس شخص پر لیاؤ۔ چٹا کچا ایسا ہی کیا گیا۔ جب آنجناب بہت پر منت بھی جلتے تھے۔ عید و کام و سکرم کے مطابق پیٹے یعنی سرشتان کی طرف رخ مبارک قبل کی طرف اور دنیاں ہاتھ دھو کر مبارک کے منہ سے خاندانِ احمد میں ذکر الہی میں منغل ہوئے۔ جب حضرت خاندانِ احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ سانس جلدی کر رہا ہے۔ تو چپکے کر مزار مبارک کے فرمایا۔ اچھا ہے۔ دو رکعت نماز پڑھو۔ پھر پڑھی وہ کافی ہے۔ یہ آخری الفاظ تھے جو آنجناب نے فرمائے۔ اس کے بعد کبھی سے بہت شمع کی۔ صوفیوں کے اپنی میں منغل ہوئے۔ انبیاء کی آخری بات میں نماز کے بارے میں ہوئی تھی۔ ایک لمحہ بعد حضرت فہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا رحمت اللہ علیہا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہوا۔ اگلے کتبے ہر گز وصال ہو گیا۔ راقاؤں نے فرمایا کہ یہ اس شخص کا ہے۔

خاندانِ احمد عالم بلا برآمد
خبر از سامعت آفاق برآمد
ہے مہلت آفتاب و آفتاب
وریں مہلت عید و شہد زعام
خروش از عرصہ خبر برآمد
پای قہر ز عرصہ خبر برآمد
سجائے موج از دیار برآمد
سزای از یغیر و بطنہ برآمد

فغان از شریک بطحا برآمد
 کہ تهنیت بر روی لعل شالی حرم کے وصال کی تاریکی میں
 حضرت مولانا نے فرماتے ہیں،

یا ادبھا لا تھار لھذا ساقی الفان
 قطب المذی فیوض رب العالمین
 بالمولود کان ہدایا لشد الظلم
 لما اصابت شاد رسول تحفہ
 مولانا محمد صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ حدیث بطور تائید فرمائی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
 جسے رسول الحبیب اذی الحبیب؟

میر محمد زمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آنجناب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مطابق فرمایا
 تائید فرمائی کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مطابق فرمایا
 مولانا محمد صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس تائید فرمائی کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مطابق فرمایا

آن قطب کہ ہم عاشق ہو فوج بہت
 آن سایہ کہ از احمد بر سر بخت

اہل علم نے پانچ سو تائید فرماتے ہیں
 کہ تهنیت بر روی لعل شالی حرم کے وصال کی تاریکی میں
 مولانا نے فرماتے ہیں،

فریاد و زو دست پور اتمام
 قطب ارشاد شیخ احمد
 و اما حضرت بہت و ششم

از رفیقین او نہ ہے دلالت
 او قطعہ دین بر رخ امین
 نہ روز وصال عاشقان شب
 نابرخ وصال او بر آمد

آنجناب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بہت سے مرتبے بھی لکھے گئے ہیں، جن کا بیان صرف
 کرنا باعث طغیانی ہے۔ آنجناب کا وصال مشکل کے دن ۲۰ جمادی الثانی ۱۲۰۰ کو اشراق کے
 بعد ہوا۔ انیسویں صبح کے مطابق ۱۰ صبح ۱۲۰۰ بجے کو ہوا۔ وہی دن چاندنی آسمانوں
 کی رخ فانی، ماہ پریمہ اقل کی پہلی شب، شمسی حساب کے مطابق چاندی کی دسویں شب، اور
 اہل شام کے حساب کے مطابق دسویں پر ماہ آنجناب اپنی عمر کے سالوں کے مطابق پندرہ
 دن بیلار رہے۔ اور اس حدیث کا معنی ہے کہ آنجناب پر صاف کیا کہ "یوم کفایت
 سنتہ" ایک دن کا تپ سال بھر کے گناہوں کا گناہ ہوتا ہے جس روز آفتاب
 کا وصال ہوا، اس دن اطراف آسمان نہایت سرخ تھیں، علمائے اکابر اس سرخی کو
 دھواں خدا کی قرب آسمان کے رونے سے تعبیر کرتے رہے، جیسا کہ شرح الصمد میں لکھا
 ہے۔ جلیقہ ان اللہ ذات والا الرحمن یسکبان علی المومن و یکتلہ المقتلہ
 حرمت اطرار تھا، مجھے معلوم ہوا ہے کہ مومن کی موت پر زمین و آسمان روتے
 ہیں۔ آسمان کا دھواں اس کی اطراف کا سرخ ہونا ہے۔

حضرت خیرتہ الرحمہ قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی تجسیم و تکفین

جب حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور غرضی لایا گیا تو تمام حاضرین نے دیکھا کہ آنجناب اس طرح دست بستہ ہیں جس طرح نماز کے وقت ہاتھ باندھا کرتے ہیں یعنی دائیں ہاتھ کے انگوٹھ سے بائیں ہاتھ کی کلائی پکڑے ہوئے تھے۔ حالانکہ آنجناب کے ہاتھ حضرت خازن ارحم اور حضرت عروجہ الوفا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنجناب کے دست مبارک پر رکھے ہوئے تھے۔ غسل کے وقت آنجناب سرکاریہ تھے۔ دفن کرنے کے وقت تک مکمل تھے۔ آنجناب کے سر کے وقت لوگ آنجناب کی وجہ قبول گئے۔ اور جب ذیل شہر خوش الحانی سے چڑھنے لگے۔

یاد دہی کہ وقت ازادن تو ہر خندان بزد تو گر یابن !
آں چنان وی کہ وقت رفتن تو ہر گریاں بوند و تو خندان
آنجناب کے دست مبارک قبول کر سیکھے گئے اور ایسے کر دیا۔ اور دائیں ہاتھ کو غلی کیا۔ جب دائیں جانب لٹایا گیا کہ بائیں جانب کو غلی دیں تو پھر لوگوں نے دیکھا کہ دست مبارک خود بخود متحرک ہو کر پہلے کی طرح بندھ گئے ہیں۔ دائیں ہاتھ بائیں چسب دست تھا۔ حالانکہ آنجناب کے دائیں پہلو لٹایا گیا تھا۔ لائی تھا کہ دائیں ہاتھ بائیں پر نہ ٹھہرا۔ پھر لوگوں نے کھوسے تین مرتبہ ایسا کیا گیا۔ جب تیسری مرتبہ جدا کرنا چاہا۔ تو

بیسری کو شش کی نیکن ذکر کئے۔ حالانکہ آنجناب کے دست مبارک نہایت لطیف اور چھوٹے کی پتی سے بھی بزرگ تھے۔ لیکن اس مضبوطی سے بندھ گئے کہ پھر لوگ انہیں دیکھ کر کہیں جب معوم ہوا کہ اس میں کوئی مجید ہے تو حضرت عروجہ الوفا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آنجناب کی مرضی ہاتھ کھولنے کی نہیں۔ لیکن ہنساتے اور دفن کرنے کے وقت آنجناب کے دست مبارک پرستور ہند سے ہونے لگے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کے مصنفوں کو سوچ کر دکھایا کہ ”کما تعبدون ثم وقوف“ جس طرح زندگی بسر کرتے ہیں اسی حالت میں مرتے ہیں۔

حضرت قیوم ثانی اور خازن ارحم دست رضی خازن ارحم نماز پڑھتے ہیں |
حضرت خازن ارحم ہاتھ جو اپنے وقت کے سب سے بڑے عالم اور فقیہ تھے۔ کہ علاوہ اور بھی علمائے وقت موجود تھے۔ بین سفیر کو دیا کہ ان کو دیکھا۔ لفظ بقیہ اور سید بقیہ صفی کی نہایت کے مطابق کہ نہ وہیں پرستہ پاک کی ہوئی تھی۔ علم نہیں پہنچا گیا کہ جو کچھ علم کا اتفاق راستہ ہے کہ جناب سفیر پیدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہتر دیا گیا تھا۔ حضرت خازن ارحم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز گزار کی امامت کی۔ پھر دیکھی کہ آنجناب کے عقب کردہ امام تھے۔ نماز کے بعد کھانے کے وقت وقف کر دیا۔ کہ نہایت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اقتضائیں کرتی۔ علاوہ ان کے عقب کاروں میں کھانا دیکھا ہے۔ کہ جنازہ کے بعد کھانے پر گرجا کر نماز کھڑے ہوئے۔ پھر آنجناب کو اس وضو میں جس کی زمین کی شہت آنجناب نے صفی زمین ہونے کی غلطی دی تھی۔ جیسا کہ پہلے مصلح بیان ہو چکا ہے۔ حضرت خواجہ رحمہ صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر سے مغرب کی طرف آنجناب کو دفن کیا گیا۔ دراصل یہ قبر خارج رحا صاق کے لئے بنوایا گیا تھا۔ اس قبر کے مرکز پر کھڑا مغرب کی طرف آنجناب کے برے فرزند کی قبر بنائی گئی۔ حضرت مجدد کا جنازہ اندر سے گئے۔

فانہا، پھر آنجناب نے غلہ سے غائب ہو گئے۔

سیخ پیر محمد رضا اللہ تعالیٰ علیہ جو حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلو تو نظر تھے۔ فرماتے ہیں کہ ظاہر کی غار میں جب کہ حضرت خاندان الہیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام تھے تو میں نے ان ظاہری آنکھوں سے دیکھا کہ حضرت قدیر الوفا فاضل اللہ تعالیٰ عنہ میرے پاس کھڑے ہیں جو کچھ صفت پر میرے ادا آنجناب کے دریاں حاصل تھا، انھیں نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اپنے ساتھ لے لیا، غار کے اندر کھینچ کر آنجناب کو دیکھا کہ باطنی فہم آنجناب نے دست مبارک درست کی پائے مبارک پر صبح کیا، میں دیر تک فوجی رہا اور غور سے دیکھا کہ باکشت کرم و خیال ہی ہو، لیکن شکر مشہور کی گنجائش نہ تھی۔ اچانک زندگی کی حالت میں آنجناب کو دیکھا کہ آفتاب، بغیر ہی طرح دیکھ رہا تھا، جب میں نے تھڑ سے فارغ ہو کر باطنی طرف سلام کیا، تو آنجناب کو زندہ دیکھا۔

خروسان کے کسی شہر میں آنجناب کا ایک خاص رشتہ تھا، اسی آنجناب کے وصال کی خبر وہاں نہ پہنچی تھی کہ اس مخلص شخص کا بیٹا بیمار ہو گیا، اس دور میں مرنے والے کو کہا کہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت حاصل کر کے آفتاب کو جب اس نے آنجناب کی صحبت حاصل کی تو کیا دیکھتا ہے کہ آنجناب ٹھنڈے فرما کر فرماتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے دبا دیں، پہنچ چکے ہیں اور اس وقت بہشت بریں میں ہیں، پہلے دایاں پاؤں بہشت میں رکھا بعد ازاں سر اندر کیا، پھر بائیں پاؤں اٹھا کر اندر رکھا، تو فحاشی پر قہر و گداز سے مشغول ہوئے، اس نے عرض کیا کہ مجھے بھی بہشت میں سے جاؤ، اور دایاں پاؤں سے حضرت کو رو، آنجناب نے فرمایا، یہی تیرا ادا تھا، مرنے والے کو وہ وقت نہیں آیا، جب وہ حریفی میں رہا ہوا، تو بالکل تندرست تھا، اس کے دس روز بعد آنجناب کے وصال کی خبر وہاں پہنچی،

ملا ہذا الدین علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ آنجناب کے وصال کے بعد آنجناب کو

توحیدیت فواحہ قد صادق کی خبر پڑی ایک ہفتہ انرا جادو بستر میں گھر کر گئی، آنجناب کے وصال کے بعد حضرت خاندان الہیت نے خواب میں دیکھا کہ آنجناب کو وصال کے بعد جو نصیبیں اللہ تعالیٰ نے عنایت فرمائیں، وہ بیان فرماتے ہیں: نبی نے عرض کیا کہ قبلاً عالم اکی کو تمام شکر سے بہت بڑا ہے، فرمایا، ہاں جیسا ہے، یہاں پھر مجھے بتا کر وہ میں سے شمار کیا گیا ہے، پھر میں نے عرض کیا کہ قرآن شریف میں جو فرمان ہے، "و قلب من عبادی الشکور"، میرے شاگرد گذار بندے بہت تھوڑے ہیں، اسی سے تو ظاہر ہوتا ہے، وہ لوگ صرف انبیاء ہی ہیں، باصباح کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جو سے شکر ہو، پھر مسنون رضی اللہ تعالیٰ عنہ، آنجناب نے فرمایا، واقعی ایسا ہی ہے، لیکن مجھے اپنے فضل و کرم سے ان لوگوں میں شامل کر دیا گیا ہے۔

حضرت قیوم ثانی امام مصطفیٰ زما عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد خواب میں آنجناب سے پوچھا کہ معتبر اور دیکھ کر کے سوالوں سے معاملہ کیوں کر بڑھا، فرمایا پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے ایسا ہوا کہ اگر اجانت ہوتا یہ دو فرشتے تہماری فریاد آئیں، میں نے عرض کیا کہ، ابھی یہ دو فرشتے بھی تیری ہی بارگاہ میں میرے پاس نہ آئیں، اللہ تعالیٰ نے پہلے فضل و کرم سے ان دو فرشتوں کو میرے پاس بھیجا، پھر میں نے مذاب قرنی کی بابت پوچھا، تو سننا دیکھتے تو نہیں جڑا،

حضرت خاندان الہیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مجھ سے مبارک میں ہوتا، اور مجھ کے لئے اعتقاد نو دیکھتا کہ آنجناب یعنی اللہ تعالیٰ عنہ رحمہ مبارک کے معنی میں نہیں رہے ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ کے خوف سے میں لوگوں میں اس بات کا اظہار نہ کرتا تھا، ایک رات آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود دروازے سے اُبلے آئے، اور میرے پاس پہنچ کر مجھ سے بتا گئے کہ جسے، اور اس حد و پایا کو میرا پرن

میں سے خواب میں دیکھا کہ خواجہ حاتم الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف سے خواب کا سب سے
 میں جس کا عنوان ہے ہے۔ "ما خود بخود نگاہان انجمنیم ما انیس جہاں گد شستیم و
 دران جہاں شستیم۔" انا ملنا و انا الصبر سا اجھوں ۷

بعد از وفات حجاز سے دوستوں کو اوداع کہا سیدنا آدم بوری رحمۃ
 میں حضرت قیوم اول عبد اللہ تعالیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مراد خاغن الانوار پر وہ سا رنگ
 ۱ ہا۔ بعد ازاں آنجناب نے ظاہر ہو کر مجھے نصرت حمایت فرمائی۔ اور جو میرا مقصود تھا
 پورا ہوا۔ جس قسم کا باطن افادہ و سلامت زندگی آنجناب سے ہوا کرتا تھا۔ ویسا ہی آنجناب
 کے مراد سے ہوا۔ واقعی میں درحقیقت کتاب سے بھی اس پر معاملہ کو معلوم کیا ہے
 جب آنجناب کے مراد پر جا کر متوجہ ہوتا تو ایسا ہی افادہ ہوتا جیسے کسی کامل سلیح کی کھت
 سے ہوتا ہے۔ یہ بات حضرت عروۃ الوثقی نے اپنے منکر کتابت میں جا کیا حضرت محمد
 ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وہ منورہ کی قرینت میں منقول بھی ہے۔

آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے تیسرے دن تمام خلفاء اور مرید حضرت
 قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں از سر نو مہر ہوئے۔ تین سال کے عرصہ میں حضرت
 کے تمام خلفاء مشرق سے مغرب اور جناب سے شمال تک سانس کے سانسے اپنے خلفاء
 سے مل کر حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آئے۔ اور از سر نو بیعت کی۔
 اور آنجناب کی فرما برداری کا حاشیہ کندھوں پر رکھا۔

جب بادشاہ ہند جہانگیر نے مرشد اگر اپنی خلافت مجددیہ کا اعلان کر دیا ادباً کبیرا کو آنجناب
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کی اطلاع مل تو بہت گھبرا ہوا۔ کیونکہ اسے یقیناً معلوم تھا کہ
 میرے مل و جان اور سلطنت کی غیر بہت حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضیل غنی

اس کے برعکس وحوش میں پیدا ہوا فعل اگلا کچھ پہلے ہی کسی کی مثل خراب سی تھی۔
 لیکن آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کی خبر نے ہی بھی ہی بگڑ دی۔ یہ جس طرح
 بیکے بود ہنسوں و گر خورشے

آنجناب کے فاشک کے لئے سر نہ کیا۔ آنجناب کے مراد ہر ایک پر فاشک کہنے کے بعد مراد
 ہمار دیا۔ اور رسم تحریرت سب لایا۔ پھر پوچھا کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 کے تمام مقام اور خلیفہ کون ہیں۔ لوگوں نے کہا۔ حضرت سلیح عروۃ الوثقی رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ ہیں۔ اس نے کہا آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے حال پر بہت مہربان تھے۔
 مجھے مرید کی کئی سال میرے ساتھ رہے۔ مجھے توجہات کثیرہ عنایت فرمائی۔ چنانچہ لعین
 خاص سے مجھے سر لار و فرما۔ اور اپنے تمام خلفائے مجھے بلوا عنایت فرمادیا۔ آنجناب
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خلیفہ و معین ہیں۔ اپنے تمام اعداء و دشمنوں کو کہا کہ آؤ میرے مرید
 بنو۔ میری بیعت کرو۔ تمام اس کے مرید ہوئے۔ پھر اس نے علم دیا کہ اپنی اپنی مہر
 میں۔ مرید سلطان جہانگیر نے کہا کہ وہ۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اب جاں کہیں جہانگیر
 کے عند کی شگرتی مہر ہے۔ اس میں فلاں مرید سلطان جہانگیر کو کہا ہوا ہے۔ حضرت قیوم
 اول کے خلفاء کو معلوم تھا کہ بادشاہ کو جنوں ہو گیا تھا۔ اس واسطے انہوں نے کچھ نہ کہا۔
 آنجناب کے خلفاء جنہیں مرشدستان میں قیامت کا مصیبت تھی۔ ان میں سے اکثر کو
 بادشاہ نے بنا کر اپنے لشکر میں رکھا۔ اور کہا کہ خلیفہ مذہب نہیں ہوں۔ میرے پاس رہو۔
 یہ مومن و عتقاد اللہ تعالیٰ علیہ کو دکن سے بلوا کر اپنے پار تخت اکر کرنا ہوں رکھا۔ لیکن
 آنجناب کے ہر ایک خلفاء کی بڑی عزت و حرمت رکھت تھا۔ اور کہتا تھا کہ مرید میرے
 پیار کے خلیفہ ہیں۔ آنجناب کی عرصہ زمرہ سال اور مدت قیامت تئیں سال تھی۔

حضرت خواجہ شرف کے درجے سے پیشتر محمد باقر معلوم کی زبانی جو بہت عالم، عامل اور ساکب ہیں، معلوم ہوئے ہیں۔ انہوں نے آئینہ باب کی اولاد کے نام میں مختصر حالات لکھ کر مجھے عطا فرمائے۔ جو کہ ہر بلا کم و کثارت بیان درج کئے جاتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

خواجہ محمد صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
[پس مستند ہر کسی میں پیدا ہوئے۔ بلکہ یہی میں سعادت کے آثار اور ولایت کے احوال آئینہ باب کی پیشانی پر لکھے گئے۔ آپ کے جد پیر گار نے لاکھوں ہی سے آپ کو اپنے واپس تربیت میں رکھا۔ حضرت قیوم اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ تمہارا باپم سے مختلف پڑھنے کی بابت عجیب و غریب سوال پوچھتا ہے۔ چونکہ جوابات مشکل سے دیتے جاتے ہیں، وجہ اسبہت بھری کہ حضرت قیوم اول مجدد اہل ثنائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ رضی اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں آئے۔ حضرت خواجہ محمد صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے ساتھ لائے۔ ذکر کا طریقہ حضرت خواجہ صاحب سے اخذ کیا۔ اسی اٹھ سال کی عمر میں فنا و بقا سے معرفت ہوئے۔ بعد ازاں اپنے والد پیر گار کی خدمت میں کائنات نسبت کسے بہت حاصل کی۔ اور حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخصوص حالات خطیر سے معرفت ہوئے۔ علم ظاہری کو بھی انسانی درجے تک تحصیل کیا۔ مولوی نیک کا قاضی ہوا۔ ان دنوں بہ سبب مستی اور غلبہ مذہب کے سر پاؤں سے نکلے۔ مجددی چاہتا نکل جاتے۔ اور سبق یاد کرتے رہتے۔ ایک ابن عربی بارش میں نکلے سر اور پریشان کھڑے تھے کہ حضرت خواجہ ارجمند کے گزرتے۔ تو فرمایا کہ ہمارے محبوب کو دیکھو۔ ایک درویش ملک نمک نمک کے سطح پر گامال سے خلافت کے حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اپنے سعادت بیان کئے۔ حضرت خواجہ نے خواجہ محمد صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر محال نہ سمجھے۔ تو حضرت جہد زوہ نے آٹھ سال کی عمر میں اپنے دو سالہ برائے، مولوی نیک ایک انتہائی سادہ شیخ کے تھے۔ حضرت خواجہ شریف جہد نے آپ کو مشکوک کہا، اٹھا کر لے کر گئے۔

اولاد و اصحاب حضرت خدیوۃ المسیح رحمۃ اللہ علیہ مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں واسطہ تعداد میں نوے سات جبکہ اور دو بیٹیاں، بیٹوں کے سوا گرامی یہ ہیں۔ حضرت خواجہ محمد صادق رضی اللہ عنہ حضرت خواجہ محمد سعید رحمان رحمہ اللہ، حضرت خواجہ محمد معصوم عرفہ الحنفی، حضرت خواجہ محمد علی، حضرت خواجہ محمد عیسیٰ، حضرت خواجہ محمد مسیح، اور حضرت خواجہ محمد شرف رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ ان میں سے چار صاحب اولاد ہیں۔ باقی تین یعنی خواجہ محمد عیسیٰ، خواجہ محمد فرخ، حضرت خواجہ محمد شرف رضی اللہ تعالیٰ عنہم حالت طہارت میں اس جہان فانی سے رحلت فرما گئے۔ آئینہ باب کی بیٹیوں دو تھیں۔ ایک حضرت خدیوۃ بالو رضی اللہ تعالیٰ عنہا دوسری حضرت اہم کلوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ حضرت خدیوۃ کی اولاد اب تک ہے۔ لیکن حضرت مولیٰ حالت طہارت ہی میں اس جہان سے رحلت فرما گئیں۔

میرا (بصفت) دل چاہتا ہے کہ حضرت مجدد حضرت مجددی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمام اولاد جو اس وقت سے لے کر اب تک ہو گزری ہے یا موجود ہے، حالات بیان کرو۔ لیکن چونکہ میں لاکھوں ہی میں شمار ہوں نہ سچا آیا تھا، اس واسطے مجھے آئینہ باب کی اولاد کی اس قدر واقفیت نہیں۔ بعد ازاں ایک دفعہ جو سرسبز جاننے کا اتفاق ہوا، تو حضرت دس ہندہ جان دیا۔ پھر شاہ جہان آباد پہنچا آیا۔ جو کچھ حالات اس کتاب میں آئینہ باب کی اولاد کے درج کئے جاتے ہیں، وہ حضرت عروہ الوقفی کے فرزند

حضرت خواجہ عبدالرحمن نے جو خط حضرت نعیم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف لکھا ہے اس میں لکھتے ہیں کہ خواجہ محمد صادق کو خطا بری و باطنی پر غور واری نصیب ہوگی، اس کے ظاہری احوال قابلِ تعریف ہیں، انہیں پر اپنا حضور سچا اور طبیعت و اصغرائی کا اندازہ نہیں اشد اندازہ سکرست صحر کی حالت میں آئے گا۔

حضرت خواجہ محمد صادق نے انہیں ہی سے کشفِ قلوب اور کشفِ غیور میں نہایت جلی منتظر تھے، چنانچہ آئینہ انہیں بلا گرفتار نکوینہ ہونے والی باتوں کی نسبت پوچھا کرتے۔ تو وہ اسی وقت اپنے کشف کے ذریعہ جواب دے دیتے۔ اور جب مقبول پر لے جا کر مردوں کے حالات پر پڑھتے۔ تو صاف صاف بتا دیتے۔ کہ امرا، بوجاء حضرت کی خدمت سے مرقد ہوئے ہیں۔ کہتے تھے کہ جب ہم اس جوان کو دیکھتے ہیں تو دنیا کی محبت ہم سے ہارے ہوئے باطل اٹھ جاتی ہے۔

ایک روز ایک شخص نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ فلاں فلاں نے مجھ پر ظلم کیا ہے، آپ انہیں تنبیہ کریں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر میں بھی اس بھگت سے میں آؤں، اور انہیں تنبیہ کر دوں، تو پھر مجھ میں اور ان میں کیا فرق رہا۔ اور اس طرح اس کو ادا کیا، کہ حاضرین پر نہایت طاعی ہو گئے۔

معقولات میں کمال حاصل تھا، ایک زبردست فقیہ کہ ایک دفعہ شیراز کا ایک عالم ہندوستان آیا، جو کہ علمِ متوال میں بہت غلط تھا، آپ نے اپنے بلیغ زانوہ دلائل کو علم سے بیان کیے۔ وہ سُن کر کہنے لگا، کہ جب تک میں نے اس جوان کو نہیں دیکھا تھا میرا خیال تھا کہ ہندوستان میں کسی عالم کو عقلی علوم کے وقین حاصل کئے گئے ہوتے، مگر کہتے ہیں جنہیں۔

حضرت عبدالعزیز ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے تلمذات کی پہلی مجلس حضرت

خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تعریف کی ہے

چنانچہ مکتوب نمبر ۲۷۷ میں لکھتے ہیں کہ میرا فرزند میرے صحائف کا مجموعہ میرے مداف کا مجموعہ ہے۔ اور مدافات جذبہ سلوک کا سند ہے۔ میرا فرزند حرمِ امرا ہے، خطا و غلطی سے معذور ہے۔

مکتوب نمبر ۲۸۲ میں لکھتے ہیں کہ یہ مقام میرے فرزند کو عنایت ہوا ہے اور ان کی ولایت میں داخل کیا ہے، پس اس ولایت میں فقیروں کی طرح بیجا بوجا، یعنی سرسند میں طبیعت خواجہ محمد صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نقلی۔

مکتوب نمبر ۳۱۱ میں لکھتے ہیں کہ میں نے مولوی کی ولایت سے جو مسئلہ دہ کیا ہے۔ وہ اسی ولایت کے جلال کے ذریعے سے ہوا ہے۔ اور جو افتاد میرے فرزند نے کیا ہے۔ وہ اس ولایت کے انھیں سے کیا ہے۔ میری ولایت بھگتوں کی ولایت سے قائم ہے۔ وہ مومن بندے کی ولایت کے مشابہ ہے اور میرے فرزند کی ولایت فرعون کی حکمرانی کی طرح ہے۔

نیز حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواجہ محمد صادق علیہ الرحمۃ کی وفات کے بعد ایک شخص کو لکھا کہ میرے بڑے فرزند اپنے دو بھائیوں محمد فرخ

اور محمد علی سمیت آخرت کا سفر اختیار کیا، حیدر عوم فرزند حق جلی و علایک آیت اور رب العالمین کی رحمت تھا، چھریں سال کی عمر میں اس نے وہ کچھ حاصل کیا جو کسی کو کم نصیب تھا، علوم عقلی و نفسی کی تدیس میں موت کا درجہ حاصل کیا، کہ اس کے شاگرد پیدا ہوئے اور شرحِ حروف کی سی کتابیں آسانی پڑھا کئے ہیں، آپ کے مشورہ کشف کی حکایات اور قیے علاج بیان نہیں، آٹھ سال کی عمر میں ایسے معادب اعمال کئے تھے، کہ ہمارے خواجہ صاحبان کے سال کا علاج ہانا کے حکوک کھانے کھلا کر کیا کرتے تھے، اور فرمایا کرتے تھے، کہ جو جنت ملے، مجھے محمد صادق سے ہے اور کسی سے نہیں، ہر وہی غایہ

اس کا نام شاہ رکھو۔ اس روز شیخ محمد یحییٰ کو شاد ہو کہنے لگے۔ بعد ازاں ایک دفعہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شاہ مسکندر والا جذیر شاد جو سے شیخ محمد پر منتقل کر دیا۔ جس کے سبب شیخ محمد ہمیشہ گوشہ نشینی میں رہنے لگے۔ اور اہل و عیال سے رغبت آپ کی بہت کم ہوئی۔ بالکل بالکل مذہبی۔ یہاں تک کہ خود کھانا پینا بھی ترک کر دیا چنانچہ آپ کی والدہ کبھی کبھی کھانا سے جا کر خود ان کے منہ میں بٹھے دیتیں۔ شیخ محمد یحییٰ کے چار فرزند ہوئے لیکن یہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کمال تصور تھا کہ شیخ محمد یحییٰ اسے باں و ولد ہوتی۔ ورنہ صاحب اولاد ہونے کے کوئی سامان نظر نہیں آتے تھے۔ حضرت قیصر اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی منشا یہ تھی کہ فرزند محمد صادق کی اولاد بہان میں رہے۔ سو اب تک ان کی اولاد موجود ہے۔

خواجہ شیخ محمد ابراہیم علیہ الرحمۃ آپ شیخ محمد کے بڑے بیٹے ہیں۔ نہایت صالح سے حاصل کیا تھا۔ محمد ابراہیم کے تین بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔

خواجہ محمد اسحاق علیہ الرحمۃ آپ شیخ محمد ابراہیم کے بڑے بیٹے ہیں۔ بڑے پرہیزگار اور نیک مروت تھے۔ اپنے مشائخ کے طریقے کے ہر دے پا جند تھے۔ محمد اسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دو بیٹے تھے۔ محمد عطاء اور محمد نادر دو نوں بھائی شائستگی میں اپنے زمانے میں اپنی نظر آپ ہی تھے۔ محمد عطاء کی ایک دکان صالح بیگم تھی جو حضرت محمد اسحاق کے پوتے شیخ محمد عبداللہ صمدی سے فرما تھی۔ محمد صادق لا ولد تھے۔

خواجہ شمس الدین علیہ الرحمۃ آپ شیخ محمد ابراہیم کے دوسرے بیٹے تھے۔ اپنے آباؤ اجداد کے طریقہ پر کار بند تھے۔

خواجہ محمد سندرزکر علیہ الرحمۃ آپ محمد ابراہیم کے تیسرے بیٹے نہایت ہی عبادت و ریاضت کرنے والے تھے۔ دنیا سے لا لعل تھے۔

زینب النساء علیہا الرحمۃ آپ شیخ محمد ابراہیم علیہ الرحمۃ کی بیٹی ہیں۔ آپ حضرت شیخ سعید الدین غامی کے فرزند شیخ محمد عظیم کی محبوبہ تھیں۔

شیخ محمد عبدالرحمن علیہ الرحمۃ آپ شیخ محمد علیہ الرحمۃ کے دوسرے فرزند ہیں۔ درج و تقدیر سے آراستہ تھے۔ حضرت قیصر اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے مشرف تھے۔ آپ نے کاتب کے فرزندوں سے باطنی سلوک حاصل کیا۔ اور حضرت سمیت اللہ کی خدمت سے بھی اسی طریق کی بشارت حاصل کیوں۔ آپ نے معروف ایک اور کاتب یعنی شیخ بہاؤ الدین عرف شیخ کلان جیسے علم ظاہری میں پرہیزگار تھا۔ نہایت ذکی الطبع اور دانا تھا۔ چنانچہ عقلی و نقلی علوم کا کوئی رقیب نہ فرود گذشتہ نہ کرتا تھا۔ شیخ بہاؤ الدین کے تین لڑکے اور دو لڑکیاں تھیں۔

خواجہ محمد شمس الدین علیہ الرحمۃ آپ بہاؤ الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بڑے بیٹے ہیں۔ آپ کی پیدائش آپ کے اثنی عشر اور صالح مروت تھے۔ آپ نے سلوک باطنی شیخ غفر کی سیدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل کیا۔ اور پورے طور پر حضرت احمدیہ کے طریقہ پر کار بند تھے۔

خواجہ محمد ابوبکر علیہ الرحمۃ آپ شیخ بہاؤ الدین کے دوسرے فرزند اور صالح حدیث شیخ ذکی سے حاصل کیا۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پا جند تھے۔

نواب محمد علی علیہ الرحمہ
 آپ شیخ بہاؤ الدین کے تیسرے فرزند تھے۔ نہایت
 متقی اور صالح و مومن تھے۔ آپ نے بھی باطنی سلوک شیخ محمد زکی
 سے حاصل کیا۔ اپنے ذکر و شغل میں مشغول رہتے۔ اب اس وقت حضرت نواب محمد صلاح علیہ
 الرحمہ کی اولاد زمین میں سے صرف تینوں عزیز و مہر ہیں۔

شیخ بہاؤ الدین علیہ الرحمہ کی دو بیٹیاں تھیں عین النساء و زین النساء جن میں سے
 عین النساء حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طلیذہ تھیں جن کے چھنے میر صالح کے
 بیٹے سے منسوب ہیں۔ اور زین النساء حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو بیٹے شیخ
 عبد اللہ علیہ السلام کے بیٹے سے منسوب ہیں۔

شیخ محمد راہ علیہ الرحمہ
 شیخ محمد راہ علیہ السلام کے تیسرے فرزند ہیں۔ آپ جامع
 تھے۔ لغز سے بیوقوف تھے۔ باطنی سلوک اپنے مقلد سے
 حاصل کیا تھا اور اپنے باپ اور اسکے طریق پر کار بند تھے۔ محمد راہ کی ایک واکھی جو
 شیخ ابراہیم کے بیٹے شمس الدین سے منسوب تھی۔ شمس الدین کے بیٹے کے پاں ایک لڑکا
 اور دو لڑکیاں ہوئیں۔ لڑکا تو کفادہ کے غلبہ میں شہید ہو گیا۔ اور بیٹیوں میں سے ایک
 شاہدہ کے قاضی زادہ سے جو کہ قدیم سے اس خاندان کے رشتہ دار چلے آئے ہیں
 منسوب ہے۔ اس لڑکی سے دو لڑکے پیدا ہوئے۔ ایک میر احمد۔ دوسرے میر احمد
 دوسری لڑکی حضرت شیخ محمد علیہ السلام کے پوتے محمد شمس سے منسوب تھی۔ شیخ محمد کی عرف
 ایک لڑکی زلیخا نام ہے۔ شیخ محمد علیہ السلام نے حضرت نواب محمد صلاح رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 کی کسی قدر اولاد کے حالات دیکھے تھے۔ جن میں نے بیان درج کر دیے ہیں۔

انجمن سید محمد علی دہر خان رحمہ حضرت نواب محمد سعید

آپ حضرت قیوم اول محمد صالح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوسرے فرزند اور احمد
 آپ ماجد شعبان شمسہ پیری کو پیدا ہوئے۔

نواب محمد اکمل مدح آں شاد
 سید اذنیل احمد نام او
 سجادت بود اولیں کام او
 نقص نمود درین دوقی

حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میرے فرزند محمد سعید کو
 بچپن میں ایک مرض لاحق ہوا۔ جب اس سے یو چھا گیا کہ کیا جیتے ہو تو کہا میں حضرت
 کو چھو چاہتا ہوں۔ جب یہ بات حضرت نواب سے سنی تو فرمایا۔ محمد سعید بڑا بند ہے۔
 نے نایاب ہی ہم سے نسبت لے لی ہے۔ حضرت سید محمد سعید نے ظاہری اور
 باطنی علوم اپنے والد پر گہوار کی خدمت میں انتہائی دہک دیکھ حاصل کیے۔ آپ نے کہا کہ میں
 میں دو قول معلوم کی تحصیل سے فائدہ نہ پہنچے تھے۔

سائل فقہ کا حل
 حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میرے
 فرزند محمد سعید بڑے بچے عالم ہیں۔ حضرت خاندان المعروف کا علم
 ظاہری اس درجے کا تھا کہ آپ کو مجھ سے وقت کہا جانتے تھے۔ جب ان کو کہا۔ اس
 نے کہ بڑے بڑے علماء مثلاً مولوی عبد الحکیم سیاح کوئی۔ کتا سعد اللہ و درویش سلطان شاہ
 وغیرہ ان کے شاگردوں کی طرح تھے۔ ایک روز ملا سعد اللہ نے دو شاہ کے روپوں کو ایک

لا تخیل مسئلو آپ سے پوچھا، آپ نے فی الفور اس مسئلے کا ایسا جواب دیا کہ علامہ احمد رضا نے
 رد کیا۔ سرہند کے مفتی ابوالخیر نے جو اپنے زمانے کے علماء کا سرور تھا، اپنے خلیفہ باغی
 کی وجہ سے آپ کو ترک دینی چاہی، لیکن نہ دسے کھلا چرچہ مینے کی غور و فکر کے بعد چہ
 لا تخیل مسائل سوچے جن کی نسبت وہ کہہ سکتا تھا، اگر امام اربعینہ بھی قبر سے نکل آئیں
 تو ان مسائل کا جواب نہ دے سکیں، جب آپ سے اس نے یہ سائل پرہرام پوچھے
 تو آپ نے فی الفور ان مسائل کا جواب دیا، لوگوں نے مفتی صاحب سے پوچھا، یہوں صاحب
 آپ کو فرماتے تھے کہ اگر اربعینہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ قبر سے نکل آئیں تو ان مسائل کا جواب
 نہ دے سکیں، اب کہیں وہ کہا کہ غیر مجدد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کچھ اس طرح دفع
 شکوک کیا، کہ میں حواس باجمہ ہو گیا۔

ابوالخیر علیہ الرحمۃ سے تھا حضرت قیوم چاہدم مفتی احمد رضا فی عہد قیامتے ہیں کہ
 ایک دفعہ ابراہیم آدمی راستہ کے وقت عین بارش میں
 دونوں صاحبزادوں رضوان الرحمن اور عروۃ الوثقی کی خدمت میں حاضر ہوا، اس کے ہاتھوں
 وہ دفعہ تھا، چون دونوں صاحبزادے نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروس
 مبارک کی دعوت کے بارے میں پوچھا تھا، کہنے لگا کہ اس میں ایک یہ بات ہے جسے
 حضرت خاندان الرحمۃ نے فرمایا کہ یہ دفعہ ہم نے نہیں لکھا، اس کے کہنے والے اور میں
 جنوں نے ہاں کہہ دیا، لاؤ دیکھوں کوئی بات ہے یا نہیں، جب اس نے
 حضرت خاندان الرحمۃ کو رقمہ دیا تو اگر بعد میں بتی تھا تو اپنے نصرت سے بھاگ کر بلا اور فرما
 کہ کیا ہے تم کو طرح سے پوچھا کہتے ہو، جب اس نے دیکھا تو واقعی سمجھا تھا، شرمندہ ہو کر کہنے
 لگا کہ مجھ سے غلطی ہوئی، حضرت خاندان الرحمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہا دعویٰ دانت کہ میں
 بارش میں کیوں تکلیف اٹھائی، کل میرا صاحب میں رک دینی تھی، کہا مجھے رات کیونکر
 کل پڑائی میرے (مستند) والد بزرگوار فرماتے ہیں کہ حضرت قیوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ

ابوالخیر علیہ الرحمۃ سے تھا۔

عوام ہاشم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، کہ
علمائے لاہور کی ایک مجلس | شروع اعمال میں ایک رات لاہور میں ایک بڑی مجلس
 منعقد ہوئی جس میں اس وقت کے اکثر علماء و مفتی تھے، اتفاق سے حضرت عروۃ الوثقی
 اور حضرت خاندان الرحمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وہیں موجود تھے، سیدہ شہناز امیرہ بہار
 برکات شروع ہوئی، اور علمی مذاق کا ذکر ہوا، یہ دونوں بھائی ایک طرف تھے، اور باقی
 تمام حاضرین مجلس ایک طرف، ان دونوں بھائیوں نے سر ملے اپنے مدعا کو ثابت کر دکھا یا
 تمام حاضرین مجلس آپ کی قوت علمی کو دیکھ کر حیران رہ گئے، اہل حق نے جو دانت نہ گئے،
 پوچھا کہ یہ دونوں صاحبزادے ہیں؟ جب انہیں معلوم ہوا، کہ یہ حضرت مجدد الف ثانی
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند، اجنبی ہیں نہ کہنے لگے، واقعی اس صفت ولایت سے ایسے
 برائت کے کوئی کیوں کر پہچان سکیں۔

حضرت خاندان الرحمۃ کی تالیفات | مولانا سہری میں بڑی اہلی اسکے کتابیں بھی
 ہیں مثلاً تعلیمات و مشکوٰۃ جن میں ان سربراہوں کی تقویت اور ترویج ممبر گاہوں کے احوال
 اور ولایت کے درجہ فزائی ہے، جن پر حنفی مذہب کا واردہ رہا ہے، علامہ ابن ابی
 رملہ رحمہ اللہ نے ان پر دفع سب اب کے فتح کے بارے میں لکھا ہے، یہ بھی حنفی مذہب کے
 مطابق ہے، ایک بار کھڑے ہاتھ کی تحریر فرمائی ہے، جس میں بڑے ملے خفا اور ذات
 صفات کی تحقیر و تذقیر بھی ہے جو عرضیاں آپ نے اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں
 اپنے باغی اعمال کے بارے میں بھی فرمیں، جن میں سے ایک فقرہ یہ ہے، حضرت
 سلامت درخشاں باد مشغول بود روح نہ از بدن جدا و یہ ظاہر شد کہ میں مقام جبریت
 حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے حق میں لکھا ہے، کہ محمد سعید نے جو

ایک گستاخ فقیر | موصوف کتاب کے والد بزرگوار علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ارشاد میں لشکر میں ایک فقیر تھا جو یہ کثرت لوگوں کے گھروں میں جا گھنٹا آتے جاتے اسے کوئی آدمی نہ دیکھتا گھر کے مالک کو برکت نہ ہونی کو اسے کچھ کہے لاشر میں حضرت خازن الرضعت کا ایک غصے میں تھا اس کے گھر میں بھی وہ فقیر گشت لگایا وہ غصے اس سے گھٹ گیا وہ فقیر اس غصے کو لڑکھاس کی حیثیٰ پر پہنچا اس نے مجبوراً کہ حضرت خازن الرضعت کی طرف توجہ کی اسی وقت آپ نے ظاہر ہو کر فقیر کو جھلک کر گھر سے نکال دیا اور اپنے غصے کو اس کے پیچھے سے رہا ہی دی ۔

کرامتیں | حضرت خلیفۃ اللہ قدیم چارم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت خازن الرضعت کے ایک دولت مند جوان غصے نے ایک روز آپ سے عرض کیا کہ میں باغ کی سیر کر جانا ہوں آپ نے فرمایا یہاں نہیں باغ کی سیر کرنا دیتے ہیں اس کا چہرہ اپنی استغنیٰ سے چھپا دیا اور فرمایا دیکھ اس آستین میں اس نے باغ دیکھا جو بیشی باغ کی طرح تھا ایسا باغ اس نے پہنچے کبھی نہ دیکھا تھا دیکھ اس باغ کی سرکار کا رنگہ دیکھو وہاں ہر سے لے کر شام تک وہاں رہا بعد ازاں اسی کے ہر سے پہلے آستین اٹھائی تو اچھی عورت ایک گھڑی گذری تھی ۔

حضرت ابوحنیفہ | حضرت خازن الرضعت کی ہنس میں صحابہ کرام کا ذکر ہوا تھا اسی اثنا میں ابوحنیفہ کا بھی تذکرہ ہوا تو آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند نے اسے لطیف اللہ کے دل میں ابوحنیفہ کے حواشیہ کو سر کرنا بہت پسند ہوئی بلکہ کچھ کہنا بھی چاہا بہت ہیال آتھی حضرت خازن الرضعت نے فرمایا یا ابوحنیفہ کے حق میں کچھ نہ کہنا پہلے کچھ معاملہ منسک نہ تھا لیکن بعد میں درست ہو گیا ۔

حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت خازن الرضعت صحت سے

شام تک شاگردوں کو سبق پڑھایا کرتے تھے بعد میں ایک فاضل آپ کے درس کے مقابل درخت کی شاخ پر بیٹھ بیٹھتی ایک روز حضرت خازن الرضعت نے فرمایا کیا کروں یہ جانو رہے اگر انسان ہوتا تو اس تعداد و استعداد میں قسم کی ہنسی کہ اپنے وقت کے بڑے اولیاء سے ہوتی ۔

وفات حضرت خازن الرضعت رضی اللہ عنہ

اس زمانہ کے فدائی سلطان عالمگیر نے بڑی منت و مہمانت سے حضرت خازن الرضعت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دار الخلافہ شاہجہان آباد میں بلا دیا تھا آنجناب بھی اس کے اعلاص کو کچھ غفلت رکھ کر تشریف لے گئے ابھی شاہجہان آباد ہی میں تھے کہ بیماری شروع ہوئی اور دل بدن کرتی پر تھی بہتر علاج معالجہ کیا لیکن کچھ آفاقہ نہ ہوا جب مرض کی شدت زیادہ ہو گئی تو متعلقین اور اولیائین بہت گھبرائے طرح طرح کے علاج کئے وہاں تک کہ آنجناب نے فرمایا کہ وہ قہر گھڑی کے شور و فغاں کے لئے مجھ اس قدر کہیں تکلیف دیتے ہو جب معلوم کیا کہ ایام وصال نزدیک ہیں تو بادشاہ سے رخصت کے کمر بند کر طرف روانہ ہوئے جب شاہجہان آباد سے چھٹی میل کے خاصہ پر پہنچا کھلے پیچھے تو داعی اجل کو لبیک کہہ کر اس جہان فانی سے رخصت ہوئے آپ کی تاریخ وفات ۷ جمادی الثانی سنہ ۱۰۸۵ ہجری سے شہید و مکین کر کے کھانہ میں دفن کر دیا گیا ۔

خواجہ سعید کی فرمائش اس ایک ملت میں غرض مبارک کی پاس پائی گئی کہ اگر وہ باغیلا،
برگھڑی یا سبب بے قرار کی آفتاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روئے مبارک کو دیکھیں
تھا، ایک روز چہرہ مبارک پر سے چادر کا کونا اٹھایا، تو کیا دیکھنا چوں کہ ایک نہیں
خالی چادر ہی چادر سے، یا کئی میں ادھر یا پھر تندرہ لکین واپی سوائے کہنے کے اور کچھ
نہ تھا، پس آفتاب کی طرف متوجہ ہو کر عرض کیا کہ یہ تو مجھے یقین ہے کہ آفتاب
کا بدن مبارک میں ہی ہشت ہون گیا ہوگا۔ لیکن اس بار سے ہی ہم ہشت شدہ ہوں گے۔
ایک گھڑی بعد عجب چہرہ چادر کا کونا اٹھایا، تو دیکھا کہ ایک پستور پا کئی کے اندر
سجود ہیں۔

حضرت عہد کے قہر مبارک میں قبر کی جگہ بن گئی اسے آپ کی رعلت کی خبر سننے
 حضرت علیؓ نے ہونے اور حکم دیا کہ خازن الرحمت کو حضرت عہد العفائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے
 عہد کے قہر مبارک میں دفن کیا جائے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ قہر مبارک میں اور قبر کی
 گنجائش نہیں۔ اس جواب میں اللہ تعالیٰ نے عزت سے نکیلا فرمایا کہ نہیں ضرور قبر میں دفن کرنا
 چاہیے۔ لوگوں نے حسب الارشاد کدلی زمین پر مارا، تو قبر کی دیوار چاروں طرف پر سے
 ہٹ گئی، اور عرض غائب ہو گیا، جب حضرت خازن الرحمت کو عہد میں دکھایا گیا، تو
 آپ نے آنکھیں کھولیں کہ حضرت عہد العفائی کی رحلت دکھنا شروع کیا، دیر تک لوگوں
 جیانی ایک دو مرتبہ کو دیکھتے رہے، آخر حضرت عہد العفائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
 ارشاد کیا کہ تم مجھ میں بندہ کو بھائی نہ کہیں، بندہ کہیں اور دفن کئے گئے۔

قبر سے سدا شہرِ معطر ہو گیا | آنکھ لاسو قبر کی لہہ بادش کے سبب سبب
 ننگی ہو گئی جب دو بارہ در دست کرنے لگے تو

وکیا کہ آنجناب کا کنن تک میلان نہیں اور بدن سہادک پر سوسو قیام ہے اور قبر کے اس
اس قسم کی خوشبو کی وجہ سے سارا ظہر بد قرار ہو گیا حضرت خائف الرحمن کے کہنا تھا
اور کلمات جلیلہ تحریر ہے زادہ ہیں میں نے یہ کافر مرتد چند ایک کافر مرتد فوجہ اور
خود اس کے ملکہ پر کھڑا ہے آنجناب کا سن شریف پندرہ سال تھا آپ کی بلا واسطہ اولاد
تعداد میں تیرہ ہے میں میں سے آخر کے اور پنج لڑکیاں ہیں فرزندوں کے اسلاف
خاموشی یہ ہیں۔

شاہ عبداللہ شاہ لطیف اللہ مولوی فرخ شاہ شیخ سعد الدین شیخ عبدالاحد
شیخ عبداللہ شیخ عتیقوب شیخ اقصی رحمۃ اللہ علیہم بحسبہ۔
لوگوں کے نام ہیں۔ صالحہ فراموش، شاکرہ، شرف النساء، فخریہ الشاہنشاہ
رحمۃ اللہ علیہم بحسبہ۔

خواجہ شاہ عبداللہ شاہ سعیدیؒ | آپ حضرت خاندانِ ارحمت کے بڑے فرزند ہیں۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قلم کے نام زد ملک بیکس پر پیدا ہوئے۔ جب انجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اعلیٰ اجیر میں تھے تو آپ نے سلوک باطنی کہنی والدہ ماجدہ اور اپنے چچا بزرگوار سے حاصل کیا۔ حضرت سید عارفہ ہوشیاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بڑی بیٹی آپ سے شریک تھی۔ شاہ عبداللہ نے چری چوری ایک اور محبت سے نکل کر لیا جب آپ کو منسوب سے صفا۔ تو سخت تلکین ہوئی۔ اور تمام عورتوں سے بے محبت ہو گئے اور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں شکایت کی۔ انجناب کی زبان مبارک سے یہ اختیار نکل گیا۔ کہ مراد! اے گئی عورتوں نے عرض کیا کہ مراد سے معذور رہے۔ صرف اسے تکلیف پہنچے یہیں۔ بعد فوست ہو گئی۔ مراد سے وقت کا کہ مجھے میرے چچا نے زخم لگایا ہے۔ جس سے جانبر ہونا دشوار ہے۔ شاہ عبداللہ کا ایک بیٹا اور دو بیٹیاں تھیں۔

خواجہ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ نے باطن سلوک حضرت عروجہ الرحمۃ النورانیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں درگاہ حاصل کیا آپ مرثیہ شفیق اور بہ سیرگاہ تھے۔ شاہ عبدالحق کی دو بیٹیاں ایک فاکرہ اور دوسری حانی تھیں۔ ان سے منجلی خواجہ محمد صادق کو جسے خواجہ ابراہیم عبدالحق کے مشہور تھے اور دگرہ کی کوئی اولاد نہ تھی سید علی بدایین کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی تھی۔

خواجہ شیخ احمد علی علیہ الرحمہ | آپ شیخ عبدالحق کے فرزند ہیں نہایت صالح و
 تہذیبیہ ملائح سے باطن مستفاد کیا شیخ عبدالحق
 کی بیٹی صاحبہ افسانہ کی شادی حضرت انور محمد ثانی مدنی علیہ السلام سے ہوئی شیخ اہل علم
 سے بڑے شیخ احمد علی کا کلام و آثار و السعد علیہ السلام

خواجہ سراج الدین علیہ الرحمہ | سیرتِ احمدی کے فز و بفع میں سراجِ شمع کی شمعیں
 عیدِ اید کے روزے میں شمعیں جلیں، شمسِ ہند پر نہیں۔ سراجِ ازل میں محاسنِ ایک بینِ حق

خواجہ شاہ لطف اللہ علیہ الرحمۃ | آپ حضرت عارفانِ ائمہ کے دوسرے درجہ ہیں۔ اپنے زمانہ کے صالح اور عارف تھے۔ اپنی فکر اپنے والد بزرگوار کی خدمت سے حاصل کیا۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کلام و ربوبیت سمیت کتب مشرق و مغرب و جہان و آخرت و حق تعالیٰ علیہ السلام و عروۃ الغفران شریفہ اللہ علیہ وسلم کے سنا گئے۔ شاہ لطف اللہ کا انتقال ہو گیا۔ آپ: "اے والد گئے۔"

مولوی معنوی فرخ شاہ سعیدی علیہ الرحمہ! آپ مسرت فائزین الرحمت کے
 تیرے فرزند ہیں، آپ نابھتی اور

ابنِ علم کے سامنے تھے۔ حضرت محمد اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت مزوج شریفیت اور مولانا
فرخ شاد سے ہم سب ملے۔ مولوی صاحب اپنے وقت کے بڑے جید عالم تھے۔ حضرت حمید
الہ دہانی نے مولانا شاد سے اپنی عنایت کی اگر اولا مولوی صاحب کی مشگرتو ہے۔ مولوی صاحب
نے علومِ فلسفہ کی اکثر کتابوں پر فہرستیں اور مباحثے کیے۔ مولانا نے جو اعتراض
حضرت ممتاز الدہانی نے فرمایا مولانا شاد کے کلام مبارک پر کہنے میں ان کے جواب میں
مولانا غلام اکبر صاحب بھی ہے آپ نے سلوک باطنی اپنے والد بزرگوار اور چچا
سے سیکھا ہے۔ اور غلاف سے مشرف ہوئے۔

پیرسینہ و عقیقہ ۱۸) والد بزرگوار فرماتے ہیں کہ ایک روز جب میں مولوی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ اس وقت سونہ ہوئے تھے۔ لیکن نیاں پرستور و کبر الہیہ پر تکرار یعنی میں تیرا رہ گیا کہ یہ کسی قسم کی غنہ سنہ نہیں ہے آپ کے گناہ گارہ گزشتہ ہیں کہیں۔ پھر یہ کہیں۔ لیکن معلوم ہوا کہ واقعی آپ سونے ہوئے ہیں۔ آپ اعلیٰ درجے کے معنی اور پورے آبادیاد اسکے طریقہ پر پورے طور پر پابند تھے۔ سعادت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرنا آپ کا شعار تھا۔ ہم مشاغل مشائخ عجمی کو اس مہمان نائی سے نصرت ہوتے۔ حضرت خیر العالیہ تعالیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روزمرہ منورہ میں قہر مانگے سے جنوب کی طرف مدعوں ہوتے۔ آپ کے مرقہ شریف پر فریاد کیا گیا کہ آپ کی اولاد کی تعداد سامنا ہے۔ عیار رکھے اور میں لڑ گیا۔

آپ دہری قرع شاہ کے برائے بیٹے کو بیخوش
نواجہ علی رضا خلیفہ الرحمہ | عہدہ الشیخ، یعنی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہیں۔ ایسے روز
آمنجاب اپنے مریدوں کو قہر دے دے ہے۔ یعنی علی رضا بھی وہیں تھے۔ جب انہیں قہر
دی تو موری لڑکھٹا علیہ الرحمہ کو فرمایا کہ کس روئے کے نور شمس غلام ہے ابتلاش
فیہ ظاہر ہوئی ہے واقعی آمنجاب، یعنی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد علی رضا ہی

محبت میں گرفتار ہوتا۔ چنانچہ ایک فقیر سے اس نے دعوت مسیحی سیکھی جس سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منع فرمایا ہے اور جو اشتغال اس طرح کی خدمت سے شروع کرے جس سے اس کی مجلس منعقد کرنا اور غارتراویج پر ہزاروں کے بعد جلسوں پر دست و سامان و فقہ قائم کرنا، قیص کرنا، اور بسے اپنا خواہریت بچوں، عورتوں اور گناہوں کے راگ و تاویج سرشتا اور دیکھنا، اس کے اتنی احوال و اقوال بھی شریعت اور طریقت کے خلاف تھے، بلکہ وہ دین اسلام کے برخلاف ہو گیا، مشائخ سرہند اس کے یہ احوال دیکھ کر سخت ہلے ناز ہوئے۔ اور اسے غلاب دینا چاہا، لیکن یہ بات معلوم کر کے ٹھاکر گیا، لہذا ہندوستان سے نکل کر تدریسوں میں پھرنے لگا۔ اور وہاں کے عجیب و غریب علوم سیکھے اور کثرت برہمنیت و مشقت اٹھائی، علم تکبیر، فقیر، کیمیا، ریمیا وغیرہ حاصل کر کے اکثر جنوں کو اپنے قابو میں کر لیا۔

حضرت غلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو سختیاں اور مصیبتیں اس نے ان علوم کے حاصل کرنے میں اٹھائیں وہ سب جہ سے بیان کریں، لیکن میں سے ایک یہ بتانی کہ میں چالیس روز تک ننگے سوج کی طرف دیکھتا رہا، اور کچھ تک نہ چھوئی لیکن تمام حضرات احمدیہ صلی علیہ وسلم کے ایسے شرم ہو گئے کہ اس کی کھچر کا فتویٰ دیا، اور جو ان کے سامنے اس کا نام بھی دیتا، اس سے بھی ہزاروں جوتے۔ مودی صاحب نے اسے حلق کر دیا تھا، وہ بھی بڑی گستاخی سے پیش آیا، چنانچہ ایک دفعہ اپنے باپ کو خط لکھا، جس میں یہ بات درج کی، تا آنکہ یہ نصیب اللہ تعالیٰ نے اس پر اذیتوں و کلمات باللہ صلی علیہ وسلم سے اسے باپ، شیطان کی پرستش و ذکر کیونکہ شیطان دھان کا ناقرا بنوا رہا تھا، آخر کافر اس نے اسے کہا کہ حضرت مجدد الف ثانی صلی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریق کی مخالفت دین و ایمان میں عمل کا باعث ہے، جو جنت میں

کی تالیع تھے، انہوں نے بھی کہا کہ یہ قیوم وقت کے حکم میں ہیں، ہم اس کے حکم کے بغیر کسی کے فرمانبردار نہیں ہوتے، اس نے سوچا کہ قیوم وقت، کون ہے، انہوں نے کہا حضرت اللہ قیوم ثناء ہیں، اور بھی ایک مقامات سے بھی اسے معلوم ہوا کہ دین و دنیا کے کام فقیر سرہند کی اطاعت بغیر سرہند میں نہیں ہو سکتے۔

علی رضا کے بھائی شیخ غلیفۃ اللہ کا بیان ہے کہ میرے بھائی نے جو سے کہا، کہ جہاں کہیں جاتا ہوں وہیں حضرت حجت اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نور دیکھتا ہوں جنہیکہ سارے جہاں میں کوئی جگہ حضرت اللہ قیوم ثناء و جہاں حضرت اللہ تعالیٰ عنہ کی عورت میں عرض ہو رہی کہ میری تقدیر یہ کہ معاف فرمایا جائے، آئینہاں نہ لڑاؤ، کرم اس کی فقیریں معاف فرمائیں، کیونکہ دوسرے شجاع سے اس سے ہرگز صلہ نہ کی، بلکہ پورے نور قبولی عطا پر رہے، اس نے سرہند اگر ہتیرے مہر سکھائے، لیکن کسی نے بھی قبول نہ کئے، حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امت کی تمام اولاد نے متفق ہو کر اس سے قطع تعلق کر لیا، جس تک ہزاروں سے خارج کر دیا، کوئی رشتہ نامہ وغیرہ اس سے نہ لکھا، وہ سرہند سے نکال کر گجرات میں آ گیا اور وہیں مر گیا، اب اس کی اولاد گجرات میں ہے لیکن اب بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد اس کا فریبی سمیٹتی ہے۔

حضرت غلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سرہند میں علی رضا کو تمام لوگوں نے ظن کی اور تمام حضرات، احمدیہ اس سے قطع تعلق کر لیا قیوم سے پاس آ کر کھٹے لگا کر نہیں اپنے سابقہ افعال سے توبہ کرتے ہوں، آپ کے جد قیوم ثناء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میری توبہ قبول فرمائی ہے، آپ گواہ رہیں کہ میں سابقہ افعال سے تائب ہوں، اور جو کچھ حضرت مجدد الف ثانی نے فرمایا ہے اسے میں قبول کرنا چاہتا ہوں، اب ان کا جب تک جیتا رہا، نیاز مند و غرضی و دعا و توبہ کی انتہا کے لئے کوشش کی خدمت میں بھیجا رہا، اور طریقہ محمدیہ احمدیہ پر کار بند رہا، اس کی وحات

کے بعد اس کے فرزند بھی باپ کی طرح آفتاب کی خدمت میں مبارک مندرائے عرضیں
سمجھتے رہے۔ خاص کر محمد شاہ اپنے نوکری مرتبہ چاہا کہ آفتاب کی خدمت میں حاضر
ہو کر از سبب فرجیت کرے لیکن یہ سبب بعض رکاوٹوں کے باعث خدمت نہ ہو سکا
غالبانہ مرید رہا۔

منا علی کے چیلے پانچ بیٹے، محمد شاہ، محمد اللہ، محمد سی، بدر عالم، وغیرہ
اور نین لڑکیاں فرسہ وغیرہ ہیں۔

مولوی محمد ارشد علیہ الرحمۃ | آپ مولوی مستی شاہ کے دوسرے فرزند
آپ اپنے والد بزرگوار کے قدم بقدم ملتے۔
مولانا ہری گوہر بہر کمال حاصل کیا، چنانچہ تمام کتب متداولہ دس بارہ تھیں، کتاب
و بیچنے کی ضرورت نہ پڑی تھی، اس کے علاوہ علوم دینیہ سے بہرہ مند تھے، مثلاً علم
طبی، علم ریاضی، علم حکمت، ہیئت، ہندسہ، حساب، طبابت، دمل، نجوم، علم
اکثر احمدیہ قابل اعلیٰ آپ سے فراہمی علم سیکھا، اس وقت ہندوستان میں
کوئی عالم ظاہری علوم میں آپ کا ثانی نہ تھا، اس زمانہ کے اکثر علماء آپ کو اپنے سے
افضل و بہتر سمجھتے، اور آپ کا موازنہ نہ تھے، آپ نے سلوک باطنی اپنے والد بزرگوار
سے حاصل کر کے فعلی ثبات اور اپنے آباؤ اجداد کے طریقے پر پورے پورے کاربند تھے
آپ کے چار بیٹے، ایک لڑکی تھی۔

خواجہ محمد ارشد علیہ الرحمۃ | آپ مولوی محمد ارشد کے برائے بیٹے نوروز
قابل اور غرض طبع جوان تھے، جو شخص آپ کی مجلس
میں بیٹھا آپ کا سفینہ بن جاتا، محمد ارشد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ مولوی محمد ارشد کے
دوسرے فرزند ہیں، آپ نے ظاہری علوم اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں انتہائی پیچھے
نہیں حاصل کئے، باطنی سلوک بھی اپنے والد بزرگوار کی خدمت سے حاصل کیا اور احمد

طریقہ پر پورے پورے کاربند رہے، آپ صالح اور متقی تھے، محمد ارشد کو آپ مولوی
محمد ارشد کے تیسرے فرزند ہیں، آپ ایک وجہ بہ جوان صالح اور قابل آدمی تھے۔
لیکن افسوس کہ جوانی ہی میں آپ کا انتقال ہو گیا، محمد ارشد کے مولوی محمد ارشد
کے چوتھے فرزند تھے، آپ نے علم ظاہری اپنے والد بزرگوار سے انتہائی درجے تک
حاصل کیا، آپ اصل درجے قابل اور نوکی الطبع تھے، چاروں بیٹے اپنے والد ہی
کے مرید ہیں، مولوی محمد ارشد کی بیٹی تیرہ سال کی عمر میں فوت ہو گئی۔

شیخ ضیاء اللہ علیہ الرحمۃ | آپ مولوی فرخ شاہ علیہ الرحمۃ کے تیسرے
فرزند ہیں، آپ اپنے والد بزرگوار کے مرید ظاہری
اور باطنی علوم کے جامع تھے، سلوک باطنی اپنے بھائی مولوی محمد ارشد سے حاصل کیا
دن رات خائفانہ رہے، خانقاہ کا تمام انتظام آپ کے متعلق تھا، طریقہ احمدیہ
کے سائنات پابند تھے، درجہ تلقی، صلاحت، شریعت، اور طریقت پختہ تھے، قدسی
آپ کا شمار تھا، آپ کے دین بیٹھے تھے، لیکن اس وقت صرف ایک لڑکا اور ایک
لڑکی ہے۔

خواجہ عطاء اللہ علیہ الرحمۃ | آپ شیخ محمد ضیاء اللہ کے بیٹے ہیں، ابھی بچے
ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی عمر بڑا کرے، شیخ ضیاء اللہ
کی لڑکی بھی ابھی چھوٹی ہے۔

خواجہ محمد نسیم علیہ الرحمۃ | آپ مولوی فرخ شاہ کے چوتھے بیٹے جوانی میں لاولد
فوت ہو گئے، مولوی فرخ شاہ کی تین بیٹیاں ہیں۔
حکومت انصار، حضرت شیخ سید کے پوتے شیخ محمد رشتہ کی منسوب ہیں، دوسری فاضلہ
جو مولوی صاحب کے چھوٹے شیخ عبدالرحمن کی منسوب ہیں، تیسری سیدہ جن کی شادی شیخ
محمد کچلے کے پوتے شیخ ضیاء الدین سے ہوئی۔

شیخ سعد الدین سعیدی فکر سترگ | خرد نہ تھے۔ آپ نے سلوک باطنی پہلے حضرت
مردودہ روشنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے اور بعد ازاں حضرت مرقوم الشریعت
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حاصل کیا اور حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے بھی
استفادہ کیا۔ آپ طریقہ علیہ احمدیہ پر پورے طور پر کار بند تھے۔ خلافت
اور پیر پر گامی میں بنے نظیر تھے۔ آپ حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ناما تھے۔
آپ کے ہاں ایک شیخ اور دو بیٹیاں تھیں۔

شیخ محمد قطب علیہ الرحمۃ | آپ شیخ سعد الدین علیہ الرحمۃ کے بیٹے ہیں۔ پاپے
حضرت مردودہ روشنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں
مرید ہوئے۔ بعد میں حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے سلوک باطنی
حاصل کیا۔ آپ اعلیٰ درجے کے صالح اور پیر پر گام تھے۔ آپ کا ایک لڑکا اور ایک
لوگ تھی۔

شیخ محمد غوث علیہ الرحمۃ | آپ شیخ محمد قطب رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند حضرت
قیوم ثالث کے مرید، صالح و متقی اور پیر پر گام تھے۔ آپ
کے دو بڑے تھے۔ محمد عظیم اور جمال اللہ جو دونوں ہی محمد وہب افعال تھے۔ چھ نوٹ
کی لوگیاں تھیں ہیں۔ ایک عمریا الحق سے مشوب ہے۔ دوسری محمد رشید سے اور
تیسری سید محمد سے۔ شیخ قطب کی لڑکی حضرت قیوم ثانی کے ہوتے شیخ قدرت سے
مشوب ہے۔ شیخ سعد الدین کی لڑکیاں دو ہیں۔ ایک شمس القضا، جو اپنے زمانے میں
سب سے صالح اور عابدہ ہیں۔ اگر دایمہ اور وظیۃ الوقت ہوں گی تو آپ کی لطافت
گرتی۔ واقعی کپ شمس النساء، عالم تھیں۔ ایک اور شرط جو آپ کو حاصل ہوا۔ وہ
یہ تھا کہ حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے بطن سے ہوئے۔ آپ حضرت

قیوم رابع کے والد بزرگوار حضرت ابو احمیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مشوب تھیں۔ دوسری
سیدہ لعل، جو حضرت شیخ سیف الدین کے فرزند شیخ محمد حسین کی مشوب تھیں۔

حضرت شیخ عبدالاحد مشہور شاہ گل حسدی قدس سرہ | خازن الرحمت رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کے پانچویں فرزند ہیں۔ آپ پہلے اپنے والد بزرگوار کے مرید بنے۔ بعد
ازاں حضرت مردودہ روشنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں سلوک باطنی پر کار کیا۔ اور
خلافت پائی۔ ایک دفعہ شیخ عبدالاحد علیہ الرحمۃ نے اپنے قصور کو مدسکے ہارسے
میں ایک عرضی حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھیجی۔ کہ میں اپنے
آپ کو خاصوں میں سے نہیں سمجھتا۔ انجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب میں لکھا کہ میں
تو آپ کو خاصوں میں سے جانتا ہوں۔ اور آپ کے قریب کو پہلے سے زیادہ خیال کرتا
ہوں۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد حضرت قیوم ثالث رحمۃ اللہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے باطنی استفادہ کیا۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ
عنہ آپ کے حال پر غیہ مہرمان تھے کہ کسی اور پر نہ تھے۔ شیخ سعیدی رضی اللہ
عنہ کے شری سے اس طرح کام کرنے کے باوجود چچا زاد بھائی ہوئے کہ حضرت جتیلے
کی خدمت سجا لائے۔ چچا چچا آپ کی حاضری کے رکاب پر لڑکر پا پیادہ چلتے اور بیعت
الجناب کئے۔ کھسا اور نعلین مبارک اتھا تھے۔ حضرت قیوم ثانی اور حضرت قیوم ثالث
نے اس طریقہ کی تمام بات رات نفل و نایت لکھا۔ کلاک نبوت اور حقانی ثناء و تحسین
شیخ صاحب کو عنایت فرمائی تھیں۔ اور سر ہند کی قطبیت کا منصب بھی شیخ صاحب نے
عنایت فرمایا۔ اگرچہ کہ آپ کی اولاد اس ہانت سے انکار کرتی ہے کہ شیخ صاحب نے قیوم
ثالث سے استفادہ کیا۔ مگر ایک بزرگ نے کہا کہ شیخ صاحب کا آداب سجا لانا اور
تواضع کرنا، اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آپ حضرت قیوم ثالث کے مرید تھے۔

ہمیں بڑا خالی عزم کو شیخ صاحب کو وفات کی اطلاع ہوئی، تو فرمایا: کل بحسبت سید
چھوٹی بہشت میں پہنچ گیا۔ پھر آپ کی نماز جنازہ ادا کیا۔ اور آپ کی نعش کو سرسبز جنت
آپ کو حضرت مجدد الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خانقاہ میں عرض کے اور حضرت بزرگ
کے جنوب کی طرف دفن کیا گیا۔ آپ کے مرقہ پر قبہ بنایا گیا۔ آپ کی اولاد میں پیدائش کے
اور تین لڑکیاں تھیں۔

آپ شیخ عبدالاحد کے برائے بیٹے ہیں،
حضرت شیخ ابو حنیف رحمۃ اللہ علیہ | آپ پہلے حضرت جنت اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے مرید ہوئے۔ بعد میں اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں سلوک حاصل کر کے خدا خدمت
پائی، آپ اپنے وقت کے صالح اور متقی تھے، ایک دفعہ آپ نے جلی کے دربارے
میں ایک طوطا ڈال دیا، طوطا جلی کے سر پر بیٹھنے لگا، اور جلی اسے کو نہ بیتی تھی
یہ آپ کا پاس ادب تھا، شریعت اور طریقت کے پورے پورے پابند تھے، آپ کے
دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔

آپ شیخ ابو حنیف رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ کے برائے بیٹے
حضرت شیخ محمد بنی رحمۃ اللہ علیہ | عالم، عامل، صالح، متقی اور پیر مرید تھے، آپ
حضرت جنت اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے، اور باطنی سلوک اپنے دادا اسحاق
اور والد بزرگوار کی خدمت میں رو کر حاصل کیا، آج کل ان ایک شخصوں کے خاندان
میں شیخ محمد بنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسا اور کوئی نہیں، اعلیٰ سے سچے پر وہاں فرسبت
کے پورے پورے پابند اور طریقت احمدیہ کے سچے کار بند تھے، آپ سر بند شریعت
کے برائے متقی شیخ میں شمار ہوتے تھے، قوم سعید پر کے بعض لوگ آپ کے مرید ہیں،
اور شہر کے کچھ اور بھی آپ کے مرید ہیں، آپ صبح فہم حلقہ کرتے ہیں، اور دن
راستہ ذکر الہی میں مشغول رہتے ہیں، غرضیکہ آپ بہت عزم و وجود ہیں، آپ صرف

ایک ہی لڑکا ہے یعنی محمد بنی مشہور بہ سعید، جیسے کہ ہندی زبان میں دہلویہ کو
کہتے ہیں، چونکہ پہلے شیخ محمد کی کے ہاں اولاد نہ ہوتی تھی، اس واسطے جب یہ فرزند
ہوا، فرات سے لیکر کہنے لگے، بیٹی تھا تو مانگا تھا، آپ صالح اور قابل جوان تھے،
آپ کی طبیعت رسا ہونے کے باعث داد کی طرح فارسی شہر کی مناسب استاد تھی
آپ حضرت مروج الثریع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے شاہ محمد پارسا کی بزرگوار سے
منسوب تھے، آپ کے ہاں ایک چھوٹا لڑکا اور دو لڑکیاں ہیں، بڑے کا نام احمد اور
چھوٹے کا نام احمدیہ، سعید یہ ہیں۔

آپ شیخ ابو حنیف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے
حضرت شیخ محمد میر رحمۃ اللہ علیہ | دوسرے فرزند ہیں، دنیا سے فدا ہو گئے، شیخ
ابو حنیف کی ایک دختر تارہ خاتم ہے، جو حضرت شیخ محمد بنی کے پوتے شیخ نوال
کی منسوب ہیں۔

آپ شیخ عبدالاحد کے دوسرے بیٹے ہیں
حضرت شیخ محمد تقی رحمۃ اللہ علیہ | آپ حضرت جنت اللہ کے مرید تھے، باطنی
سلوک بھی انجناب ہی کی خدمت سے حاصل کیا، حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے شیخ محمد تقی کو قطبیت ہند کی خوشخبری دی تھی، آپ طریقہ احمدیہ پر قائم اور حضرت
و طریقت کے برائے پابند تھے، شہر میں اچھا کہتے تھے، ایک روز شیخ عبدالاحد
بادشاہ کے پاس گئے، بادشاہ بہری لباس میں جس میں جوار اور بنا وقت ٹکے ہوئے تھے
پہنے بیٹھا تھا، جب اس نے شیخ صاحب کو کوٹھیا تو درگیا اور کہنے لگا کہ میں اس
بنا کو پہنے ہوئے ہوں، معلوم نہیں قیامت میں میرے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔
شیخ محمد تقی نے فی السہر یہ کہہ دیا۔

طوٹ کے کنڈا بنا بیٹا اہل نفاق | کھا لہو سازد کب نہ داناں کو قرین

بادشاہ سن کر بہت خوش ہوا اور کہنے لگا خلیفہ ارشد الہیابی ہونا چاہیے۔ آپ
مصلحت قوم ثالثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت شایک اختر سے منسوب ہیں۔ شیخ محمد تقی
کے دو بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں۔

حضرت محمد ظاهر رحمہ اللہ | آپ شیخ محمد تقی کے بڑے بیٹے ہیں۔ آپ اعلیٰ
درجے کے قابل ہیں۔ آپ کی قابلیت دیگر بزرگانہ
نے اپنا امیر اور مشیر مقرر کر لیا تھا۔ حضرت محمد ظہیر کے بیٹے بھی ہیں۔ جو باپ کی طرح
بادشاہ کے بال صاحب منصب ہیں۔ محمد ظہیر کی بیٹیاں عائشہ، فاطمہ وغیرہ ہیں۔ ان
میں سے ایک شاہ محمد پارسا کے بیٹے فیض سے منسوب ہے۔

حضرت ظہیر اللہ رحمہ اللہ | آپ شیخ محمد تقی کے دوسرے بیٹے ہیں۔ آپ
انجمن احوال اور بے اولاد ہیں۔ شیخ محمد تقی کی
چار بیٹیوں میں سے عبد الرحیم حضرت شیخ محمد عیسیٰ کے پوتے شاہ احمد کی منسوب ہیں
اور دوسری بیگم حضرت عروج الشریعت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چھٹے بیٹے شیخ الاسلام کی منسوب
ہیں۔ اس تیسری بیگم کی شادی شاہ محمد پارسا سے ہوئی۔ اور چوتھی دوسری بیگم کا دوسرا
شیخ محمد یعقوب کے لئے ہوا۔

حضرت محمد جواد قدس سرہ | آپ شیخ عبداللہ کے تیسرے فرزند ہیں۔ بہت
صلاح جتنی اور پرہیزگار تھے۔ آپ حضرت قیوم ثالثہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے ہیں۔ آپ کا ایک اور ایک لڑکی تھی۔

حضرت شیخ محمد انوار رحمہ اللہ | آپ شیخ محمد جواد کے فرزند ارجمند ہیں۔ آپ
نسبیت قابل مروستے۔ آپ کے تین بیٹے تھے یعنی
نورالبحار، نورالمنار، اور غلام احمد رحمہم اللہ علیہم۔

حضرت شیخ نور الحق رحمہ اللہ | آپ شیخ عبداللہ کے چوتھے فرزند تھے۔ نہایت
اس درجے کا ہے کہ بادشاہ نے آپ کو شکر کا اعلیٰ تاج فی بنا دیا۔ شیخ نور الحق کے چھ بیٹے
اور دینیہ ہاں نہیں۔

حضرت شیخ عبداللہ قدس سرہ | آپ شیخ نور الحق کے بڑے بیٹے ہیں۔ نہایت
صلاح مروستے۔ آپ کا موصوف شایک بیباک اعلیٰ الحق ہے
جو نہایت صالح مروستے۔

حضرت شیخ عزیز الحق قدس سرہ | آپ شیخ نور الحق کے دوسرے فرزند ہیں۔
نسبیت صالح مرقی اور پرہیزگار ہیں۔ آپ کا کافر
ایک بیباک مرقی نام ہے۔

حضرت شیخ سید الحق قدس سرہ | آپ شیخ نور الحق رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ
کے تیسرے فرزند ہیں۔ آپ لا ولد تھے۔
حضرت شیخ شاد الحق قدس سرہ | آپ شیخ نور الحق رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ
کے چوتھے فرزند ہیں۔ آپ لا ولد تھے۔

حضرت شیخ اجماع الحق قدس سرہ | آپ شیخ نور الحق کے پانچویں فرزند ہیں
احوال الحق شیخ، شیخ نور الحق کے چھٹے فرزند
ہیں۔ نہایت صالح اور متکین ہیں۔

شیخ نور الحق کی ایک لڑکی شیخ عبداللہ کے بیٹے شیخ برہان سے منسوب ہوئی
ہے شیخ عبداللہ کی ایک بیٹی صلیبہ شیخ محمد عیسیٰ کے بیٹے شیخ قیوم ثالثہ سے منسوب
ہے۔ دوسری صلیبہ جو عابدہ وقت ہے اور کوئی کارجماعت بنیاد نہیں کرتی۔ شیخ
محمد یعقوب کی بیٹی شیخ عصمت اللہ سے منسوب ہے۔ تیسری کتاب خانم کی شادی سید

اہل اللہ سے ہوئی ہے۔ اکثر لوگوں نے شیخ صاحب علیہ الرحمۃ سے خلافت حاصل کی ہے۔

آپ شیخ عبدالاحد کے غلیفہ ہیں، آپ نہایت
حضرت شیخ محمد قاید رحمہ اللہ | عربی و اچھوت ہیں۔ اکثر لوگوں نے آپ سے باطنی
استفادہ کیا۔

آپ شیخ عبدالاحد کے غلیفہ ہیں۔ انہاں میں
حضرت بشیر سید بیون رحمہ اللہ | اچھوت مرید بخت ہیں۔

آپ بھی شیخ عبدالاحد کے غلیفہ ہیں۔
لاہور میں بہت لوگ آپ کے مرید ہیں۔

آپ شیخ عبدالاحد کے غلیفہ ہیں شعر بہت
حضرت شیخ شاہ گلشن رحمہ اللہ | عمدہ کہتے ہیں چنانچہ اس وقت کے اکثر سلاطین
کے ہی شاگرد ہیں۔ باطنی حالت بھی آپ کے اعلیٰ تھے۔

حضرت شاہ گلشن کے سنی حضرت مہر جان جاناں غلامی کی بڑی بیٹی تھیں۔ آپ کی بڑے
ملاقات بطوری و شافعی اہل دہلی قدس سرہ نے بیان کی ہے۔ کہ حضرت شاہ گلشن کلاں دھ کے زید اللہ
وہا سے نہ تھے۔ وہ حضرت جید کی خلافت کے وارثین کی عادت سے متخلل تھے۔ تین روز
کے بعد عید گئی۔ تو جنگ کے دنوں کے پتے کھیرے اور غور سے کے چھکے پانی سے بالک کر کے کھا لیے۔
ایک ہی گڑھی میں تین سال گزار دیئے۔ ایک دن زندہ کی افادی کے وقت حضرت پانی کا تقاضا کیا۔
ایک مرید نے بنایا۔ حضور آپ کی جگہ پر تاسی ایک گڑھاں سے جو پانی نہایت نفع دہندہ ہے فرمایا میں
کی ماں سے جو پانی سے افغانی کو تیار کیا مجھے اتنا بھی علم نہیں کہ اس ہی نقوشے پانی کا کٹواں میں
موجود ہے۔ (بعض صاحبان کے صحف پر)

آپ بھی شیخ عبدالاحد کے غلیفہ ہیں۔ ان کے
حضرت شیخ مراد رحمہ اللہ | علاؤ الدین عبدالاحد کے غلیفہ ہے شمار میں۔ جن کابیان
درج کرنا موجب طوالت کلام ہے۔

آپ حضرت خاندن الرحمت رضی اللہ
حضرت شیخ خلیل اللہ سعیدی قدس سرہ | اعلیٰ عنک کے چھٹے فرزند ہیں۔ آپ پہلے
حضرت عروۃ الاولیٰ قدس سرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید رہے۔ اور سلوک
باطنی بھی کمال تکمیل کی خدمت میں رہ کر حاصل کیا۔ باقی جز کچھ رہ گیا۔ وہ حضرت محبت اللہ
قدس سرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پڑا گیا۔ حضرت قدس سرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و
حضرت کبیر مرثا لث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے حق میں بہت خوشخبری دی ہے۔

چنانچہ ایک روز حضرت عروۃ الاولیٰ رضی اللہ عنہ کے مرید معلوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کیا
دیکھتا ہوں کہ ایک فاضل مرید کھڑا ہو کر کہہ رہا ہے کہ میں شیخ خلیل اللہ سعیدی قدس سرہ
سے ہوں۔ آپ میں عثمان ہو گیا ہوں نیز انجذاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خوشخبری دی
کہ شیخ خلیل اللہ نور اللہ عالم ہیں۔ شیخ صاحب علم علم درج اور تقویٰ سے بدرجہ کمال کو

واقعہ حادثہ سفر سائبر سے لگے۔ ایک مرتبہ کہ ایک صاحب غائبانہ کی ایک غلیفہ ہیں کی نے کہ
اے شیخ! اور کہہ گئے۔ اب یہ کچھ فرین ہو گیا۔ خدائی کے لئے بار بار گئے تو ایک سال نہ سوال کی فرمائیں اسے
دی۔ دایہ پا کر فرما لئے گئے۔ حج کی فریبت خم ہو گیا ہے۔

ایک بلوچ کو لاؤ بیٹھا کہ ارادہ کیا۔ کہ ایک کچھ مریدان ہیں میں سے ہے۔ اہل اس کی ادائیگی
اللہ خوش چاہتا ہے۔ سب صاحب لعاب ہیں۔ تو بیٹھے کلاؤ۔ اب پھر سامان اہل کی راہ میں شا
وہ۔ (ان خود مقامات بطوری مرتبہ ہر اقبال جہتہ بطوریہ اور دسترس لہڑ۔ لاہور)

ایک کے کھڑا ہوا کہ ایک مرید ہے شیخ محمد ارادہ گل شری نے مرتب کیا تھا۔ عبداللہ جان فاروقی نے
۱۹۰۶ء میں کراچی سے شائع کیا تھا۔

تھے۔ شریعت اور طہارت کے بڑے پابند تھے۔ مسلک سنی میں اس دنیا فانی سے سحر کرنا اور حضرت محمد اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ منورہ میں قبہ کے برابر مغرب کی طرف موقوف ہونے، حتیٰ کہ حضرت قیوم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہا و اس کی قبر میں صرف ایک دیوار کا فرق ہے دیوار قرب کے اندر باہر واقع ہیں۔

میرے معتمد کنی محمد انور گار فرماتے ہیں کہ تین قبر کے اندر ہیں، بڑی کنی ان سے چھ گز دور پر بھی قبر ہے۔ آپ کے تین بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔

آپ شیخ غلیل اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بڑے حضرت محمد نور اللہ قدس سرہ | بیٹے ہیں۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید تھے۔ اور سلوک باطنی بھی آجنا آپ ہی کی خدمت سے حاصل کیا۔ اور گھر اپنے والد بزرگوار سے۔

جسے (صفت) کہہ کر نے تھے کہ مجھے حضرت جنت اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعلق تھانے کی خوشخبری دی ہے۔ آپ نہایت صالح اور متقی تھے۔ اور شریعت اور طہارت کے بڑے پابند تھے۔ آپ کے چھ بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔ جو بیٹے حسب ذیل ہیں۔ جو اپنے والد بزرگوار شیخ غلیل اللہ کے مرید تھے۔ نور اعلیٰ شامیر شیخ میر جنتی، غلام مصطفیٰ اور میر مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

آپ شیخ غلیل اللہ کے دوسرے بیٹے ہیں آپ حضرت محمد نور اللہ قدس سرہ | نہایت قابل اور صالح تھے۔ آپ کا ایک بیٹا اور دو بیٹیاں تھیں۔

آپ محمد نور اللہ کے فرزند تھے۔ آپ شیخ غلیل اللہ علیہ السلام کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہے۔ جو محبوب دیر اللہ کے بیٹے ہیں۔ آپ کے دو بیٹے ہیں۔ لاکھوں میں سے ایک خاتون خاتون تہذیب و شریعت

کے چھ بیٹے نور اللہ کے محبوب ہے۔ دوسری صاحبی محمد نور اللہ حسن شیخ غلیل اللہ کے بیٹے نور اعلیٰ کی محبوب ہے۔ تیسری فیض الشارح شیخ محمد تقی کے بیٹے میر محبوب کی محبوب ہے۔ شیخ غلیل اللہ کے مرید اور حقیقی بھرت ہیں۔ ان میں سے ایک انھن شاد واد ہے۔ جو پھانوں کا شیخ ہے۔

آپ حضرت خاتون العزت امی حضرت شیخ محمد یعقوب سجدی رحمۃ اللہ علیہ | اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتویں فرزند ہیں آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید تھے۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اپنے بھائی شیخ عبدالاحد سے حاصل کیا تھا۔ شریعت اور طہارت کے بڑے پابند تھے۔ آپ کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی تھی۔

آپ شیخ محمد یعقوب کے بیٹے ہیں۔ آپ حضرت شیخ محمد عصمت اللہ رحمۃ اللہ علیہ | حضرت قیوم ثانی کے مرید تھے۔ سلوک باطنی اپنے چچا شیخ عبدالاحد سے حاصل کیا۔ آپ اعلیٰ درجہ کے صالح اور متقی تھے۔ اور شریعت اور طہارت کے بڑے پابند تھے۔ آپ کے چار بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔

آپ شیخ عصمت اللہ کے بڑے بیٹے حضرت شاہ عصمت اللہ قدس سرہ | ہیں۔ سلوک باطنی اپنے نانا شیخ عبدالاحد سے حاصل کیا۔ آپ اپنے آباؤ اجداد کے طریقہ پر چلے طور پر گذرنا تھے۔ آپ دنیا سے لاد لگ گئے۔

آپ حضرت عصمت اللہ کے دوسرے فرزند حضرت سلطان مشائخ محمد اللہ علیہ السلام ہیں شیخ عبدالاحد کے مرید تھے۔ اعلیٰ درجہ کے متقی اور پرہیزگار تھے۔ آپ کا صرف ایک روضہ ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ | آپ شیخ عصمت اللہ کے تیسرے فرزند
ہیں، اپنے نانا کے مرید تھے۔ نہایت صالح
پرہیزگار تھے۔ اور سادہ بی لاولد بھی تھے۔

حضرت میرا بی رحمہ اللہ | آپ شیخ عصمت اللہ کے چوتھے بیٹے ہیں۔ شیخ
عبدالاحد کے مرید تھے۔ اعلیٰ درجے کے متقی اور پرہیزگار
تھے۔ بن چاروں بزرگوں سے اپنی والدہ سے بھی باطنی استفادہ کیا۔ میرا بی رحمہ ایک
میرا غلام ان کا بیٹا تھا۔ اس کی والدہ حضرت غلام ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دختر فرزند
اختیار شیخ عصمت اللہ کی دختر جہان بانگم مستیہ اہل اللہ کے بیٹے میر خورشید مسکینا
ہے۔ شیخ محمد یعقوب کی بیٹی جلیلہ نام حضرت مروج الشریعت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے فرزند شیخ محمد سالم کی منسوب ہیں۔

حضرت شیخ محمد تقی سعیدی قدس سرہ | آپ حضرت خاندان الرحمت رضی اللہ
عنه کے تیسرے فرزند ہیں۔ آپ
حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید تھے۔ سلوک باطنی حضرت قیوم ثانی رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے حاصل کیا۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔
آپ میں قوت برہنی بدرجہ غایت تھی چنانچہ اس وقت کا کوئی پہلوان آپ کا مقابلہ
نہیں کر سکتا تھا۔ آپ کی شاہ زوری کی یہ کیفیت تھی کہ ایک دو تنوں والا درخت تھا
جس کے تلے کا مٹی کے پاؤں سے بھی مٹے تھے۔ آپ نے وہیں تنوں کو پکڑ کر دو
مٹرے کر دیا۔ اسی طرح آپ کی قوت کے متعلق اور بہت واقعات مشہور ہیں۔ آپ
کا ایک لڑکا اور سات لڑکیاں تھیں۔

شیخ میر تقی رحمہ اللہ | آپ شیخ محمد تقی کے فرزند ارجمند تھے۔ حضرت
تقیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوسے

اپنے نانا کے نہایت قابل آدموں میں شمار کئے جاتے تھے۔ بہت دُعا بابت میں مشہور
تھے۔ آپ کے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔

حضرت سلام اللہ قدس سرہ | آپ کی معرفت ایک سری لوگ تھی۔
آپ شیخ میر تقی رحمہ اللہ کے دوسرے فرزند ہیں

حضرت محمد آسن اللہ رحمہ اللہ | آپ کو آپ کے نانا خلیل اللہ نے متبنی بنایا تھا
جس کے آثار ظاہر ہیں۔ چنانچہ کچھ عرصے سے کراکاب تک آپ سے سوائے پرہیز
کے اور کچھ غلط برائیوں کا شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔ آپ حضرت
مروج الشریعت کے بڑے شیخ نور العین کی بیٹی سے منسوب تھے جس سے دو
بیٹے ہوئے۔

حضرت عرفان اللہ و ثناء اللہ | آپ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر واد کرے۔
آپ محمد آسن اللہ کے فرزند ہیں۔

میر تقی رحمہ اللہ کی لڑکیوں میں سے ایک خاتون نام شیخ میر کی منسوب ہے دوسری
درویش نام حضرت شیخ سعید الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے محمد سیح اللہ کی
منسوب ہے۔ شیخ محمد تقی کی لڑکیوں میں ایک شاہ بانگم جو مولوی محمد ارشد کی منسوب
ہے۔ دوسری حسن علی مشہور شاہ چاروں کا شاہ باقی سے منسوب ہے۔ آپ کی باقی
لڑکیوں میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے منسوب ہیں۔ بن کا
بیان کرنا طوالت کلام کا موجب ہے۔

حضرت خاندان رحمت کی ایک بیٹی صاحبہ نام حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ
عنه کی ایک لڑکی تھیں۔ میں یہاں پہنچا جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ
عنه کے بھائی کی اولاد میں سے شریف محمود سے منسوب کی گئی۔ ان کا ایک لڑکا اور

ایک لاکھ تھی۔

حضرت شیخ بدیع الدین قدس سرہ کی وفات فرمودہ آخر سال کے چھٹے ہیں۔ آپ حضرت ابوہریرہؓ بنی امیہؓ کے مرید ہوئے اور سلوک باطنی انہماک سے اور نیز قدیم تائید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حاصل کیا۔ حضرت قیوم نانی کی خدمت میں ایک سال قرآن کریم کی تفسیر کی خدمت پر حاضر ہوئے۔ آپ شریعت و طریقت کے بڑے پابند تھے۔ آپ کے دو بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔

حضرت شیخ عظیم اللہ قدس سرہ آپ شیخ بدیع الدین کے بڑے بیٹے ہیں۔ آپ شیخ عظیم اللہ قدس سرہ کی شریعت، رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید بنے۔ بعد میں حضرت قیوم نانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دھرم کیا۔ آپ نہایت صالح متقی اور پرہیزگار تھے۔ آپ کے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھیں۔

حضرت شیخ محمد فیض رحمۃ اللہ علیہ آپ شیخ عظیم اللہ کے بیٹے ہیں۔ نہایت محمد عاشق اور فخر الدین ہیں۔ حمد و ثناء کے دونوں صالح و متقی اور پرہیزگار ہیں۔ اور شیخ نور اللہ کے مرید ہیں۔

شیخ عظیم اللہ المشہور بہ بڑا رحمہ اللہ کو کہتے ہیں۔ یہ لفظ وحاشیہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ بڑی عسکر ہے۔ آپ عظیم اللہ کے دوسرے فرزند ہیں۔ نہایت صالح مرد تھے۔ شیخ عظیم اللہ کی بیٹی حضرت عذبتہ اللہ کے دو بیٹے محمد امام کی مشربہ تھی۔

شیخ شہاب الدین رحمہ اللہ آپ شیخ بدیع الدین کے دوسرے فرزند ہیں۔ بہت ہی صالح اور متقی تھے۔ ظاہری علم

بھی بدیع کمال حاصل کیا۔ حضرت عروج الشریعت کے فرزند حضرت شیخ محمد دہلی کی مشربہ تھے۔ لیکن کوئی بولہ نہ ہوئی شیخ بدیع الدین کی لڑکیوں میں سے ایک مشہور حضرت حمودہ اللہ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی شیخ عبداللطیف کی مشربہ تھیں۔ دوسری فخر اللہ، شیخ بہاء الدین معروف بہ شیخ نکال سے مشربہ تھیں۔ تیسری صالحہ ماہدہ نام حضرت قیوم اولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے شیخ عبدالقادر کے فرزند شیخ غلام محمد سے مشربہ تھی۔ حضرت خاں ابراہیم دوسری بیٹی فاطمہ خواجہ محمد صادق کے بیٹے شیخ ابراہیم سے مشربہ تھیں۔ اور تیسری بیٹی شرف النساء جو مریم زہا تھیں۔ اور بیٹیوں نے سلوک باطنی حضرت قیوم نانیؒ کے خدمت میں اشتافی دھرم تک حاصل کیا تھا۔ حضرت مرتضیٰ الشریعت کی مشربہ تھیں۔ اور چوتھی بیٹی فخر اللہ نہایت متقی تھیں۔ ان کی نسبت مولوی فرخ شاہ فرماتے ہیں کہ اگر تین کسی کی ایمان کی سلامتی کی قسم کھا سکتا ہوں تو فخر اللہ کے ایمان کی کھا سکتا ہوں۔ کچھ کی نشانی محمد شریف سے ہوئی تھی۔ اور پانچویں بیٹی شاکرہ کی شادی محمد عبدالرحیم سے ہوئی جس سے دو لڑکے اور ایک لڑکی ہوئی۔ سہا بل اللہ اس شاکرہ کے فرزند ہیں۔

حضرت امیر خسرو مستی شاہ رحمہ اللہ آپ دو دفن سید اہل اللہ کے فرزند ہیں۔ میر حسن کے دو بیٹے ہیں۔ ایک سدا اللہ اور دوسرے کا نام معلوم نہیں۔ مستی اہل اللہ کی لڑکیوں کی کوئی اولاد نہیں۔ شاکرہ کے دوسرے بیٹے کی بھی کوئی اولاد نہیں۔ شیخ محمد عبداللہ نے حضرت خاں الشریعت کی اولاد کا ذکر صرف یہاں تک جمع سے بیان کیا۔

حضرت قیوم ثانی مصمم زمانہ عروجہ و توفیق رضی اللہ عنہ آپ حضرت محمد صالح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے غریبے فرزند ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے فیہ مال احوال مع آپ کے خدام و فرزندوں اور مریدوں کے معاملات کے اس کتاب کے دوسرے حصہ میں بیان کئے جائیں گے۔

حضرت خواجہ محمد فرخ رحمہ اللہ | آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چوتھے فرزند ارجمند تھے۔ آپ گیارہ سال کی عمر میں اس دار فانی سے رحلت ہو گئے۔ جس جموں کی عمر میں آپ سے عجیب و غریب باطنی احوال اور کشف و کرامات نمودار ہوئے۔ چنانچہ حضرت قیوم اقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مکتوب میں لکھا ہے کہ ”محمد قریح کی بابت کیا کہوں کہ گیارہ سال کی عمر میں طالب علم ہوا اور تیس سال آخرت کے عذاب سے روزگار نہ ہوا۔ اور یہی دعا کرتا رہا کہ کسی طرح میں فیاسے لڑکچن میں گذر جاؤں۔ تاکہ آخرت کے عذاب سے رہائی ہو۔ جو رحمن موت کے وقت جب لوگ بیاہریں کے لئے آتے تھے تو اس سے عجیب و غریب باتوں کا مشاہدہ کرتے۔“

حضرت خواجہ محمد حبیبی قدس سرہ | آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہارم فرزند ہیں۔ آٹھ سال کی عمر میں اس دار فانی سے رحلت فرمائی۔ آپ کی پیدائش کے وقت حضرت حبیبی علیہ السلام نے خواب میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں فرمایا کہ اس بچے کا نام میرے نام پر ہو جائے چاہیے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس فرمان کے مطابق محمد علی نام رکھا آپ کے باطنی احوال نہایت اعلیٰ درجہ کے تھے۔ آپ سے بہت سی کرامات نمودار ہوئی ہیں۔

چنانچہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جو کرامات صاحبِ انفسیہ اور خوارقِ عادت آٹھ سال کی عمر میں محمد حبیبی سے ظاہر ہوئے ان کی بہت تعداد ان کا کمال کافی ہوگا۔ کہ وہ جو اہل غیب تھے۔ ان مومنوں غلام زادوں

کے کشف کی یہ کیفیت تھی کہ جو لوگ سفر کو جاسے آپ ان کے رحمت ہوتے وقت ان کے پیش آنیدہ واقعات بتا دیا کرتے۔ جو ہمیں کچھ دنوں میں آتے۔ آپ مسند میں جاتے تو وہ حضرات اور بہنیں ان کی عزتوں پر پناہ لیتے۔

حضرت خواجہ محمد اشرف قدس سرہ | آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چھٹے فرزند ہیں۔ دو سال کی عمر میں وفات پائی۔ حالت شیرخوارگی میں آپ سے عجیب و غریب معاملات ظاہر ہونا شروع ہوئے۔

حضرت شیخ محمد حبیبی امیر بڑا شاہ جو رحمہ اللہ | اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتویں فرزند ہیں آپ نے ۱۰۰۰ ہجری میں پیدا ہوئے۔ آپ کی اولاد کے وقت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اس آیت کا اہتمام ہوا ”وَلَقَدْ كَذَّبْنَا وَلَكَ بِعَلِيٍّ ذِي الشُّبُهَاتِ“ ہم کبھی ایک بچہ کی زندگی کو غلطی سے دیتے ہیں۔ انجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس اشارہ کے موجب آپ کا نام محمد حبیبی رکھا۔ آپ کو شاہ جیواس واسطے کہتے ہیں کہ ایک روز شاہ کمال رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہوتے شاہ سکندر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس نام سے کہ اپنا ایک بیٹا مجھے غایت فرمائیں۔ انفا قاسی وقت حضرت محمد حبیبی موجود تھے۔ انجناب نے فرمایا اسی کو لے لیں۔ شاہ سکندر قدس سرہ نے اپنی نسبت کا الفاظ آپ پر کیا۔ اور فرمایا کہ انہیں شاہ کے نام سے پکارا کرو اس روز سے آپ کو شاہ حبیبی پکارا جانے لگا۔ ہم ان کا مفضل حال شیخ محمد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے احوال میں کچھ آئے ہیں۔

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس فرزند پر بہت ہی عزیز رہے۔ چنانچہ فرمایا کہ جو کس کی نسبت اور بہت بلند ہے۔

ایک بار حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفرِ حج سے واپس آئے۔

گوں جسے دو تین منزل تک آنے کا استقبال کیا۔ جب معلوم کیا کہ تین روز بعد سرحد تشریف لے جائیں گے، تو عرض کیا کہ آپ مجھے خدمت عنایت فرمائیں، انجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ سے یہ چھڑا کر تین جلدی خدمت لینے کا کیا تصور نہ ہے، عرض کیا کہ میرے سبق میں نظر ہوتا ہے، میرے ہم سبق مجھ سے آگے نکل جائیں گے، انجناب نے نہایت مسرت سے اظہار فرمایا، اور بہت ثناء بخش دے کہ خدمت فرمایا، انجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میں قریب ہی کو اس کے بھائیوں کا سامنا چاہتا ہوں لیکن کیا کروں ایک تو اس کی عمر بڑی ہے دوسرے اس پر زندگی میں تصور نہ ہونے باقی ہیں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے وقت آپ کی عمر صرف نو سال کی تھی بعد ازاں اپنے بھائی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں سلوک باطنی پور کیا اور غلامی علم بھی، انسانی دسب سے نکل کر حاصل کیا، حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے علاوہ اعلیٰ اور دوسرے علاوہ آپ کی رعایت کرتے، حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام مخلص کی بشارت، انہیں عنایت فرمائی، حضرت شاہ جریہ علیہ الرحمۃ کو علم ظاہری میں بیحدینا حاصل تھا۔

میرت (مختلف) جریہ کو روئے کتب موطا، انکسار کی سند آپ سے حاصل کی، اور شاہ جریہ نے شیخ عبدالحق دہلوی تدریس سزا سے اس علم میں حضرت شاہ جریہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تعائیت نہایت بلند پایہ ہیں، آپ شریعت اور طریقت کے بڑے پچھے پابند تھے، اور ملت نہوی سے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر کار بند تھے، دوسرے تہج کے ملتے گئے، ایک دوسرے عودۃ الوفاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ، حضرت عودۃ الوفاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو کتاب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ سے رخصت فرمایا۔

اور نگ زیب کے زمانے | املاش کے طبع پر بہت کچھ دیا ہوتا تھا، چنانچہ آج تک سرحد میں عزیب الشہ ہے: الملائک حلت والملك ابصحت، آپ نے مرید میں ایک نہایت عالی شان مسجد بنوائی جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ منورہ سے شمال کی طرف تقریباً تین سو تیرہ تائب کے فاصلے پر ہے، اس مسجد کے تین گنبد اور دو چھوٹے مینار ہیں، اس مسجد کے مقابل حوض سلام اور در سر بھی تعمیر کرایا، آپ نے حضرت خواجہ پرگب باقی باغیہ مدرسہ سترہ العزیز کے فرزند خواجہ عبید اللہ عرف خواجہ گل خان کی بیٹی سے شادی کی، آپ کی تمام اولاد اسی خاندان سے ہے، آپ دو چادری اشافی مشغلہ جبریہ کو اس دار فانی سے رخصت فرما گئے، حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبہ کے پراہ مغرب کی طرف مدفون ہوئے، آپ کے مرقد پر ایک عالی شان گنبد بنایا گیا، آپ کی اولاد میں سے بہن رشکہ اور ایک لڑکی بہن بیہندی زبان میں حضرت شیخ ضیاء الدین مشہور کیش بیچو علیہ الرحمۃ | اور ایک کچھ ہے جس کے صفحہ میں تو زائد وہ، آپ شاہ جریہ کے بڑے لڑکے ہیں، آپ حضرت عودۃ الوفاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کسر دیتے، باطنی سلوک آپ نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عود کی خدمت میں پورا کیا، حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ پر بہت جملان تھے، طریف احمد کی بشارت آپ کو نہایت آخری عمر میں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طافا ہ کے کمر کاہم آپ کے پیر کو کر دیتے تھے، آپ بھی انہیں ملا جان سے سر انجام دیتے، آخری عمر میں یہ کیفیت ہوئی یعنی کچھ غلط آپ کا اسم مبارک یاد کرنا، فوراً یاد ہو جاتا، حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بہنوں میں سے آپ نے سب سے آخر دنیا سے رخصت فرمائی، حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمام

اولاد آپ کی فرمانبرداری کا جملہ تمام خلعت کا رجوع آپ کی طرف ہے۔ آپ جہر کے روز گھر سے نکلے تھے اور سر بند کے تمام چہرے بڑے کپڑے کی زیارت کو آتے ہیں۔ آپ شریعت و طہارت کے پورے پورے پابند تھے۔ جب جملہ غریب اگلی تو اپنے شاہجہان کی ہلنے کا ارادہ کیا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اس پر آپ سے سفر کا مناسب نہیں۔ آپ نے فرمایا: اب میرے شوخوں سے دن باقی ہیں۔ اور مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم نہ آیا ہے کہ میں طلب وقت اور قیوم عالم کی زیارت کروں۔ جب آپ شاہجہان آباد پہنچے تو حضرت فیوم داغ کی زیارت کر کے مریدانہ سلوک کیا اور عرض کیا کہ میں اس پر آپ سے میں صرف جنب کی زیارت کرنے آئے ہوں۔ حضرت فیوم داغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی آپ کی بات کچھ ادب سمجھا کر رکھا۔ کیونکہ آپ بلا واسطہ حضرت حمید زادت نامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہوتے تھے بعد ازاں آپ سرخند واپس انشرفین فرما ہوئے۔ تو چند روز بعد آپ کا وصال ہو گیا۔ آپ نے شاندار جہیز میں دولت فراخی اپنے والد بزرگوار کے گنبد میں مدفون ہوئے۔ آپ کے دو لڑکے اور چار لڑکیاں تھیں۔

آپ شیخ ضیاء الدین

حضرت حسن علی معروف بشاہ چرخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے بیٹے ہیں۔ بہت متقی اور پرہیزگار آدمی تھے۔ آپ کا کلمہ تھا کہ روز بروز بلا غافہ خواہ کیسے ہی مداخلات کیوں نہ آتے عصر کے وقت باہر دو حضرت حمید زادت نامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرقد منازعین کے قریب آکر بیٹھے۔ آپ حضرت فیوم داغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید تھے۔ آغلیاب بھی آپ کی غور و پرواہت فرماتے تھے۔ آپ کے تین بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔ حضرت غلام حسینی المشہر بچھری رحمۃ اللہ علیہ بیٹے ہیں۔ آپ نے سوکھ بانی اپنے ہند بزرگوار سے حاصل کر کے ان کی وفات کے بعد حضرت فیوم داغ علیہ السلام

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رجوع کیا۔ اور بہت کچھ فائدہ اٹھایا۔ بلاط پانی۔ آپ طریقہ احمدیہ کے بڑے پابند تھے۔ اہل آپ کے چند بزرگوار کی طاعتا آپ سے منور ہو گئی۔ آپ کے باقی حالات انشاء اللہ اس کتاب کے جیسے جیسے میں حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خفا سے بیان میں کیے جائیں گے۔ خواہجب احمد جی بھگت آپ کی تعظیم ہے۔ آپ کا ایک بیٹا اور دو بیٹیاں تھیں۔

آپ شیخ محمدی کے بیٹے ہیں۔ نہایت

حضرت غلام فتح شہید قدس متقی جوان مصالحوں پر ہر گاہ ہیں۔ اپنے ہی والد بزرگوار کے مرید ہیں۔ شیخ محمدی کی ایک بیٹی حضرت صفیر اللہ کے دو بیٹے خواہ احمد سے مشوب ہے اور دوسری ابھی چھوٹی ہے۔

آپ حسن علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت محمد باقر مشہور بہ حاجی رحمۃ اللہ کے دوسرے فرزند ہیں۔ نہایت قابل جہاں ہیں۔ آپ کا ایک بیٹا احمد ابھی بچہ ہے۔

آپ حسن علی کے تیسرے فرزند ہیں آپ

حضرت سعادت اللہ رحمۃ اللہ آزاد وضع اور بے تعلق مرد ہیں۔ حسن علی کی بیٹی ہیں ایک شیخ عبدالاحد کے بیٹے محمد انور مشوب ہے۔ اور دوسری شاد صفت بیٹھے اور میری بھی اپنے ہی قبیلہ میں ہے۔

آپ شیخ ضیاء الدین یوسف کے دوسرے فرزند

حضرت شاہ احمد رحمۃ اللہ ہیں۔ نہایت موصالہ اور قابل ہیں۔ آپ حضرت فیوم داغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہیں۔ آپ کی طرف اور لڑکیاں ہیں جن میں سے گمانی بچہ محمد باقر مذکور سے مشوب ہے اور دوسری نامی بیگم شہید پور سا کے بیٹے محمد نور الاسلام کے شیخ ضیاء الدین یوسف کی بیٹیوں میں سے محمد انور شیخ غلیل اللہ

کے بیٹے محمد بن ابوالفضل سے منسوب ہے۔ اور میر النساء خواجہ محمد صادق کے پوتے محمد زکریا سے اور ترمیزی و حسیب شیخ عبدالاحد کے پوتے شیخ محمد زکریا سے منسوب ہے۔ اور جو قی حسیب النساء کا ایک نواسہ محمد پناہ نام ہے۔

حضرت شیخ زین العابدین مشہور بہ شیخ فقیر اللہ علیہ الرحمۃ | آپ حضرت باغ قتالی اعظم کے دوسرے فرزند ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رہ کر پورا کیا۔ حضرت محمد علی کے کچھ عہدہ بشارت عنایت فرمائی۔ آپ کے باطنی احوال بہت بلند باور تھے۔ ظاہری علم بھی آپ نے اتمالی وجہ سے مکمل حاصل کیا۔ بشریت و طریقت کے ہر شعبے پانہ تھے۔ اگر لوگ آپ سے ظاہری و باطنی بات چاہتے کرتے تھے۔ مسئلہ زحری کو اس چہان فانی سے رخصت ہو گئے اور اپنے داماد زکریا کے قبہ میں دفن ہوئے۔ آپ کی اولاد میں سے ملت کے اور تین ہو گئے۔

حضرت شیخ نور الدین احمد رحمہ اللہ | آپ شیخ فقیر اللہ کے بڑے بیٹے ہیں۔ آپ نے باطنی سلوک حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے حاصل کیا۔ نہایت صاف متقی اور پرہیز گار تھے۔ جن ملت کو گویا کی طرح مائل کرنے کے سوا اور کوئی کام نہ تھا۔ حضرت قیوم باغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ شیخ نور الدین احمد ہر وقت حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رہتے تھے۔ ایک دو بیٹے ہیں۔

آپ نور الدین کے نور الدین ہیں۔ نہایت حضرت محمد بن ابوالفضل رحمہ اللہ | صالح اور متقی ہیں۔ دن رات مسجد کے کام ہے اپنے والد بزرگوار کے مریض ہے۔ آپ کے دو بیٹے ہیں۔ جسکی اولاد اور رضوان اللہ تعالیٰ

ہی جان۔ صالح حافظ اور طالب علم ہیں۔ اور دونوں شیخ محمد زکریا رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مریض ہیں۔

آپ شیخ نور الدین کے دوسرے بیٹے ہیں۔ نہایت خواجہ محمد محفوظ رحمہ اللہ | قابل زبیا اور خوش طبی ہیں۔ آپ کی ایک بڑی بہن جو شیخ فقیر اللہ کے دوسرے بیٹے رضوان اللہ سے منسوب ہے۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مریض تھے۔ نہایت متقی اور پرہیز گار تھے۔ آپ کی بہن بیٹہ بیٹوں ایک شیخ راجح سے منسوب تھی۔ دوسری محمد ثالث سے اور تیسری محمد بن ابوالفضل سے۔ آپ شیخ فقیر اللہ کے تیسرے فرزند ہیں خواجہ محمد رکشن ضری رحمہ اللہ علیہ | اپنے نانا کے صالح اور متقی تھے۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مریض تھے۔ آپ کے دو لڑکے ہیں۔ اور تین لڑکیاں۔ دونوں بیٹے غلام احمد اور شیخ محمد صالح اور قابل ہیں۔ آپ کی بیٹیوں میں سے ایک بیٹی محمد باغ کی بیوی سے منسوب ہے اور دوسری حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نواسے محمد راجح کی منسوب ہے۔ یہ بیٹوں اپنے شیخ عبدالاحد کی بیٹی کے بطن سے ہیں۔ اور حضرت غفران الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں شامل ہوتے ہیں۔ گویا یہ سید برحقہ اور مجید ہیں اور شاہ جہد کی اولاد میں قیوم سے متاثر ہو چکا آتا ہے۔

ایک دفعہ میں مصنف کتاب اپنے شیخ محمد زکریا کو کہا کہ آپ کے بھائیوں کو سید سے گئے۔ تو انہوں نے کہا ہم سنہ میں ان کے ہوسے ان سے ملے ہیں۔ یعنی شیخ عبدالاحد کے پوتے محمد راجح کے لڑکے جو شاہ جہد کے نواسے ہیں۔ ہم نے ملے ہیں۔ محمد راجح کے لڑکے بھی ان میں گھل مل گئے ہیں۔ گویا وہ شاہ جہد کی اولاد ہیں۔ انہیں نے یہی بات مولوی فرخ شاہ کے بیٹے شیخ ضیاء اللہ کو سنائی۔ تو اس نے کہا کہ ہم نے جو ان سے ملے وہ ان میں سے سب سے صالح ہیں۔ اور جو ہم میں سے انہوں نے ملے وہ محت

ناسق اور عامینہ زندگی کے مالک ہیں۔

خواجہ محمد درویش رحمہ اللہ آپ شیخ فقیر اللہ کے چوتھے فرزند ہیں۔ حضرت صالح مسمیٰ اور چار بھائی تھے۔ آپ کے دو بھائی ہیں اور ایک لڑکی۔

خواجہ کمال الدین قدس سرہ المنیٰ ہیں۔ شیخ منیا الدین یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ اعلیٰہ کے مرید ہیں۔ آپ کے دو چچے لڑکے ہیں۔

خواجہ وجہ الدین رحمہ اللہ علیم ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت قیوم راجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے حاصل کیا۔ آپ کے حالات انشاء اللہ اس کتاب کے جو حصے جس میں حضرت تبلیغہ اللہ کے خلفاء میں نقل کیے جائیں گے۔ آپ کا ایک چچوٹا ماسا سید سراچ مسموم نام ہے اور محمد درویش کی لڑکی اس کے بیٹے سید محمد سے منسوب ہے۔

حضرت شاہ گدا رحمہ اللہ علیم حضرت محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت محمد رحمہ اللہ اور اپنے والد بزرگوار کی خدمتوں سے حاصل کیا۔ شریعت اور طریقت کے پورے پورے پابند ہیں۔ آپ کا صرف ایک لڑکا ہے۔

خواجہ سعید احمد رحمہ اللہ علیم جوان صاحب، قابل دنیا اور خوش مجلس ہیں۔ آپ شاہ گدا کے فرزند اچھند ہیں۔ آپ باپ کے ہم مرید ہیں۔ اور آپ کا صرف ایک لڑکا ہے۔

خواجہ شریف احمد رحمہ اللہ باطنیت اور صلاحیت کے آثار پائے جاتے ہیں۔ آپ سعید احمد کے فرزند ہیں۔ آپ کی پیشانی میں

خواجہ ضیاء احمد رحمہ اللہ علیم اور باطنی علوم کے جامع ہیں۔ علم ظاہری آپ نے

انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ شریعت اور طریقت کے پورے پورے پابند ہیں۔ گوشہ نشینی اور قطع تعلقی آپ کا شیوہ مرید ہے۔ آپ کے دو لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں۔ دونوں ضیاء احمد کے

حضرت سخی احمد وزین العابدین رحمہ اللہ علیم ہیں۔ دونوں ہی صالح اور قابل ہیں۔ ضیاء احمد کی لڑکیوں میں سے ایک کمال الدین کی منسوب ہے۔ اور دوسرا ابی مجیدی ہے۔

شیخ رضی الدین رحمہ اللہ صالح اور متقی ہیں۔ آپ اپنے والد بزرگوار اور چچا کے مرید تھے۔ اپنے آباؤ اجداد کے طریقے پر کاربند ہیں۔ آپ کا صرف ایک بیٹا ہے۔

خواجہ غلام شریف احمد رحمہ اللہ قابل ہیں۔ شیخ فقیر اللہ کی لڑکیوں میں سے ایک خاتمی محمد بنس سے دوسری خاتمی محمد بنس سے چچا زاد بھائی فقیر احمد سے منسوب ہے۔

حضرت خواجہ محمد امام رحمہ اللہ آپ دنیا سے لاٹھ گئے۔ شاہ جو کی بیٹی زین الدین مشہور بہ مہجی شیخ عابد کی منسوب ہے۔

حضرت محمد الوفاء ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تین بیٹیاں تھیں۔ ایک رقیہ جو حالت

اولاد نہ ہوئی .

آپ شیخ عبد اللطیف کے فرزند ہیں باطنی

حضرت شیخ عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ | آپ نے سلوک حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے حاصل کیا . آپ کے دو بیٹے ہیں . امام رفیع الدین اور فدا احمد دونوں نے سلوک باطنی حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حاصل کیا . ان کے حالات حضرت اس کتاب کے جو صفحہ جہتے ہیں حضرت فہیدۃ اللہ کے خلفاء کے حالات میں مفصل ملے جیسے جائیں گے . خواجہ رفیع الدین کے دو چھوٹے بڑے ہیں . اور ایک بڑی اعزائلا شیخ عبدالحی سے منسوب ہے .

آپ شیخ عبد اللطیف کے تیسرے فرزند

حضرت فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ | ہیں . نہایت صالح اور متقی تھے اپنے مشائخ کے مرید تھے . شیخ عبد اللطیف کی نوکی را شدہ حضرت مرقع الشریعت کے پوتے شیخ بکرت اللہ سے منسوب ہے .

آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی

حضرت حاجی فضل اللہ رحمۃ اللہ علیہ | اللہ تعالیٰ اعز کی دفتر فرخندہ اختر حضرت خیر کے نور چشم ہیں . آپ نے باطنی سلوک حضرت قیوم ثانی و حضرت قیوم ثالث سے حاصل کیا اور حضرت قیوم رابع سے بھی فائدہ اٹھایا . حضرت فہیدۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پہلے پہل میں شخص نے میری قومیت کو مانا وہ حاجی فضل اللہ تھا . آپ نے ظاہری علم بھی بدرجہ کمال حاصل کیا . مشیت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بڑے پابند عملی پرور نہایت اور بدعت سے سخت متنفر تھے . آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر کی خدمت ایک اختر سے منسوب تھے جس سے تین روکے اوروں کو بھیج دیے .

شیخ خواجہ فرید الدین ہونگین . دوسری اہم مکتبہ جو چودہ سال کی عمر میں اس دار فانی سے کوچ کر گئی . قیومی غریب زمان . واقعی آپ اپنے وقت کی خدمت پر تیس آپ نے سلوک باطنی اپنے والد بزرگوار حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے حاصل کیا . آپ کا بیٹا کو ولایت اور کائنات پر توحید کے استقامت و ہر کے حاصل ہوئے کہ آپ کو خوش خبری دی کہ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جیسے عبدالغادر کی مشورہ پر تھیں . حضرت خیر کے کہ بنی حرب و بیل بیٹے اور سات بیٹیاں ہیں .

آپ حضرت خیر کے بیٹے اور حضرت مجدد الف

خواجہ غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ | ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نوے ہیں . نہایت صالح اور متقی آدمی تھے . آپ نے سلوک باطنی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے حاصل کیا . آپ کا حرف ایک بیٹا تھا . جو بچپن ہی میں فوت ہو گیا .

آپ حضرت خیر کے دفتر حضرت قیوم

حضرت شیخ عبد اللطیف رحمۃ اللہ علیہ | اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند ہیں . آپ نے سلوک باطنی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حاصل کیا . شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے . ظاہری بھی بدرجہ کمال حاصل کیا . و روح نقوی آپ کا شاگرد تھا . شیخ عبد اللطیف کے تین بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں .

آپ شیخ عبد اللطیف کے فرزند ہیں .

خواجہ محمد موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ | نہایت صالح و مروت تھے . اپنے والد بزرگوار کے مرید تھے . آپ کا ایک اور ایک بڑا بڑا ہے .

آپ محمد موسیٰ کے فرزند ہیں . آپ

خواجہ سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ | و نیکے لاد گئے . نوکی سے بھی کوئی

حضرت سہام الدین رحمہ اللہ | آپ حاجی فضل اللہ کے دوسرے بیٹے ہیں
آپ اعلیٰ درجہ کے پریزگار تھے۔ آپ کی ایک
واکی ہے اور تین روئے کے، نظام الدین، جمال، اور وحید الدین تینوں حاکم الدین
کے بیٹے ہیں، اور تینوں ہی صالح مرہو تھے۔ لیکن تینوں کا والد سہام الدین کی لڑکی
نور العیسیٰ کے بیٹے سے منسوب تھی۔

خواجہ میر محمد حسرت احمد رحمہ اللہ | آپ حاجی فضل اللہ کے تیسرے بیٹے ہیں
حضرت جت اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید اور
شریعت و طریقت کے پورے پورے پانڈ تھے۔ لیکن اپنے شاخ میں بہت مصروف
تھے۔ چنانچہ حضرت عروۃ اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات میں "مقامات معصومی" نام
ایک تاریخ لکھی ہے۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکوت مات کو
خوب سمجھتے تھے۔ آپ کے دور کے دو تین لڑکیاں ہیں۔

خواجہ محمد عشق علیہ الرحمۃ | آپ میر صفی احمد کے بڑے بیٹے ہیں۔ جذوب
احوال ہیں۔ آپ کی صرف ایک لڑکی ہے۔

حضرت میر نیاز احمد رحمہ اللہ | آپ حاجی اودھتی ہیں۔ آپ اپنے نانا حضرت مجدد الف ثانی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہیں، اور خالصت علمی میں سے مثال ہیں۔ تلمیذ خدائی شعر فیہ
آپ کا محبوب شغل ہے۔ آپ ہر روز غزلیں سناتے ہیں۔ چوتھوں آپ سے ایک بار ملا ہے شہتہ
ہو جاتا ہے۔ آپ کا ایک بٹا ہے اور دو بیٹیاں۔

حضرت میر تقی معصوم رحمہ اللہ | آپ نیاز احمد کے بیٹے ہیں۔ لیکن کم سن
حضرت میر تقی معصوم رحمہ اللہ | آپ نیاز احمد کے بیٹے ہیں۔ نیاز احمد
کی دونوں لڑکیاں سولہ گیم فیسیم اللہ جھری ہیں۔

میر صفی احمد کی تین لڑکیاں ہیں۔ میر النساء، عروۃ النساء اور عیسیٰ النساء بجائی
فضل اللہ کی لڑکیوں میں سے پہلی جگہ حضرت مجدد الف ثانی کے بیٹے شیخ روح اللہ سے
منسوب ہے۔ دوسری امیر حضرت شیخ سیف الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے محمد عثمان
کی منسوب ہے۔ حضرت فیہر کی سات بیٹیاں تھیں۔ پہلی نام تو میر حضرت صیدۃ اللہ کی
منسوب تھیں، دوسری مرشدہ حضرت جت اللہ سے منسوب تھیں، تیسری اتم سلمہ جو
کے حق میں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا ہے کہ اس کا
نور چلتے آسمان تک پہنچا ہے۔ اور میر محمد بن محمد بنارستان کے حق میں فرمائی ہیں
وہ محمد صادق سے منسوب تھیں، ان کی صرف ایک لڑکی تھی، جو حضرت محمد اشرف کے
بیٹے شیخ محمد عیسیٰ سے منسوب تھی، چوتھی شیخ سلطان سے منسوب تھی۔
حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بجائی کا صرف ایک بیٹا ابوالحسن
نام تھا۔ جو نہایت صالح و مروت تھا۔ ابوالحسن کا ایک ہی بیٹا عبدالعزیز تھا، جو عالم باطن
تھا۔ عبدالعزیز کے تین بیٹے تھے۔

شیخ محمد عبداللہ علیہ الرحمۃ نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد
کے سوا صرف اسی قدر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد کا ذکر کیا ہے۔
نہیں دیکھا، نہ اور جگہ سے متعین کیا ہے۔ فی الواقع آئینہ جامع رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کی انھی ہی اولاد میں یہاں پر آئینہ جامع کی اولاد کے آسانے گرامی درجہ کرنے
کی یہ وجہ ہے کہ بعض لوگ فخر پر بلا سند حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد ہونے
کا دعویٰ کرتے ہیں۔ چوتھی کسی دوسرے معتقد نے آئینہ جامع کی اولاد کے حالات
قلند نہ نہیں کئے۔ اس لئے معلوم نہیں ہو سکتا کہ میر محمد بنارستان یا شیخ اس واسطے
جس نے مستقل حالات بیان کر دیے ہیں۔ تاکہ اس کو فی غیر شخص حضرت مجدد الف
ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں شامل نہ ہو سکے۔ آئینہ جامع کے حق تعالیٰ نے بشارت

حلفا فرمایا ہے کہ آنجناب کی اولاد تمام جہان سے افسن ہے۔ آنجناب کے وصال کو ایک سو بیس سال ہونے آئے لیکن حضرت کی اولاد کا یہ خاصہ ہے کہ اس میں علم و فضل، بزرگی، شریعت، و طریقت کی پابندی، دینی قوت، معرفت، احدیت میں ثابت قدمی و حقیقت میں استبدال، ارشاد مستقب و طرہ و کما حدہ اب تک ہر ایک میں خود فروا موجود ہیں۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک ایسا ہی ہوتا رہے گا چنانچہ اس بار سے ہیں خود آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سلیمانؑ اور حضرت مہدیؑ اللہ تعالیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے دعا کرتا ہوں کہ تم سب کے لئے اللہ کی رحمت اور جو ان میں سے قسمت ہو گئے ہیں۔ ہر ماہ کے بد فاتحہ پڑھ کر ان سے دینی اور دنیاوی مطلب کے لئے درخواست کیا کرو۔ جو ان میں سے نودہ ہیں۔ ان کی خدمت کیا کرو۔ اور ان کی خدمت کو دونوں جہان کی نیک بختی سمجھو تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے دینی اور دنیوی کام ان کی توجہ کی برکت سے آسان کر دے۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صرف ایک خاتون عقی بی بی شیخ سلطان لی بی بی زہرا۔ اسی خاتون سے تمام اولاد ہوئی۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفاء کرام

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفاء، اس قدر ہیں کہ اگر ان کے حافظہ، نہایت اختصار سے بھی لکھا جائے تو کئی دفتر درکار ہیں، ہم یہاں ان میں سے صرف بہت ہی مشہور خلفاء کا ذکر کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ آنجناب کے تمام خلفاء کی تعداد چوبیس خلافت اور اسیارت خلافت ہونی چاہئے ہزار ہے۔ بعض نے ان کی تعداد کم بتائی، بعض نے زیادہ۔ خلفاء مرید اور فرزندان کے علاوہ قریباۃ ایسے شخص ہیں جو آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

آپ کے فرزندان کے بعد آنجناب حضرت میر محمد نعمان حسینی رحمۃ اللہ علیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پندہ علیہ ہیں۔ آپ

میر سید شمس الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد بزرگوار ہیں۔ آپ کا وطن مالوف دہشت ہے۔ آپ سید بزرگ کے نام سے مشہور تھے اور پختاں کے رہنے مشہور مشائخ میں شمار ہوتے تھے۔ ۹۰۰ ہجری میں پیدا ہوئے۔ آپ کی ولادت سے پندرہ نام و ظہر کوئی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب میں آپ کے والد بزرگوار کو فرمایا کہ تمہارے ہاں ایک بڑا بزرگ پیدا ہونے والا ہے اس کا نام میر سے نام پر رکھنا جب میر صاحب ہندوستان آئے تو حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ العزیز کے مرید بن گئے

علیٰ حضرت میر محمد نعمان قدس سرہ کے اعمال و مقامات پر تصاحب حضرتنا قدس خواجہ

حضرت خواجہ صاحب آپ پر شایع مہربان بقیہ حبیب انجمن روضی اللہ تعالیٰ عنہ

[illegible]

میں نے اپنے غلط کام کو شہرت و بڑو الف نانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تواسے کیا تو ان میں ایک

میں نے اپنے صاحبزادے سے کہا کہ اسے حاصل ہونے والوں میں سے ایک بن جائے۔ آپ کی
محبت میں اسے مل سکے۔ میری بہنیں، صوفیاء، ملاح، شیعہ، صوفیاء کے سرگرم ہونے کے خلاف میں نے اپنی
بہن سے کہا کہ آپ کی مخالفت میں اسے جاننا کہ اس کے کفر کا دعویٰ ہے۔ یہ سب ہو گئے۔
حضرت حمزہ العزیزی کے کہنے سے اس نے اپنے کفر کا دعویٰ کیا۔ اس نے اپنے کفر کا دعویٰ کیا۔ اس نے اپنے کفر کا دعویٰ کیا۔
حضرت حمزہ العزیزی کے کہنے سے اس نے اپنے کفر کا دعویٰ کیا۔ اس نے اپنے کفر کا دعویٰ کیا۔ اس نے اپنے کفر کا دعویٰ کیا۔
حضرت حمزہ العزیزی کے کہنے سے اس نے اپنے کفر کا دعویٰ کیا۔ اس نے اپنے کفر کا دعویٰ کیا۔ اس نے اپنے کفر کا دعویٰ کیا۔

حضرت میر کی شہرت ہندوستان سے لیکر کثرت ممالک اسلام میں پہنچی۔ ذوالکھلوں ملک تاجستان
میں حاضر ہوئے۔ خصوصاً افغانان، ایرانین اور وسط ایشیاء سے بہت سے حضرات ہر وقت خدمت
میں حاضر رہتے۔ حضرت محمد کے اہل خانہ اور اسام سے بغیر دیکھنے والے دروازے پاؤں نہ دیکھ سکتے تھے۔
میں اس خط کو انکار کیا کہ میر جو لیان کبیر اس کیس پاس یکساں لکھو اور کج افغان ہر وقت موجود رہتے ہیں کسی
وقت باغیانہ کر کے سلطنت کا تختہ زلنا دیا ہے۔ بادشاہ کو بھی اس خیمے سے کھڑے نہ ہونی۔ آپ کو بلا کر
میں طلب فرمایا۔ بادشاہ نے لیے پچا کھم کھم کیوں کہانے ہوئے تھے لوگوں کو حضرت کہنے سے منع کیا کہوا
چہ۔ چوہا نہ کہہ آپ کے پاس ایک بالاکو سوار رہے ہیں۔ باغیانہ کی اس بات پر آپ جیسے دیکھے۔
باغیانہ کہے کہ میں سوال کرتا ہوں اور آپ جیسے نہیں۔ میں نے شکر برداروں کو اپنے نہیں کرتا۔ جہاں خان
سپہ سالار افواج غلیہ جیسے اس وقت موجود تھا۔ لکھ لکھا۔ حضور ان کو ہر وقت شیخ احمد سرحدی
لے جاتے تھے خدمت کثرت ممالک کی یاد تازہ رہی ہوتی ہے۔ برج باغیانہ میں سادہ کن کے خلیفہ کو
برج جیسے دیو باغیانہ ملے گا پچا چوہا کہے۔ بادشاہ نے خلیفے میں کرگاہ انہیں لے جایا۔ اور
اپنی قید میں رکھو۔ جہاں خاس لے لیا کہ ایک کی خدمت کرنے لگا۔ اہل اروت جہاں خاس کہے
حاصلت میں آئے لگے۔ بادشاہ نے حضرت خان کو جاکر تنبیہ کر کے کہو لے لیا شہر ہے۔ جہاں خاس لے
دینا عیاشیہ تہو و سحر (م)

یہ میر صاحب بھی تھے۔ پہلے پہل میر صاحب کو حضرت قیوم اقل مجدد العتث ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں جانے میں تاخیر تھا۔ مگر حضرت خواجہ باقی باعد رحمۃ اللہ علیہ نے سمیت الطائفین فرمایا۔ مگر حضرت شیخ احمد اس وقت البیاء آخاب میں جس کے سامنے ہم جیسے بڑا دلورن تیار نہ تھے۔ پھر آپ آجناب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دیکھا جو کچھ کہا گیا تھا اس سے کچھ بند رہے۔ آپ نے بعد کے ساتویں سال حضرت مجدد العتث ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے۔ اسی سال حضرت مجدد بہار ہو گئے۔ تو احتیاطاً خواجہ میر صادق اور میر محمد نعمان کو بلوا کر اپنی نسبت خاص کا اظہار فرمایا۔ لیکن بعد ازاں آجناب کو کھت ہو گئی۔ پھر آجناب نے میر صاحب کو وفات دے کر کوکن روانہ فرمایا۔ لیکن میر صاحب کے طریقے اور گوشہ نشینی کو دل کا مباحی حاصل نہ ہوئی۔ کیونکہ وہاں پر شاہ فضل اللہ اور شاہ جیسے بڑے بڑے سناخ موجود تھے۔ جن کے ہزار مرید تھے۔ اس لئے میر صاحب واپس آجناب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آجناب نے دوبارہ میر صاحب کو کوکن روانہ فرمایا۔ اور فرمایا کہ اس سفر کو پہلے سفر کی طرح خیال نہ کرنا۔ واقعی کس طرح میں میر صاحب خصوصاً قیوم کے ساتھ روانہ کئے تھے۔ چنانچہ ان گشت پیادے اور چار سو سوار آپ کے حلقہ میں شامل ہوئے۔ دوسرے مناجح کمر یہ بھی میر صاحب کی خدمت میں آئے تھے۔ لوگ اس قدر کثرت سے جمع ہوئے تھے کہ بارشاہ ہند نے ڈر کر آپ کو دکن سے بلا کر اپنے پاس رکھا۔ حضرت مجدد نے میر صاحب کے اعانت نامہ میں یہ الفاظ تحریر فرمائے ہیں:

ہاں عارف باعد رہبند دکن

دعوت بہار سے مراد سفر تھا کہ میر صاحب نے اپنا دل پڑھنا ہے مزید اس کے پاس کوئی نہیں اس کوئی تدبیر نہیں ہے۔ بارشاہ نے کھو گیا ہے برہانپور سے اکبر آباد لے آؤ۔ اگر بادہ میں اگر آپ شہر ہند بہار میں اگر ایک جاہ بھی اور آپ کو مرید رضائی ترہینہ کا مقررہ بل لیں۔

کہ ایک بار یہ شکوت ہو گیا۔ کہ

آج صبح قہاری طوف قہر ہوئی۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ تیار سے کمال کا بال آفتاب کے مظاہر میں کمال کا بدر چوکیسے اور فضا و قدر نے کچھ آکا ہدایت میں لے کر رہا نہ رکھا۔ شمس نام کا کلک اس بدر پر پڑا۔ اور کمال میں اب کوئی اور سر نہیں رہ گئی۔ سب دھواں کمال حاصل تھا ہے۔ ہوا اتنا ہے کہ اپنی دوست کے مطابق اس سے اندک اس ہدایت لینا رہے گا۔ درجہ اس کی مثال صدمت انہیں کے سامنے یہی تھی کہ پورا القہر ہو گیا۔ کہ نہ دوت اس خواب کا نتیجہ ہے جو ہم نے دیکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ تیار افرضہ سب کا سب مباح ہو گیا۔ دھواں اٹھا ہوا۔ اقدیر ہے کہ تکمیل اس کمال کے اندازہ کے مطابق ہوگی۔ اور اس گرد و فاع کے بکلی بیابان سب تہلے دھج و شریف سے متفرق ہو جائیں گے۔

اس حدائق کی تخلیق بھی آجناب نے میر صاحب کو عتاب فرمائی تھی۔

خواجہ باختم گنجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ کبھی شخص نے میر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت کی تپ نے جانے سے پہلے دعاء کے احتیاط کے بارے میں تاکید فرمائی۔ ایک گھڑی بعد شور مچا ہوا کہ کبھی کہنے میں کبھی پڑ گئے ہیں۔ اور ایسے سخت کہ ایک گھڑی میں گشت سے پڑی کبھی بچ گئے ہیں۔ میر صاحب نے فرمایا کہ یہ بچہ حلال کی کمانی کا نہ تھا۔ نفیث کے بعد مریض ہوا۔ کہ اس شخص کے ایک دوست نے جو حاکم شہر تھا ارعایا سے زہر دیتی چھین کر بھیجا تھا۔

ایک رات میر صاحب شہید کی نازاں اور ذکر رہے تھے۔ کہ اتنے میں ایک برات وصول ہوا۔ اور بائیس کے ساتھ گائی تھی۔ آپ کے کلک کے پاس سے گزرتے آپ کے حضور نقاب میں چھ فرق آیا۔ تو فوراً سلام پیر کر سامنے پڑے ہوئے ایک تن

کو اونہ صا کر دیا۔ اس کو اونہا گنا تھا کہ وہ برات صحر سار و سامان غائب ہو گئی
آپ پر سہو کی حالت طاری تھی جس کو رات والا سطر قبول کئے۔ اور خود حضرت عہد و اہل
ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کے لئے سرسبز روانہ ہو گئے۔ چھ ماہ حضرت عہد و اہل
ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رہے۔ پھر دکن آئے تو وہاں چچا تھا کہ چھ ماہ پہلے
ایک برات غائب ہو گئی تھی۔ جب آپ نے سنا تو فرمایا کہ یہ میری تصویر تھا۔ اٹھ کر
وہ برات سیدھا کر دیا۔ برتن سیدھا کرتے ہی وہ غائب شدہ برات عین عین نمودار ہوئی
اور اسی شور و شغب سے گھاٹی بھاٹی روانہ ہوئی۔

امیر بہت غافل نے اپنے پیٹے سفینہ مال کو میر صاحب کی نظر کیا ہوا تھا۔ لیکن
میں اس رنگے کو چپکے نکل آئی۔ سختی کر کے لے کر آئی۔ جب وہ میر صاحب کے
پاس لایا گیا تو آپ نے وہ بیاری اپنے ہم پر سلی۔ چنانچہ اس کے مانے آپ کے چہرے
پر نکل آئے۔ رنگے کو تو شفا ہو گئی۔ لیکن میر صاحب اس مرض سے لاچار ہو گئے آخر
آپ نے اسی بیماری کی آفت کو ایک دیوار پر ڈالا ہوا اسی وقت گر گئی۔

ایک روز جناب میر صاحب نے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو
نواب میں دیکھا جو فرماتے ہیں۔ ”کہ جو شخص شیخ احمد کا مقبول ہے وہ میرا بھی مقبول
ہے۔ اور جو میرا مقبول ہے وہ اللہ تعالیٰ کا مقبول ہے۔ اور جو شخص شیخ احمد کا مردود
ہے وہ میرا بھی مردود ہے۔ اور جو میرا مردود ہے وہ اللہ تعالیٰ کا مردود ہے۔“ جیسے
فرماتے ہیں کہ جلد خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ کا مقبول ہے کہ میں جناب کا مقبول ہوں۔
پھر جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ”جو تیرا مقبول ہے وہ
میرا مقبول ہے اور جو میرا مقبول ہے وہ مقبول خدا ہے۔ اور جو تیرا مردود ہے وہ
شیخ احمد کا مردود ہے۔ اور جو میرا مردود ہے اور اللہ تعالیٰ کا مردود ہے۔“

ایک روز میر صاحب نے فرمایا کہ مجھے ایک مقام کی یاد دہانی میں آئی ہے۔

بلند جگہ سے گر کر گناہی تھا کہ وہ مقام مجھے حاصل ہو گیا۔ اس فکر میں میں نے علما بجا
اسی وقت مجھے اہتمام ہوا کہ آج جو شخص یہ علما اکھاڑے گا۔ بہشت میں جائے گا۔

آپ کا مردار اگر آباد میں عام و خاص کی زیارت گیا ہے۔ شیخ ابو اعلیٰ رحمۃ اللہ
تعالیٰ علیہ نے بولنے وقت کے بڑے دشمن شیخ بن شہار ہوتے تھے۔ آپ سے استغفار
باغی کیا۔ میرا ابو اعلیٰ صاحب جہیز میں تو اچھے تھے۔ لیکن اس کے طریقہ میں بعض بدعتی
امور پائے جاتے تھے۔ جو حضرت عہد و اہل ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریقہ جہیز کے
خلاف تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت امیر احمد میرا ابو اعلیٰ کے طریقہ سے خوش نہیں
کیونکہ وہ اپنے پیروں کے مخالفت چلتا ہے۔ میرا ابو اعلیٰ کے دو خطبے تھے۔ ایک سید
کالیوڑی۔ دوسرے سید علی علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما۔

حضرت عہد و اہل ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت قیوم ثانی رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلے خلیفہ خواجہ عبد حنیف کابلی میر محمد نعمان کے فدایہ سے حضرت مجدد
کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس واسطے خواجہ عبد حنیف ہمیشہ میر صاحب کے شکر گزار رہے۔
اور کثر ان کی زیارت کے لئے دکن جایا کرتے۔ ایک دفعہ حسب معمول دکن کی طرف روانہ
ہوئے۔ ابھی سرخند سے پہلی منزل ہی طے کی تھی کہ شیخ آدم بٹوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
سے طاقت رومی۔ شیخ صاحب کی عادت تھی کہ جو شخص ملتا اس سے اپنے علوم و فنون
بلین فرمایا کرتے۔ خواجہ عبد حنیف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اپنے علوم و معارف کا ذکر کیا
پھر پوچھا کہ کدھر کا ازاد ہے۔ خواجہ صاحب نے کہا دکن جانا ہوں۔ پوچھا۔ میر محمد نعمان
سے بھی پوچھے گئے۔ کہا جانا ہی اسن مغل سے ہوں۔ کہا تو پھر اس علوم و معارف کا ذکر
میر صاحب سے نہ کرنا۔ کہا بہتر۔ جب خلیفہ خواجہ عبد حنیف اور میر صاحب کی آپس
میں ملاقات ہوئی۔ تو ایک روز میر صاحب بارگاہ سیر ہو گئے۔ دونوں ایک ہی سواری
میں تھے۔ اور بہت سے مرید بھرا تھے۔ میر صاحب نے خواجہ صاحب سے پوچھا۔

کہ پہلی منزل آپ نے کہاں کی؟ کہا بنو میں۔ پوچھا شیخ آدم سے ملاقات کی؟ کہا
ہاں۔ پوچھا باہمی کیا گفتگو ہوئی تھی۔ کہا ہاں اس کے اظہار سے شیخ صاحب نے منع
کیا تھا میرا صاحب نے فرمایا۔ اس نے اپنے معارف و علوم بیان کئے تھے۔ اور وہ یہ
تھے۔ چنانچہ میرا صاحب نے حرف بہ حرف اعداہ کر دیا۔ اور پھر سخت داخل ہو کر فرمایا
کہ یہی اس کے عادت ہیں جن پر اسے اتنا فخر ہے۔ اسے اپنی قدر و قیمت معلوم نہیں
وہ نہیں جانتا کہ ہم حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور میں حاضر رہا
کر رہے تھے۔ وہ بڑا بڑو چلا ہے۔ مخدوم نادوں سے براہوی کے دھوسے کرتا رہتا ہے
طیرت خداوندی سے نہیں ڈرتا۔ بعد ازاں میرا صاحب نے اپنے خدیو کی طرف
اشارہ کیا کہ یہ مہلک جن پر شیخ آدم کو فخر ہے۔ میرے لٹاں مرید اور لٹاں باریز
بدلتہ آکر پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ کورہ بالا حالات خدیو کی طرف پر وارد ہوئے۔ اور میرا
بھی جذبہ میں آئے۔ جملہ آدمی ساتھ تھے سب کے سب بے خود ہو گئے۔ سنی کہ
گھوڑے پہل اور دوسرے کوئی سب از خود رفتہ ہو گئے۔ دیکھ تک پڑے رہے
کسی کو اپنے آپ کی مشغولیت نہ تھی۔ بعد ازاں آقا فرمایا۔ تو میرا صاحب نے
وہ ذکر سچوڑا۔ اور دوسری باتیں شروع کیں۔

حضرت خواجہ ہاشم کاشغری علیہ الرحمۃ شہر ہے۔ خواجہ ہاشم حضرت مجدد الف
ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے خلفا میں سے تھے۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کے حرم امراء تھے۔ پہلے آپ میر خضر خان کے مرید ہوئے۔ بعد ازاں
حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے مشرف ہوئے۔ وہ رشتہ اور
سفر و سفر میں آجنگا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رہے۔ اس خدمت پر کرکست
سے جو کچھ حاصل کیا سوا۔ سلوک کو کمالات کے انسانی درجہ تک پہنچایا۔ جس وقت حضرت

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دونوں فرزندوں کو کمالات کے انتہائی درجہ پر
پہنچایا۔ خواجہ ہاشم رضی اللہ تعالیٰ علیہ ان کے تیسرے تھے۔ آجنگا کو حکم ہوا کہ آجنگا
اسے بھی جہنم سے قبول کیا۔ اور اپنے مقربوں کا سر ملکہ بنا دیا۔ بعد از دو یا ثلاث
ہفتہ فارغ سیاسی داروہ میں یا ثلاث سے مراد خواجہ ہاشم ہیں۔ حضرت خلیفۃ
اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یا ثلاث کی وہ سیاسی کا داغ بھی دور ہو
گیا۔ اور اسے بھی قبول کر لیا۔

مجھے یہ کہنے میں فخر ہے کہ خواجہ ہاشم رضی اللہ تعالیٰ علیہ کی شان کا اندازہ اس
سے ہو سکتا ہے کہ وہ حضرت عروۃ الکملی اور خازن اور حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
یا ثلاث ہوتے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ پر بدرجہ غایت مہربان

علی حضرت خواجہ محمد ناظم کاشغری تھے۔ آپ حضرت ابو الف ثانی کے مشہور تلامذہ و مریدین بالاہ تھے۔ آپ کاشغری
بہشت کے بزرگ ملازم ہیں۔ تھے۔ آپ کے دلائل و اقوال کا ایک وقت کے سرفہر عالم اور بزرگ صاحب
تھے۔ مرزا شاہرج بدشاہ خاں کے اسرار تھے۔ (دوسرا کہو بہ) (خویشامرد) (کری) سے وابستہ تھے
خواجہ محمد ناظم ہندوستان آئے۔ براہوی میں حضرت میرزا غلام حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں پہنچے۔ سلوک
پیشانی باقی لینے ملازمین میں حضرت مجدد الف ثانی نے خود آپ کو مرید ٹایا۔ فرمایا۔ چہرے دو سال مختار
مجدد کی خدمت میں گزارے۔ حضرت میرزا عبد اللہ آزاد فرما کہ مجدد ہے۔ حضرت کی مجلس خاص کے حاضر تھے۔
حضرت مجدد الف ثانی کے کلمات میں آپ کو روحانی بنا دیا۔ اور بارگاہ عروہ میں تہذیب کا پتہ دیا
ہے۔ آپ کی کتاب "ذمۃ العلماء" صحت و صبر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود پڑھی۔
بعض مقامات پر اصلاح فرمائی اور اظہار کثرت فرمایا۔ اس میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
آپ کی پیروی و روش و اولاد و خلفا کے ساتھ حالات غلبہ تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی کے کلمات کا
آخری جلد آپ نے مرتب فرمائی تھی۔

میں حضرت سرسنگ کا یہ واسطہ ہے کہ میر محمد رفیع کے بعد خواجہ باقر کم کا درجہ ہے۔ آپ نے ذیقہ المقلات، برکات احمدیہ جیسی مستند کتاب جو حضرت مجدد الف ثانی نے اللہ تعالیٰ عنہ کے احوال میں لکھی تھی اس کے ذیل سے مجددیت میں بڑی شہرت ملی۔ آپ شریعی اچھا کیا کرتے تھے چنانچہ آپ کے اشعار مشہور و معروف ہیں لیکن سب کے سب اپنے پیر کی طرح ہیں میں اپنے حالات میں لکھتے ہیں کہ پیری و عربی سے قطع نظر میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صورت مبارک پر عاشق تھا حضرت قدیم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد آپ نے قدیم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف باطنی رجحان کیا اور بہت فائدہ اٹھایا جیسا کہ حسب ذیل مکتوب سے جو حضرت عروۃ الوثقیٰ نے خواجہ باقر کو لکھا ہے ظاہر ہو گا ہے۔

”جہانی صاحب! آپ خوفِ زعمالی سے نہایت پاکر مدلولِ حقیقی تک پہنچ گئے ہوں گے۔ اور تجربہ سے کل تک اذہاں سے ادھر تک بل گئے ہوں گے۔ اور تو میں سے آواز ملے تک پہنچ گئے ہوں گے۔ خالص کو مخلوط سے الگ کر لیا ہو گا۔ دائرہ صباحت سے گذر کر ملاحیت کو بھی پایا ہو گا۔ بلکہ ”المتر من احب“ انسان ہی کے ساتھ ہوتا ہے میں سے محبت کرنا ہے۔“ کے مطابق لفظ مذکور کے مرکب تک پہنچ گئے ہوں گے۔ ہم سے نمائی اور گفتگو سے خاموشی تک آگئے ہوں گے۔ نفی کے ساتھ کہ میں پشتِ ازل کو بہر تن اثبات کو دیکھتے ہوں گے۔ بلکہ وہاں سے مجہول الکلیت تک پہنچے ہوں گے۔ اور وہاں قرار کیا ہو گا۔ اور غلبہ سے تنجیب کا رخ کیا ہو گا۔“

یہ اشارہ جو خواجہ صاحب کو ولایتِ ابراہیمی کی طرف کیا گیا ہے یعنی ہم تمہارے ولایتِ ابراہیمی سے ولایتِ محمدی علیہ السلام تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں لے آئے۔ اور ہم نے

مذکورہ بالا کلامت تک پہنچا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات کی تیسری جلد خواجہ باقر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جمع کی۔

میرے دو عقیدہ والد بزرگوار فرماتے ہیں کہ ایک روز خواجہ باقر صاحب ایک جمع میں بیٹھے تھے۔ اور اولیائے سلسلہ کی کرامتوں کا ذکر سو رہا تھا ایک شخص نے کہا۔ کہ گذشتہ اولیائے بہت ہی کرامت ظاہر ہو چکی تھیں۔ اس زمانہ میں کرامتیں کسی سے ظاہر نہیں ہوتیں۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ سبھی ادویا سے بڑی بڑی کرامتیں ظاہر ہو چکی ہیں۔ اگرچہ میں تو کسی نیکو جس میں ہم سب ہیں۔ زمین سمیت کسی اور کو نہیں دیکھتا۔ یہ فرمان تھا کہ وہ عجب زمین و مجلس حرکت کر سکتے تھے جتنی کہ ایک سیر کا فاصلہ نظر کر چکا۔ بعد ازاں خواجہ صاحب نے دیکھا تو اسے رک جانے کا حکم دیا۔ وہ فرمایا کہ ہمارا یہ ارادہ نہ تھا کہ تو حرکت کرے۔ بلکہ ہم نے اولیاء کی کرامت کی بات کی تھی۔ یہ دیکھ کر تمام حاضرین مجلس خواجہ صاحب کے متفق ہو گئے۔ آپ کا ارادہ بجا پور رہا ہے۔

حضرت شیخ ظاہر لاہوری رحمۃ اللہ علیہ | اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے خلفائے

ہیں۔ آپ صاحب ریاضت و عبادت تھے۔ حالات باطنی بہت بلند تھے۔ ظاہر ظاہری میں انتہائی دیکھے کا مایل کا تھا۔ قرآن شریف حفظ تھا۔ سجدہ و قرأت سے بڑا کر سکتے تھے۔ جب آپ کا خدا طلبی کا شوق واسطہ ہوا۔ تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ چونکہ آپ شرع کے حقیقی سے پابند تھے اس واسطے آپ پر بھی مشرعیہ چاہتے تھے۔ چونکہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ استیلا میں وقت کے تمام اولیاء کے سردار تھے اس واسطے انجناب کی خدمت میں بڑے تجز و کھار سے مدت تک رہے۔ حتیٰ کہ کئی دفعہ غلطی کا گورہ کرکٹ اپنے دست مبارک سے صاف کر دیتے۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم اور خاندانِ رحمت رضی اللہ تعالیٰ

عناصہ کہ سب سے عظیم الشان ہی حاصل کی۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آخری عمر میں فرماتے تھے کہ میں چاہتا ہوں کہ علم شیخ کو بھی شیخ طاہر لاہوری کے حوالے کروں۔ لیکن اب شیخ صاحب کا داغ اور اثر تعلیم کے سبب کافی گہر ہو چکا ہے۔ شیخ طاہر لاہوری صاحب آکھناب سے اس قدر رازا کرتے تھے کہ ایک دفعہ انہوں نے شیخ صاحب کو امامت کا حکم دیا۔ شیخ صاحب کا رنگ سدھڑ گیا اور قرأت بڑی کھنت سے ادا کی۔

ایک روز کا ذکر ہے کہ حضرت مجدد نے صبح کے حلقہ سے پیشانی پر لفظ شفیق اُٹھ کر فرمایا کہ آج مجھے دوستوں میں سے ایک ملے پیشانی پر لفظ شفیق لکھا دیکھا ہے۔ تمام اصحاب ڈر گئے کہ یہ میں معلوم ہوا کہ وہ شخص شیخ طاہر ہے۔ شیخ صاحب میں چند دُفوں میں ہی پہنچنے کے آثار نمودار ہوئے گئے۔ آپ نے نثار پر تپا ہوا۔ ایک بندہ غزوہ کے عشق میں ملک چھوڑ گیا۔ حضرت مجدد اپنی توجہ سے انہیں راجہ راست پر لانے کی کوشش کرتے ہوئے خود اسی میں مشغول ہو جاتے۔ تین دفعہ ایسا ہی ہوا۔ آخر معلوم ہوا کہ آپ اعلیٰ قضا کی زد میں ہیں۔ اس واسطے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہِ الہی میں شفیق و مخلص سے انصاف کیا کہ اسے پروردگار! مجھے لوحِ قضا کا تصرف عطا فرما۔ جناب باری نے عطا فرمایا تو آکھناب نے روح محفوظ پر دیکھا کہ وہاں پر شیخ طاہر لاہوری کا نام اشتقاق میں درج ہے۔ حضرت مجدد نے وہاں پر سے لفظ شفیق شاکر لفظ سعید لکھو دیا۔ چنانچہ یہ واقعہ نوادر ہے اور حضرت مجدد کے حکومات میں درج ہے۔ جہاں آپ نے ان نام مشکوک کی تردید لکھ دی ہے۔ جو اس پر وارد ہو سکتے ہیں۔ حلق اور شافی جو اہانت سے وضاحت کی ہے۔ شیخ طاہر کے اہانت نامہ اور سنہ شہادت میں بھی یہ واقعہ لکھا ہوا ہے۔ پھر شیخ طاہر نے ان مصائب کے بعد سلوک ختم کر کے

خلافت حاصل کی۔ کہتے ہیں کہ عین سلوک میں مصیبت نازل ہوئی تھی۔ حضرت مجدد نے آپ کو قلعہ شہبندیہ قادیانہ اور پیشانیہ، سلوک کی اجازت عطا کر کے لاہور روانہ فرمایا۔ اور اس ولایت لاہور کی قطبیت بھی مرحمت فرمادی۔ حضرت شیخ طاہر بھی ادبا و مرسلان دینیوں سمیت پایادہ حضرت فیوم اقلیٰ مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے۔ زندگی بسر نہایت نبوی سے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی و طاعت سے قطع لطف اور خدا ہوئی ہیں آپ ایک مثال تھے۔ آپ کسی سے نیا یا فیوض نہ لیتے۔ عدول کی روزی می کر رکھتے۔ اہل دنیا سے دور بھاگتے تھے۔ دوستی نہ کرتے چنانچہ گوشت لاہور نے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے بڑی کوشش کی لیکن آپ نے اجازت نہ دی۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب میں شیخ آدم نے ایک جامع کتبہ لکھی ہے اس میں وہ لکھتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دس سال کے بعد شیخ آدم شیخ طاہر لاہوری کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے مسئلہ قادریہ اور حقیقتیہ کی اجازت حاصل کی۔ شیخ طاہر لاہوری رحمۃ اللہ علیہ علیہ کا سزاوار لاہور میں ہے۔

۱۔ حضرت شیخ طاہر لاہوری قادری مجددی رحمۃ اللہ علیہ مطاوع عظیم پوری اکبری عظیم مدظلہ جیسے تھے شاہ سکندر بن نیکال کھنڈی دس سو چار سال کا رہ چکے تھے۔ ان میں تربیت حاصل کی۔ پھر حضرت مجدد الف ثانی کے والد خواجہ عبدالودود سے شرفِ کرام ہوئے۔ ان کی وفات کے بعد حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت کی۔ کتبہ وفات کے ممتاز عالم دین اور ماہر فہم تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے صاحبزادگان خواجہ محمد معصوم اور خواجہ محمد صادق کی تعلیم کے لئے آپ کو مقرر فرمایا تو آپ نے ان صاحبزادگان کی تعلیم تربیت میں بڑی خدمت کی۔ ایک ماہ

حضرت شیخ بدر الدین چغتای پوری رحمۃ اللہ علیہ | آپ حضرت قیوم اقل
عبداللہ ثنائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے آپ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے علم فہمی میں مارے
کے بڑے حلقہ سے ہیں۔

جذبہ جہاد صبر سے آگاہ حضرت مجدد اہل تائی نے اپنے مجلس میں اور اسے متعلقہ احکامات فرمایا کہ ہادی مجلس میں ایک شخص ایسا ہے جس کی پیشانی پر شرفی اور نورانی افکار منعکس ہو گئے ہیں اور اس کو فلسفہ یونی و چندہ اور بدو معنی پر اکثر کتب حضرت شیخ طاہر ابوری کے مفرد میں ہے۔ خطاط پر عالم فاضل ہونے کے باوجود مرسد کی ایک خوش شکل پند وجودت کے پیش میں پس گئے۔ اس کے غلام ووزرہ عمر کوکے نثار پر جادو لیا۔ یہ صورت مند میں جا کر تھی۔ نبی اہل اس کے شانہ پر زندہ اور لباس پیشہ افکار قلم بند تھے۔ ہر گاہ کے مند میں جا بیٹھے۔ حضرت مجدد آپ کے احباب اور صورت آپ کے دوش میں سبز اودوں کو اپنے فارغ ہوا اسلام سناؤں اگر غیبت پر برا حد صبر ہوتا۔ صاحب دکان نے سفارش کی۔ تو حضرت مجدد نے دعائوں سے اللہ تعالیٰ سے ملا طاہر کو قریب کی توفیق حاصل کر لی۔ نامہ ہونے کے بعد طاہر نے حضرت مجدد سے پی پوری نویز حاصل کی۔ حضرت مجدد نے آپ کو مرسد پر لاہور مشکل ہونے کا مشورہ دیا۔ اور وہاں کی غلبت عطا فرمادی۔ طاہر آپ کو اپنے پہلے تلمیذ مساق (امد ن) شہر یونی وازہ اور چھ نامندی کے پاس کافر شریانی اور جودار توشن عکس نے ایک قلم کار یونی وازی عکس کیا۔ بعد اسے سوائے کا مہ کار کار رجا عابا گیا۔ ابن مفلح مولانا کا ایک کتاب کیا گیا (یہ) میں غلام کہہ کر بولے کہ آپ کے علم و فضل کی روشنیوں سے متاثر ہوئے گئے۔ دستان میں طاہر ابی الدین علی علیہ السلام کو ملیے ہوئے گئے۔ ابن مفلح جہاں لاہور کا قبرستان مانی ہے۔ وہاں ابوری دوسرے ایک سایہ راجہ خان محمد کا کافر محمد حافظ علی نے حضرت مجدد طاہر کو اپنے پائے کی خدمت و دولت دی اور نہایت ہر اس سے اپنے گلوں لیے آئے۔ پہلے آپ کو آپ نے ایک تین نامہ دوسرے کی شہادت کی اور اس پر جلا کا نام سیانی آپ کی نسبت سے

تھے۔ اور درویشوں کے چنداں معتقد نہ تھے۔ بلکہ غار کے ہی اتنے پابند نہ تھے۔ ایک

دینی ماسٹر سے آگے، حضورِ بجا، یعنی غلامِ سرورِ مہدیؑ کی کتابِ خودیہ الاسلامیہ میں
 لکھتے ہیں کہ آپؐ کو یہ حق بھی ملے گا ہمیں ابھی تو یہ حق نہیں مل سکا۔ اور اس پر حجاب و حقیقت کو مگر کھڑو
 کر کے دینی گلے نہ ہے۔

حضرت محمد اللہ تعالیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو جو روحانی تربیت دی تھی، اس کی بنیاد پر
 اور جناب کو مدد سے گھس گھس آپ سے مرشد لے لے کر تفسیر کے بحث و محفل کے
 باں کو ادرج و درخان وین غرض صاحب کرام اور جن پر مصلحت لعل علیہ السلام کو کمال کی بجائے شفقت سے
 آپ کو کمال کر دیا، آپ نے ان غلامانہ کار کا ذکر حضرت محمد اللہ تعالیٰ کو کیا کہ ہے۔

حضرت مجدد الملت ثانی رضوان اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک اور مشہور معجزہ مسیحی عالم بخاری ہندوی حضرت خواجہ غلام احمد علی گڑھی کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور ہندو سے بیگانے بظاہر پہنچتے اور حضرت غلام احمد علی گڑھی سے دعائیہ فیض پاکیزہ لیا کرتے رہتے تھے۔ ایک سالہ وہ بلحاظ ۱۳۳۵ھ کو ہرم اور غلام احمد علی گڑھی ۵۰ سالہ فرزند تھے اور لیسٹہ دار اسلام کے پلٹوئیں، رتن ہونے، جہاں تک کہ آپ کا شمار اعلیٰ اہل عقیدت کی خدمات کا جو ہے سب سے پہلے آپ کا وضع شدہ شیخ ابو محمد رئیس لاہور نے نمبر کر لیا۔ آج سے ۱۰۰ سال پہلے فیض نغضی الدین جو مراد آباد کے غلام تھے، اسے اس قدر ترقی کر لیا۔ غورستان کی بار بار دیوانی ہائی، بیکار کرداروں نے آپ کے تفسیریں پڑھ کر ان کو کڑی کر لیا۔ آپ کے تفسیر نے دونوں جہاں میں گرامر اور لاد ترقی ہوئی۔ آپ کے پانچ شغف: ابو محمد کا فی کاہور (مدون سیاہی)، مسیحی صوفی و مدون دیلی، حضرت غلام احمد علی گڑھی رضوان اللہ تعالیٰ عنہ (مدون عقیدہ الصبیح مدینہ منقرہ)، مکتبہ مستندہ رضوان اللہ تعالیٰ عنہ (مدون بیرون بخاری و دراز مد لاہور)، اور شیخ ابوالقاسم رحمانہ رضوان اللہ تعالیٰ عنہ (مدون حیدر نعلین) ساکنان وقت ہوتے ہیں۔

روز آج نجاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے معلوم کیا تو آپ سے کہ وہ پوچھی، عرض کیا کہ اگر آج نجاب توجہ باطنی سے مجھے راہ راست پر لائیں تو ممکن ہے۔ روز صرف نصیحت سے کہہ نہیں جاتا۔ آج نجاب نے فرمایا کہ بہتر کل اسی نیت سے چار سے پاس آؤ۔ جب دوسرے روز صاف برکت ہوئے۔ تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو خلوت میں لے جا کر ذکر قلبی کی تعلیم دی۔ اور آپ کے دل پر توجہ فرمائی۔ اس سے آپ بے خود ہو گئے۔ لوگ آپ کو اٹھا کر کھڑے۔ دوسرے دن جب بوش کیا۔ تو آپ نے آج نجاب کی عافیت میں رہ کر آج نجاب سے سلوک باطنی شروع کیا۔ آخر اسے شیعہ کے خلاف بتائی۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو بہرہ بکیر بادشاہ کے لشکر میں بھیجا۔ پھر کچھ شیخ صاحب کے سر پر پہنچی اور شیخ صاحب کی وجہ سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سلوک ہوتا۔ وہ پہلے مصلحت لکھا گیا ہے۔ آخر آپ کو کوسے اپنے وطن سہارنپور میں آگے کر شریفیہ میں ہو گئے۔ اور بادشاہی میں مشغول ہو گئے۔ قرآن مجید حفظ کیا۔ اور اس پر بھلے میں ہر روز دہر دہر کرنا قرآن شریفیہ ختم کیا کر کے گئے۔ ایک دفعہ آج نجاب کی خدمت میں حسب قول مضمون کی عرض فرمائی۔

”کہ جب پھر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ظاہر ہو کر بہت سی عنایات اس بندے کے حق میں فرمائی اور عبادت کا امر فرمایا۔ نیز فرمایا: ”انفس سوا جہلہ“ تو اللہ تعالیٰ کا چہرہ رخ ہے۔“

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب میں لکھا کہ وہ اہمات دینی جو زمین میں مگر ناقابل ہیں لیکن منظور ہیں۔ چونکہ ہمیں عمل کا امر ہوا ہے اس لئے جس قدر ہو ہو سکے خدمت ہے۔ آپ دن رات عبادت الہی میں مشغول رہتے آپ کا مزار مبارک میں ہے۔

آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد تھے۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پورا کیا۔ اور خلافت بتائی۔ چنانچہ آپ کے سلوک کی تعریف حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تواریخ میں لکھی ہے۔

ایک دفعہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ دھلی **نفص کی رحمت کا علاج** میں سب پر احادیث سے فقہ کے شیخ نور محمد اور شیخ طاهر کے دل میں خیال گذرا کہ جس طرح میں معلوم ہے اس طرح حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں آج نجاب نے ان کے خیال سے باطنی طور پر آگاہ ہو کر دونوں کو خانقاہ سے نکال دیا۔ لوگوں نے بڑی شفا کی لیکن بے سود۔ آخر خواجہ ساجد الدین نے ان کے سامنے عرض کیا۔ آج نجاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا انہیں چھوڑ دیکھے۔ ان کے نفس بھی موٹے میں چنانچہ یہ دونوں حضرت مجدد الف ثانی کے وقت بنگلوں اور دیاروں میں پھرتے پھرتے اور رات کو خانقاہ کے دروازے کے باہر پڑے لیستے۔ خواجہ ساجد الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکب دار چھوڑ کر دیکھا کہ اگر کچھ ہو تو مسیحیہ کے کادوؤں سے جمع شدہ کوٹا کر لے سافت کرادیں۔ اس سے ان کے نفس کی رحمت یعنی حاقی بیگی اور مسیحی کی خدمت میں بھی ہو جائے گی۔ آج نجاب اس بات پر راضی ہوئے چنانچہ ان دونوں جماعتوں نے بخود ہی مدت میں سالانہ سال کا پڑا ہوا کرکٹ صاف کر دیا۔ انہیں بلو کر ان کے حال پر عرض فرمائی کہ۔

حضرت شیخ نور محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خلافت دے کر ہندوستان کے مشہور شہر ملتان میں بھیج دیا۔ لیکن شیخ صاحب آپ کی یہ کیفیت حضرت مجدد الف ثانی

سخی نہ ایک تہذیب یا غیر محرم جاری کیا اور انہیں کھانا شہر میں رہو۔ آپ نے انہیں تناب کھانا ادا کر کے سلطان دیار سے لے کر کھانا شہر کی طرف کھانے چھوڑ کر ایک کشتیاں بنائی اور ایک چھوٹی سی مسجد درست کر کے وہاں رہنا سہنا شروع کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی امانت و عبادت اور غلبہ خدا کی عبادت اور ادا شدہ میں مشغول ہوئے۔ حضرت مجدد العارفانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ شیخ نور محمد بڑے اولیاء میں سے ہیں۔

آپ حضرت مجدد العارفانی رضی اللہ عنہ حضرت شیخ حمید گنگولی رحمۃ اللہ علیہ آسمانی اعزاز کے مظہر تھے جنہوں نے خلافت میں سے ہیں اس سے پیش آپ کے مرید ہونے کا حائل نہ دیکھے ہیں جب آپ مدبولہ تھے تو تمام پابندوں سمیت سلوک قائم کر کے خلافت پائی۔ آپ اس سے پہلے وصیت وجوہ کے طور تھے یہی وجہ تھی کہ آپ ان تمام اولیاء کے منکر تھے جو وصیت وجوہ کے قابل تھے حضرت محمود نے ابتدائی طور پر شیخ حمید کی تربیت وصیت وجوہ میں فرمائی چنانچہ ایک روز ایک راستے جا رہے تھے کہ ایک روہ گلا کے کوڑے ہوئے دیکھ کر کہا ۔ اے پردہ دار! تو نے اپنے آپ کو کس لباس میں نکالی رکھا ہے۔ بعد ازاں حضرت مجدد نے حضرت شیخ صاحب کو اس مقام سے نکالا۔ اور ایسے فیالات کو اللہ کی شان میں امانت قرار دیا۔

ظہار الرحمن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بڑے امیر نے مجھ سے پوچھا کہ تو نے حضرت مجدد العارفانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں کوئی کرامت دیکھی۔ نہ تو ان کا مرید ہو گیا۔ میں نے شیخ حمید کا واقعہ بڑا سنا دیا۔

حضرت قیوم اہل مجدد العارفانی رضی اللہ عنہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ حمید کو انہیں کے

ظہار کی خلافت دے کر روانہ فرمایا۔ حضرت ہونے وقت شیخ صاحب نے عرض کی کہ مجھے آنجناب حضرت مجدد اپنے پاؤں مبارک کی پا پوسش عنایت فرمائی۔ آنجناب نے آپ کی درخواست کو منظور فرمایا شیخ صاحب نے من پا پوسش کو سر بند کی طرف روانہ کیا۔ اور وہ آنجناب ملک بنگال کے منگل کوٹ میں موجود تھے۔ اس علاقے کے تمام مریض اس لیل مبارک کو دھوکہ پائی پستے ہیں جس سے صحت کی نصیب ہوتی ہے آپ غرابت اور غریقت کے سنت پائند تھے۔ آپ کا لہلہ ملک بنگال میں لب تک پورے طور پر واقع ہے۔ آپ کا مزار منگل کوٹ میں ہے۔

آپ حضرت مجدد العارفانی رضی اللہ عنہ حضرت شیخ منزل رحمۃ اللہ علیہ آسمانی اعزاز کے تہذیبی خلفاء میں سے ہیں۔ آپ نے آنجناب کی بہت خدمتگاری کی اور پوری پابندیوں اور فرائض سے سلوک حاصل کر کے خلافت پائی۔ آنجناب نے آپ کے سلوک کا وصف حضرت خواجہ باقی باللہ بیگم قدس سرہ العزیز کی خدمت میں کیا۔ نیز ایک اور مقام میں اس بارے میں لکھتے ہیں کہ تہذیب سے شیخ منزل علیہ الرحمۃ کی صحبت کافی ہے۔ اس قسم کے عزیز الوجود سرخ گدھا کی طرح نایاب ہوتے ہیں۔ ایک بار شیخ منزل پر ان کی سبیر کو گئے اتفاقاً ایک بیمار میرے پاؤں پھلا تو غصہ میں گر کر بائیں ملک بنگال ہوئے کینہ کھڑے غار سے باہر آنا دیکھا تھا۔ اور نہ ہی آپ کے گرنے کی کبھی کوڑ ہوئی۔ ایک روز حضرت قیوم اول مجدد العارفانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ شیخ منزل ایک غار میں رہتے ہوئے ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں لیکن کوئی شخص ان کی فریادیں نہیں کرتا۔ ایک بچہ نے جس نے یہ واقعہ دیکھا تھا۔ آنجناب کو آکر خبر دی۔ آنجناب مجدد اعظم تھائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ صاحب کے فیت ہونے کا افسوس کیا اور فرمایا کہ

شیخ صاحب درسا اور تعلق سے موصوفت ملے۔

حضرت شیخ طاهر بن ہشام رحمہ اللہ اول مجدد الف ثانی آپ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بہت خلفا سے ہیں۔ آپ نے تمام شرائط کے مطابق سلوک حاصل کیا اور خلافت پائی۔ کہتے ہیں کہ آپ کا خلوت میں ہمیشہ جانب پیغمبر خدا علیہ السلام کی صورت مبارک دکھائی جیتی تھی۔ جبکہ شیخ صاحب ایسے سادہ لوح شخص کے حسب الشیخ صاحب علوم و معارف بیان فرماتے تو آپ اس طرح آگے اور فہم کہہ کر مر رہے تھے کہ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نوش طبعی کے طور پر فرمایا کرتے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ معلوم و معارف ابھی شیخ طاہر پر وارد ہوئے ہیں۔ آنجناب نے آپ کو خلافت دے کے کہ جو پور بھیبیا۔ لیکن شیخ صاحب نے نسبت و برسات گفتگو اور طرح و منہ ایسی اختیار کی کہ لوگ انہیں ملائی کہنے لگے۔ بہت کم لوگوں کا ہرجا آپ کی طرف ہوتا۔ چنانچہ آپ نے حضرت جدو کی خدمت میں کھڑا، حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب سادہ لوح ہو۔ انسان کو اپنے ایمان کی فکر چاہیے۔ لوگوں کے جوج کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر کوئی برائے خدا اُسے قواس کی تعلیم و تربیت کر دینی چاہیے۔ نیز لوگوں کے دلوں کو یا تمہیں ملے کہنے لیا طریق اختیار کرنا چاہیے۔ کہ علامت مذکور کے اس بار میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی طرف ایک مکتوب بھی لکھا۔ آپ سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پورے پورے چاہتے۔

حضرت مولانا یوسف مرقندی رحمہ اللہ علیہ انانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عضو ہا دون میں سے تھے۔ آپ ان شخص میں سے ہیں جنہیں حضرت خواجہ باقی باللہ تبرک قدس سرہ نے حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیر کیا تھا۔ آپ

آنجناب کے ساتھ سر بند آئے۔ آپ کچھ بار سے ہیں حضرت خواجہ باقی باللہ تبرک قدس سرہ نے سفاکش کی تھی کہ اس کا کام ضرور سر انجام کرنا۔ انسان کے سلوک میں اصول ہے آدابا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عین نرس کے وقت تقریباً ۱۵۰۰ تھے۔ آپ نے عرض کیا کہ میرا کام سر انجام نہیں ہوا۔ آنجناب نے آپ کے حال پر توجہ فرمائی اور کام سر انجام فرمایا۔ آپ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شکر یہ بیان کرتے مرقندیوں پر رکھا اور اپنے ملک بنگالہ ہوئے۔

حضرت مولانا احمد میر کی رحمۃ اللہ اولیٰ مولانا احمد برکی علیہ السلام حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بہت خلفا سے تھے۔ آپ کے طریق ہونے کی کیفیت یہ ہے کہ آپ کو ایک ہفتہ میں باطنی سلوک کی مشافہت ملے کرانی گئی۔ اور خلافت عنایت کر کے خراسان بھیجا گیا۔ ایک مکتوب میں آنجناب نے آپ کی تعریف لکھی ہے کہ مولانا کی بزرگی میر سے نزدیک اظہر من الشمس ہے اس ولایت کی تعلیم ہی حضرت مجدد نے مولانا کو عنایت فرمائی آپ شریعت اور طریقت کے بڑے چاہنے تھے۔ اس خلافت کے ہزاروں لوگ آپ کے پیرو ہوئے۔ آپ کے طفلی اس علاقہ میں طریقہ کا پورا پورا دراج ہوا۔ ولایت چوری میں آپ نے حفت فرمائی۔ آنجناب نے آپ کے فہم ہونے کا بڑا افسوس کیا۔ اور خاتمہ منہرت پر تھا۔

حضرت مولانا حسن میر کی رحمۃ اللہ علیہ کے قصص یہ ہیں۔ چنانچہ آنجناب کے ایک مکتوب میں مولانا احمد کو لکھا تھا کہ شیخ حسن تھامس کے درکان و دولت میں سے ہیں۔ اگر تمہیں بندہ تان یا مالور یا نہر کا سفر و پیش آگے۔ تو مولانا حسن تھامس کا فہم مقام ہوں گے۔ بعد ازاں مولانا حسن آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنجناب نے

انہیں خلافت دے کر خراسان روانہ فرمایا۔ آپ اس ولایت کے بڑے شایخ میں سے شمار ہوتے تھے۔

حضرت مولانا صالح رحمۃ اللہ علیہ | اعلیٰ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ
آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی کا پنجاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے پورا کیا۔ خلافت پائی، اور آپ کے وسیلے سے بہت لوگ نفع و فلاح حاصل کیے۔ آپ نے اپنے شاگردوں کو میرے مرید ہونے کا باعث یہ بڑا کر لیا کہ میرے شاگرد بن جائیں۔ میں نے حضرت کی جامع مسجد میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا تو سبے متذکرہ انجانب کا شفیق ہو گیا۔ انجانب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ لیکن ترقی نہیں ہوئی تھی۔ ایک رات حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور کا فساد و فتنہ میں پڑا دیکھا، تو فوراً پانی لیا پیتے ہی میرے باطنی پر دے کھل گئے۔ آپ نے انجانب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دن اور رات کے محنت و روضہ و فاضلہ کو ایک رسالے کی صورت میں لکھا ہے۔

حضرت خواجہ محمد صدیق بدخشی علیہ الرحمۃ | اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے
آپ حضرت قدیم اولیٰ مجدد
خلافت سے ہیں اور ان اشخاص میں سے ہیں جنہیں حضرت خواجہ باقی بانہ میرنگ نے مس
تہدہ کے انجانب کے حاکم کیا تھا۔ انجانب سے آپ پر بہت بہت عہد پائیاں کی
آپ نے انجانب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں سلوک باطنی ختم کیا۔ اور خلافت پائی
جو بہت تہذیب و انجانب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مولانا صاحب کو لکھا ہے اس میں خواجہ میرنگ
کے واسطے میں تحریر فرمایا ہے کہ مولانا جو متذکرہ ولایت تھامد سے ملازم ہوئے۔
آپ نے مولانا کو حج کے لئے گئے اور واپس آئے آپ نے شعر بہت اچھا کہا کرتے
تھے چنانچہ آپ کی مثنوی مشہور ہے عرب و ایل شعر اسی مثنوی سے ہیں۔

پہلانی چینی سبیل و علم حیات
مگر میں درسی معذور باشم
جس عذر از شلائق در مشم
خداوند کرم کنگ اندازیں راز
ازیں تمنا شائستہ بن حاصل حیات
خداوند کرم کنگ اندازیں راز
دنگ این سخن افغان پر کرد
کہ بدھ سے زما خود را شرف
مکان خود صاحب خود را شرف
دخود ملے مشناسدے خدا را
چرا بد نام ساندہ خسیل را
درین صفت کلمہ سرین بر شد
درازدین نہ اند کھنہ بر شد
تعالیم ہر جہت درسیستم من
نہ ملک نے اعلیٰ لکسیستم من

حضرت شیخ عبدالحی شادمانی رحمۃ اللہ علیہ | شادمان افغان کے علاقے
میں نوران سے آپ کی جانب ایک قلعہ ہے آپ اسی شہر شادمان کے رہنے والے
تھے۔ شیخ صاحب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تہذیب و خلافت سے
تھے۔ آپ نے سلوک باطنی کا پنجاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بشرائط پورا
کر کے خلافت پائی۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو طلبہ صحابہ
جہاں پر آپ کو قبولیت عام تعظیم ہوئی۔ بڑا بڑا لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ حضرت
مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس علاقے کی قطبیت بھی آپ کو عنایت فرمائی۔
اس شہر کی ایک طرف شیخ نور محمد تھے اور وسط میں شیخ عبدالحی۔ حضرت قدیم اولیٰ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک محبوب میں لکھا ہے کہ ان دو مریدوں کا وجود اس شہر
میں خزان السعدین کہو۔

شیخ عبدالحی حضرت مجدد کی نظر میں | ایک طرف لکھا اس میں شیخ عبدالحی کے
انجانب کے جو صفت شیخ نور محمد

حالات یوں تحریر فرمائے کہ شیخ عبدالحی تمار سے شہر میں آیا ہے اور تمہارے پاس میں بھی یہ شخص عجیب وغریب علوم و معارف کا تلمذ ہے اس راہ کی ضروری چیزیں اس کے پاس کافی ہیں۔ دور افتادہ یاروں کے لئے اس کی صحبت و تعلیمت ہے۔ کہ نو وارد ہوتے اور نئی چیزیں لایا ہے۔ فنا لیا بھی اس کے پاس ہے۔ اور جذبہ و سلوک بھی۔ بلکہ فنا و بقا سے بھی پر ہے۔ نہ کسی بھی اسے قہر ہے۔ اور جذبہ و سلوک سے بھی آگے اس کا مقام ہے۔ بلکہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ اس کی گزیر گاہ ہے۔ کنکرات کی بہت سے معارف ظہیر اس سے لئے اور جہاں تک ہو سکا اس نے پڑھے۔ حاصل کئے۔ شیخ عبدالحی نے حضرت قیوم بقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کنکرات کی دوسری جلد حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے جمع کی جاتی ہے۔

آپ شیخ عبدالحی کے غلیظ ہیں۔

حضرت شیخ جان محمد رحمۃ اللہ علیہ انہایت عزیز اور خود مرستے سلوک باطنی آپ کے شیخ عبدالحی کی خدمت میں ختم کیا۔ خلافت باطنی۔ آپ حضرات مرشد کے طریقہ پر مایہ ناز قائم تھے۔

آپ شیخ جان محمد کے غلیظ ہیں اور حضرت

حضرت شیخ عطاء اللہ علیہ الرحمۃ مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریقہ کے بڑے پابند تھے۔ آپ کا فرزند ارشد علامہ نقشبند اعلیٰ ہے جسے کاسانک اور غلیظ ہری میں کہتے تھے۔ اس غلام نقشبند کے فرزند موجود ہیں۔ جو علم ظاہری و باطنی کے ماہر

علی صاحب تجزیۃ الافعیاء نے حضرت شیخ عبدالحی کمال فائز علیہ السلام کے بارے میں شرح کی ہے۔

اعظم مست سائنس

قطب دین حق پرست عبدالحی

ہیں خدمت شیخ احمد جو باہر کی بجائے سادہ فہم ہیں۔ ان کے معنی ہلکے آپ کو دیکھا ہے۔ آپ صاحب اکسار اور مواضع ہیں۔ بشر لکھنؤ میں دیا کہ ان کے رستے سکونت اختیار کی ہوئی ہے۔ طریقہ حقیقت کا سلوک بھی قدرے حاصل کیا ہے۔

طائفان برفشاں کے
حضرت مولانا یار محمد قیوم عطا اللہ علیہ الرحمۃ اعلیٰ قدر ہیں ایک نمبر ہے۔

مولانا انجناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے خلفا سے تھے۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ختم کیا۔ اور خلافت حاصل کی۔ آپ واقعہ کجفرت کیا کرتے تھے۔ جن ظہری بھی آپ کو بہت حاصل تھا چنانچہ اپنے وقت میں اپنی نظیر آپ ہی تھے۔ فرمایا کہ کہنے کے ہیں اپنے حسن کے لئے اللہ تعالیٰ کا فکر گزار ہوں۔ کہہ کر جو شخص غمہ دیکھتا ہے میرے ہی کو کم پر دود پر حنا ہے۔ جب آپ حج کو گئے۔ تو آپ اس ہوج میں جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جمال مبارک سے مشرف ہوئے جو عرفات میں انہما صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے لایا گیا تھا۔ زیارت کرتے ہی جوش ہو گئے۔ جب آفاقہ ہوا۔ تو قص کر کے گئے۔ لوگ بیکر کر حراں رہ گئے۔ اہل عرب کہنے لگے کہ یہ بھی نبیوں ہو گیا ہے۔ مولانا یہ شعر پڑھنے لگے۔

گرا میں بیٹھ از خیمہ بر دن شود بسا کوہ و صحرای کجمن بود

حضرت مولانا یار محمد قیوم عطا اللہ علیہ الرحمۃ مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فصوص خلفا سے ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی انجناب کی خدمت میں پڑھ کر

طور پر حاصل کر کے خلافت باطنی، شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔ آپ نے آئینہ کے کنکرات کی پہلی جلد جمع کی ہے۔

حضرت شیخ بدرالدین مرندی رحمۃ اللہ علیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذہنی اصحاب سے ہیں۔ آپ مشہور سال آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رہے۔ سلوک باطنی پر یہ کمال حاصل کر کے خلافت پائی۔ علوم نامہری اور دیگر علوم مثلاً تاریخ وغیرہ میں کامل و سترس تھے۔ حضرت اندلس نام کتاب آپ ہی کی تصنیف ہے۔ اس میں آپ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزندان اور مشغفہ کے حالات تفصیل سے فرمائے ہیں۔ علاوہ ازیں سوانح الانبیاء، جس میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اچھے زمانے تک کے تمام حالات درج کئے ہیں۔ تصنیف فرمائی۔ اور یہی بہت سی کتابیں البتہ کیں۔

حضرت شیخ بدرالدین مرندی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ کے لکھ کر مرید یافتہ خواجہ محمد شہر تکرہ کو جس کی تصنیف سے بہت دھم تک لفظ آپ نے حضرت مجدد الف ثانی کے غلامان نامہ نشان کے اعداد و احوال پر طرقات اللہ صریح کی کتاب قد جلدوں میں شرح فرمائی تھی۔ آج تک ان تمام احوال میں میرے ہاتھ میں آپ کی کتاب قدہ تعلقات خالو اہمیر کی ایک کاپی و تادہ ہے۔ جو حضرت اندلس و احاطہ البرہان ۱۰۲۰ھ کا ایک ایسا کتاب ہے۔ آپ نے ایک اور کتاب میری بھی تحریر کی تھی۔ جسے حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے فریاد اور بعض خطبات میں اس کی اس طرح فرمائی تھی۔ اگر اس کتاب کا سواد میری ہو گیا۔ حضرت شیخ عبداللہ ابن صاحب قلم نے اور تذکرہ نویسوں میں بالکل فرسٹ کر کے علی اکبر کو دی ہے کہ یہ تذکرہ کو کم کا تذکرہ لکھنے پر آمادہ کیا۔ آپ نے دو مرتبہ اس کو فرمایا کا تذکرہ مستحکم کر کے لکھا۔ اور اس کا نام جمع اللہ فیہ رکھا گیا۔

آپ کی شہرت علمی سے ان کو بہت شہرت ہو گئی تھی۔ آپ کو ملی طلب کر لیا۔ اور فرما کر کہ جو بیادہ سر لہر دہشتہ ان کو فرمادی ہیں۔ زہر کر کے ان کو ہم سے خدمت ملی تو مارا شکوے دیتے رہتے تھے۔

آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منیر بادشاہی میں سے ہیں۔ آپ ان اشخاص میں سے ہیں جنہیں حضرت خواجہ باقی باللہ برنگ دہس مشوا العزیز نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے کیا۔ آپ کے سلوک باطنی آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاصل کر کے خلافت پائی۔ بشریعت اور طریقت کے ہر شے پابند تھے۔

حضرت شیخ عبداللہ بن ابوالوفی رحمۃ اللہ علیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہیں جنہیں حضرت خواجہ صاحب باقی باللہ برنگ دہس نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے کیا۔ آپ نے سلوک باطنی آنجناب کی خدمت میں حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ کے سلوک کی تعریف آنجناب نے حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں کی ہے۔

ایضاً میرے ہاتھ میں ہے (اگر) کسی تذکرہ نویس یا بیان کے تذکرہ کا نام پڑ کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں میں چھوٹا کچھ لکھا ہے۔

۱۔ اہل احرار میں جو آپ کی ذکر و شہرت کا لبث ہے۔ جس میں حضرت مجدد الف ثانی کے مخلصوں سے دوسرے کے ذکر و شہرت کا تذکرہ ہے۔ آپ نے یہ لفظ بولا ہے۔ موت لکھی۔ میرا کچھ شواہد اللہ تعالیٰ سمجھے۔

فدح الغیب کا نام ہی رکھا گیا۔ (استفادہ ماننا نہ تو اسلام دینا ہے عقیدہ غیر)۔

۲۔ کہہ دیا ان کے کنارہ فی الغیب بزرگ تھے۔ یعنی تذکرہ میں آپ کا نام گرا ہی ہے۔ شیخ عبداللہ بن ابوالوفی نے کتاب دینا ہے۔ (اگر وہ ایک غیر بدیون کے کوئی نام نہ نہ ہو بلکہ شیخ عبداللہ بن ابوالوفی نے آپ کی تاریخ وفات و شہادت لکھی ہے۔ مزار شریف عزم شاہ بدیون میں ہے۔

حضرت شیخ یوسف برہکی رحمۃ اللہ علیہ اپنے درج ہو چکا ہے۔ آپ نے مسک باہمی آنجناب کی خدمت میں پورا کے خلافت حاصل کی۔ شریعت و طہارت کے بارے میں پابندی تھی۔ اور اگر شہر تالانہ میں رہتے تھے۔

حضرت شیخ عجمت اللہ مکی پوری رحمۃ اللہ علیہ
اپنے اپنے شاگردوں سے
کی بعد ان کے ہر موصوفان کی خدمت میں پہنچے۔ یہاں ملوک باطنی پورے طور پر حاصل کیا۔ انہیں سب
تھیں کہ وہ خلاف دین کے رو آپ کے ہر ایک پورے کی طرف دوا دے فرمایا۔ لیکن آپ کو وطن میں
تھیں کہ انہوں نے دین کے لئے اپنی جانیں قربان کر دیں۔ اس کے بعد آپ نے اپنے شاگردوں کو
اللہ تعالیٰ کے لئے خدمت میں ایک خوشی بھیجی۔ کہ جسے کبھی اور کبھی بھیج دیا جائے۔ انہیں
نے ہر ایک کو الٹا بھیج دیا۔ یہاں آپ کو قبولیت حاصل ہوئی۔ اور بہت سے لوگ
آپ کے ہر ایک سے آپ کا مزار الٹا دیا۔

حضرت شیخ حاجی مختصر افغان در حجتہ اللہ علیہ السلام
آپ نے سکھ باطنی، اچھناب کی درست پیروی کو کہہ کر خلافت باطنی، آپ ہیں، شیخ گرو
فریدی، شمول رہتے۔ آپ صاحب ہوا جید و دلولہ تھے۔ بہت لوگوں نے آپ سے فائدہ
اٹھا۔ ان میں سے ایک شیخ آدم فریدی بھی تھے۔ یہ ابتدا میں حاجی مختصر افغان کے مرید تھے
پھر ان حاجی صاحب، انہیں اچھناب یعنی خلافت باطنی کی خدمت میں لائے۔ سرنہر سے
تاہر کوئٹہ، گھوٹل میں رہنے لگے۔ پھر سرنہر لے آئے۔ اچھناب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ایک
صاحب جو نیرا اللہ صاحب تھے آپ کے گھر کو نام پہنچا دیے۔ سرنہر لے آئے۔

دور جناب، رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیطان سے پوچھا کہ کیا کبھی تمہارے دوستوں پر بھی تصرف ہے، عرض کیا کہ نہیں، حروف آتا ہے کہ عرض کنندہ سے تصرف پر ملے آتا ہوں۔ لیکن عامی بشر کے آنا بھی قابلِ تہنیر۔

حضرت شیخ احمد دینی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔ بعد ازاں حضرت محمد بن العثامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے شرف ہو سکے۔ حضرت محمد بن العثامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو میر محمد لیث بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے کیا۔ مدت اٹھ مہینے کے ساتھ ساتھ مجھ کو وہ حضرت محمد بن العثامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حاضر ہوتے۔ اس وقت آپ نے نماز میں حیث فرمائی۔ آپ نہایت مستقیم الاحوال تھے۔

حضرت شیخ محمد الیم الدین حسن ابدالی رحمۃ اللہ علیہ

[illegible][illegible]

کشمیر کو ایک شہر کہہ سکتے ہیں۔ شہر کے نام کے آئینے آفریدی میں حسن ابرار لکھتے ہیں۔ جہاں آپ کی فحاش ہوئی اور میرزا بنا۔

شیخ صاحب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے خلفائے ہیں۔ آپ سے سلوک باطنی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رہ کر پورے طور پر حاصل کیا۔ انحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو خلافت عنایت فرمائی۔ آپ سے اس علاقہ میں مسلمانوں کو بہت دلاق ہوا۔ چنانچہ ہزار ہا آدمی آپ کے مرید ہوئے۔ ان ولایت میں آپ کا سلسلہ ابناک جاری ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ پر بہت حد درجہ ایمان تھے۔ آخری عمر میں جب حضرت مجدد نے غلوت اختیار فرمائی، تو وہ ان کی وجہ سے ہی واپس نہ تھے، لیکن شیخ اکرم الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یوم تھا کہ بے دک ٹوک آیا کر یہ شیخ اسحاق نام ایک عالم جو ملک بندھکا تھا، تھا۔ حضرت شیخ صاحب کا مرید تھا۔ اس طرح اس ملک کے تقریباً تمام باشندے آپ کے مرید ہو گئے۔ مرید ہونے کے بعد شیخ صاحب پوری اکیس دفعہ بناسب مہور کا ثلث میلہ اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا، ہر دفعہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم شیخ صاحب پر خاص عطا فرماتے، شیخ صاحب نے اس بارہ میں ایک مرتبہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھیجی۔ آنجناب نے تصدیق فرمائی اور ان واقعات پر ایک مکتوب آپ کی طرف تحریر فرسرایا۔

حضرت مولانا عبد الواحد لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے ہیں جنہیں حضرت خلیفہ باقی باللہ برکات قدس سرہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ آپ عبادت و مراقبہ بجزت کیا کرتے تھے۔ ایک روز آپ نے ایک عالم دین سے پوچھا کہ بہشت میں نماز ہوگی یا نہیں، اس نے کہا نہیں، یہ سن کر آپ نے ایک ٹھنڈا سامان لیا اور دو دیے، کہ پھر وہاں بغیر نماز کیونکر ننگا ہو

ہوگی۔ آپ نے حضرت مجدد کی خدمت میں سلوک باطنی مکمل کر کے خلافت پائی۔ انجناب نے آپ کو بشمار بیس دیا۔ آپ وہاں جا کر ایک مہینہ میں بیٹھ گئے۔ مجدد کا خادم سختی سے پیش آیا، آپ کو وہاں بیٹھنے نہ دیا تھا۔ اسی رات خواجہ بہاول الدین نقشبندؒ نے اس شہر کے قاضی کو خواب میں فرمایا کہ نفلان مسجد میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ کا خلیفہ عبد الواحد بہادر مہمان آیا ہے۔ اگر اپنی سعادت چاہتے ہو تو اس کی خدمت کرو۔ صبح قاضی صاحب نے اپنا خواب تمام بڑے آدمیوں کے بیان کیا۔ لوگ انکر مولانا عبد الواحد صاحب کو اپنے گھر لے گئے۔ اور مرید بن گئے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مولانا امان اللہ علیہ الرحمۃ کے کامل شغفہ سے ہیں۔ سلوک باطنی باقاعدہ حضرت مجدد کی خدمت سے حاصل کیا، دو خلافت پائی۔ مصلحت یہیں چلے گئے۔ آپ کبھی کسی سے کچھ نہ جیتے، رشتہ دار اور دولت مند آپ کو کچھ دینے کے بہت مشتاق تھے، مباحث کرتے، لیکن آپ پہنچی کوئی کسے دوا دے نہ تھے۔ ہاں، پیسے سرپلوں کے تنگے بیت فقہ شیعہ کی نیابت کرتے۔ وہاں سے میرے منہ پر پیشہ بعد ازاں حضرات انبیاء علیہم السلام کے مراءات کی زیارت کے لئے شام گئے اور وہیں آپ کا وصال ہو گیا۔

آپ حضرت مجدد الف ثانی حضرت مولانا امان اللہ فقیہ علیہ الرحمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نہایت مخلص شاگرد خلیفہ تھے۔

حضرت شیخ داؤد ساکی علیہ الرحمۃ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ اور صاحب اکھارہ نسیح تھے۔

حضرت شیخ سلیم بنوری علیہ الرحمۃ آپ حضرت مجدد العتہ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکمل خلفاء سے تھے۔ شریعت اور طریقت کے بنسے پابند تھے۔

حضرت شیخ محمد چری علیہ الرحمۃ آپ حضرت مجدد العتہ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے اہل خلفاء سے تھے۔ آپ نے باقاعدہ سلوک باطنی حضرت مجدد العتہ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رہ کر حاصل کیا اور خلافت پائی۔ ہزاروں لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ آپ اپنے وقت کے مشہور خلیفہ تھے۔ سب سے پہلے جس شخص کو حضرت مجدد العتہ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت عطا فرمائی، وہ آپ ہی تھے۔

حضرت شیخ فخر محمد نہاری علیہ الرحمۃ آپ حضرت مجدد العتہ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ میں سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی۔ تیسری بار کا آخری مکتوب آپ کے نام لکھا گیا ہے جس میں عرض ہوئی ہے کہ وقت حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شرک جو شرح بیان فرمائی گئی ہے۔

حضرت صوفی فرمان قدیم علیہ الرحمۃ آپ حضرت مجدد العتہ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ ہیں۔ صاحب حال و ذوق تھے۔ اور سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بڑے پابند تھے۔

حضرت مولانا صادق کابلی علیہ الرحمۃ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کامل خلفاء سے تھے۔ مستقیم الاحوال تھے۔ آپ سے لوگوں کو باطنی حکم کے بہت کچھ خاتم پہنچے۔

حضرت مولانا ہاشم خادم علیہ الرحمۃ آپ حضرت مجدد کے مخصوص خلفاء سے ہیں۔ آنجناب کی خدمت خاص آپ کے ہی پر دستہ۔ اس واسطے کہ آپ کا لقب خادم ہوا۔ آنجناب آپ پر بہت مہربان تھے۔ سلوک باطنی فہم کر کے خلافت پائی۔

حضرت مولانا غازی گجراتی رحمۃ اللہ علیہ آپ کو حضرت مجدد العتہ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے اجازت حاصل تھی۔ اور شریعت اور طریقت کے بنسے پابند تھے۔

حضرت صوفی فرمان مجدد رحمۃ اللہ علیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخصوص دوستوں میں سے تھے۔ آپ بھی خلافت سے مشرف ہوئے۔

حضرت تہجد باقر سائیکہ پوری علیہ الرحمۃ آپ حضرت مجدد العتہ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قیام اللیل میں آپ کو احسن بی بی میں خلافت عطا فرمائی۔

حضرت مولانا فرخ حسین رحمۃ اللہ علیہ آپ حضرت مجدد العتہ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قیام خلفاء سے ہیں۔ آپ نے حسب قاعدہ سلوک آنجناب کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ کے مرید ہونے کا باعث پتہ بیان ہو چکا ہے۔

حضرت مولانا صفیر احمد رومی علیہ الرحمۃ آپ درم کے بڑے اہل آنجناب سے تھے۔ پھر آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے اور باطنی سلوک پورا کر کے خلافت پائی۔ آپ کے مرید ہونے کا قصہ بھی پہلے بیان ہو چکا ہے۔ آپ کی لڑکی حضرت

نواب محمد مصدق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی منکوحہ تھی۔ حضرت قیوم ثانی نواب محمد مصدق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی منکوحہ اولاد اسی خاندان سے ہے۔

حضرت مولانا حمید احمدی علیہ الرحمۃ [آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی منکوحہ اولاد اسی خاندان سے ہے۔] آپ کے صاحب سے ہیں۔ سلوک باطنی حاصل کر کے شرافت پائی۔

حضرت حاجی حسین رحمۃ اللہ علیہ [آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی منکوحہ اولاد اسی خاندان سے ہے۔] آپ کے خلیفہ اور صاحب خوارق ظاہرہ و کرامات باہرہ تھے۔

حضرت شیخ عبدالرحیم بکرمی رحمۃ اللہ علیہ [آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی منکوحہ اولاد اسی خاندان سے ہے۔] آپ کے خلیفہ اور صاحب خوارق ظاہرہ و کرامات باہرہ تھے۔

حضرت نواب محمد اشرف کابلی رحمۃ اللہ علیہ [آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی منکوحہ اولاد اسی خاندان سے ہے۔] آپ کے صاحب سے ہیں۔ سلوک باطنی اور مقام ولایت کی انتہا تک پہنچ گیا۔

حضرت مولانا حاجی محمد زکی علیہ الرحمۃ [آپ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قصوں یاروں میں سے تھے۔ سلوک باطنی مقام ولایت کی انتہا تک پہنچ گیا۔]

حضرت مولانا عبدالغفور سمرقندی علیہ الرحمۃ [آپ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اجل اصحاب سے تھے۔ آپ نے آنجناب سے باقاعدہ اور مکمل سلوک حاصل کیا۔]

حضرت حافظ محمد گجراتی علیہ الرحمۃ [آپ بھی حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معتبر یاروں میں سے ہیں۔ آنجناب نے آپ کو مقام ولایت کے انتہائی درجہ کی خوشنہری عنایت فرمائی تھی۔]

حضرت نواب کلاں خواجہ عبدالقادر خواجہ خود و علیہ الرحمۃ [آپ بھی حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معتبر یاروں میں سے ہیں۔ حضرت خواجہ صاحب ان دونوں کے خدمت میں فرمایا کہ ان دونوں پر تویر دیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان دونوں پر تویر دیا۔

حضرت نواب کلاں خواجہ عبدالقادر خواجہ خود و علیہ الرحمۃ [آپ بھی حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معتبر یاروں میں سے ہیں۔ حضرت خواجہ صاحب ان دونوں کے خدمت میں فرمایا کہ ان دونوں پر تویر دیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان دونوں پر تویر دیا۔]

حضرت نواب کلاں خواجہ عبدالقادر خواجہ خود و علیہ الرحمۃ [آپ بھی حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معتبر یاروں میں سے ہیں۔ حضرت خواجہ صاحب ان دونوں کے خدمت میں فرمایا کہ ان دونوں پر تویر دیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان دونوں پر تویر دیا۔]

حضرت نواب کلاں خواجہ عبدالقادر خواجہ خود و علیہ الرحمۃ [آپ بھی حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معتبر یاروں میں سے ہیں۔ حضرت خواجہ صاحب ان دونوں کے خدمت میں فرمایا کہ ان دونوں پر تویر دیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان دونوں پر تویر دیا۔]

حضرت نواب کلاں خواجہ عبدالقادر خواجہ خود و علیہ الرحمۃ [آپ بھی حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معتبر یاروں میں سے ہیں۔ حضرت خواجہ صاحب ان دونوں کے خدمت میں فرمایا کہ ان دونوں پر تویر دیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان دونوں پر تویر دیا۔]

حضرت نواب کلاں خواجہ عبدالقادر خواجہ خود و علیہ الرحمۃ [آپ بھی حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معتبر یاروں میں سے ہیں۔ حضرت خواجہ صاحب ان دونوں کے خدمت میں فرمایا کہ ان دونوں پر تویر دیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان دونوں پر تویر دیا۔]

سنے والہی علم بھی بدرجہ کمال حاصل کیا۔ پہلی جلد کا دوسرا چھپا لیبواں مکتوب جس میں حضرت
 مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسائل چنانچہ مندرج ہیں، اور جو تمام مکتوبات
 سے لمبا ہے، خواجہ غرور محمد عبید اللہ کے نام لکھا گیا تھا، اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ کے مکتوبات کی پہلی جلد کا مکتوب فرجہ جو وجود باری کے مسئلہ کی تحقیق
 میں لکھا گیا ہے، وجود باری کو حکما عین ذات کہتے ہیں، اور ممکناتین زائد کہتے ہیں،
 اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے اور اسی مراد لیتے ہیں، اور میں
 میں تعین وجود اور تعین حسی کا بیان ہے، وہ بھی بڑا لطیف اور مکتوب خواجہ غرور
 ہی کے نام لکھا گیا ہے۔

جن لوگوں کا اوپر ذکر ہو چکا ہے وہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 کے بڑے بڑے خلفائے تھے، ان میں سے ہر ایک کا نام آپ نے مکتوبات میں فرما
 دیا، ولایت، قرب، معرفت، حضرت احمدیہ کی بشارت، کبھی بھی، ہر ایک کا مفصل
 طالع کاشا موجب طوالت ہے، اس واسطے بیاں کیا گیا ہے، انجمناب کے تمام
 خلفائے کے حالات لکھنا بہت مشکل ہے کیونکہ بہت سے خلفاء اس وقت گزر گئے
 اس وقت صرف چند ایک مشہور خلفائے کے حالات قلمبند کئے گئے ہیں۔

حضرت شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ

بنور، مرہند سے بارہ کوکس کے فاصلہ پر ایک قصبہ ہے، شیخ صاحب دہشت
 مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے خلفائے تھے آپ ہندوستان کے بڑے
 مشہور شیخ ہیں پہلے حاجی خضر افغان کے مرید تھے، پھر انہیں کے وسیلے سے حضرت
 مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے مشرف ہوئے، علامہ الدین رحمۃ اللہ
 تعالیٰ علیہ "سفرات مقدسہ" میں لکھتے ہیں کہ شیخ آدم ماں کی طرف سے حسین سے
 لیکن ان کا دادا چٹان تھا، القصد جب شیخ صاحب حاجی خضر کی خدمت میں آوازا
 مالید اور وارادت منطاع کر چکے، تو جو کچھ حاجی صاحب کے پاس تھا وہ انہوں نے
 ادا کر دیا۔

میرے (محدث رحمۃ اللہ علیہ) جدِ زریگار "کوکب دریا" میں بکھڑے ہیں حاجی
 خضر کے بیٹے تھے کما، کہ جب میرے والد بزرگوار نے نسبتاً سے علیہ عطا فرمایا
 تو ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ جو کچھ میرے پاس تھا، میں نے سب تمہیں ملا دیا۔ اس سے
 زیادہ میرے پاس نہیں، اب تم تمہیں بھر زنگار کے پاس سے چلتا ہوں، پھر حاجی صاحب
 شیخ صاحب کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عالم ہشاہ خانقاہ میں لائے
 یہاں پر چلے گئے کہ جلا سولہ؟

شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

غلیظہ حاجی صاحب کی خدمت میں حالاتِ حالیہ سے مشرف ہوا۔ اور اپنے حالات ان سے
 عرض کئے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ اس سے زیادہ مجھے خود حاصل نہیں۔ اب تم حضرت ابا جبار
 مجدد العتباتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محض تصویس و ودود علیہ پر حاضر ہو جاؤ۔ سو میں حاجی
 صاحب کی اجازت سے بغداد میں جلی حضرت مجدد العتباتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عرض
 نشان پاکستان پر حاضر ہوا۔ اور اپنے حالاتِ خدمت اقدس میں عرض کئے۔ تا آنکہ جناب
 نے فرمایا کہ یہ شروع شروع کے حالات ہیں۔ ابھی وہی دور ہے۔ مجھے خیال آیا کہ شاید مجھے
 مرید ہونے کا شوق دلائے ہیں۔ اس سے زیادہ اور کیا کہاں ہوگا۔ لیکن چونکہ میرا اعتقاد
 صاف تھا۔ اس واسطے میں نے جناب کی خدمت میں منقول دیا۔ بدست بعد مجھے معلوم
 ہوا کہ جو کچھ مجھے اویسی رحمانی محبوب بنی غلیظہ صمدانی مجدد العتباتی رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ کی خدمت سے حاصل ہوا۔ اس کے مقابلہ میں سابقہ حالات وادولت میں مبتلا رہنے
 کی قابلیت بھی نہ تھی۔ چندانہ بعد مجھے خلوت میں بلا کر ارشاد و خلافت کی اجازت
 عنایت فرمائی۔ اور خبر دیا جانے کے لئے تکمیل فرمایا۔ میں نے محض جناب کی تعمیل ارشاد
 کے طور پر چند ایک آدمیوں کو طریقہ کی تعلیم دی۔ لیکن میرا ولی مندرشتین اور مشیخت
 پر مائل نہ تھا۔ جب کچھ عمت بعد میں حاضر خدمت ہوا۔ تو حضرت مجدد العتباتی نے
 میرے ولی اللہ سے بدلیہ خبر باطنی واقعہ کو فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ تم سے ضرور چھوٹا
 نمٹے گا۔ خود قدوتِ ہدایت کے اپنے آپ کو معذور رکھا ہے۔ جب حضرت مجدد العتباتی
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تاکید فرمایا۔ تو میں نے مجبوراً یہ کام سرگرمی سے شروع کیا
 مشیخ صاحب "نکات الاسرار" میں لکھنے میں حضرت مجدد العتباتی رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ کی خدمت میں جن کی ایک توجہ ہمارے ہزار سالہ ملک سے بہتر ہے۔ جب
 میرا کمال اللہ کے اہتمام و احکامات پر ہوتا۔ تو ان جناب نے فرمایا کہ تم پر اللہ تعالیٰ کا
 بہت بہت شکر واجب ہے کہ نہیں ہیں کمالاتِ تعجب میرے ہیں۔ جو اس وقت کسی کو

کم نصیب ہوں گے۔ میں نے عرض کیا کہ جو کچھ مجھے حاصل ہے سب جناب کی توجہ بہک
 کے طفیل حاصل ہے۔ چنانچہ اجیر میں مجھے خدمتِ محمدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و آلہ وسلم پر
 حاضر فرمایا۔ اجیر میں ہی حقیقتِ قرآنی کی بنیاد عنایت فرمائی۔ سرمد میں مجھے خلافت
 سے مشرف فرمایا۔ جب ان شخص کا وصال ہو گیا تو ہم مجھ کو کے سینے داغِ حسرت سے
 بڑوں نے۔ غل کے وقت ان جناب سے توفیقِ عظیم کا ظہور ہوا۔ اکثر اصحاب نے ان جناب
 کے وصال کے بعد آپ کو اپنے ساتھ لے کر ہجرت ادا کرنے ہوئے۔ دیکھا میں حضرت
 مجدد کے وصال کے بعد دو سال تک ان جناب کے مبرا۔ مبارک سے فیض حاصل کرتا رہا۔
 اور کمالاتِ کا منتظر آنجناب کے روزگار مبارک سے اس طرح حاصل کیا جیسے کوئی زندگی
 میں کہ نہ اسے جیسے زندگی میں۔ آنجناب سے فیض حاصل ہونا تھا۔ جسے آنجناب کے وصال
 کے بعد آنجناب سے ہوا۔

حضرت مجدد العتباتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد آنجناب رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ کے مناقب پر مشیخ صاحب لکھتے ہیں۔ کہ ہمارے مشیخ حاجی خضر افشار
 نے آنجناب کے غلیظہ مشیخ طاہر لاہوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بعض کمالاتِ اہل
 کئے۔ چنانچہ خود بہادری و صفتِ تیر طریقہ ان سے اخذ کیا۔

حاجی محمد رفیع قدس سرہ حضرت مجدد العتباتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت ہوئے۔ بعد چھاپ
 کے زمانہ میں حضرت شیخ عبد اللہ کے سر کے بیعت تھے۔ ان بعد خود میرے پیش میں فیضانِ باقریہ
 عرض فرمایا کہ کچھ حضرت مجدد العتباتی کے مبرا ہوئے۔ اور لکھنؤ میں مجددی سلسلہ میں بڑا مقام
 کیا۔ آنجناب بھولی پر سرمد کے قریب ہی رہے۔ پھر آئے۔ اور اہل ان تمام پیرائے حضرت مجددی
 آئے۔ وہ آپ کا شرفِ بندہ تان سے کل کر نام اسی کا ملک کی پستی۔ آج کے عالم اسلام کی سائنس کی
 وقت کے تندرست شاکر کی بدولت کہ برحق انفریق میں پہنچے۔ بیت المقدس گئے۔ (جنتِ ابدہ مشرب)

شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو قبولیت عامہ و عامہ نصیب ہوئی وہ

و فقیر ماضیہ صفحہ ساہنہ سے آگیا۔ حضرت مجدد الزمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بار ایسی کوکبا
 تو یہاں سے مسند میں کوئی ایک شخص جو کبوتر سے غلوں میں رہتا تھا، اپنے لئے بنایا۔ آپ کے ماضیہ
 ماضیہ حضرت سے عام نہ رہے یہ پہلے پہلے ہی حضرت ماضیہ حضرت سے ملے۔ میں فوت ہوئے اور ہولنا
 میں سوار بنا۔ (ماخوذ از خزینۃ الاسرار)

۱۔ اگر شیخ آدم بنوری خاص سرور کے حالات کتاب کی جلد اول و دوم اور خصوصاً جلد دوم کے درج
 میں لکھے جا چکے ہیں مگر اس کے واسطے لکھنا اور عادت لڑائی زندگی کے بعض احوال ماضیہ سرور لاہوری قریب
 کی کتاب توفیق الاسرار سے ماخوذ کر کے یہ فیض بیان کر رہے ہیں۔

حضرت شیخ آدم بنوری سرور کے مسافرت میں قہر پور میں پہلے ہوئے۔ ماضیہ حضرت سرور کے
 ملازمہ صاحب کیا۔ اور آپ کے حکم پر حضرت امیر سروری عبداللہ ثانی کے محلہ زارت میں آئے
 اور بندہ دیانت پر پہنچے۔ مہاراجہ لالہ مراد علی خان نے آپ کو آپس میں باج مسند
 رفیع دھرت میں نہایت استقامت سے قائم رہے۔ آپ کی مجلس میں مدد و تدبیر اور اعلیٰ میں سرور
 حاضر رہتے تھے۔ اور ایک بار سے زیادہ لوگ آپ کے درخان میں سرور کو کھانا کھاتے تھے آپ
 رانگی ہوتے سنی تھے اور مالدار کی طرف سے افغان تھے۔

مگر وہ جن کے وقت سے لکھا ہے کہ وہ کبھی غلط نہیں فرماتے یہاں سے تھے آپ کے گروہ کو کھانا
 اور ملاقات نہ تھی اور ملاقات کو ایک پوچھ بچھ تھا۔ تو سلطنت کے بعض اہل خانہ کے لئے کھانا
 ہوا چکر کوکبا کہ اگر شیخ آدم بنوری حضرت صاحب کی کوکبا تو آپ کی سلطنت کے لئے خطوہ
 چکر کوکبا ہے۔ اپنے صبیح صبح و حال کو معلوم کر کے کہنے لگے اپنے وزیر و نائب مدد اللہ کو آپ
 کے پاس بھیجا۔ آپ نے وزیر مدد اللہ کی آمد پر اس کی طرف خاص توجہ نہ دی وہ دلی میں بگڑ گیا چکر
 (بقیہ مقدمہ صفحہ ۵۶۸)

چنانچہ ہر طرف سے ظالموں کے گروہ پر گروہ آئے اور آپ کے مرید چھوٹے اور

راہب ماضیہ حضرت سے آگے) تو اب مدد اللہ و نائب سے بے پروا تھا۔ اس وقت آپ کے
 نیا دشت میں کے حکم پر چکر کوکبا میں غلطی ہو کر ایک کوکبا میں دھرت کی دھرتی و دھرتی کے
 لئے خطوہ بن سکنا ہے۔ ماضیہ ہی میں کوکبا میں دھرتی و دھرتی کے حکم پر چکر کوکبا میں دھرتی
 و دھرتی کے حکم پر چکر کوکبا میں دھرتی و دھرتی کے حکم پر چکر کوکبا میں دھرتی و دھرتی کے
 کوکبا میں دھرتی و دھرتی کے حکم پر چکر کوکبا میں دھرتی و دھرتی کے حکم پر چکر کوکبا میں دھرتی و دھرتی کے
 چکر کوکبا میں دھرتی و دھرتی کے حکم پر چکر کوکبا میں دھرتی و دھرتی کے حکم پر چکر کوکبا میں دھرتی و دھرتی کے
 چکر کوکبا میں دھرتی و دھرتی کے حکم پر چکر کوکبا میں دھرتی و دھرتی کے حکم پر چکر کوکبا میں دھرتی و دھرتی کے

چکر کوکبا میں دھرتی و دھرتی کے حکم پر چکر کوکبا میں دھرتی و دھرتی کے حکم پر چکر کوکبا میں دھرتی و دھرتی کے
 چکر کوکبا میں دھرتی و دھرتی کے حکم پر چکر کوکبا میں دھرتی و دھرتی کے حکم پر چکر کوکبا میں دھرتی و دھرتی کے
 چکر کوکبا میں دھرتی و دھرتی کے حکم پر چکر کوکبا میں دھرتی و دھرتی کے حکم پر چکر کوکبا میں دھرتی و دھرتی کے
 چکر کوکبا میں دھرتی و دھرتی کے حکم پر چکر کوکبا میں دھرتی و دھرتی کے حکم پر چکر کوکبا میں دھرتی و دھرتی کے
 چکر کوکبا میں دھرتی و دھرتی کے حکم پر چکر کوکبا میں دھرتی و دھرتی کے حکم پر چکر کوکبا میں دھرتی و دھرتی کے
 چکر کوکبا میں دھرتی و دھرتی کے حکم پر چکر کوکبا میں دھرتی و دھرتی کے حکم پر چکر کوکبا میں دھرتی و دھرتی کے
 چکر کوکبا میں دھرتی و دھرتی کے حکم پر چکر کوکبا میں دھرتی و دھرتی کے حکم پر چکر کوکبا میں دھرتی و دھرتی کے

حضرت آدم بنوری قریب مدد اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ سلم پر حاضر ہوئے تو مدد اللہ کے
 ساتھ کھڑے ہو کر مدد اللہ کے حکم پر چکر کوکبا میں دھرتی و دھرتی کے حکم پر چکر کوکبا میں دھرتی و دھرتی کے
 تعالیٰ صبر و کرم کے لئے اپنے دونوں ہاتھ بائیں ہاتھ کے شیخ کو دست بوسی کی سعادت بخشی۔

وہ شیخ صاحب کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام خلفاء سے افضل جانتے ہیں چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزندوں سے بھی وہ خدا سے نہیں ڈرتے۔ حضرت عروج الوہشی امام معصوم ربانی پیرِ حقِ قیوم ثانی اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والدِ اقدس حضرت صاحب کو فریاد دیتے ہیں۔ حالانکہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان جہالت میں اپنے فرزندوں کو اپنا تمام مقام مقرر فرمایا اور فرزندوں کے بعد ازل علیہم السلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کو فرارِ ربیب چنانچہ یہ باتیں آنحضرتؐ نے خود مکتوبات میں منقول و شرح بیان فرمادی ہیں۔ اور مکتوبات کی تفسیر جلیب میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی میں جمع ہو گئی۔

حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد کے مقامات حزبت القدس، اور برکات الاحدیہ پاکین میں
آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے خلفاء اور ان کی اولاد کے حالات درج ہیں۔ ان میں بھی صفاتِ طور پر لکھا ہے۔ اہل ان کے متعلق بھی آنجناب کے خلفاء ہیں۔ بلکہ حضرت القدسؐ کو آنجناب کے سامنے تعظیم دیتی ہے۔ اس کتاب میں جہاں پر آنجناب کے مناقب کا ذکر ہے وہاں پر اس بات لکھا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے فرزندوں کو اپنا تمام مقام مقرر فرمایا ہے۔ اور قطبِ اقطاب اور قیومیت کا حبدہ حضرت معصوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عنایت فرمایا ہے۔ اسی جگہ پر یہ بھی لکھا ہے کہ علامہ شیخ حضرت معصوم ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جابجا کھینچے ہیں۔ اور بہت اوب و ذوالضعف سے پہلے آئے ہیں۔ مریدانہ سلوک کرتے ہیں۔ اور ان کے متعلق ہیں پیٹھے ہیں۔ ادا ہے تمام مریدوں کو مجبور کر کے ان کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔ اکثر اپنے مریدوں کو کمرے سے کہیں ایک آچی آچی ہوں اور غور و فکر کی خدمت میں علم ظاہری بھی ہے اور علم باطن میں جو شخص طالبِ بران کی خدمت میں حاضر

ہوں۔ اگر مجھ سے شرم کرتا ہے تو اس کی سفارش کرتا ہوں۔ چنانچہ شیخ صاحب نے اپنے بعض مریدوں کو تربیت کے لئے حضرت معصوم ربانی کی خدمت میں بھیجا۔ ان میں سے ایک شیخ صاحب کے سلسلہ کے پھر کس دلیل کے شیخ صاحب کو آنجناب کے فرزندوں کے برابر یا ان سے افضل سمجھتے ہیں۔

مقامِ قیومیت کا صحیح ادراک

یقیناً بات یہ ہے کہ ہر لوگ حقیقت کی حرف سے محروم ہیں۔ اور اس واسطے کہ وہ حقیقۂ عروج الوہشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منکر ہیں۔ کیونکہ ان کا منکر یہ تھا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر یہ تھا ہے اور یہ خبر بدیعہ قاترہ میں موصوفی ہوئی ہے۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے تمام کمالات حضرت عروج الوہشی کو عنایت فرمائے۔ پس جو شخص کسی اور کو حضرت عروج الوہشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ترجیح دیتا ہے وہ سبھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر ہے۔ اور آنجناب کا منکر یہ ایمان کی کمی کی دلیل ہے۔ اگر مخالفین یہ کہیں کہ شیخ صاحب ہمارے پیرو ہیں اس واسطے ہم انہیں حضرت عروج الوہشی سے افضل جانتے ہیں تو اس کی دسی مثال ہے کہ پشتیہ و قادریہ و فقیرہ بدلوں کے پیروں کا سلسلہ مریدی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منسوب ہے کہ وہی کہ ہم حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر کس واسطے یا تین خلفاء سے ترجیح دیتے ہیں کہ وہ ہمارے ہمارے ہیں۔ یہ بات اپنے مریدوں کے قول کی طرح ناقابلِ مشہدِ اہلِ باطن ہے کوئی شخص قیوم کی پروری نہیں کر سکتا۔ قیومیت کا ماننا واجب ہے۔ کیونکہ قیوم کو کمالِ نبوت کا انتہائی درجہ حاصل ہوتا ہے۔ اور کمالِ نبوت کا انکار قرآن و کلامِ باطن ہے۔ اس واسطے اہلِ کمال کا منکر ہونا وہن و ایمان کے نقصان کا موجب ہے۔ کیونکہ تمام

اصحاب کمال تہی جسے اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے پہلے درجے کے بعد ازاں کمالات نبوت پر کشیدہ ہوئے گئے۔ ہزار سال بعد پھر ایسے کمالات کا ظہور حضرت مجدد العظمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ہوا۔ اسی واسطے جناب شیخ عبدالصمد اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے چند ایک حدیثیں حضرت مجدد الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف میں فرمائی ہیں۔ ہم ان احادیث کا ذکر اس کتاب میں کر آتے ہیں۔ کمالات نبوت کی تعریف اور ان کے ظہور اور وصف قیامت کا بیان حضرت مجدد العظمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات میں مفصل مندرج ہے۔

شیخ آدم جوہری کا حضرت محمد مصومؐ سے ایک اختلاف

تعالیٰ علیہ کے ایک لائوسہ غلط دوست نے ایک بار شیخ صاحب کو لاہور آئے کی تکلیف دی۔ ان دنوں بادشاہ ہند شاہجہان بھی لاہور میں تھا۔ شیخ صاحب اس غلطی کی دعوت قبول کر کے پانچ ہزار سفاروں سمیت لاہور کی طرف روانہ ہوئے۔ جب سر ہند پہنچے تو مریدوں کا لشکر ہزار ہوں کو اکٹھے اپنے سپرد کر دیا۔ حضرت عبدالعزیز ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے اصحاب بھی فرزندوں کے مراد کی زیارت کے لئے شہر میں حاضر ہوئے۔ حضرت مجدد العظمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند حضرت غوثہ نورانی اور حضرت خاں الکبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں سے مشرف ہوئے۔ تو چونکہ ان کے یہاں بیٹا بچوں کے بادشاہ ہند کے لشکر میں جا کر طریقہ عبید احمدیہ کی نشاندہی کر رہے تھے اس بار سے بھی توجہ فرمائی۔ اور استفادہ کریں۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی وقت اپنے برسرے بھائی سے کہا کہ اس شخص کے جانے سے طریقہ کی تسکین ہوگی اور سلسلہ مجددیہ کا وقار و مجروح ہوگا۔ دوسرے دن جب شیخ صاحب نے اس بار سے میں جواب مانگا تو حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے توجہ نہ فرمائی۔

اور خاموش رہے۔ لیکن حضرت خاں الکبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو کچھ شیخ صاحب نے وہاں میں قیامت کی کہ اس کے برعکس ظاہر ہوا ہے۔ بہر حال کہ کب نہ جائیگی لیکن شیخ صاحب نے اس بات کو ذوق نہ دیا اور لاہور روانہ ہوئے۔ چنانچہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شیخ صاحب سے کہیں بے غلط ہو گئے۔ کیونکہ اول تو شیخ صاحب نے کہا تھا کہ باوقار ہند کے لشکر میں طریقہ عبید احمدیہ کی اشاعت کرنا چاہتا ہوں۔ دوسرے انہوں نے انجناب کے خواب پر عمل نہ کیا۔ غالباً شیخ صاحب اپنے آپ کو حضرت مجدد العظمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام خلفائے افضل جانتے تھے۔ اور یہ خیال کرتے تھے کہ مجھے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کیا پروا ہے۔ چنانچہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے حضرت مجدد العظمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بے پروا ہونا ہے۔ جب مجھے کسی اور کی حرمت نہیں۔ اور ہر کمال میرے مضبوط میں گناہ ہے عزیمت فرمادیا گیا ہے۔ پھر میں کسی کو اٹھا کیوں کروں؟

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شیخ صاحب کی یہ باتیں سن کر ناراض تھے۔ جب اس سفر میں شیخ صاحب سر ہند کے قریب پہنچے تو حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قہ بدلاؤ ابن عمیرہ کو شیخ صاحب کے پاس بھیج کر دریافت فرمایا کہ کیا آپ نے ایسی باتیں کہی ہیں۔ انہوں نے صاف انکار کر دیا اور یقین دلایا کہ میں نے نہیں کہیں۔ جنوں نے یہ باتیں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی تھیں۔ انہوں نے اس کے ثبوت میں گواہ پیش کئے۔ بابر پھر شیخ صاحب نے اس حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صاف مانگی اور عرض کیا کہ میں جناب کو حضرت مجدد العظمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خادم مقام سمجھتا ہوں۔ اور اپنے پیر کا ثانی جانتا ہوں۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر خاموشی اختیار کی۔ اور شیخ صاحب کو کچھ نہ فرمایا۔ لیکن جو کچھ شیخ صاحب کو اپنے کشف پر پورا نہ چلا۔ تھا اس واسطے حضرت قیوم ثانی رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم پر عمل نہ کیا۔ اس سے انصاف دینی اللہ تعالیٰ عنہ اور بھی خفا ہو گئے کہ
 اول تو اس میں پوچھ نہیں چاہیے تھا۔ اور اگر پوچھا تھا تو اس میں پر عمل کرنا چاہیے تھا۔
 جب شیخ صاحب لاسور پہنچے تو بہت لوگ آپ کے گھر ہوئے۔ ہر روز آغوشان سے
 تین تین چار چار ہزار پٹھان حضرت شیخ صاحب کی خدمت میں آتے اور فریاد کرتے
 آپ کے پاس اس قدر خلعت آئی کہ بازاروں اور گلی کوچوں میں سے گذرنا مشکل ہو جاتا
 جب بادشاہ نے سنا کہ لاسور میں ایک ایسا شیخ ایک سے تو اس نے بھی ان بات کا ارادہ
 فرمایا۔ جس مطلب کے لئے ہیں۔ ملک اعلیٰ مولوی عبدالحمید سیالکوٹی اور اپنے وزیر سعید
 خاں کو بھیجا جب دونوں شیخ صاحب کے پاس آئے تو شیخ صاحب نے انہیں خلعت
 میں لے کر کی اجازت دی کہ چنانچہ وہ خلعت کے باہر آغوشان میں پہنچے رہے۔ دوسرے
 جب آپ خلعت سے نکلے تو پھر بھی ان کی طرف آغوشان نہ فرمایا۔ مولوی صاحب اور وزیر
 صاحب منصب ہو سکے کہ ساتھ ساتھ دونوں جب عالم بھی تھے۔ انہوں نے جب عملی
 معاونت فرما کر کہ تو شیخ صاحب اہل توان کی باتوں کو سننے کو تیار ہی نہ تھے اور اگر سننے
 بھی تو جواب اور طرح ہی کا دیتے۔ مولوی صاحب نے شیخ صاحب سے حضرت جسٹس

علی خاں صاحب اور حضرات قیادہ کے اس واقعہ کو شیخ صاحب کو خبر دی اور شیخ صاحب کی ایک بیٹی
 اور کچھ نواسہ کے رشتہ کے ذریعہ ان کے پاس گئے۔ حالانکہ ان کے نزدیک یہ حالت کے دوسرے شیخ صاحب نے اس کو
 کارکنی کو خطا تھا تو فرمایا کہ وہ ان کی غلطی سے آپ کے پاس گئے کہ ان دونوں شیخ صاحب کی طرف سے انہیں
 مولانا جیڈی لے لئے۔ مگر حضرت مولانا جیڈی صوم سیدی نصیر علی کی کاروبار سے ان کے پاس گئے۔ ان کے
 قریب کہ نہ ہوتا۔ کہ یہ گھر ان کی طرف سے ان کی غلطی سے ان کے پاس گئے۔ مگر حضرت مولانا جیڈی
 ایک طرف حضرت مولانا جیڈی کے پاس گئے۔ اور حضرت مولانا جیڈی کے پاس گئے۔ اور حضرت مولانا جیڈی کے پاس گئے۔
 ان کو کہتے تھے کہ ان کی اجازت سے حضرت مولانا جیڈی کے پاس گئے۔ اور حضرت مولانا جیڈی کے پاس گئے۔
 بہت شیخ صاحب کی طرف سے ان کو خطا کی کیفیت میں ملاقات کی۔

اللہ تعالیٰ عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بہن مبارک علیہ السلام کے متعلق تھے اور حضرت عبداللہ
 ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چند ایک بہن و مسائل پوچھے تو شیخ صاحب نے ان کو جواب
 کسی وقت پر مثال دیا۔ صرف حضرت محمد کے دو بہن تصرفات اور بزرگی کا ذکر کیا۔ بعد
 ان کے خود مولوی عبدالحمید سیالکوٹی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان معارف کی تحقیق
 بیان فرمائی۔ اور کہا کہ شیخ صاحب نے ان سے آپ کو یہ کمالات حاصل ہوئے ہیں میں
 نے بھی اسی بارگاہ سے کسب سکون کیا ہے۔ میں بھی حضرت مولانا جیڈی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منظور
 نظر تھا۔ میں تو آپ کو اپنا ہم مشرب اور ہم سلوک سمجھ کر آیا تھا۔ ورنہ کوئی ضرورت نہ تھی۔
 سعد اللہ خاں سے یہی شیخ صاحب سوجھ بوجھ سے پیش آئے۔ دونوں شیخ صاحب سے نعمت
 ہو کر بادشاہ کے پاس گئے۔ تو سعد اللہ خاں نے بادشاہ کو کہا کہ میرا جیل ہے۔ یہ خاں
 بہت اکتھے کر گئے ہیں مجھے دوسرے کہیں فائدہ و فساد برپا کر دے۔ لیکن مولانا
 عبدالحمید سیالکوٹی اس معاملہ میں خاموش رہے۔ اور بادشاہ سے کچھ نہ کہا حضرت
 عبداللہ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ والا معاملہ شیخ صاحب بھی وارد ہوا۔ یعنی صرف
 وزیر نے شیخ صاحب کی باتیں سن کر مولانا کا مزاج شیخ صاحب کی طرف سے خوف

حاصل ہوا کہ ان کے خوف نہایت خاں نے حضرت مولانا جیڈی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ ان کے پاس گئے
 تا چھین کے حالت میں ان کے پاس گئے۔ لیکن آپ کو شیخ صاحب کی بیٹی کی ایک عداوت کے نام
 فرزند تھے۔ بڑے بچہ کو کہہ کر اس کے پاس گئے۔ ان سے ان کے پاس گئے۔ ان سے ان کے پاس گئے۔
 مقامی ادارے سے بھی حاصل کئے۔ تو ان کے پاس گئے۔ اور حضرت مولانا جیڈی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ ان کے پاس گئے۔
 خدائے پاک کی طرف سے تو خاں صاحب کی مخالفت سے دوبارہ مطلب کر لیا۔ چند روز میں ان کے پاس گئے۔
 کہ ان کے پاس گئے۔ اور ان کے پاس گئے۔ اور ان کے پاس گئے۔ اور ان کے پاس گئے۔ اور ان کے پاس گئے۔
 سعد اللہ خاں کی خطاب کیا گیا۔ اور ان کی اس کے گھر کو ان کے پاس گئے۔ اور ان کے پاس گئے۔ اور ان کے پاس گئے۔
 (دوسرے دفعہ مشہور آج کے صفحہ ۵۵۷)

کہ ہم نے مصافحہ کیا۔ بعد ازاں حضرت عروۃ الرقعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی مصافحہ فرما دیا۔ اور حج کی اجازت عنایت فرمائی، منشیٰ صاحب کو کن کی راہ حجاز پہنچے، عرب میں بھی آپ کو قبولیت عامہ حاصل ہوئی۔ جب آپ جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روزہ منورہ کی زیارت سے محروم ہوئے۔ کہ جناب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ پر بہت سی عنایت فرمائی اور فرمایا: یا ولدی انشئ فی جوارحی وینا اثم میرے بدن میں جو، نیز فرمایا: یا اذم اثمکون انشئ و تونہ لک اجتنک۔ اسے آدم یا میری بوی جنت میں رہو سہو، یہ اس بات کا اشارہ تھا کہ منشیٰ صاحب مدینہ میں فوت ہو رہیں گے۔ واقعی ویسا ہی ہوا کہ شیخ صاحب نے مدینہ میں وفات پائی اور ہمیشہ مدینہ دیار النبی میں رہے۔ اور حضرت خلیفہ ثالث عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روزہ کے پاس مدفون ہوئے۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گنبد مبارک کا سایہ منشا صاحب کے قد پر پڑنا ہے آپ کا مقبرہ عرب میں شیخ الحدیث کے مقبرہ کے نام سے مشہور ہے۔

قبولیت مجددیہ کی حضرت آدم بنوری کی قبر پر نظر التفات نام کتاب میں حضرت مریح و نشر لیسٹ رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ جب حضرت یحییٰ بن عروۃ الرقعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حج کے لئے تشریف لے گئے تو اس وقت شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فوت ہو چکے تھے جب کبھی انجناب اس قبر میں تشریف لے جاتے تو شیخ صاحب کی قبر پر دیر تک کھڑے رہتے اور فاتحہ پڑھتے اور ان پر بہت بہت جرمائی کرتے اور ان کی مدد کرتے۔ حضرت تاج عالم خلیفہ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عروۃ الرقعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہ حضرت یحییٰ بن عروۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے روزہ حج کے لئے گئے تو شیخ صاحب کی قبر پر دیر تک خیر کراہم پڑھتے، شیخ صاحب،

سے کرامات کا بہت کچھ ظاہر ہوا۔ حتیٰ کہ چند مرتبہ مردوں کو بھی زندہ کیا۔

حضرت شیخ آدم بنوری قدس سرہ زندہ کی ہر بنور سے سرمد حضرت مجدد الوہابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روزہ منورہ کی زیارت کے لئے پایادہ آیا کرتے۔ ہر تین کو سوے شنگہ پاؤں چل کر کرتے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ بنور سے ہی شنگہ پاؤں روا کرتے اور مرشد کے جنگلات سے کسی کے اچیلے کے کچیلے انہیں اپنے چہرے اور دلہی سے صاف کرتے ہر اہل نفعاء کے استیضہ کے لئے لاتے۔

ابن آدم شیخ آدم بنوری کے تعلق کا ذکر ولایت بلخ شیخ آدم بنوری کا مقام کرتے ہیں جن کی نسبت خود شیخ صاحب نے نکات الاسرار میں فرمایا ہے کہ مجھ بھوکے بعد الہام ہوا کہ اگر خواجہ قطب الدین اور شیخ فرید الدین اور نظام الدین قدس سرہ العزیز اسی زمانہ میں ہوتے تو مشیت جمود برے میں سے ہر کفر میں حاصل کرتے۔

تاج اور شریعت اور لریقت کے ستمہ پائندہ تھے۔ ایک روز آپ نے صبح کو بازار کے بند
آسمان کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ آج جو اس میں کرنی بڑا حادثہ ہوئے والا ہے۔ چند روز
بعد حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دھماکے کی خبر پہنچ گئی۔ اٹھاڑہ گھانٹے سے
معلوم ہوا کہ آنجناب قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دھماکا دھماکا کسی تاجر کے گھر پر آجانب
سیدھے گرنے فرمایا تھا کہ آج جہان پر مصیبت عظیم نازل ہونے والی ہے۔

آپ میر علیہ السلام کے پوتے ہیں۔ آپ اپنے بیٹے
حضرت محمد صابر علیہ الرحمۃ | بزرگوار کی قبر پر ہی راکھ گرتے تھے۔ اور ان کے چچا حضرت
تبراند شہر میں ہیں۔ محمد صابر اپنے بچے بزرگوار کے طریقہ پر پکے ہیں۔ آپ نے حضرت
عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرزند حضرت محمد صلیبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت بھی
حاصل کی ہے۔

آپ میر علیہ السلام کے غلیبہ مستقیم الاحوال ہیں بعض
حضرت شیخ زہد بن رحمہ اللہ | آپ میر علیہ السلام کے غلیبہ حاصل کئے۔ اب آپ کا
ہفت ایک دنیا گیل محمد نام غازی علوم میں طاق ہے۔ اس نے ملوک باطنی بھی اپنے
باپ سے حاصل کیا ہے۔

آپ میر علیہ السلام حضرت امیر محمدؑ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
حضرت شیخ عبدالحلیم رحمہ اللہ | انھوں نے آپ سے یاروں میں سے ہیں۔ شریعت اور
طریقت کے بڑے پائندہ ہیں۔

آپ میر علیہ السلام کے غلیبہ ہیں۔ نہایت
حضرت ابوالقاسم رحمہ اللہ | شرح اور صاحب حالی تھے۔ آپ نے حضرت
قیوم الدلت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت بھی حاصل کی ہے۔

حضرت شیخ آدم بنوری قدس سرہ کے خلفاء کرام

آپ شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
حضرت میر علیہ السلام رحمۃ اللہ علیہ | اخصیہ خاص ہیں۔ نہایت مستشرق اور مفت خبری
سلاطین و اعلیاء و اکابر و علم کے سنت پائندہ تھے۔ کہ اولیائے گذشتہ میں اس کی مثال
محال ہے۔ دینی کرمہ آپ سے اپنی روکی کی شادی کرنی چاہی تو خود عرب میں جا کر تحقیق
کی کہ جناب پیر خدا سے اللہ تعالیٰ صلیب و اکابر و علم سے حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا
کے چیز میں کون کونسی چیزیں دی تھیں بعینہ اسی قسم کی چیزیں آپ سے بھی دیں۔ ایک
رات امیر ملک بایزید بادشاہ نے خواب میں دیکھا کہ بایزید بادشاہ سے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ
وسلم کا حال ہو گیا ہے۔ بادشاہ نے وہ رات اودھو ایسی گھونکھی پندرہ روز بعد میر علیہ
کے فوت ہونے کی خبر پہنچی تو تباہی مٹانے سے معلوم ہوا کہ آپ دینی رات فوت ہوئے۔
جس رات بادشاہ نے وہ خواب دیکھا تھا۔

آپ نے حضرت قیوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت کا شرف بھی حاصل کیا تھا۔
آپ میر علیہ السلام کے بیٹے ہیں۔ آپ بھی والد بزرگوار
حضرت تاج محمد رحمۃ اللہ علیہ | کی طرح سنت نبوی سے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کچے

علیٰ صاحب جو بیڑہ الاصفیہ سے آپ کو مستحق کامل عالم عامل اور منت نبوی کی پابندی
میں سلاطین و اعلیاء کے کاسین و وفات سے ملتا ہے۔

آپ شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ

حضرت شیخ سلطان محمد رحمہ اللہ ہیں۔ فناء بقا میں راجح مستند تھے۔

آپ شیخ سلطان محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے

حضرت شیخ محمد عمران رحمہ اللہ فرزند ہیں۔ اپنے باپ کے طریقہ پر کار بند تھے۔

آپ شیخ سلطان کے خلیفہ ہیں۔ بڑے

حضرت شیخ الہادی رحمہ اللہ اسحاق بن اسحق سے تھے۔ پہلے آپ حافظہ سعد رحمہ

فرید آبادی کے مرید ہوئے۔ بعد ازاں شیخ سلطان کے پاس آئے۔ شیخ صاحب

نے آپ کا نام پوچھا۔ تو کہا۔ امیر شیخ صاحب نے کہا اللہ تعالیٰ کی بیاسیت تم پر ہو۔

یہ کہنے ہی شیخ الہادی پر اس حال کشف ہوئے۔ شیخ الہادی سلمیہ لاجوال تھے۔ اور باطنی

توجہ اور تصرف بھی اچھا تھا۔ بہت سے متعلموں نے آپ سے باطنی استفادہ کیا اور

اور بھی بے غریب حالات پیدا کئے۔ شیخ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے انہیں اجازت

دی۔

آپ شیخ الہادی کے فرزند ابجد میں سلوک

حضرت شیخ محمد ریاض محمد رحمہ اللہ علیہ باطنی شیخ عبداللہ قدس سرہ سے حاصل کیا۔

پھر دل و جنوں سے طریقہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں مصروف ہوئے۔ اپنے

ڈاکٹر شغل میں مشغول ہیں۔ میں مصنف نے ان کی زیارت کی ہے۔ فی الواقعہ آپ کی

حالات ابھی ہے۔ حضرات سر سبز کے طریقہ احادیہ مجددیہ کے خوب پابند ہیں۔

آپ حاجی بابا کے نام سے مشہور

حضرت حاجی عبداللہ کوٹاٹی رحمہ اللہ ہیں۔ کوہلو (پشاور کے نزدیک) کابل

کے گرد و نواح میں ایک شہر ہے۔ حاجی بابا شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے معتبر

باباؤں سے تھے۔ سلوک باطنی اپنے شیخ کی خدمت میں حاصل کر کے خلافت پائی بہت

سے لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ اور آپ سے باطنی استفادہ کیا۔

پایہ کابل کے گرد و نواح میں ایک

حضرت حاجی بابا محمد باطنی رحمہ اللہ انہوں سے حاجی صاحب شیخ آدم بنوری

کے بڑے خلیفہ سے تھے۔ سلوک باطنی انتہائی درجہ تک پایا۔ شیخ صاحب سے حاصل

کیے خلافت پائی۔ طریقہ احمدیہ مجددیہ کے پابند تھے۔ آپ کاملاً باطنی پاکیزہ میں بہت مشکل

کے تمام روضت آپ کے مزار کی طرف تھک کر کچھ کر کے دکھائی دیتے ہیں۔

آپ حاجی بابا محمد رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے بھائی

حضرت دوست محمد رحمہ اللہ اور مدینہ میں واقع آپ عزیز الوجود دروہا۔

حضرت میر علی اکبر رحمہ اللہ اور عزیز احمدیہ شریعت اور طریقت کے پیکر

پابند ہیں۔

آپ حاجی محمد کے یار ہیں۔ طریقہ احمدیہ

حضرت شیخ مامون رحمہ اللہ کے پسے پرت پابند ہیں۔

آپ شیخ مامون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے

حضرت انون محمد رحمہ اللہ خلیفہ اور بہت عزیز الوجود ہیں۔

آپ شیخ آدم بنوری رحمہ اللہ

حضرت شیخ سعدی لاہوری رحمہ اللہ اقامی علیہ کے خلیفہ ہیں۔ احوال باطنی

میں یکم ہیں۔

آپ شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ ہیں

حضرت شیخ محمد علی رحمہ اللہ انہیں صاحب استقامت و کرامت تھے۔ استغوف

ادنیٰ غریب بھی اچھا دیکھتے تھے۔

حضرت محمد مہر رحمۃ اللہ علیہ

سافظ سعد اللہ وزیر آبادی و تعمیرات علیہ کے تلمیذ ہیں۔ شیخ شجری عین اللہ
آپ شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ

تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے چکے پائندہ اور طریقہ کا دستور پر عمل کرنا بہت قدیم ہے۔

آپ کا قافلہ ساجد : بحمدہ اللہ تعالیٰ علیہ
حضرت اخوان احمد رحمہ اللہ کے خلیفہ عیسیٰ شریعت اور طریقت کے بڑے پندیر
آپ اخوان احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے
حضرت اخوان سلوات رحمہ اللہ خلیفہ ہیں نہایت مستقیم الاحوال تھے۔ حضرت
محمد ابراہیم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریقہ پر روح و تقویٰ آپ کا شعار تھا۔ بیٹھا
اخوان محمد کے خلیفہ ہونے کے بعد ازاں جب رات اسیس ہوئی تو آپ نے شیخ احمد
کے خلیفہ محمد بن عبد اللہ بن محمد کے پاس گیا۔

حضرت شیخ امید علی رحمۃ اللہ | آپ شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملتے جلتے اور طریقہ ہدایت کے لئے رہنمائی فرماتے تھے۔

حضرت سیدنا نور محمد رحمہ اللہ
 گنج اکھن درویش کے خرقہ نہاد شیخ آدم کے
 سیدنا ابی اسحاق شافعی نے حضرت سیدنا محمد کے
 خرقہ نہاد شیخ آدم کے خرقہ نہاد شیخ آدم کے

حضرت شیخ عرب رحمہ اللہ

آپ شیخ عرب کے قصوں میں ایک شیخ عرب یاد

آج کل جو عالم فرماتے ہیں شیخ عرب بہت مستقیم الاحوال

تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مستورات کے دوسرے میں مولیٰ

— 22 —

حضرت شیخ فتح محمد القسری کے تلامذہ

حضرت شیخ منیا ندو محلہ اٹکرا کو امرت تھے۔ جبکہ یہی قوی تھا بہت سے لوگوں نے آپ سے ملنی استفادہ کیا۔

حضرت شیخ عبدالرسول رحمہ اللہ ! اہل حق آپ سے اپنی والدہ اور شیخ عبدالعلیؒ
دووں سے حاصل کیا طریقہ احمدیہ کے پابند تھے۔

حضرت علامہ اقبالؒ رحمہ اللہ والدہ کا طرح شریعت اور ظرفیت کے پابند ہیں۔

حضرت شیخ محمد زکریا رحمہ اللہ ہیں۔ اسپتال کے ایک مشہور عالم شیعہ اپنے والد کے مرید تھے۔

[illegible]

حضرت شیخ عثمان شاہ جہانپوری رحمہ اللہ آپ شیخ آدم بھڑی رحمہ اللہ خالی حلیہ
بنا چاہا تو شیخ آدم سے بن کا وہ مرید تھا جو عرض کیا، آپ اپنے کسی غلیفہ کو حکم دیں
کہ اس شہر میں پودہ باغی اختیار کرے۔ تاکہ اس کے قدیم کی برکت سے شہر آباد ہو جائے
شیخ آدم نے شیخ عثمان کو اس کے ساتھ کیا۔ تب سے شیخ عثمان نے شاہ جہانپور
میں رہنا اختیار کیا۔ آپ کا مزار بھی وہیں ہے۔ آپ کی اولاد بھی اسی شہر میں رہتی
ہے۔ آپ کے کفر نہوں میں سے ایک کو تین (مستغنی) نے دیکھا ہے۔ جس کا نام
عمر طاہر تھا۔ اور جو نہایت عزیز الخود تھا۔

حضرت شیخ حبیب الرحمن علیہ السلام آپ ایک واسطہ سے شیخ آدم کے مرید
ہیں۔ نہایت مستقیم الاحوال تھے۔

حضرت حافظ عبد الغفور رحمہ اللہ آپ بھی ایک واسطہ سے شیخ آدم کے
مرید ہیں۔ شریعت اور طریقت کے پابند تھے۔
آپ بھی ایک واسطہ سے شیخ آدم کے
مرید ہیں۔ طریقا احمدیہ کے پابند تھے۔

حضرت اخون نسیم کا مرید رحمہ اللہ آپ بھی ایک واسطہ سے شیخ آدم کے
مرید ہیں۔ دروغ و تقوٰی سے آپ کا شعار تھا۔
میر و لیں کا دنیا سلطان محمود قندھاری جو ایران کا بادشاہ ہو گیا تھا۔ آپ کا مرید تھا۔

حضرت حاجی ولی خان رحمہ اللہ خلیفہ تھے۔ جب محمود نے ایران پر چڑھائی
کر لی تھی تو اخون صاحب سے درخواست کی کہ جناب بھی میری مدد فرمائیں۔ اخون
صاحب نے اپنی نگر حاجی ولی خان کو کہیں کے ساتھ کیا۔

حضرت شیخ عبد الرحیم شیخ محمد رضا رحمہ اللہ علیہ اس وقت سے ہیں نہایت
مستقیم الاحوال تھے۔ سب کرامت و خوارق تھے۔ اپنے وقت کے مشہور شاہ
نبیل کہنے جانتے تھے۔ حضرت قیوم ربیع بنی اللہ تعالیٰ اعز نے بھی ان کی بہت
تعریف کی ہے۔ اب ان کا سلسلہ بہت چاہی ہے۔ ان کے مرید ہزاروں کی
تعداد میں ہیں۔ ان کی اولاد کا سلسلہ دو جگہ پر ہے۔ ایک پرانی دہلی میں اور
دوسرا شاہ جہانپور کے قریب ہی قصبہ بہشت میں بہت سے افراد مقیم ہیں
آپ شیخ عبد الرحیم رحمہ اللہ نے تادمہ نفا علیہ
حضرت شیخ ولی اللہ رحمہ اللہ کے فرزند ہیں۔ ظاہری اور باطنی علوم کے جانے
اور شریعت اور طریقت کے سخت پابند تھے۔ علم و پابلیت میں رہتے ہیں۔

حضرت شاہ علی امروہوی قدس سرہ العزیز بن عبد الرحیم عمری مغللی الفضلہ فی المعروف
المروری بروز بدھ ہاشم شاہ سلطان علیہ السلام پیدا ہوئے۔ گیارہ سال کی عمر میں ابتدائی روحانی کام
لے لیں اور طرح مانا چاقی تک درس نظامی پر عبور حاصل کر لیا۔ پندرہ سال کی عمر میں تفسیر و تہذیب
سے منسلک ہوئے۔ والد کا کہنے تلمذ کیس کی اخلاقی تعلیم دی اور اس تلمذ کی کا اختتام بہ علم حاصل کر کے
میر فرمایا۔ تہذیب و تعلیم کے لیے انھوں نے اپنی کاروباری دکانیں بیچ دیں۔ مستطابہ و مستطابہ کو حج بیت اللہ کیا۔
وہ تہذیب میں تعلیم کے دولہے تھے۔ شیخ ابوظہر مدنی سے استفادہ کیا۔ دو سال بعد واپس دہلی آئے۔
مستطابہ و مستطابہ کو دو سال بچا۔

آپ کے چار بیٹے مولانا شاہ عبد العزیز، مولانا ربیع الرحمن، مولانا عبد القادر اور مولانا عبد الغنی تھے
برسفر میں علی شریعت میں چار عروج پر پہنچے۔ فتح ارحمن، فوز کبیر، المصطفیٰ، فیروز العزیز، نقول الشیخ
حقہ و حیدر، بہشت، الطاف القدس، الانصاف، سلطنت، القاسم العزیز، الشفا، القلوب۔

کر کے خلافت پائی۔ شریعت اور طریقت کی پابندی آپ کا پسندیدہ معمول تھا۔ آپ کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ سزار با لوگ مرید ہوئے، امر معروف اور نہی منکر پر عملی کام میں تھے، چنانچہ آپ کے درمیان میں آپ نے بادشاہ کو ہر حال کا کہہ کر تو اپنے نوادوں کو بغیر شکار کے کیوں بھجا رکھا ہے، کیوں ان کا شکار نہیں کرتا، کیا تو اپنے آپ کو جناب پیغمبر خدا جیسے اللہ تعالیٰ علیہ الہ وسلم سے برا خیالی کرتا ہے، بادشاہ نے کہا، اب میں مزدور ان کا شکار کروں گا۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ شیخ با یزید کی وفات کے بعد ان کے مراد پر خلافت کا اس قدر بزم ہوتا ہے کہ دلی کے اولیاء شل خواجہ قطب الدین بہت مبارک الیٰ تقدیر مراد العزیز کے مراد پر بھی اتنا جہوم نہیں ہوتا۔

آپ ایک واسطہ شیخ آدم
حضرت شیخ فیروز خواجہ بھی رحمہ اللہ کے مرید ہیں، نہایت متلیم احوال تھے۔

آپ شیخ آدم کے شاگرد ہیں، آپ نے حضرت خواجہ محمد امین کی تحفہ اللہ! میں سال تک شیخ صاحب کی خدمت کی، طریق علیہ حد پر نہایت متعہی اور استقامت سے کار بند تھے، حضرت قیوم ثانی عمر مصدوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے بھی مشرف ہوئے، آپ نے ایک کتاب بھی ہے جس میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، آپ کے خلفاء و فرزندان کے حالات خصوصاً شیخ آدم کے حالات زندگی نہایت شرح و بسط کے ساتھ لکھے ہیں، بلکہ اس تصنیف کا اصل موضوع شیخ آدم کے حالات ہیں، مگر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے فرزندان اور خلفاء کے حالات بھی لکھے گئے ہیں۔

آپ ایک واسطہ شیخ آدم ہند کی رشتہ
حضرت حافظ محمد اشرف رحمہ اللہ اللہ تعالیٰ علیہ کے فیض میں مولانا رحمہ جو اپنے لطف کے جید عالم تھے فرماتے ہیں کہ میں مولانا میں تحصیل علم میں مشغول تھا، مولانا صاحب صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا، حافظ صاحب نے مجھے لکھا و طاعت سے دیکھا، جب میں اسے خدمت میں پا کر سن پڑھا جا، تو مجھ پر ایک خاص لکھن طاری ہوئی جس کی کیفیت میں اس وقت کچھ نہ سمجھ سکا، لیکن میرے استاد بیوں نے بزرگوں کی حواس دیکھیں تھیں، مجھ سے پوچھنے لگے کہ تم پر کسی بزرگ کی نظر عینیت ہے، جب سن کر ہونچا اور فقر کی خدمت میں اسے جانے لگا، تو اس وقت کچھ نہ گزرا، ۱۰ سال کی کیفیت اور مجھ پر نگاہ لطف کرنے کی مغل معلوم ہوئی۔

حضرت مجدد الف ثانی کے معاصرین، مشائخ، شعرا و حکمران

آپ شاہ کمال رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے
حضرت شاہ سکندر قادری رحمہ اللہ! آپ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا، تعالیٰ عزت کے بصر میں انہیں کہ جس میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، ہے کہ ہم آپ پر تو بے شک لکھا ڈال سکتے ہیں لیکن شاہ کمال رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے بڑے شاہ سکندر رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے قلاب پر بہ سبب نور کی شاعری کے شاہ فانی نہیں جا سکتی، حضرت عرفان اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو نعت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے چھوڑا تھا، وہ شاہ سکندر رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہی

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنایا: جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے۔

خط حضرت سکندر کبھی پہنچتا نہ تھا، علیحدہ سلاطین کا دور کہ کمال بزرگ مانے جاتے ہیں، صاحب
قدر کا زمانہ کہ آپ کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے کہ آپ سب کا نکلن میں اس وقت کے بڑے بڑے
تھے، بڑے عالی قدر، فوج لاشی و فوج مشرب بزرگ تھے، جو آپ بطور علامت سے تعین کیجئے
تھے، اور بڑی بے باکی اور جرأت کے ساتھ علاقہ خوارانہ لڑائی کرتے تھے، دائمی صف، چرونگاتے
جی پی خوش نہیں رکھتے تھے، بعض اوقات گدھا شکار کو ہی پروا دے دیتے، اور کوٹھوک دے
والا کہ اپنے بچے کو غور بیٹے پر آمادہ کرتے تھے، کبھی بھی نہ پر سپاہیں پہلے کر سامانہ اور کشتی
کے کچھ و بازار کا چکر لگاتے تھے، اس طرح خود شخص اور ان کو غور دار کرتے، اپنی بد وقت
ان کی غمازیانہ پالیسی، آپ کے نزدیک تھے، حضرت محمدؐ ذاتی تھے، ان کی تعریف کرنے
سب سے علاوہ کا فیضان آپ ہی کی واسطے سے ہوا تھا، اور آپ اس نسبت کو نقلی نہیں مانتے
بلکہ کہتے تھے، بہت بعض مرد ہیں، یہ ان فرمایا کرتے تھے، حضرت محمدؐ ذاتی تھے، ان
تعالیٰ عزوجل کو آپ ہی کی دولت حضرت خلت العصر اور خلت العصر سے علیحدہ علاوہ تعالیٰ ہی اللہ
تعالیٰ کے لئے لکھتا اور دیتے تھے، شیخ محمد عباس لاہوری (حضرت حامد بنگا) کو یہ سب
قادر میں آپ سے ہی منسوب ہوا تھا، حضرت علامہ لاہوری فراموش خواہر، بڑی بڑی علامہ کی کہیں
کے بعد میں دونوں عامل عمومی دھڑاؤں کے واقع جا کر مسجد حقہ میں ان کے بعد میں مدرس
تھے، شاہ سکندر کبھی مسجد حقہ میں نہ جاتے تھے، حضرت علامہ لاہوری نے آپ کو اپنے
اس میں دیکھا تو مسجد میں کھڑے ہوئے، پتے کو غلامت کی مگر مسجد کے صحن سے بچے اڑنے تو
باز میں ان کو مسجد کے کتبے کی دعا میں لگ گئے، حضرت شیخ نے اپنے دوستوں کو بلا کر
لے کر لیا، اور باز دھڑاؤں کا مظاہر لاہوری کو بلا دیا، گھوڑے کو کھانے کو دونوں فرش میں سے
اچھا اور بد کھانے میں بھیج دیں، اس دن سے حضرت علامہ بنگا نے خود خود آپ کے مقامات

کپڑا بیچنے کا وقت آگیا

حضرت شاہ فضل اللہ ربانی جو پوری محمد احمد علیہ السلام
اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم عصر تھے۔ نسبت مستقیمہ احوال، صاحب کرامت ظاہر و باطن
بابر ہوئے۔ انہی نے بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تیسری سزا اقرار کیا
کہ سب کا کشتہ بگاڑا تھا۔

آپ بھی حضرت مجدد الدہ انامی رضی اللہ

حضرت شاہ علیہ السلام پر لا پورہ ہاتھ لگے۔
 اسی کی نصرت سے جو اللہ ان کی نصرت سے
 تقدیر سے بچے گا، اسے اپنے وقت سے
 مشغول نہ رہے گا۔ اسے اپنے زمانہ میں اللہ تعالیٰ عزت کے تمام کمالات کو پرشاد و شہید قبول
 فرمائیگا۔

آپ ہندوستان کے مشہور ریخ اور انجذاب

حضرت بابا فرید الدین عطار غفرلہ فرماتا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے ہم عصر ہوگا۔

آپ شیخ جلال تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ

حضرت شیخ نظام گناہی فرماتے ہیں کہ علیؑ کے خلیفہ اور حضرت عبدالعزیزؓ نے اپنی ساری دنیا جیسی چیزیں اپنے لیے نہ لیں۔

آپ حضرت مجدد الف ثانی ر. ا. القدر علیہ

حضرت شاہ فاکم سیلجانی رحمہ اللہ
عز کے بعض شاہین ہر روز صبح اور سہ پہر
ہند تو می تھے۔ آپ نے ان گنت کرامات ظاہر ہوئیں۔ شعلت کار جمع آپ کی کلمہ

غیر عاشقہ مغرباً بلکہ سے اگے، ملے رکھے اور کپ کی غفلت، عزت، جھجھکت سے عارف حق نہ لگے اور لوگ کے بلند مقام پر پہنچے، حضرت سکندر کبھی علی کاہرہ حضرت شاہ کمال کے خدیو بن کر رہے۔

بہت تھا۔ مگر کہ بادشاہ نے درگاہ کو قادم چکر میں فیکر کر دیا۔ وہیں آپ نے وقتاً
پاؤں اور وہیں آپ کا مزار ہے۔ آپ اپنے وقت کے بڑے شاعر میں شمار ہوتے
تھے۔

حضرت خواجہ خاوند محمد لاہوری رحمہ اللہ آپ ماور النہر کے بزرگ نادوں
میں سے ہیں۔ لیکن لاہور میں ان کے سکونت اختیار کیا اور یہیں وفات پائی۔ حسب آپ کا مزار لاہور میں عام و خاص کی
زیارت گاہ ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے حق میں فرشتہ ہیں
کہ خواجہ خاوند محمد خواجہ زادہ ہیں۔ اور جذبہ سرور کی انہیں حاصل ہے۔ چنانچہ اس کا حال
قصیدہ العادہ و قہریمت کے نوے سال میں لکھا گیا ہے۔

حضرت خواجہ خاوند محمد لاہوری المعروف بہ حضرت ایشاں کھلیہ کے آخری بادشاہ
قہریمت کے زمانہ میں تشریف لائے۔ یہاں کوہ نوئی شہر میں آپ نے ایک محل تعمیر جادی کیا۔ تو
بے پناہ شہر و نظارت نے تھا۔ اہل سنت و تقیہ اور کمال۔ چونکہ باوجود قیام کیا۔ آپ کو کئی مرتبہ حمل جانیہ
جائے گا کہ دیا۔ مگر دروں بدر گزشتہ کثیر پر گذر کر کے قہریمت کو پہنچ کر رہا۔ اور کئی فرشتہ
کثیر پر قابض ہو گئے۔ آپ اگر کے آخری آدمی کئی سے لاہور آ گئے۔ آپ کا وطن بھارت تھا۔ اور
حضرت نقشبند کا اولاد میں سے تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی آپ کو خود نام کا مکان نقشبند تصور
کر لے تھے۔ آپ نے دربار میں بھارت سے تفسیر معلوم کر کے اسلامی حاکم کی سیاست شروع کی۔
مترقہ دولت، خندہ ارادہ کا بل سے ہونے پر بھی نہیں آئے تھے۔ تحقیقات میں جن کے حقیقت نے لکھا
ہے۔ کہ وہ کئی تفسیریں مشہور سنائی جھلکنا کہ وہ سے جدا کرنے آپ کو اگر بدایا تھا۔ آپ اگر وہ
شاہ جہاں آباد کے بزرگان دین سے ملاقات کے بعد لاہور آ گئے۔ یہ ملاقات ۱۶۵۳ء کا زمانہ تھا
شاہ جہاں نے آپ کو ایک لاکھ روپے پر انعام دیا۔ آپ نے اپنی سب سے بڑی دعا۔ اور تفسیر خود ہی تفسیر

شاہ فیض اللہ سنبھلی رحمہ اللہ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
مہم راہ و شیخ سلیم بن علی رحمہ اللہ تھے۔
کے خلیفہ اور بہت عوامی الامور میں۔

آپ بچ کے بڑے شاعر تھے جب
حضرت میر کیشادہ علی رحمہ اللہ آپ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے ارشاد کو کا شہرہ سند تو بے اختیار ہو کر انجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض
کی تھی جس میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلمات کا انفراد اور طلبہ و توجہ
قائمانہ کی التماس مندرج تھی۔

واقعہ ماضی میں گوشت سے آگے کر آیا۔ میر کیشادہ کی خدمت سے گفتگو کی گئی کہ آپ کا عیشاں
مترقہ و سید تھا جس کا چہرہ میں ایسے نور تھا۔ لہجہ و زبان۔ باقی سید و زبان۔ لاہور آپ کا عقیدہ تھو
تھا۔ آپ کہ ایک بیٹے شاعر معین الدین غفرانی آپ کے ساتھ ہی لاہور میں آئے۔ آپ نے خاص
عام بیٹے کو تھا تھا۔ بیٹے پناہ سری گویں منگو اور دوسرے اختلاف کے لئے کئی بیٹے دیا۔ یہ
روایا بڑا صاحب بیعت تھا ہے۔

حضرت نورنگہ زیب عالمگیر کی ایک بہن کی بیٹی آپ کے نکاح میں آئیں۔ خواجہ معین الدین
نقشبندی رحمہ اللہ دوسرے سال ۷۰۰ سال کی عمر میں بیٹے وادگار گھر کو فوت ہوئے۔ خواجہ
فردا الدین محمد آفتاب اور خواجہ کمال الدین خیر الدین شادوت مشہور آپ کے ہی فرزند تھے۔

حضرت آفتاب اور مرید میرا لہر کے درمیان سناؤ متوفی ہو کر لالہ و مہارت رہے ہیں۔
آپ اپنی سید میں و عطا فرماتے۔ خواب دیکھا کہ لالہ لالہ میں آپ کی جھلک کو سراپا رونق پایا۔ منگو
اور وہ جس جا گھر آپ کا باغ حداد ہے۔ زمین کے گھر کے پیرا دگلاب کی صورت میں تیار ہوا کہ چوٹی
پایا۔ اور دوسری طرف گھر کے اوپر بلند جگہ آپ کا مزار آج بھی چلنے لکھنے کا سہارا ہے۔
آپ کی توفیق میں کہ وہ میاں دھند بنا دیا گیا۔ انگریزوں کے لئے کہ وہ اسے اڑا کر لیا۔ انگریزوں کے لئے کہ وہ اسے اڑا کر لیا۔
کا توفیق میں کہ وہ میاں دھند بنا دیا گیا۔ انگریزوں کے لئے کہ وہ اسے اڑا کر لیا۔ انگریزوں کے لئے کہ وہ اسے اڑا کر لیا۔

آپ خواہاں کے قتلذمہ شائع ہے

حضرت میر مومن **مفتی رحمہ اللہ** حضرت حمزہ العتہ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غائبانہ مرید جو سب آپ کا مخلص عالی تجدد الف کے پیروں میں سال ہی گھٹا گیا ہے۔

آپ حضرت مجتہد العظمیٰ نے

علامہ ملا عبدالرحیم سیالکوٹی رحمہ اللہ اور تینالی احمد کے ہم عصر دیگر مرید تھے
مغفل، مغلول اور فروغ و اصول کی تمام متداول کتابوں پر آپ کا کراہ تھا۔ اور
آپ نے ان کی شرحیں بھی چھپیں۔ بلکہ آپ کی شرحیں ان کتابوں کے مسائل کا حل نہیں
ہو سکتا۔ آپ کے مرید جوئے کا حال سے مغفل نکلا گیا ہے۔ علی

[illegible]

آپ نے عمر عزیز میں علم و دین اور تصنیف و تالیف میں گامداری، عالم اسلام کے علماء کو آپ کے دربار سے علم و فضل کے آفتاب و ماسبب بن کر چمکے، ملاحضہ کے دارالعلوم میں صدر مدرس رہے۔ جہاں پر پختہ حکم و حکومت میں آپ کی شریعت چلتی ہے۔ انھیں کفر و غیور دیار میں پہنچے۔ گرو شاہ جہان کو وفادار سے تو آپ کے علمی و تہذیبی فن میں کمال دیا۔ کئی بار موعظے سے نوازا گیا۔ مولانا سے ملوایا گیا۔ ملائکہ کو کیا جا رہی عقل کی گینے۔

مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی نے دربار تک رسائی کے بعد بے تحاشیہ دین مدارس افانم کئے۔
 علماء کرام کے عہدائے میں اضافہ کرایا۔ غازی پور، اکبر آباد، سیالکوٹ اور دوسرے شہروں میں بڑھتے ہوئے۔

آسیب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ

حضرت مولوی عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم عصر اور رفیق متان مسکے بڑے

وہیں ساری مشورہ ساری سے آگئے، دارالعلوم فائزہ کے حضرت مولانا عثمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
نیز ذرا ہی دیر بیت چھوڑے۔ اور مولانا کے کئی مارج طے کیے۔ حضرت مولانا کے آپ کا لقب
جبریل کا خطاب دیا۔ آپ کے علمی ماحول اور خدمات سے نیا دور اسلام کا علمی رستا شروع ہے۔
اپنے علمی سہارے کی بار بار مثالیں دیتے ہیں جس آپ ہمیشہ غالب آگئے۔

میراثیہ شریعت اور شریعت فتنہ کی تشریحات کے مطابق اپنے سہ ماہی کے لیے

بانی برکات حضرت مجدد الثانی قدس سرہ کی اہلیہ سے دین کی جدوجہد سے بہر
مناستہ ہو کر پیڑی طرح شریک کار تھے۔ آپ نے ہی حضرت مجدد کو سب سے پہلی بار
”حبۃ النافی“ کہا (محدثۃ الثانی کا نظریہ توحید صفحہ ۱۱) اور حضرت مجدد کے
معلون و مددگار سمجھے۔

آپ تہذیب و معرفت کے ساتھ ساتھ گراں قدر نصائیف کے لکھنے والے تھے۔ حاشیہ لغویہ، ہجڑاوی حاشیہ، مرقاۃ تلخیص، حاشیہ شرح علانیہ، مفتی عبدالغنی، حاشیہ غلابی، حاشیہ شریف، موافق، حاشیہ ملا جلال، دہلوی، حاشیہ شرح شمیم، حاشیہ شرح مطالعہ الانوار، حاشیہ دارالاحکام، حاشیہ علاج الامراض، حاشیہ بحوالہ المغیر، حاشیہ یہ طولی، حاشیہ شریف، آپ کی دیگر کتابیں ان حاشیوں کے دنیائے علم و ادب میں بھی شہرہ رکھ کر دی گئیں۔ دنیا بھر کے علماء نے ان حاشیوں کو اپنا اہم ترین کتب خانہ بنوے۔ خوش قسمتی سے ہمارے حاشیے بچ گئے اور بے یمن ہیں۔

آپ حضرت شاہ دولہ گجراتی زیارت کر کے مبارک ٹھکانے سے تشریف لے کر آئے۔

مشہور اور عید عالم تھے۔ مدارج النبوت، جذب القلوب الی ديار الجنوب (اندر رخ مدینہ) تکمیل الایمان، شرح مشکوٰۃ وغیرہ کتابیں آپ ہی کی تصنیف ہیں۔ آپ نے اپنے چیتے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھیج کر پوچھا۔ کہ حضرت عظیم علیہ السلام جو حضرت یوسف علیہ السلام پر لٹنے فرماتے تھے، اس میں پسینہ کیا تھا، آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا مفصل جواب لکھ کر عنایت کیا۔ چنانچہ اس کا ذکر بھی تجدید الف کے اکیسویں سال میں لکھا گیا ہے۔ مولوی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس جواب کو دیکھ کر رنگ رہ گئے، آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متفقہ اور آپ کے کمالات کے مقرر ہوئے۔

حضرت مولانا جمال لاہوریؒ مولوی رحمہ اللہ | اہل ثنائی رضی اللہ تعالیٰ علیہ کے ہمسفر اور مرید تھے۔ ہندوستان کے بڑے عید عالموں میں شمار ہوتے تھے۔ بلکہ جب الہیہ کے وزیر الہ الفضل نے تفسیر پر نقطہ لکھنے کے لئے تمام علمائے ہندوستان کو بلایا، تو ان میں مولانا جمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اہل ثنائی پہلے پہنچے۔ آپ کے مرید ہونے کا حال پہلے لکھا گیا ہے۔

حضرت مولانا حسن قباوانی رحمہ اللہ | عالم اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمسفر تھے۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فانیہ مرید ہوئے۔

دینیہ ماضیہ سحرنا ایستہ (انکے مقام پر تھے) کہ وہاں فرمایا۔ مزار آپ کے مدرسہ مسجد اہل عالمیہ کی کوئٹہ زمین پر سیاہ کوٹ میں مریض عبد ثقی ہے۔

آپ اور النہر کے بڑے علماء تھے۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمسفر تھے۔ آپ نے جب آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کی کتاب اور کلام کو مشافہت بہت متفقہ ہوئے اور فانیانہ مرید ہو گئے، چنانچہ ان دونوں عالموں کے مرید ہونے کا حال پہلے لکھا گیا ہے۔

معاصر شعراء

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وقت میں مرنی، ظہوری، شیدہ طالب، بطیم، طالب اہلی، شوکت بخاری اور قاسم انوری وغیرہ شعرا موجود تھے۔ نصفا مد عرفی اور ساقی نامہ ظہوری مشہور ہیں، ساقی نامہ کے حسب ذیل دو قطعے بھی رعایت اپنے آگے۔ قطعہ

اگر حنا سر چوں لب نمی پر کنند گداز بخیاں مسطر کنند
سود و نقطہ جسم از بے ہم سبست رفتہ پر روستہ ہم

عبرہ زیک رنگی دوستان کہ بود نہ چوں گل دریں بوستان
چمن را تر و تازہ آراستند چرخ ہم نشینند و برناستند

کتابہم کی ایک غزل بھی پسند آئی، میں کا ایک شعر یہ ہے۔

ہنوز اندک شعور و ادم ز من سنگد
چشم فست خود بکلیف ز این بام خالی

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں حسب ذیل بادشاہ تھے۔
ہندوستان میں جلال الدین اکبر بادشاہ تھا۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں
ہرشاہ کی ابتدا اسی بادشاہ کے عہد میں ہوئی۔ اہل ہند اس کے بیٹے جہانگیر کے عہد میں
وئی۔ اکبر دین سے مراد ہو گیا تھا جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے۔ مگر جہانگیر آخری ترمین کا نائب
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عہد یہ تھا۔ آنجناب نے اسے نہایت وسعت و وفور کی خوشخبری سنائی۔ تو ان
میں ان دنوں عبداللہ شاہ اور بک نامی حکمران تھا۔ وہ بھی خاندان حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ
سوا کا مدد تھا۔ ایران میں اس وقت شہید ہو کر نثار عباس کی حکومت تھی۔ عبداللہ
خال اور بک شاہ تہران نے حضرت تہوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے نثار عباس
واچھے ایران سے جنگ کے کہیں کہیں اسے مذہب اہل حق و ہدایت پر لانا چاہتا تھا جس
میں شاہ عباس کو شکست ہوئی۔ چنانچہ یہ سارا قلعہ جدید الف کے ساتویں سال
میں منسلک لکھا گیا ہے۔

الحمد لله الذي هدانا لهذا
وما كنا لنهتدي لولا ان هدانا
الله لقد جئت رسل ربنا بالحق

بکتاب ی رود عقل پر پیژاد مہارگ باد مرگستہ نوباد شاد
میرزا یاسینر بہت شہور ہے اور اس کے شعر بھی نہایت زمین اور
نگین ہیں چنانچہ کتاب ہے
عقل و لعب اوتاب شدہ عینک چشم آفتاب شدہ
قصائد و غزلیات بہت اچھے ہیں۔ حسب ذیل شعر انھیں کے قصائد سے ہے۔
حرمان وصل پیوست چو مطلب خطائے دست
عواہی بہرہ شمس و خواہی با منتظر
سر مندر میں چو شہر بہتے تھے اے میر شرف الدین حسین۔ مفاہیر حسین مظفر
حسین اور محمد رائق راجہ جس کے حالات اس سے پہلے لکھے جا چکے ہیں۔

(سابقہ صفحہ سے آگے)

فیہمست بخدا ہی اسی عہد میں تھے۔ اہل حق کو نثار شاہ نے اہل حق و اہل حق و اہل حق
چھوڑ دیا۔ آپ کی شہرگرتی کو آپ کے حاضریں اور عہد میں آئے واپس آئے اہل حق نے جو تین تہیں
کیا۔ پنجاب سے نکل کر آپ کی شہرگرتی اور نثار شاہ کی شہرگرتی اور نثار شاہ کی شہرگرتی
کو جیسوں کی رونق بنایا۔ آپ حضرت شیخ عبدالقادر گیلانی کے مدد کی اہمیت کے لئے بغداد
پہنچے۔ پھر اور کابل گئے۔ نثار شاہ ان کو دینے کو محمد افضل مرغزلے نے ان کو تہران میں بٹھایا۔
آپ کو محمد خان کوآپ کوآپ کے ہاتھ میں لکھا کے کافی تھے۔ اور اسی زمانہ میں
۱۰۰۰ء میں شہر کی رنگ شال لکھی۔ آپ کا ایک ایک شعر شہر کے صحر کی زبان پر تھا۔ شہر
کے علاوہ وچان فیہمست جسے آپ کی یادگار ہے۔ شہر کی رنگ شال کی تہریت کا یہ عالم تھا
کہ جہاں خطے تھے تیار ہوئے۔ اہل شاہ اندر کئے گئے۔ چنانچہ رنگ شال کے جواب میں ان کی شہرگرتی
لکھی گئیں۔ اس کی مدد پر ان کی شہرگرتی نے دینے زبان کی۔ جیسا کہ ان کی شہرگرتی چپ کر شال ہوئے۔ اللہ
بام شاہ نادر کی شہرگرتی کی مدد پر ان کی شہرگرتی نے دینے زبان کی۔ جیسا کہ ان کی شہرگرتی چپ کر شال ہوئے۔ اللہ
کے عہد حکومت میں فوت ہوئے۔ مزار کلام میں ہے (ماخوذ از شریفیہ السامانیہ ج ۲)

چمکے سلاطین | آغ حضرت رشی اللہ عنہ کے ہم عصر بادشاہ ہندوستان میں ہنگامے
 شاہجہان اور اورنگزیب تھے۔ جہانگیر کے وقت ملک
 مستقیمیت پر تشریف فرما ہوئے۔ شاہجہان کے وقت سے لے کر اورنگزیب
 کی ابتدائی سلطنت تک آپ کا دور دورہ رہا۔ بیوں بادشاہ آغ حضرت کے مرتبے تھے
 جیسا کہ پیشہ ہائی ہو چکا ہے۔
 تو ان میں عبدالعزیز خان بادشاہ تھا اور ایران میں شاہ سلیمان، یہ دونوں بادشاہ
 بھی آغ حضرت رشی اللہ عنہ کے مرتبے تھے۔

وصلى الله تعالى على جميعهم عتيد قرأه واصحابه
 وذريئهم واصحابهم اجمعين الى يوم الدين - امين امين
 يا رب العالمين بس جنتك يا ارحم الراحمين ۔

اللهم اغفر لمن عفا عن ذنوبهم
 وعفاه الله وامن سعيه

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱